مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان
www.waseemziyai.com

شیعوں کے عقائد و نظریات

مذہبِ شیعہ سے متعلق مستند و معلوماتی

7 رسائل کا بہترین مجموعہ

تعزیہ داری

تبرّا

ماتم

متعہ

نوحہ خوانی

مکتبہ برکات المدینہ
اہلسنت کا منفرد اشاعتی ادارہ

August-2018

اہلسنت وجماعت کا قرآن وسنت کا عظیم ادارہ۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی

جہاں اسلامی اور عصری علوم کا عظیم امتزاج

مختصر تعارف

طلباء

شعبہ حفظ: 145 — شعبہ ناظرہ: 200

درس نظامی: 105 — شعبہ تجوید: 11

اور انہی شعبہ جات میں سے 400 سے زائد طلباء اسکول کی تعلیم انٹر تک حاصل کر رہے ہیں نیز کم و بیش 100 طلباء مدرسہ میں رہائش پذیر ہیں جن کے طعام وقیام اور میڈیکل کا خرچ مدرسہ برداشت کرتا ہے۔

مدرسہ کا اسٹاف

شعبہ حفظ وناظرہ: 14 اساتذہ — شعبہ درس نظامی وتجوید: 10 اساتذہ

شعبہ عصری علوم (اسکول): 11 اساتذہ

باورچی: 2 — خادم: 4 — چوکیدار: 2

کل طلباء کم وبیش 461 اور پورا اسٹاف 43 افراد پر مشتمل ہے۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

DONATION

HABIB BANK LTD.BARNESS STREET BRANCH
ACC TITLE:MARKAZ UL ALOOM ISLAMIA(TRUST)
ACC NO:00500025657003 - branchcode:0050

f @markazuloloom — waseem ziyai

www.waseemziyai.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ القرآن

اے ایمان والو!

اللہ سے ڈرو، اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یارِ غار، فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جانثار
عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ حق کے شعار، سب مان لو حق چاریار

شیعوں کے عقائد و نظریات

مذہبِ شیعہ سے متعلق مستند و معلوماتی 7 رسائل کا بہترین مجموعہ

مکتبہ برکات المدینہ
اہلسنت کا منفرد اشاعتی ادارہ

MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : شیعوں کے عقائد ونظریات (مجموعہ رسائل)

تصانیف : امام ربانی حضور سیدنا مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ

امام اہلسنّت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر محب رسول قادری بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت علامہ ابو حذیفہ محمد کاشف اقبال مدنی رضوی مدظلہ العالی

فقیہ اعظم مولانا ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مولانا افتخار احمد حبیبی قادری اور حضرت شیخ الاسلام علامہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

صفحات : ۵۸۴

بار دوم سن اشاعت : ذوالحجۃ الحرام ۱۴۳۹ھ بمطابق ستمبر ۲۰۱۸ء

ہدیہ : /- روپے

ناشر : مکتبہ برکات المدینہ، جامع مسجد بہارِ شریعت، بہادر آباد، کراچی۔

فون: 34124141 موبائل: 0321-3531922

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، انفال سینٹر، اردو بازار، کراچی اور لاہور۔ فون: 32212011

مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی۔ فون: 34926110

مکتبہ قادریہ، برائٹ کارنر، نزد چاندنی چوک، کراچی۔ فون: 34944672

جیلانی پبلشرز، فیضانِ مدینہ، کراچی۔ فون: 34911580

مکتبہ رضویہ، گاڑی کھاتہ، آرام باغ، کراچی۔ فون: 32627897

شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور۔ فون: 7246006

زاویہ پبلشرز، دربار مارکیٹ، لاہور۔ فون: 7248657

مکتبہ جمالِ کرم، دربار مارکیٹ، لاہور۔ فون: 7324948

مکتبہ اعلیٰ حضرت، دربار مارکیٹ، لاہور۔

مکتبہ نوریہ رضویہ، دربار مارکیٹ، لاہور۔

پروگریسو بکس، اردو بازار، لاہور۔ فون: 7352795

فرید بک سٹال، اردو بازار، لاہور۔ فون: 7224899

مکتبہ مہریہ کاظمیہ، نیو ملتان۔ فون: 061-6560699

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

فہرست

• رسالہ ردِّ روافض

تصنیف

قدوۃ المحققین غوث الکاملین غیاث العارفین امام ربانی حضور سیدنا

مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

صفحہ نمبر: ۵ سے ۷۸

• ردّ الرفضہ

تصنیف

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت، مولانا الشاہ

امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قادری برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۲۷۲ھ ۱۳۴۰ھ

صفحہ نمبر: ۷۹ سے ۱۱۲

• ردِّ روافض

تصنیف

شہزادہ شاہ فضل رسول تاج الفحول حضرت علامہ مولانا

شاہ عبد القادر محب رسول قادری بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

صفحہ نمبر: ۱۱۳ سے ۲۲۶

• شیعہ کے ۲۲ سوالات کا تحقیقی محاسبہ

تحریر

مناظر اسلام ترجمان مسلک رضا مبلغ اہل سنت

حضرت علامہ ابو حذیفہ محمد کاشف اقبال مدنی رضوی مدظلہ

صفحہ نمبر: ۲۲۸ سے ۳۲۳

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

• شیعہ مذہب کی ابتداء

مدلل اور معلومات افزا | مختصر مگر جامع تحریر

تحریر

فقیہ اعظم مولانا ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی

صفحہ نمبر: ۳۲۵ سے ۳۹۰

• راہنمائے شیعہ

تالیف

مولانا افتخار احمد حبیبی قادری

صفحہ نمبر: ۳۹۱ سے ۴۵۴

• مذہبِ شیعہ

تصنیف

حضرت شیخ الاسلام علامہ محمد قمر الدین سیالوی

صفحہ نمبر: ۴۵۵ سے ۵۸۲

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

رسالہ ردِّ روافض

تصنیف لطیف

قطب المجددین غوث الکاملین غیاث العارفین امام ربانی حضور سیدنا

مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ترتیب

حضرت علامہ مولانا **غلام مصطفیٰ مجددی**

ایم اے علوم اسلامیہ پنجاب

www.waseemziyai.com

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

انتساب

بنامِ اقدس

شہنشاہ اقلیم ولایت، تاجدار ملک حقیقت

قیوم زمانی، عارف ربانی، غوث صمدانی

سیدنا مجددِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ

جن کی برکت سے

- ......برصغیر پاک و ہند میں اسلام زندہ ہوا
- ......ایمان کے اجالے بکھرے
- ......عرفان کے پھول مہکے
- ......وحدت کے چاند چمکے
- ......حقیقت کے راستے کھلے
- ......معرفت کے مشاہدے عام ہوئے

﴿مجددی﴾

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

فہرستِ مضامین

ابتدائیہ	10
رافضیوں کے مختلف گروہ	15
عقائد روافض کی حقیقت	23
صحابہ کرام کا دفاع	24
روافض کا جواب	25
حضرت مجدد کا محاکمہ	27
شان خلفاء ثلاثہ	32
سبِّ صحابہ کفر ہے	39
روافض کا جواب	〃
حضرت مجدد کا محاکمہ	40
صدیق اکبر کی صحابیت	45
روافض کا جواب	〃
حضرت مجدد کا محاکمہ	46
حضرت امیر کی بشارت	47
روافض کا جواب	〃

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

○ ...... حضرت مجدد کا محاکمہ ...... ﴿49﴾
○ ...... شیعہ کا قتال واخذ اموال ...... ﴿54﴾
○ ...... روافض کا جواب ...... ״
○ ...... حضرت مجدد کا محاکمہ ...... ״
○ ...... مقام امیر معاویہ ...... ﴿57﴾
○ ...... شان صدیقہ پر اعتراض ...... ﴿58﴾
○ ...... مشاجرات صحابہ ...... ﴿62﴾
○ ...... مناقب اہل بیت ...... ﴿63﴾
○ ...... تحشیہ ﴿ضروری مباحث﴾ ...... ﴿69﴾

......﴿میر مومن بلخی رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام﴾......

اگر کبرسنی اور بعد مسافت مانع نہ ہوتی تو ضرور خدمت شریف میں حاضر ہوتے اور ساری عمر خدمت میں گزار دیتے ان بلند احوال وانوار سے مستنیر ہوتے جن کو نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی آنکھ نے دیکھا چونکہ یہ موانع درمیان میں ہیں تو التماس یہ ہے کہ اپنے مخلصین میں تصور فرما کر افاضات غائبانہ کے ساتھ ان محبین کے احوال کی طرف متوجہ ہوں جو اگرچہ بظاہر دور ہیں مگر دل سے حضور میں ہر وقت حاضر رہتے ہیں۔ ﴿زبدۃ المقامات:۲۱۹﴾

......⊙......

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

......﴿تعارف﴾......

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

یہ رسالہ فارسی زبان میں ہے، دسویں صدی ہجری کے اواخر میں، خراسان میں روافض نے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف فتنہ سب وشتم برپا کیا تو علمائے ماوراالنہر نے ان کے خلاف جہاد وقتال کے لزوم کا فتویٰ صادر فرمایا چنانچہ اہل اسلام نے ان کو خوب سزا دی، مشہد کا محاصرہ کیا، اس دوران رافضی علما نے، علمائے ماورا النہر کے فتویٰ کا رد لکھا، وہ تردیدی رسالہ ہندوستان میں پہنچ گیا اور وہاں بھی فتنہ برپا ہوگیا، اکبری و جہانگیری دور میں مرزا غیاث بیگ اور اس کی نورنظر نور جہاں کی بدولت روافض خوب پروان چڑھ رہے تھے، امرا اور روسا سے لے کر عوام تک ان کے اثرات دکھائی دینے لگے تو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے خاتمے کا تاریخی بیڑا اٹھایا، آپ نے روافض سے مناظرے کئے، یہ رسالہ رد روافض بھی انہی مساعی جمیلہ کی ایک کڑی ہے، حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ زبدۃ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

المقامات میں فرماتے ہیں:

"و بعضے رسائل شریفہ بہ تازی و بہ فارسی در نہایت بلاغت و فصاحت تصنیف فرمودہ کہ ازاں جملہ است رسالہ تہلیلہ و رسالہ رد شیعہ با آنکہ در ایام ارباب تشیع دران بلاد در غایت حشمت و جاہ بودند و بہ سلطان تقرب تمام و قرابت داشتند نیز بہ دین و ارباب دیں در نہایت عداوت بود لیکن جوش غیرت اسلام کہ حضرت ایشاں را حق تعالیٰ سبحانہ عطا فرمودہ بود ملاحظہ این و آں در خاطر عاطر شان فتور نمی نمود" ﴿صفحہ نمبر ۲۰۲﴾

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے کہ اس فتنے کو ختم کرنا مسلمانوں کی گردنوں پر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کا احسان ہے۔

درحقیقت یہ رسالہ رافضی علما کے اس تردیدی رسالہ کا رد بلیغ ہے، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پہلے علمائے ماوراالنہر کا فتویٰ نقل فرماتے ہیں، پھر شیعہ حضرات کا جواب اور اس کے جواب میں علمائے ماوراالنہر کی تائید میں دلائل و براہین سے اسلامی عقائد و نظریات کو ثابت کرتے ہیں: جزاہ اللہ عن الاسلام والمسلمین خیرالجزاء،

منشی حبیب الدین سوزاں نے اس رسالہ پر خوب تبصرہ فرمایا ہے

ہر نکتہ سر بستہ او نافہ مشک است
ہر نقطۂ او شوخی از چشم غزال است
فیض رقمش از تتق غیب سروش است

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مہ قلمش در افق فضل ہلال است
صد باز زسر تا سر ہر حرف گزشتم
لیلیٰ است کہ سر تابہ قدم غنج ودلال است
دریوزہ گر زلہ او بند حریفاں
الحق رگ ابر قلمش ، بحر نوال است

یہ رسالہ مبارکہ آپ نے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہونے سے پہلے گویا اثبات النبوۃ کے بعد اور تہلیلیہ سے پہلے رقم فرمایا، اسطرح اسے حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی پہلی فارسی تصنیف ہونے کا شرف حاصل ہے، اس رسالہ کا نام اکثر تذکروں میں رد مذہب شیعہ بھی وارد ہے، جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کا خیال ہے کہ یہ رسالہ ۱۰۰۲ھ میں تحریر کیا گیا ہے، اس رسالے سے شیعہ حضرات کے متعلق آپ کے خیالات کا بخوبی علم حاصل ہوتا ہے، آپ نے اپنے موقف کی تائید میں جا بجا آیات و احادیث اور عربی عبارات کا قابل قدر ذخیرہ فراہم کیا ہے جو معلومات کا انمول خزانہ ہے، آپ شیعہ حضرات کے متعلق دوٹوک الفاظ میں فیصلہ فرماتے ہیں کہ وہ صحابہ کرام کو برائی کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور ان سب پر سب وشتم کرتے ہیں، اس لیے علمائے اسلام پر واجب ہے کہ ان کی پرزور تردید کریں اور ان کے مفاسد کو طشت از بام کریں۔

......⊙......

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً علیہ کما یحب ربنا ویرضی والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد اکرم البشر المبعوث الی الاسود والاحمر کما یناسب بعلو شاہ وبحری وعلیٰ خلفاء الرشدین المہدیین و ذریتہ واھل بیتہ الطیبین الطاھرین وسائر اصحابہ المرضیین کما یلیق بمراتبہم العظمیٰ ودرجاتہم العلیاء

امابعد

ابتدائیہ:

یہ بندہ کمترین جو خداوند واحد وصمد کی رحمت کا محتاج ہے اور علمائے اہلسنت و جماعت کا خادم ہے، احمد بن عبدالاحد عمری و فاروقی نسباً سرہندی مولداً حنفی ملۃً و مذہباً کہتا ہے کہ دیار ہندوستان ہر چند تمام ممالک سے اسلام

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

میں متاخر ہے اور کوئی صحابی اس اقلیم میں تشریف فرما نہیں ہوا، لیکن پھر بھی اسلام یہاں ظاہر ہوا، سلاطین اسلام نے اسے مضبوط کیا اور مشائخ عظام اور اولیا کرام ''اطراف و جوانب'' سے تشریف لائے، زمانہ بہ زمانہ دین کے معالم اور اسلام کے اعلام ترقی کرتے رہے کہ اس ملک کو تمام ممالک سے ایک وجہ سے نہیں متعدد وجوہات سے ''مزیت وفضیلت'' حاصل ہوگئی، اس کے تمام اسلامی باشندے ''عقیدہ حقہ'' اہل سنت و جماعت پر ہیں اور اہل بدعت وضلالت کا اس دیار میں نشان نہیں، سب ''طریقہ مرضیہ حنفیہ'' رکھتے ہیں، حتیٰ کہ اگر کوئی شخص بالفرض مذہب شافعی و حنبلی رکھتا ہو، ڈھونڈنے سے نہیں ملتا اگرچہ یہ اہل حق کے مذاہب ہیں اور اہل ہوا و بدعت سے گریزپا ہیں، حضرت خواجہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ ملک ہند کی تعریف میں فرماتے ہیں:

خوشا ہندوستان و رونق دین
شریعت را کمال عزو تمکیں
زبردستان ہند و گشتہ پامال
فرودستان ہمہ درد ادن مال
بدیں عزت شدہ اسلام منصور
بداں خواری سران کفر مقہور
بہ ذمت گر نہ بودے رخصت شرع
نہ ماندے نام ہندو ز اصل تافرع

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

زغز نین تالب دریا دریں باب
ہمہ اسلام بینی بر یکے آب
نہ ترسائے کہ از نا ترسگاری
نہد بر بندہ داغ کردگاری
نہ از جنس جہوداں جنگ و جوریت
کہ قرآن کند دعوی بہ توریت
نہ مغ کز طاعت آتش شود شاد
و زو باصد زباں آتش بہ فریاد
مسلمانانِ نعمانی روش خاص
زدل ہر چار آئیں رابہ اخلاص
نہ کیں باشافعی نے مہر بازید
جماعت راوسنت رابہ جاں صید
نہ اہل اعتزالے کز فن شوم
ز دیدار خدا گردند محروم
نہ رفض تا رسد زاں مذہب بد
جفائے بر وفا داران احمد
نہ زاں سگ خارجی کز سینہ سازی
کند باشیر حق روباہ بازی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

زہے ملک مسلماں خیز و دیں جوئے
کہ ماہی نیز سنی خیز و از جوئے

یعنی ہندوستان رونق دین ہے، جہاں شریعت کو عزت و تمکنت کا کمال حاصل ہے، اسلام منصور ہے، کفر مقہور ہے، غزنی سے اس لب دریا تک اسلام ہی اسلام ہے، یہاں یہود و نصاریٰ، آتش پرست، معتزلہ، خارجی، رافضی کوئی نہیں، سب اہل سنت و جماعت مسلمان ہیں، یہاں کے دریا کی مچھلی بھی سنی کہلائے گی۔ ﴿ملخصا﴾

تقریباً پانچ سو سال اسی "مرافت و لطافت" میں گزرے، تا آنکہ خاقان اعظم عبداللہ خان کے دور میں شیعہ نے ﴿خراسان﴾ میں غلبہ و شیوع پیدا کر رکھا تھا، ﴿اس نے خراسان پر حملہ کیا﴾ بعض شیعہ قتل ہوئے اور بعض جلاوطن ہو کر ہندوستان آئے اور حکام وسلاطین کا تقرب حاصل کر کے بعض جہلاء کو جھوٹے مقدمات اور فریب زدہ مغالطات سے گمراہ کیا اور راہ سے دور لے گئے، ہر چند اقلیم خراسان میں فتنہ وفساد سے سکون ہوا اور مسلمان ان کی شرارت سے آزاد ہوئے، لیکن دیار ہند میں ان بدکیشوں کے "قدوم بد" کی بدولت مسلمانوں میں "فتور عظیم" واقع ہوا اور فتنہ از سرنو بیدار ہو گیا، منقول ہے کہ ایک بزرگ نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ دعا کی "الٰہی اہل خراسان کی جمعیت پر نگاہ رکھ اور تفرقہ سے امان بخش! مریدوں نے کمال تعجب سے پوچھا "یا شیخ یہ دعا کیا ہے، جو آپ نے ان بے دولتوں کے بارے میں کی، فرمایا ان کا تفرقہ تمام عالم کے "تفرقہ وضلالت" کا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

موجب اور فتنہ خفتہ کی بیداری کا سبب ہے۔

اسی دوران عبداللہ خان کے محاربہ مشہد کے وقت شیعہ نے جواباً ماوراالنہر کے علما کرام کو رسالہ لکھا، اس جوابی رسالہ میں باب ''مسلمانوں پر تکفیر شیعہ اور ان کے اخذ اموال کی اباحت'' میں اس قلیل البضاعت نے اس کے ابلہ فریب مقدمات کو بغور پڑھنے سے یہ ﴿نتیجہ﴾ حاصل کیا کہ اس میں خلفائے ثلاثہ کی تکفیر ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ذم و تشنیع ہے، بعض طلبہ شیعہ ان حدود سے متردد تھے اور ان مقدمات پر ''افتخار و مباہات'' ظاہر کرتے تھے، امراء و سلاطین کی مجالس میں ان مغالطات کو شہرت مل رہی تھی، اگر چہ یہ فقیر ان ''مجالس و معارک'' میں بالمشافہ ان ''منقولہ و معقولہ'' مقدمات کو رد کرتا اور ان کی صریح غلطیوں کی اطلاع دیتا رہا مگر میری حمیت اسلام اور رگ فاروقی نے اس قدر ''رد و الزام'' پر کفایت نہ کی اور سینہ بے کینہ کی شورش کو تشفی نہ ہوئی، خاطر فاتر کا قرار اس میں ہے کہ ان کے مفاسد کا اظہار اور ان بدکیشوں کے مطالب کا ابطال جب تک ''قید کتابت'' اور حیز تحریر'' میں نہ آئے گا فائدہ تمام اور نفع عام نہ ہوگا، پس میں نے ان کے ''مقاصد فاسدہ'' اور ''عقائد کاسدہ'' کی تردید کی، جو اس رسالہ میں وارد تھے، میں نے اللہ صمد و ودود کی مدد سے اپنا مقصود حاصل کیا، بے شک وہی حفاظت کرنے والا مولا ہے اور مددگار ہے، اور اسی کی طرف سے توفیق اور تحقیق ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

رافضیوں کے مختلف گروہ:

جان لو! اللہ تعالیٰ نے تمہارا ارشاد اچھا کیا، شیعہ، حضرت پیغمبر اعظم ﷺ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امام برحق مانتے ہیں، نصِ جلی سے یا نص خفی سے، اور کہتے ہیں کہ امامت ان کی اولاد سے باہر نہیں جاسکتی، اگر جائے گی تو ظلم سے جو اُن کے غیر نے ان پر ڈھایا، یا تقیہ سے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا یا ان کی اولاد نے، شیعہ کے کثرت طرق اور تعدد اصناف کے باجود بائیس گروہ ہیں، ہر گروہ نے دوسرے گروہ کا رد کیا ہے اور اس کے ''قبائح وشنائع'' کو ظاہر کیا ہے۔

وکفی اللہ المومنین القتال

﴿اور اللہ نے مومنوں کو لڑائی کی کفایت فرمادی﴾

ہمیشہ باد خصوصت جہو دو تر سارا
کہ قتل ہر دو طرف خوب تر بود مارا

یعنی ہمیشہ یہود ونصاریٰ کی دشمنی کی ہوا اور ہر دو طرف کا قتل ہمارے لئے خوب تر رہا، ان کے قدما اور اقدمین میں اور ''اوائل واواخر'' میں تفاوت عظیم ہے، مگر ان کے جمیع فرقے ''کمال تعصب وعناد'' کے سبب ''لعن وتکفیر'' کے مستحق ہیں کہ ان کا بہترین عمل اور فاضل ترین عبادت ہمارے اسلاف کو گالیاں دینا اور خلفائے راشدین پر طعن کرنا ہے، بلکہ ان کی تکفیر کرنا ہے، ان مباحث کی تحقیق عن قریب مذکور ہوگی، انہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی کو خرید کرلیا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

حضرت خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ترسم ایں قوم کہ بردرد کشاں میخند ند
بر سر کار خرابات کنند ایماں را

ہم اپنے مقصود کے آغاز سے قبل ان کے چند گروہوں کا ذکر کرتے ہیں اوران کے مقاصد کی حقیقت پر اطلاع کرتے ہیں کہ ان بداندیشوں کے ''فضائح و شنائع'' مکمل طور پر معلوم ہوسکیں۔

1: طائفہ سبائیہ:

یہ عبداللہ بن سبا کے اصحاب ہیں، وہ ان کا قدیم رئیس ہے، اس نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو معبود کہا اور انہوں نے اسے شہر مدائن سے نکال دیا، وہ کہتا تھا کہ ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید نہ کیا بلکہ شیطان کو مارا جو ان کی صورت میں متمثل ہو چکا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ تو بادل میں ہیں، چنانچہ رعد ان کی آواز ہے اور برق ان کا تازیانہ ہے اور اس کے تابع دار آواز رعد کی سماعت کے دوران 'علیك السلام یاامیر المومنین' کہتے ہیں۔

2: طائفہ کاملیہ:

یہ ابو کامل کے اصحاب ہیں، یہ حضرت پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی تکفیر کرتے ہیں، اس لئے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کی نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بھی تکفیر کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنا حق ترک کیا اور وہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

تناسخ کے قائل ہیں۔

3: طائفہ بیانیہ:

یہ بیان بن سمعان کے اصحاب ہیں، یہ کہتے ہیں کہ خدا انسان کی صورت ہے، وہ چہرے کی سوا سب ہلاک ہو جائے گا، روح خدا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ میں، ان کے بعد محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ میں، ان کے بعد ان کے بیٹے ہاشم میں اور ان کے بعد بیان میں حلول کیا۔

4: طائفہ مغیریہ:

یہ مغیرہ بن سعید عجلی کے اصحاب ہیں، یہ کہتے ہیں کہ خدا مرد نورانی کی صورت میں ہے، اس کے سر پر نور کا تاج ہے اور اس کا دل حکمت کا منبع ہے۔

5: طائفہ جناحیہ:

یہ عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ذی الجناحین کے اصحاب ہیں، تناسخ ارواح کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ روح خدا نے پہلے آدم میں پھر شیث میں اور اس طرح انبیا کرام اور ائمہ میں، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد میں حلول کیا، اس کے بعد عبداللہ میں حلول کیا، یہ گروہ منکر قیامت ہے، محرمات کو حلال جانتا ہے، مثلاً شراب، مردار اور زنا وغیرہ۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

6: طائفہ منصوریہ:

یہ ابو منصور عجلی کے اصحاب ہیں، وہ حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہتا تھا، حضرت امام اس سے بیزار ہو گئے اور اس کو نکال دیا، سو وہ امامت کا دعویدار ہوا، اس کے اصحاب کا عقیدہ ہے کہ ابو منصور آسمان پر گیا اور حضرت حق سبحانہ نے اپنے ہاتھ سے اس کے سر پر مسح کیا اور فرمایا بیٹا جا! میرے لئے تبلیغ کر، اس کے بعد وہ زمین پر آیا، وہی کسف ہے جو اللہ تعالیٰ کا قول ہے 'وان یروا کسفاً من السماء ساقطاً یقولو اسحاب مرکوم' اور انہی کا قول ہے کہ رسالت غیر منقطع ہے، جنت سے مراد امام ہے، جس کی محبت پر ہم مامور ہیں اور نار اس شخص کی طرف کنایہ ہے جس کے بغض کا ہمیں حکم ہے، جیسے ابو بکر و عمر، اسی طرح فرائض سے مراد وہ جماعت ہے جس کی محبت کا امر فرمایا گیا اور محرمات سے مراد وہ طائفہ ہے جس کی نفرت کا امر فرمایا گیا۔

7: طائفہ خطابیہ:

یہ ابو خطا اسدی کے اصحاب ہیں، وہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہتا تھا، جب حضرت امام کو اپنے بارے میں اس کا غلو معلوم ہوا تو بیزار ہو گئے اور اسے اپنی صحبت سے اٹھا دیا، پھر اس نے اپنی امامت کا دعویٰ کیا، اس گروہ کا کہنا ہے کہ ائمہ، انبیا ہیں، نیز ابو خطاب نبی ہے، بلکہ اس نے اس قدر گمراہی پر کفایت نہ کی، کہنے لگا، ائمہ خدا ہیں، جعفر صادق خدا ہے، مگر ابو خطاب

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ان سے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی افضل ہے، اس گروہ نے اپنے مخالف پر اپنے موافق کیلئے جھوٹی گواہی کو حلال ٹھہرایا، نیز کہتے ہیں کہ جنت دنیا کی نعمتوں کا نام ہے اور ناراس کے غموں کا نام ہے، دنیا ہرگز فنا نہ ہوگی، محرمات کو حلال اور فرائض چھوڑنے کو جائز مانتے ہیں۔

8: طائفہ غرابیہ:

اس گروہ کا کہنا ہے کہ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ تر تھے، جیسے کوے کو کوے سے، مکھی کو مکھی سے مشابہت ہوتی ہے، حق سبحانہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف وحی بھیجی، جبریل کو کمال مشابہت کی وجہ سے دھوکہ ہوا، انہوں نے وحی حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دی، ان کا شاعر کہتا ہے۔

غلط الا مین فجازہ عن حیدرہ

یعنی جبریل امین نے غلط کیا، خدا نے اپنے حیدر سے اس کو جائز قرار دیا، وہ حضرت جبریل علیہ السلام پر لعن کرتے ہیں۔

9: طائفہ ذمیہ:

یہ حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خدا تھے، انہوں نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا کہ لوگوں کو ان کی طرف بلائیں، انہوں نے لوگوں کو اپنی طرف بلایا، بعض ذمیہ ان دونوں کو خدا مانتے ہیں، ان میں ایک جماعت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو الوہیت میں مقدم مانتی ہے اور دوسری

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

جماعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو، ان میں ایک جماعت پانچ خداؤں کی قائل ہے اور وہ ہیں اصحاب عبا، یعنی حضرت محمد ﷺ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حسن و حسین رضی اللہ عنہما، اس کا عقیدہ ہے کہ یہ پانچوں ہی شے واحد ہیں اور ان میں روح نے برابر حلول کیا ہے اور ایک کو دوسرے پر ہرگز کوئی مزیت وفضیلت نہیں، وہ فاطمہ کی تاء تانیث کو نہیں مانتے کہ شائبہ تانیث سے بچا جا سکے۔

10: طائفہ یونسیہ:

یہ یونس بن عبدالرحمٰن قمی کے اصحاب ہیں، یہ کہتے ہیں کہ خدا عرش پر ہے، ہر چند فرشتوں نے اس کو اٹھایا ہے مگر وہ فرشتوں سے زیادہ قوت والا ہے جیسا کہ کلنگ کہ وہ اپنے دونوں پیروں پر زور ڈالتا ہے، وہ اپنے دونوں پیروں کی بدولت بڑا اور زیادہ قوی ہے۔

11: طائفہ مفوضہ:

ان کا کہنا ہے کہ خدا تعالیٰ نے دنیا کو تخلیق فرمایا اور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو تفویض کر دی اور ان کیلئے دنیا کی ہر چیز مباح قرار دی، بعض کا کہنا ہے، دنیا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سونپ دی گئی۔

12: طائفہ اسماعیلیہ:

یہ باطن قرآن کے قائل ہیں نہ ظاہر قرآن کے اور کہتے ہیں کہ باطن کی نسبت ظاہر کے ساتھ اس طرح ہے جس طرح مغز کی چھلکے کے ساتھ اور جو کوئی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ظاہر قرآن سے تمسک کرتا ہے وہ اوامر کے امتثال اور نواہی سے اجتناب کے عذاب و مشقت میں گرفتار رہتا ہے اور باطن قرآن اس کے ظاہر سے ترک عمل تک لے جاتا ہے، اس مطلب میں وہ قرآن کی اس آیت سے تمسک کرتے ہیں، حق عزوجل نے فرمایا، فضرب بينهم بسورله باب باطنه فيه الرحمة و ظاهره من قبله العذاب، ﴿جبھی ان کے درمیان ایک دیوار، جس میں ایک دروازہ ہے، اس کے اندر کی طرف رحمت اور اس کے باہر کی طرف عذاب ہے، سورۃ الحدید﴾ وہ محرمات کو مباح جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شریعت کے ناطق پیغمبر سات ہیں، آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، حضرت محمد علیہم السلام اور محمد مہدی رضی اللہ عنہ کو رسولوں میں خیال کرتے ہیں، ان کی دعوت کی اصل شرائع کا ابطال ہے، وہ احکام شریعت میں شکوک ڈالتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں حائضہ کیلئے روزے کی قضا ہے نماز کی کیوں نہیں؟ غسل منی سے کیوں واجب ہوتا ہے، پیشاب سے کیوں نہیں، بعض نمازوں میں چار رکعت، بعض میں تین رکعت اور بعض میں دو رکعت کیوں فرض ہوئیں، وہ شرائع کی تاویلیں کرتے ہیں، وضو سے مراد امام کی موالات اور نماز سے مراد رسول ہے، اس کی دلیل یہ آیت لیتے ہیں، ان الصلوٰۃ تنهٰى عن الفحشاء والمنكر، اور کہتے ہیں کہ احتلام کسی نااہل انسان کے سامنے اسرار کو کھول دینے کا نام ہے اور غسل تجدید عہد ہے، زکات کو معرفت دین کے ساتھ تزکیہ نفس خیال کرتے ہیں، کعبہ نبی ہے اور باب علی، صفا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مروہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور طواف ہفتگانہ ائمہ سبعہ کے موالات کو تصور کرتے ہیں، جنت، تکالیف

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

سے جسموں کی راحت ہے اور نار مزاولت تکالیف سے جسموں کی مشقت، وہ اس قسم کی بہت سی خرافات رکھتے ہیں، نیز کہتے ہیں کہ خداوند موجود ہے اور نہ معدوم ہے، نہ عالم ہے اور نہ جاہل ہے، نہ قادر ہے اور نہ عاجز ہے، جب حسن بن صباح ظاہر ہوا تو اس نے اس دعوت کی تجدید کی اور خود کو نیابت احکام کا مستحق سمجھا ان کے زعم میں زمانہ امام سے ہرگز خالی نہیں، یہ عوام کو علوم میں غور کرنے سے اور خواص کو کتب متقدمہ کے دیکھنے سے روکتے ہیں کہ ان کی فضیحتوں اور قباحتوں سے آگاہ نہ ہوسکیں، یہ داماں فلاسفہ کو تھام کر احکام شریعت کا تمسخر اڑاتے ہیں۔

13: طائفہ زیدیہ:

یہ حضرت زید بن علی زین العابدین رضی اللہ عنہما کے ساتھ منسوب ہے، اس طائفہ کے تین گروہ ہیں، اول جارودیہ جو امامت علی پر نص خفی کے ساتھ قائل ہیں اور صحابہ کرام کی تکفیر کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت چھوڑ دی تھی، دوم سلیمانیہ جو کہتے ہیں کہ امامت خلائق کے درمیان شوریٰ ہے یہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو امام مانتے ہیں اگرچہ لوگوں سے خطا واقع ہوگئی کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے ان کی بیعت کی، ہاں وہ یہ خطا حد فسق تک نہیں لے جاتے۔

یہ حضرت عثمان، طلحہ، زبیر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کی تکفیر کرتے ہیں، سوم تبریہ، جو سلیمانیہ سے موافق ہیں، مگر یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں توقف

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

کرتے ہیں، اکثر زیدیہ اس زمانہ میں مقلد ہیں، وہ اصول میں معتزلہ کی طرف اور فروع کے مسئلوں میں مذہب ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف راجع ہیں۔

14: طائفہ امامیہ:

یہ خلافت علی پر نص جلی کے ساتھ قائل ہیں، اور صحابہ کرام کی تکفیر کرتے ہیں، امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی امامت تک ان کا اتفاق ہے، ان کے بعد امام منصوص علیہ کے بارے میں اختلاف ہے، ان کا مشہور اور مختار جمہور اس ترتیب پر ہے، امام جعفر کے بعد ان کے بیٹے موسیٰ الکاظم ﴿امام﴾ ہیں، ان کے بعد علی الرضا، محمد بن علی التقی، علی بن محمد النقی، حسن بن علی العسکری، محمد بن علی المہدی رضی اللہ عنہم جو امام منتظر ہیں ﴿امام ہیں﴾ اس طائفہ کے اولین ان ائمہ کرام کے ہم مذہب تھے، اور متاخرین تمادی ایام کے سبب بعض معتزلہ کی طرف رجوع کر گئے اور بعض مشبہ کی طرف چلے گئے۔

یہ ان گمراہ اور گمراہ کن فرقوں کا آخر بیان ہے، ان میں دوسرے چند گروہوں کا ذکر نہیں کہ وہ اصول وعقائد میں ان طوائف کے موافق ہیں مگر چند مسائل میں تھوڑا اختلاف رکھتے ہیں۔

عقائد روافض کی حقیقت:

پوشیدہ نہیں کہ جس شخص کو بھی ادنیٰ سی تمیز و درایت حاصل ہے اور ان کے مطالب کی حقیقت سے آگاہ ہے، وہ دلائل کی طرف رجوع کیے بغیر ان کے مفاسد کا فیصلہ کر سکتا ہے، کیونکہ ان کے مقاصدِ موہومہ بالکل ظاہر ہیں اور ان کا بطلان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بدیہی ہے، وہ کمال جہالت سے خود کو اہلِ بیت پیغمبر اور ائمہ اثنا عشر سے منسوب کرتے ہیں، اور ان کی متابعت و موالات کا دعویٰ کرتے ہیں، حاشا و کلا ثم حاشا و کلا کہ وہ اِن کی محبت مفرطہ سے بیزار ہیں اور ان کی متابعت کو قبول نہیں فرماتے، ان بد کیشوں کی محبت نصاریٰ کے رنگ میں ہے، اِس کی تائید اُس روایت سے ہوتی ہے جو امام احمد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کی، انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تجھ میں عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہے، ان سے یہود نے بغض رکھا حتیٰ کہ ان کی پاک ماں پر بہتان لگایا، اور ان سے نصاریٰ نے محبت کی اور ان کو اس مقام پر کھڑا کیا جو ان کے لئے نہیں تھا، پھر فرمایا میرے بارے میں بھی دو افراد ہلاک ہوں گے، ایک افراط کرنے والا محب جو میرے بارے میں افراط کرتا ہے، اور دوسرا مجھ سے بغض رکھنے والا جو مجھ پر بہتان باندھتا ہے، اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے، اذتبرا الذین اتبعوا من الذین اتبعوا، یعنی جب متبوع اپنے تابعداروں سے بیزار ہوں گے، اور ان کی متابعت قبول نہ کریں گے، اُن کے حال میں نشان ہے، ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ، لیجئے اب ہم ان کے اعتراضات واہیہ کا جواب شروع کرتے ہیں، معتصماً بحبل اللہ الملک الکبیر انہٗ علیٰ مایشاء قدیر وبالا جابۃ جدیر.

صحابہ کرام کا دفاع:

علمائے ماوراالنہر شکر اللہ سعیہم نے فرمایا کہ حضرت پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم خلفائے

ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی کمال تعظیم وتوقیر فرماتے تھے، ہر ایک کی تعریف میں احادیث کثیرہ وارد ہوئیں چونکہ آں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع اقوال وافعال و ما ینطق عن الھوىٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ، کے مطابق موجب وحی ہیں اس لئے شیعہ جو ان کی مذمت کرتے ہیں وحی کی مخالفت کرتے ہیں اور وحی کی مخالفت کفر ہے۔

روافض کا جواب:

شیعہ نے ان کے جواب میں بطریق معارضہ کہا کہ اس دلیل سے تو خلفائے ثلاثہ کی قدح اور ان کی خلافت کا بطلان لازم آتا ہے، کیونکہ شرح مواقف میں اکابر اہلسنت میں سے آمدی سے منقول ہے کہ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے قریب اہل اسلام کے درمیان مخالفت واقع ہوئی۔

مخالفت اول یہ تھی کہ حضرت پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وصال میں فرمایا کہ ایتونی بقرطاس اکتب لکم شیا لا تضلوا بعدہ، میرے پاس کاغذ لاؤ کہ میں تمہارے لئے ایسی چیز لکھوں جس سے بعد میں تم گمراہ نہ ہوگے، حضرت عمر اس امر سے راضی نہ ہوئے اور کہا، ان الرجل غلبہ اللہ الوجع و عندنا کتاب اللہ حسبنا، بے شک حضور پر اللہ نے درد غالب کیا ہے اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب ہے جو کافی ہے، پس صحابہ نے اختلاف کیا کہ آواز زیادہ ہوگئی اور حضرت پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اس معنیٰ سے آزردہ ہوئے اور فرمایا اٹھ جاؤ! میرے پاس نزاع درست نہیں۔

مخالفت دوم یہ تھی کہ اس ''قضیہ مزبورہ'' کے بعد حضرت پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اس کے رسول کے دشمنوں سے محبت کریں اگر چہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی اور رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔

حضرت مجدد کا محاکمہ:

اقول و باللہ العصمۃ والتوفیق، ہمیں تسلیم نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے جمیع اقوال وافعال بموجب وحی ہیں اور اس آیت کریمہ ﴿وما ینطق عن الھوی﴾ سے ان کا استشہاد ناتمام ہے، کیونکہ وہ قرآن کے ساتھ مختص ہے، قاضی بیضاوی نے فرمایا، اللہ سبحانہ، کے فرمان کا معنی ہے، وما ینطق عن الھوی، یعنی قرآن سے جو کلام صادر ہوتا ہے وہ اپنی خواہش سے نہیں، اسی طرح اگر آں سرور ﷺ کے جمیع افعال واقوال بہ موجب وحی ہوتے تو ان کے بعض افعال واقوال پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعتراض وارد نہ ہوتا اور عتاب[1] نہ آتا، جیسا کہ قول تعالیٰ ہے، 'یاایھاالنبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضاۃ ازواجک' اے نبی آپ اس کو حرام کیوں کرتے ہیں جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا، اپنی ازواج کی مرضی چاہتے ہوئے اور قول تعالیٰ ہے، عفا اللہ عنک لم اذنت لھم، اللہ نے آپ کو معاف فرمایا آپ نے ان کو کیوں حکم دیا اور قول تعالیٰ ہے، ما کان لنبی ان یکون لہ، اسریٰ حتیٰ یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا، کسی نبی کو نہ چاہیے کہ اس کے قیدی ہوں یہاں تک کہ زمین پر خون بہائے، تم دنیا کا سامان چاہتے ہو اور قول تعالیٰ ہے، ولا تصل علیٰ احد منھم مات ابدا اور آپ ان

نے ایک جماعت مقرر فرمائی کہ وہ اسامہ کے ہمراہ سفر کرے، بعض جماعت نے اختلاف کیا اور ان سے عرض کی، آنحضرت ﷺ نے مکرر مبالغہ فرمایا کہ جھزوا جیش اسامة لعن الله من تخلف عنه لشکر اسامہ کی تیاری کرو، اس سے مخالفت کرنے والے پر اللہ کی لعنت اور اس پر بھی بعض پیچھے رہے اور متابعت نہ کی۔

پس ہم کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے جو وصیت لکھنے کا حکم فرمایا مذکورہ آیت کریمہ کے تقاضا پر وحی ہے اور جو حضرت عمر نے منع کیا وہ وحی کا منع اور رد ہے اور وحی کا رد کفر ہے، جیسا کہ تم پہلے ہی اعتراف کر چکے ہو، اس پر حق تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی دلالت کرتا ہے ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئك هم الكافرون، جو اللہ کے اتارے ہوئے کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو وہی لوگ ٹھیک کافر ہیں اور کافر خلافت پیغمبر ﷺ کے قابل نہیں، نیز لشکر اسامہ کا تخلف بھی دلیل مذکور کے مطابق کفر ہے، باتفاق اس سے پیچھے رہنے والے خلفائے ثلاثہ بھی ہیں اور حضرات ماوراء النہر نے ''صحیفہ شریفہ'' میں اعتراف کیا کہ فعل آنحضرت ﷺ وحی ہے اور واقعہ بھی ایسا ہے، پس ہم کہتے ہیں کہ آپ کا مروان کو مدینہ طیبہ سے نکالنا ضرورت وحی سے ہے اور حضرت عثمان کا اسے واپس لانا اور اس کو امور تفویض کرنا اور اس کی تعظیم کرنا دو وجہوں سے کفر ہے، وجہ اول وہی ہے جو علمائے ماوراء النہر نے بیان فرمائی، وجہ دوم اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے، لاتجد قوماً یومنون بالله والیوم الاخر یوادون من حاد الله ورسوله ولو کانوا ابائهم او ابناء هم او اخوانهم او عشیرتهم، اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھنے والوں کو تو ہرگز نہ پائے گا کہ وہ اللہ اور

میں سے کسی کے مرنے پر نماز ﴿جنازہ﴾ نہ پڑھیں۔

ایک روایت میں وارد ہے کہ یہ نہی اس وقت وارد ہوئی جب آں سرور ﷺ ابی منافق کی نماز جنازہ ادا کر چکے تھے، اور ایک روایت میں ادا سے پہلے اور عزم ادا سے بعد ہوئی، ہر تقدیر پر نہی فعل محقق سے ہے، جوارح کا فعل اور دل کا فعل برابر ہے اور اس کی امثال قرآن میں بہت ہیں، پس ہو سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعض اقوال وافعال، رائے واجتہاد کے باعث ہوں، قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر میں فرمایا، قولہ عزوجل ما کان لنبی، اس پر دلیل ہے کہ انبیا کرام اجتہاد بھی کرتے ہیں اور وہ کبھی ﴿تعلیم امت کے بطور﴾ خطا بھی ہو سکتا ہے لیکن اس پر ان کا قرار نہیں ہوتا، صحابہ کرام ﴿بعض﴾ امور عقلیہ اور احکام اجتہادیہ میں "مجال اختلاف" اور "مساغ خلاف" [۲] رکھتے تھے اور بعض اوقات وحی صحابہ کرام کی رائے کے موافق نازل ہوئی، چنانچہ اسیران بدر کے بارے میں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق وحی آئی کہ حضور ﷺ امور عقلیہ میں کم توجہ فرماتے، قاضی بیضاوی نے فرمایا، روایت ہے حضور ﷺ کے پاس یوم بدر سے ستر قیدی پیش کئے گئے، ان میں عباس اور عقیل بن ابو طالب بھی تھے، آپ نے ان کے متعلق مشورہ طلب فرمایا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یہ آپ کی قوم اور اہل ہیں، ان کو بچائیں شاید اللہ ان کو معاف فرمادے اور ان سے فدیہ لے لیں تاکہ آپ کے صحابہ کو قوت ملے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ان کی گردنیں ماریں کہ وہ کفر کے امام ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے فدیہ سے بے نیاز کیا ہے، مجھے

فلاں دے دیں کہ میں اسے قتل کردوں، حضرت علی اور حمزہ کو ان کے بھائی دے دیں کہ ان کو قتل کر دیں، اس مشورے کو رسول اللہ ﷺ نے ناپسند فرمایا اور فرمایا، اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں کو نرم فرماتا ہے کہ وہ دودھ سے بھی زیادہ نرم ہو جاتے ہیں اور لوگوں کے دلوں کو سخت کرتا ہے کہ وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتے ہیں، اے ابو بکر تیری مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ہے، انہوں نے کہا جو میری اتباع کرتا ہے، وہ میرا ہے اور جو نافرمانی کرتا ہے، ﴿اے اللہ﴾ تو غفور رحیم ہے اور اے عمر تیری مثال حضرت نوح علیہ السلام کی طرح ہے، انہوں نے کہا، اے رب کسی کافر کو زمین پر سلامت نہ چھوڑ، پس آپ نے صحابہ کرام کو اختیار عطا فرمایا تو انہوں نے فدیہ لے لیا، اس پر آیت ﴿ما كان لنبی﴾ نازل ہوئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضور ﷺ کے پاس آئے تو ﴿دیکھا﴾ کہ حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ گریہ زن ہیں، انہوں نے عرض کیا، یارسول اللہ مجھے بھی خبر دیجئے، اگر رونا آئے تو رو لوں، نہیں تو ویسی صورت بنالوں، آپ نے فرمایا، میں اپنے صحابہ کے فدیہ لینے پر گریہ زن ہوں کہ ان کا عذاب میرے سامنے پیش ہوا جتنا کہ یہ قریبی درخت ہے اور قاضی بیضاوی نے فرمایا مزید روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا، لو نزل العذاب لما نجامنه وغیره عمر و سعد بن معاذ، اگر عذاب نازل ہوتا تو عمر اور سعد بن معاذ کے سوا کوئی نہ نجات حاصل کرتا اور اس طرح حضور ﷺ نے اثخان کی طرف اشارہ فرمایا، پس ہم کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کاغذ منگوانے، لشکر اسامہ کی تجہیز اور اسی طرح اخراج مروان کا حکم، حضور ﷺ نے طریق وحی سے نہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-ISLAMIA ACADEMY

فرمایا ہو بلکہ اجتہاد و رائے کے طریقے سے فرمایا ہو اور ہمیں تسلیم نہیں کہ اس کا خلاف کفر ہے، کیونکہ اس قسم کا خلاف صحابہ کرام سے وارد ہوا جیسا کہ اوپر گزرا، وہ نزول وحی کا زمانہ تھا اس کے باوجود اس خلاف پر کوئی انکار و عتاب نہ نازل ہوا جبکہ حال یہ تھا اگر حضور ﷺ کی نسبت کوئی معمولی سی چیز بھی صحابہ کرام سے صادر ہو جاتی تو حق سبحانہ فی الحال اس فعل سے روک دیتا اور اس کی مباشرت پر وعید فرما دیتا، جیسا کہ اس نے فرمایا، یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم، اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی اکرم ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو اور ان کیلئے اونچا نہ بولو جس طرح ایک دوسرے سے بولتے ہو کہ تمہارے اعمال ضبط ہو جائیں اور تمہیں شعور بھی نہ ہو، شارح المواقف نے آمدی سے نقل فرمایا کہ مسلمان وصال نبی ﷺ کے وقت ایک ہی عقیدہ پر تھے، مگر جو دل میں نفاق رکھتا اور وفاق کو ظاہر کرتا ﴿اس کا اور طریقہ تھا﴾ پھر ان میں امور اجتہادیہ میں خلاف پیدا ہوا جن سے نہ ایمان واجب ہو اور نہ کفر، اس سے ان کی غرض صرف ''مراسم دین'' کی اقامت اور ''مناہج شرع'' کی ادامت تھی، ان میں سے ایک خلاف یہ تھا جو مرض وصال میں قول نبی ائتونی بقرطاس، ﴿میرے پاس کاغذ لاؤ﴾ پر ہوا اور اس کے بعد اس اختلاف کی طرح جو لشکر اسامہ کے تخلف سے متعلق تھا، ایک جماعت نے حضور ﷺ کے فرمان، جھزوا جیش اسامة لعن الله من تخلف عنه ، کو سامنے رکھ کر اتباع کو واجب سمجھا ﴿یاد رہے کہ لعن الله من تخلف عنه کے الفاظ اہل سنت کے ہاں نہیں ملتے﴾ اور ایک جماعت نے رسول اللہ ﷺ کی ''صحت طبع'' کے انتظار میں تخلف فرمایا۔

اگر کوئی کہے اور مقدمہ ممنوعہ کا اثبات کرے کہ آنسرور ﷺ کا اجتہاد بھی وحی تھا، پس صادق آیا کہ ان کے جمیع افعال واقوال بموجب وحی تھے، اس طرح احکام اجتہادیہ بھی بموجب وحی تھے، ہم کہتے ہیں کہ یہاں فرق ہے، ہر ایک فعل اور ہر ایک قول وحی سے صادر ہوا تو اس جگہ وحی سے اجتہاد کا جواز ثابت ہوا﴿ کہ امت میں وحی تو جاری نہ رہے گی، اجتہاد جاری رہے، بلکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ٹھہرے﴾ اور احکام اجتہادیہ ان کی تفاصیل کے ساتھ تفصیلی دلائل اور فکری مقدمات سے مستنبط ہوئے، اگر تم دیکھتے ہو کہ مجتہدین کے اقوال وحی سے نہیں اور ان کا اجتہاد وحی سے ثابت ہے تو وہ قول تعالیٰ ہے، فاعتبروا یا اولی الابصار، ہم مزید کہتے ہیں کہ اس مقدمہ ممنوعہ کو تسلیم کرنا﴿ یہاں﴾ بے فائدہ ہے، کیونکہ ہمارے لئے بنیادی مقدمہ قائلہ یہ ہے کہ﴿ اجتہادی امور میں﴾ ان کا خلاف کفر ہے﴿ یا نہیں﴾ اس کی سند گزر چکی ہے، پس غور کرنا چاہئے۔

علمائے ماوراء النہر کی عبارات میں یہ واقع ہونا کہ آنحضرت ﷺ کے جمیع اقوال وافعال بموجب وحی ہیں تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہاں ان کی مراد ''امور اجتہادیہ'' کے سوا ہوگی جو آنحضرت ﷺ سے صادر ہوئے، یہ برابر ہے کہ وحی جلی سے ہوں کہ وحی خفی سے ہوں اور ان کے مدعا کی اس قدر تعمیم ہی کافی ہے، جو احادیث، خلفائے ثلاثہ کی تعریفوں میں وارد ہوئیں وہ غیبی اخبار کے قبیلے سے ہیں اور وہ طریق وحی سے ہیں جس میں رائے اور اجتہاد کو کوئی دخل نہیں، اللہ عزوجل نے فرمایا، وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمها الا ھو، غیب کی کنجیاں تو اللہ کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

پاس ہیں جن کو وہی جانتا ہے اور فرمایا، عالم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبه احداً الا من ارتضیٰ من رسول ، وہ عالم غیب کسی پر اپنا غیب ظاہر نہیں کرتا مگر جس رسول کو چاہے، اس تقدیر پر لازم آتا ہے کہ آیت کریمہ 'وما ینطق عن الھوی' کی مراد قرآن اور وحی خفی کو عام ہے، یہ پوشیدہ نہیں اور شک نہیں کہ ان اقوال و افعال کے انکار اور مخالفت سے وحی کا انکار اور مخالفت لازم آتی ہے اور مخالفت وحی کفر ہے، ان کی تعریفوں میں جو احادیث مبارکہ وارد ہیں وہ اللہ سبحانہ کے اعلام سے بکثیر ہیں اور ''کثرت طرق'' اور ''تعدد روایت'' سے حد شہرت کو، بلکہ معناً حد تواتر کو پہنچتی ہیں، لہذا ہم ان میں سے چند ذکر کرتے ہیں:

شان خلفائے ثلاثہ:

○......امام ترمذی نے حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم غار میں میرے صاحب ہو اور حوض پر میرے صاحب ہو۔

○......انہی سے ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبریل امین علیہ السلام آئے اور میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا دروازہ دکھایا جس میں سے میری امت داخل ہوگی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ، ﴿میری آرزو ہے﴾ کہ میں آپ کے ساتھ اس میں داخل ہوتا اور اسے دیکھتا، حضور ﷺ

نے فرمایا، اے ابوبکر تم پہلے جنت میں داخل ہو گے۔

○......بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ میں جنت میں داخل ہوا، یہاں تک فرمایا کہ میں نے ایک محل دیکھا جس کے صحن میں ایک کنیز تھی، میں نے کہا کس کیلئے، کہا گیا کہ عمر بن خطاب کے لئے، میں نے ارادہ کیا کہ اس میں داخل ہو جاؤں اور اسے دیکھوں مگر میں نے، ﴿اے عمر﴾ تمہاری غیرت یاد کی، حضرت عمر نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا میں آپ کی غیرت کروں گا۔

○......ابن ماجہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وہ شخص جو جنت میں میری امت کے اعلیٰ درجہ پر ہوگا، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم ہم عمر بن خطاب کے سوا کسی کو ''وہ شخص'' تصور نہ کرتے حتیٰ کہ وصال فرما گئے۔

○......بخاری نے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے ابوبکر و عمر کو آگے نہیں بڑھایا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں آگے بڑھایا ہے۔

○......ابو یعلیٰ نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل آئے اور میں نے کہا اے جبریل میرے سامنے عمر بن خطاب کے فضائل بیان کریں،

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

انہوں نے کہا اگر میں بیان کروں جتنی دیر نوح علیہ السلام اپنی قوم میں رہے تو بھی ان کے فضائل ختم نہ ہوں اور بے شک عمر، ابو بکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے۔

○......ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور ابن ماجہ نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو بکر اور عمر، نبیوں رسولوں کے علاوہ جنت میں اولین و آخرین کے تمام ادھیڑ عمروں کے سردار ہیں۔

○......بخاری و مسلم نے اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انہوں نے فرمایا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ باغات مدینہ میں سے ایک باغ میں تھا، پس ایک شخص آیا اور دروازہ کھلوایا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس کیلئے کھول دو اور اسے جنت کی بشارت سناؤ، میں نے کھولا تو وہ ابو بکر تھے، پس میں نے انہیں بشارت سنائی، جو حضور نے فرمائی تھی، انہوں نے اللہ کی تعریف کی، پھر ایک شخص آیا اور دروازہ کھلوایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کیلئے کھول دو اور اسے جنت کی بشارت سناؤ، میں نے اس کیلئے کھولا تو وہ عمر تھے، پس میں نے انہیں خبر سنائی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی، انہوں نے اللہ کی تعریف کی، پھر ایک شخص نے دروازہ کھلوایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس کیلئے کھول دو اور اسے جنت کی بشارت سناؤ اس مصیبت کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ساتھ جو اسے پہنچے گی، وہ عثمان تھے، میں نے انہیں خبر سنائی جو حضور ﷺ نے فرمائی تھی، انہوں نے اللہ کی تعریف کی اور پھر کہا، اللہ مدد کرنے والا ہے۔

یہ ہے اور مزید یہ کہ اگر تسلیم کیا جائے ''اخراج مروان'' بطریق وحی تھا تو ہمیں تسلیم نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی مراد نفی دائمی ہوئی ہوگی، یہ کیوں نہیں ہوسکتا کہ ﴿اس کا﴾ اخراج اور جلاوطنی موقت و موجل تھی، جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے حد زنا کے متعلق فرمایا' البکر بالبکر جلد مائۃ و تغریب عام' ﴿یعنی ایک سال جلاوطنی ہے ہوسکتا ہے مروان کی جلاوطنی بھی اسی طرح معین وقت تک ہو﴾ چونکہ حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ اس کے اخراج کی مدت کو جانتے تھے، اس عقوبت اور جلاوطنی کی مدت ختم ہونے پر اسے مدینہ طیبہ لے آئے ﴿یہ بھی روایت ہے کہ انہوں نے اس کی اجازت حضور ﷺ سے لے لی تھی﴾ اس میں کوئی قباحت نہیں اور آیت 'لا تجد قوما' مودت کفار سے منع کرتی ہے اور کفر مروان ثابت نہیں کہ اس کی مودت ممنوع ہو، پس غور کرو اور انصاف کرو، ہٹ دھرمی سے باز آؤ کہ پاگل اونٹنی کی طرح پاگل بن جاؤ۔

شیعہ حضرات نے دوبارہ منع و مناقضہ کی صورت میں کہا کہ حضور اکرم ﷺ سے مدح خلفائے ثلاثہ کا وارد ہونا فریقین کا متفق علیہ نہیں، کیونکہ کتب شیعہ میں اس کا اثر ناپید ہے اور جو بات ان کی مذمت پر دلالت کرتی ہے، مذکورہ دو روایتوں کی طرح، فریقین کی کتابوں میں مسطور ہے، نیز بعض اہل سنت برائے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مصلحت وضع حدیث کی تجویز کرتے ہیں پس غیر متفق علیہ حدیث پر اعتماد نہیں۔

ہم دفع اشکال میں ''مقدمہ ممنوعہ'' کے اثبات کے طریق پر کہتے ہیں،

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم، چونکہ شیعہ کمال تعصب وعناد سے سلف پر طعن کرنا اور خلفائے ثلاثہ کو گالیاں دینا بلکہ ان کی تکفیر کرنا اپنا اسلام اور عبادت خیال کرتے ہیں، ان کی مدائح ومناقب میں وارد احادیث صحاح پر بے سند ودلیل جرح کرتے ہیں اور ان میں تحریفات وتصرفات سے کام لیتے ہیں، حتیٰ کہ کلام اللہ کہ جس پر اسلام کا مدار ہے اور صدر اول سے بتواتر منقول ہے اور جس میں کوئی شبہہ نہیں پایا جاتا اور وہ کوئی زیادت ونقصان قبول نہیں کرتا، اس میں بھی ''آیات محرفہ'' اور ''کلمات مزخرفہ'' داخل کردیتے ہیں اور قرآنی آیات میں تصحیفات تراشتے ہیں، چنانچہ آیت کریمہ 'ان علینا جمعه و قرانه فاذا قرانا ه فاتبع قرانه' کو اس طرح تصحیف وتحریف کا نشانہ بناتے ہیں 'ان علیاً جمعه و قراته فاذا قرانا ه فاتبع قرانه' اور کمال ضلالت سے کہا کرتے ہیں کہ بعض آیات قرآنی کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوشیدہ رکھا ہے کہ وہ اہل بیت اطہار کی مدائح میں ﴿وارد﴾ تھیں اور ان کو قرآن میں داخل نہ کیا۔

پہلے گزر چکا ہے کہ ان کا ایک گروہ اپنے ''نفع وصلاح'' کیلئے جھوٹی گواہی کو تجویز کرتا ہے، لہذا ان مفاسد کے سبب شیعہ مورد طعن ہوگئے، ان کا ''اعتماد وعدالت'' سرے سے برطرف ہوگئی اور ان کی کتب مدونہ درجۂ اعتبار سے ساقط ٹھہریں اور تورات وانجیل کی صورت ''محرفہ'' ثابت ہوئیں، ﴿جبکہ﴾ کتب اہل سنت مثل صحیح بخاری جو کتاب اللہ کے بعد ''اصح الکتب'' ہے اور صحیح مسلم وغیرہ

میں خلفائے ثلاثہ کی مدح و تعظیم کے علاوہ کچھ ﴿منقول﴾ نہیں، جن ﴿مباحث﴾ کو شیعہ اپنے ''فساد طبیعت'' اور ''انحراف مزاج'' سے مذمت خیال کرتے ہیں ﴿یہ انکا﴾ تصور باطل اور خیال فاسد ہے، ﴿یہ عادت﴾ ''وجدان صفراوی کے قبیل سے ہے کہ ﴿آدمی﴾ شکر کو بھی تلخ کہتا ہے، اس کی تحقیق جو شیعہ کہتے ہیں کہ بعض اہل سنت، برائے مصلحت، وضع حدیث کی تجویز کرتے ہیں، پس غیر متفق علیہ حدیث پر اعتماد نہیں، تو یہ تو اس صورت میں ہے کہ اہل سنت نے ان کے بعض کلام کو رد نہیں کیا اور اس کا انکار نہیں کیا اور ان کا جھوٹ ظاہر نہیں کیا واقعہ تو ایسا نہیں ہے، بلکہ انہوں نے اپنی کتابوں میں اس کے کذب و افترا کی تصریح کی ہے اور اسے اعتبار و اعتماد کے درجہ سے ساقط ٹھہرایا ہے، پس اس کی طرف کوئی اعتراض نہیں آتا اور وہ حق جس کی برہان واضح و بین ہے اس کو اس باطل سے نہ ملاؤ جس کا بطلان ظاہر و مبین ہو چکا ہے۔

ایک اشکال کا جواب:

پھر شیعہ نے جواب میں بطریق منع کہا کہ ہم نہیں مانتے کہ خبر واحد کی مخالفت کفر ہے کہ اخبار آحاد کی مخالفت تو مجتہدین سے بھی واقع ہوئی۔

پوشیدہ نہ رہے کہ جو احادیث خلفائے ثلاثہ کی توصیف و تعظیم میں وارد ہوئیں اگرچہ از روئے الفاظ ''آحاد'' ہیں مگر ''کثرت رواۃ'' اور ''تعدد طرق'' سے معناً حد تواتر تک پہنچتی ہیں، جیسا کہ ثابت ہوا اور اس میں شک نہیں کہ ان کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

مدلول کا انکار کفر ہے اور مجتہدین سے ایسی اخبار آحاد کی مخالفت ﴿ہرگز﴾ واقع نہیں ہوئی ، بلکہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ جو اہل سنت کیلئے رئیس ہیں تو مطلق خبر واحد بلکہ اقوال صحابہ کو قیاس پر مقدم جانتے اور ان پر مخالفت تجویز نہ فرماتے۔

ایضاً شیعہ نے خلفائے ثلاثہ کی مدح وارد کو تسلیم کر کے جواب میں کہا اور مقدمہ صحیحہ کو منع کیا کہ خلفائے ثلاثہ کی نسبت حضرت پیغمبر اعظم ﷺ کی تعظیم و توقیر، ان کی مخالفت کے صدور سے قبل تھی ، وہ ان کے حسن خاتمہ اور سلامت آخرت پر دلالت نہیں کرتی ، کیونکہ صدور عصیاں سے پہلے سزا دینا درست نہیں اگر چہ اس کا صدور معلوم ہو جیسا کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ ابن ملجم کے عمل سے خبر دار تھے مگر اسے سزا نہ دی پوشیدہ نہ رہے کہ ان کی مدائح میں وارد احادیث ﴿ان کے﴾ حسن خاتمہ اور سلامتی عاقبت پر دلالت کرتی ہیں اور امن خاتمہ کی خبر دیتی ہیں، چنانچہ احادیث مذکورہ سے بھی یہ دلالت سمجھ آسکتی ہے ،اس کی امثال ''صحاح وحسان'' کی حدیثوں میں بہت زیادہ ہیں اور یہ کہنا کہ صدور عصیاں سے پہلے عقوبت درست نہیں اگر چہ اس کا صدور معلوم ہو، اسی طرح کسی معلوم الذم ﴿جس کا ذم معلوم ہو﴾ اور مستوجب عقوبت کی تعریف بھی جائز نہیں، پس ان کی تعریف کا ورود حالاً و مالاً ان کے حسن ﴿خاتمہ﴾ پر دلیل ہے ، لہذا حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے جو ہر چند ابن ملجم کو سزا نہ دی ، تو اس کی مدح و توصیف بھی تو کسی طرح نہیں کی ، ان مباحث کی تحقیق آیت کریمہ 'لقد رضی اللہ عن المومنین' کے تحت مذکور ہوگی۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

سَبِّ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کفر ہے:

علمائے ماوراء النہر رحمہم اللہ سبحانہ نے فرمایا کہ خلفائے ثلاثہ آیت کریمہ 'لقد رضی اللہ عن المومنین اذیبا یعونك تحت الشجرۃ' ﴿بیشک اللہ ایمان والوں سے راضی ہوا جب انہوں نے درخت کے نیچے آپ کی بیعت کی﴾ کے مطابق اللہ مالک و منان کی رضا سے مشرف ہوئے ہیں پس ان کو گالی دینا کفر ہے۔

روافض کا جواب:

شیعہ حضرات نے بطریق مناقضہ جواب دیا اور ان سے "امر رضوان" کے استلزام کو منع کیا کہ عند التحقیق آیت کا مدلول اس فعل خاص ﴿بیعت﴾ کے ساتھ حضرت اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور اس کا کوئی منکر نہیں کہ بعض "افعال حسنہ مرضیہ" بھی ان سے واقع ہوئے، کلام اس میں ہے کہ بعض افعال قبیحہ ان سے وجود میں آئے جو اس عہد و بیعت کے مخالف ہیں، جیسا کہ انہوں نے امر خلافت میں نص پیغمبر کی مخالفت کی اور خلافت غصب کی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آزردہ کیا، چنانچہ صحیح بخاری میں مذکور ہے اور مشکوٰۃ میں ان کے مناقب میں منقول ہے 'من اذاھا فقد اذانی و من اذانی فقداذی اللہ' جس نے ان کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو ناراض کیا، کلام صادق میں بھی یہ مضمون ناطق ہے،' ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ' جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کو ستایا ان پر دنیا و آخرت میں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اللہ کی لعنت، حاصل ہوا کہ ان افعال ذمیہ، ﴿مثلاً﴾ حضرت پیغمبر ﷺ کی وصیت کی تردید اور لشکر اسامہ سے تخلف کی وجہ سے یہ لوگ مورد طعن و مذمت ہوئے لہذا ''سلامت عاقبت'' عملوں کے حسن خاتمہ سے اور حضرت رسول متعال ﷺ کا عہد و بیعت پر وفا کرنے سے ﴿مشروط﴾ ہے۔

حضرت مجدد کا محاکمہ:

مقدمہ ممنوعہ کے اثبات کے استلزام کے بیان میں ہم کہتے ہیں کہ آیت کریمہ کا مدلول، بہ تحقیق و تدقیق ان مومنوں کے ساتھ رضائے حق ہے، جنھوں نے اس وقت آنحضرت ﷺ کی بیعت کی، یہ تو بالکل ثابت ہے، تدقیق کا بھی یہی تقاضا ہے کہ ان کی بیعت اللہ سبحانہ کی خوشنودی کی علت ہے جو ان پر ہوئی، ہاں بیعت کا پسندیدہ ہونا اس سے ہی ذہن نشین ہوتا ہے وہ رضا کی علت ہے، وہ لوگ اس کے سبب پسندیدہ ہو چکے ہیں تو بیعت طریق اولیٰ پسندیدہ ہوگی، لیکن بیعت کا اصالۃً بغیر اس کے پسندیدہ موصوفین کے پسندیدہ ہونا جس طرح کہ شیعہ حضرات کا زعم ہے، اصلاً خلاف فہم ہے جیسا کہ جس کو اسالیب کلام کی ادنیٰ سی درایت بھی ہے، اس پر یہ بات پوشیدہ نہیں، جب حق کا ان پر التباس ہو گیا تو انہوں نے اپنی خطا کا نام تدقیق رکھ لیا۔

پس ہم کہتے ہیں کہ جس جماعت کے ساتھ حق سبحانہ وتعالیٰ راضی ہو چکا ہو اور وہ ان کے سرائر و بواطن کو جانتا ہو اور ان پر سکینہ وطمانیت نازل فرما چکا ہو جس

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

پر اس کے قول نے دلالت کی 'فعلم مافی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم' اس نے ان کے دلوں کو جانا اور ان پر سکینہ نازل فرمائی اور آنحضرت ﷺ نے انہیں جنت کے ساتھ مبشر بنایا ہو تو وہ ضرور سوء خاتمہ کے خوف اور عہد و بیعت کے نقص سے معون و مامون ہوگی۔

جو ہم نے نقل کیا اس پر اگر آیت سے مراد رضائے حق تعالیٰ ہو اور وہ فعل خاص بیعت ہے جیسا کہ وہ گمان بھی کرتے ہیں کہ ہر گاہ کہ حق سبحانہ وتعالیٰ ان کی بیعت سے راضی تھا اور اس فعل کو مستحسن بنایا تو جو جماعت اس سے موصوف ہے وہ پسندیدہ اور ''محمود العاقبت'' ہوگی کہ اللہ تعالیٰ افعال کفار سے اور اس طرح مذموم العاقبت جماعت کے اعمال سے راضی نہیں ہوتا اور ان کے افعال کو مستحسن نہیں بناتا اگر چہ وہ فی نفسہا حسنہ وصالحہ ہی ہوں، وہ کافروں کے اعمال صالحہ کے باب میں فرماتا ہے 'والذین کفرو اعمالھم کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمان ماء حتیٰ اذا جاء ہ لم یجد شیا'' کافروں کے اعمال سراب کی طرح ہیں جیسے صحرا میں پیاسا پانی تصور کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کے قریب آتا ہے تو کچھ نہیں پاتا۔ دوسرے مقام پر فرماتا ہے 'ومن یرتد منکم عن دینہ فیمت وھو کافر فاولئک حبطت اعمالھم فی الدنیا و الاخرۃ 'اور جو تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے، پس مر جائے اور کافر ہو، وہی ہیں جن کے اعمال دنیا و آخرت میں تباہ ہو گئے، پس وہ فعل جو آخرت میں کارآمد نہ ہو اور ناچیز ہو، اس فعل کے ساتھ رضائے حق سبحانہ وتعالیٰ کا ہرگز کوئی معنی نہیں، اس لئے کہ رضا، مرتبہ قبول کی نہایت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ہے اور خدا تعالٰی کے رد و قبول کا اعتبار انجام کار کے ساتھ ہے، 'العبرة للخواتیم' عبرت تو خاتموں سے ہے۔

اور یہ کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کیلئے حضرت پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سے نص کا ورود ثابت نہیں، بلکہ اس کے ''امتناع ورود'' پر دلیل قائم ہو چکی ہے، کیونکہ اگر دلیل وارد ہوتی تو بہ تواتر منقول ہوتی، اسلئے کہ اس کے نقل پر بہت سے دواعی ہوتے 'کقتل الخطیب علی المنبر، منبر پر خطیب کے قتل کی طرح ﴿کہ وہ مشہور ہوتا ہے﴾ نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ اس دلیل کے ساتھ احتجاج کرتے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلافت سے روکتے، جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انصار کو اس خبر کے ساتھ امامت سے روکا کہ ' الائمة من قریش 'امام قریش سے ہیں اور انصار نے اس کو قبول کیا اور امامت کو چھوڑ دیا تھا، شارح تجرید نے فرمایا کہ جو ﴿دین سے﴾ ادنیٰ سا تعلق بھی رکھتا ہے وہ کیسے سوچ سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام جنھوں نے نصرت رسول، شریعت کی اقامت، حکم رسول کے انقیاد اور ان کی طریقت کی اتباع میں اپنی جانیں نثار کیں، اپنے ذخیرے قربان کئے اور اپنے رشتہ داروں اور قریبیوں کو قتل کیا، وہ ان کی تدفین سے پہلے ہی ﴿انکے﴾ مخالف ہو گئے، پھر ان قطعی وظاہری اور مراد پر دلالت کرنے والی نصوص کے وجود کے ہوتے ہوئے ﴿یہ کیسے ممکن ہے﴾ اس مقام پر بہت سی روایات واشارات ہیں جن کو ان نصوص کی امثال کے نہ ہونے پر جمع کرنا قطعی فائدہ مند ہے اور ان کی محدثین کرام نے حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنی شدت

محبت کے باوجود تثبیت وتوفیق نہیں فرمائی جبکہ انہوں نے ان کے امر دین ودنیا کے مناقب وکمالات میں بہت سی احادیث نقل کی ہیں، ﴿وہ نصوص ان کے﴾ خطبوں، رسالوں، مخاصموں اور مفاخروں اور تاخر بیعت کے وقت بھی بیان نہیں ہوئیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شوریٰ کو چھ اشخاص کے درمیان مقرر فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شوریٰ میں داخل کیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا اپنا ہاتھ دو، میں تمہاری بیعت کروں یہاں تک کہ لوگ پکار اٹھیں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں، جنھوں نے ان کے عم زاد کی بیعت کرلی ہے، پس تم سے دو آدمی بھی اختلاف نہ کریں گے، تو انہوں نے کہا ہم ابوبکر سے تنازعہ نہیں کرتے، اس امر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہوتا، اب امام کوئی ہو، ہم اس سے تنازعہ نہیں کریں گے، خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے پر لوگوں سے مجادلہ کیا، جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی نص پیش نہ فرمائی۔

آزار فاطمہ کی توجیہ:

آزاد فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ممانعت جو حدیث میں وارد ہوئی ظاہر ہے کہ وہ بہ ہر وجہ مطلق مراد نہیں ہوسکتی، کیونکہ حضرت زہرا رضی اللہ عنہا بعض اوقات، حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے بھی آزردہ ہوئیں جیسا کہ اخبار و آثار میں آیا ہے، نیز حضرت پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض ازواج مطہرہ کو فرمایا 'لا توذینی فی عائشة فان الوحی لا یاتینی فی ثوب امراۃ الا عائشة' تم مجھے عائشہ کے متعلق اذیت نہ دو،

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مجھے عائشہ کے سوا کسی زوجہ کے پردے میں وحی نہیں آتی، یہاں حضور ﷺ نے آزار عائشہ کو اپنا آزار قرار دیا اور اس میں شک نہیں کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت امیر سے آزردہ ہوئیں، پس ہم کہتے ہیں کہ یہ ممکن ہے کہ جس ایذاء کی ممانعت احادیث میں وارد ہوئی ہے وہ ایذائے مخصوص ہو جو ہوائے نفسانی اور ارادہ شیطانی سے پہنچائی جائے، جو حدیث ونص کے مطابق ہونے والے اظہار کلمہ حق کے امر سے آزار حاصل ہو وہ ممنوع اور منہی عنہ نہیں، یہ معلوم ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کے آزار کا باعث ورثہ فدک کی رکاوٹ تھی اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اس رکاوٹ میں اس حدیث نبوی سے تمسک کیا تھا کہ 'نحن معاشر الانبیاء لانورث ماترکناہٗ صدقه'، ہم معاشر انبیاء وارث نہیں بناتے، جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے، ﴿اس مضمون کی روایت شیعہ حضرات کی کتاب اصول کافی میں بھی موجود ہے﴾ وہ ہوائے نفسانی کے تابع نہ تھی لہذا وعید میں داخل نہیں۔

اگر کوئی کہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ حدیث سے متمسک ہوئے اور وہ حکم بیان کیا جو آں سرور ﷺ سے سنا تھا تو پھر حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کیوں ناراض اور آزردہ ہوئیں کہ وہ آزار فی الحقیقت آں سرور ﷺ کا آزار تھا اور وہی منہی عنہ ہے۔

جواب میں ہم کہتے ہیں کہ یہ غضب وآزار اختیاری وقصدی نہ تھا بلکہ طبع بشری اور جبلت عنصری کے سبب تھا اور یہ قدرت واختیار کے تحت داخل نہیں اور اس کے ساتھ نہی ومنع کا کوئی تعلق نہیں پس غور کرنا چاہئے، ﴿یہ یاد رہے کہ یہاں حضرت زہرا کا آزردہ ہونا راوی حدیث کا خیال ہے جو محل نظر ہے، حضرت زہرا نے حدیث مبارک سنی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اور تقاضائے فدک چھوڑ دیا، خاندان اہل بیت اور خاندان صدیق اکبر کے درمیان خوشگوار تعلقات بدستور قائم تھے، یہاں تک کہ حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کو آخری غسل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے دیا، حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ کی امامت کرائی جیسا کہ فریقین کی کتابوں سے ثابت ہے، مترجم﴾

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت:

علمائے ماوراء النہر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحب کہا اور صاحب پیغمبر قابل ذم ولعن نہیں ہوتا۔

روافض کا جواب:

شیعہ حضرات نے "بطریق منع" کہا کہ آیت ' قال لصاحبه وهو يحاوره اكفرت' ﴿اس نے صاحب سے کہا﴾ جہاں تک کہ ﴿وہ اس سے لڑتا تھا﴾ کہ ﴿تو نے کفر کیا﴾ ﴿اس پر﴾ دال ہے کہ مسلم و کافر کے درمیان مصاحبت واقع ﴿ہو سکتی﴾ ہے اور آیت ' يا صاحبي السجن ارباب متفرقون خير ام الله الواحد القهار ' ﴿اے میرے اسیر ساتھیوں! کیا متفرق رب بہتر ہیں یا اللہ واحد قہار﴾ اس مقصود کی موید ہے، پس ہم کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام پیغمبر ہیں اور انہوں نے دو بت پرستوں کو صاحب کہا، ظاہر ہوا کہ مجرد صاحب پیغمبر ہونا کوئی دلیل خوبی نہیں۔

ہر کرا روئے بہ بہبود نہ داشت
دیدن روئے نبی سود نہ داشت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

حضرت مجدد کا محاکمہ:

ہم مقدمہ ممنوعہ کو ثابت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ البتہ مصاحبت، بہ شرط مناسبت موثر ہے اور اس کی تاثیر کا انکار بداہت سے متصادم اور عرف وعادت سے معارض ہے، ایک بزرگ نے فرمایا ہے ؎

ہر کہ از آثار صحبت منکر است
جہل او برما مقرر می شود

اور جب مسلم و کافر کے درمیان مناسبت متحقق نہ تھی تو ایک دوسرے کی تاثیر صحبت کو قبول کرنے سے محروم رہ گئے، اس کے ساتھ منقول ہے کہ دو بت پرست حضرت یوسف علیہ السلام کی صحبت کی برکت سے مسلمان ہوئے اور مشرکوں کی عادت سے بیزار ہو گئے، پس حضرت صدیق رضی اللہ عنہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی سعادت سے مناسبت تمام رکھنے کے باوجود کیوں ﴿سعادت مند﴾ نہ ہوئے اور ان کے کمالات و معارف سے کیوں محروم رہے، حال تو یہ ہے کہ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا 'ماصب الله شیافی صدری الا وقد صببته فی صدر ابی بکر' اللہ نے جو چیز میرے سینے میں رکھی میں نے اس کو ابو بکر کے سینے میں رکھ دیا اور ہر چند مناسبت بیشتر ہو، فوائد صحبت افزوں تر ﴿ہوتے ہیں﴾ لہذا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جمیع اصحاب سے افضل ہوئے اور ان میں سے کوئی بھی ان کے مرتبہ کو نہ پہنچا، اس لئے کہ ان کی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مناسبت سب سے زیادہ تھی،

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

حضور ﷺ نے فرمایا 'مافضل ابی بکر بکثرۃ الصلوٰۃ ولا بکثرۃ الصیام ولکن بشی و قرفی قلبہ 'یعنی ابوبکرؓ نماز وروزہ کی کثرت کی وجہ سے افضل نہیں بلکہ ایکؔ اور چیز کی وجہ سے ﴿افضل﴾ ہیں جو ان کے دل میں ڈالی گئی ہے، ﴿یہ حدیث شیعہ کتاب مجالس المومنین میں بھی ہے﴾ علما کرام فرماتے ہیں کہ وہ چیز محبت پیغمبر ہے اور اس میں فنا ہے، پس انصاف کرنا چاہئے کہ ایسا مصاحب پیغمبر کیوں قابل ذم ولعن ہوگا' کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون لا کذبا' ان کے مونہوں سے بہت بڑی بات خارج ہوتی ہے، وہ جھوٹ کے سوا اور کچھ نہیں کہتے۔

حضرت امیر کی بشارت:

علمائے ماوراء النہر نے فرمایا کہ حضرت امیر علی رضی اللہ عنہ نے کمال شجاعت کے باوجود خلفاء ثلاثہ کی بیعت کرتے وقت لوگوں کو منع نہ فرمایا اور خود بھی ﴿ان کی﴾ متابعت و مبایعت فرمائی یہ دلیل حقیقت بیعت ہے وگرنہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ پر اعتراض لازم ہوگا۔

روافض کا جواب:

شیعہ حضرات نے جواب میں بطریق نقض کہا اور الزام مشترک سے اس کا رد کیا اور اس کی توجیہ بھی بطریق منع ممکن ہو سکتی ہے جیسا کہ مناظرہ میں تھوڑی سی درایت رکھنے والے پر پوشیدہ نہیں، انہوں نے یہ ظاہر کیا کہ قبل اس کے کہ حضرت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

امیر رضی اللہ عنہ تجہیز و تکفین سے فارغ ہوتے خلفائے ثلاثہ نے سقیفہ بنی ساعدہ میں اکثر اصحاب کو جمع کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی جائے، حضرت امیر رضی اللہ عنہ ﴿اپنے﴾ متبعین کی قلت پر اطلاع پانے اور اہل حق کے ''بیم ہلاک'' کے ﴿سبب﴾ یا باعث دیگر، لڑائی پر آمادہ نہ ہوئے، یہ ﴿وجہ﴾ حقیقت بیعت پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ باکمال شجاعت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت میں رہتے تھے اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان سے شجاعت وقوت میں کمتر نہیں تھے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر اور تمام صحابہ کرام کے ساتھ ہوتے ہوئے کفار قریش سے جنگ نہ فرمائی اور مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی، پھر ایک مدت کے بعد مکہ کی طرف متوجہ ہوئے اور حدیبیہ میں صلح کی اور مراجعت فرمائی، پس ﴿قریش مکہ سے﴾ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت امیر اور تمام صحابہ کے جنگ نہ کرنے کی جو بھی وجہ ہوسکتی ہے تنہا حضرت امیر کے جنگ نہ کرنے کی بھی ہوسکتی ہے، اس پر زائد یہ بات کہ کفار قریش کا حق ہونا تو اصلاً متصور نہیں اور اہل تحقیق کے نزدیک یہ نقض تو اوپر بھی جاسکتا ہے کہ فرعون چار سو سال تک دعویٰ خدائی میں مسند سلطنت پر رہا اور شداد و نمرود وغیرھما سے ہر کوئی بھی کئی سال اس باطل کا مدعی ہوا اور حضرت اللہ تعالیٰ نے کمال قدرت سے ان کو ہلاک نہ کیا، ہرگاہ دفع خصم میں حق تعالیٰ نے جو تاخیر فرمائی بندہ تنہا کے مادہ میں ﴿وہ تاخیر﴾ بطریق اولیٰ ہوسکتی ہے اور جو علما کرام نے فرمایا کہ حضرت امیر نے ان کی بیعت کی اس کا وقوع ''اکراہ وتقیہ'' کے بغیر ممنوع ہے۔ ﴿یعنی اکراہ وتقیہ کے ساتھ جائز ہے﴾

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLEOMIL ISLAMIA ACADEMY

حضرت مجدد کا محاکمہ:

ہم اشکال کے حل میں کہتے ہیں اور اللہ سبحانہ ہی حقیقت حال کو زیادہ جانتا ہے، علمائے ماوراء النہر نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی ''تاخیر حرب'' اور ان کی متابعت کرنے کو خلافت ابو بکر کی حقانیت پر دلیل ٹھہرایا ہے اور بیشک وہ ﴿دلیل﴾ کفار قریش کے ساتھ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ''تاخیر حرب'' سے اور فرعون وشداد ونمرود کے اہلاک میں، اللہ تعالیٰ کی تاخیر سے منتقض نہیں ہو سکتی، ﴿اس لیے﴾ کہ دلیل کی دوسری شق اس جگہ سرے سے متحقق نہیں بلکہ اس کی نقیض ثابت ہے، کیونکہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اللہ تعالیٰ نے ان کی ''مذمت و تشنیع'' کے علاوہ کچھ نہیں فرمایا اور ان کو ''بدی و بدعملی'' کے سوا یاد نہ کیا' فاین هذا ان من ذاك 'اس سے بھلا اس کا کیا رشتہ اور جب شیعہ حضرات کو حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی بیعت صدیق سے مجال انکار نہ رہی کہ یہ خبر حد تواتر تک پہنچی تھی اور اس کا انکار بدیہی عقل سے متصادم تھا تو ﴿نظریہ﴾ ضرورت ﴿کے تحت﴾ اکراہ وتقیہ کے قائل ہو گئے، انہوں نے خلافت صدیق کے ابطال میں اس سے بہتر ''مجال سخن'' نہ پائی اور وہ اس کے بغیر اپنے لئے کوئی خلاصی ﴿کی راہ﴾ پیدا نہ کر سکے۔

خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حقانیت کے بیان میں اور اکراہ وتقیہ کے احتمال کو دور کرنے کیلئے ہم کہتے ہیں کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام تدفین سے پہلے ''نصب امام'' میں مشغول ہو گئے اور انہوں نے ﴿ظاہری﴾

www.waseemziyai.com
MARKAZ UL ULOOM
ISLAMIA ACADEMY

زمان نبوت گزر جانے کے بعد امام کا تقرر واجب سمجھا بلکہ اہم ترین واجب تصور کیا کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے ﴿ان کو﴾ حدود کی اقامت، سرحدوں کی رکاوٹ، جہاد اور اسلام کی حفاظت کیلئے لشکروں کے بندوبست کا حکم دیا تھا اور جو واجب مطلق پورا نہیں ہوتا مگر جس کے ساتھ وہ مقدور ہو تو وہ واجب ہے، لہذا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یاایھا الناس من کان یعبد محمداً فان محمداً قدمات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لایموت لابد لھذا الامر ممن یقوم بہ فانظروا وھاتوا رایکم فقالو صدقت 'اے لوگو! جو کوئی محمد مصطفیٰ ﷺ کی عبادت کرتا تھا ﴿سن لے﴾ وہ وصال فرما گئے اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا ﴿وہ بھی سن لے﴾ کہ اللہ زندہ ہے، کبھی نہ مرے گا، اس امر کیلئے ضروری ہے کہ کوئی ﴿بطور حاکم﴾ کھڑا ہو پس دیکھ لو اور اپنی رائے پیش کرو، سب نے کہا، آپ نے سچ فرمایا، پھر سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی، بعد ازاں مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم میں سے جمیع صحابہ کرام نے بیعت کی، ان کی بیعت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ برسر منبر تشریف لائے اور قوم کی جانب ملاحظہ کیا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو نہ پایا، فرمایا کہ ان کو حاضر کیا جائے، جب وہ حاضر ہوئے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کیا آپ مسلمانوں کے اجماع کو توڑنا چاہتے ہیں، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ' لا تثریب یا خلیفة رسول اللہ ' اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ایسا ہرگز نہیں، پس انہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی ﴿ایک بار﴾ پھر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے قوم کو ملاحظہ فرمایا تو حضرت امیر کو نہ پایا، فرمایا ان کو طلب کیا جائے،

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

جب وہ حاضر ہوئے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کیا آپ ﴿بھی﴾ مسلمانوں کے اجماع کو توڑنا پسند کرتے ہیں، حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے کہا 'لا تثریب یاخلیفۃ رسول اللہ فبایعہ 'اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ایسا ہرگز نہیں، پس انہوں نے ﴿بھی﴾ ان کی بیعت فرمائی، پھر حضرت امیر رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیعت کی تاخیر کا عذر بیان کیا کہ ہمیں تو مشورہ میں پیچھے رکھنے کا غصہ تھا، ﴿اب﴾ ہم نے دیکھا کہ ابوبکر سب لوگوں سے زیادہ ﴿خلافت﴾ کے حقدار ہیں، بے شک وہ صاحب غار ہیں اور یہ کہ سب لوگوں میں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کو نماز پڑھانے کا حکم دیا ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، خلافت ابوبکر پر سب لوگ جمع ہوئے، اسی طرح وہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل تھے اور لوگوں نے آسمان کے نیچے کسی کو ان سے بہتر نہ دیکھا، سو انہوں نے اپنی گردنیں ان کو پیش کر دیں، ایضاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی خلافت کی حقانیت پر اجماع واقع ہو چکا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے تنازعہ نہ کیا بلکہ انہوں نے بیعت کی، پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت پر اجماع تمام ہوگیا، اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ برحق نہ ہوتے تو حضرت علی وعباس ان سے تنازعہ کرتے، جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے منازعت کی، شوکت معاویہ کے باوجود ﴿اپنا﴾ حق طلب کیا تا آں کہ خلق کثیر قتل ہوگئی، مزید یہ کہ اس وقت حق طلب کرنا بہت ہی مشکل تھا، ابتدائی طور پر تو بہت آسان تھا کہ ان کا زمانہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ﴿دور ظاہری

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

کے ﴾ بہت قریب تھا اور ان کی ہمت ان کے احکام کو نافذ کرنے کیلئے بہت ہی راغب تھی، ایضاً یہ کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی خواہش کی، حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے قبول نہ فرمائی، اگر وہ ان کی جانب حق دیکھتے تو ضرور کر لیتے اور حال یہ تھا کہ حضرت زبیر باکمال شجاعت ان کے ساتھ اور بنو ہاشم اور جمع کثیر بھی ان کے ساتھ متفق تھا، لہذا خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے برحق ہونے کیلئے اجماع کافی ہے، اگرچہ ان کی خلافت پر نص ﴿قطعی﴾ وارد نہیں ہوئی ہے جیسا کہ جمہور علما کرام نے فرمایا، بلکہ نصوص غیر متواترہ سے اجماع زیادہ مضبوط ہے، اس لئے کہ اجماع کا مدلول قطعی ہوتا ہے اور ان نصوص کا مدلول ظنی ہوتا ہے، پھر بھی ہم کہتے ہیں کہ ان کی خلافت کے حق ہونے پر نصوص بھی وارد ہوئیں، جیسا کہ محقق محدثین و مفسرین نے ذکر فرمایا، بعض محققین کے ذکر کردہ جمہور علمائے اہل سنت کے قول کا معنیٰ یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کیلئے خلافت منصوص نہیں فرمائی اور کسی کیلئے اس کا حکم دیا ہے، جو ہم نے بیان کیا اس نے خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حقیت ظاہر کر دی اور اکراہ و تقیہ کا احتمال باطل کر دیا۔

مزید یہ کہ اکراہ و تقیہ کا احتمال تو اس زمانے سے ہو سکتا ہے جس زمانے کے لوگ تابع حق نہ ہوں اور خیر القرون قرنی کی سعادت سے مستعد نہ ہوں، ابن صلاح اور منذری نے فرمایا 'الصحابة کلهم عدول' صحابہ کرام سب کے سب عدول ہیں اور ابن حزم نے کہا 'الصحابة کلهم من اهل الجنة' صحابہ کرام سب کے سب اہل جنت ہیں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ہے 'لا یستوی منکم من

MARKAZ-UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

انفق من قبل الفتح و قاتل اولئك اعظم درجة من الذين انفقوا من بعد و قاتلوا و كلا وعد الله الحسنىٰ 'یعنی تم میں سے فتح مکہ سے پہلے مال خرچنے والے اور جہاد کرنے والے جو اونچے درجے والے ہیں ان لوگوں کے برابر نہیں جنھوں نے فتح مکہ کے بعد مال خرچا اور جہاد کیا اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمالیا تو اس ارشاد کے ﴿وہ سب﴾ مخاطب ہیں اور ان سب کیلئے الحسنیٰ ثابت ہے اور وہ ہے جنت، یہ نہ سوچا جائے کہ انفاق اور جہاد کی تقیید سے وہ صحابہ خارج ہو گئے جو ان سے متصف نہیں، کیونکہ یہ قیود بطور غالب عائد کی ہیں، ان کا مفہوم اس کے خلاف نہ لیا جائے، اس سے مراد یہ بھی ہوسکتا ہے جو عزم و قوت کے ساتھ ﴿انفاق و جہاد سے﴾ متصف ہوا۔

اور یہ ہے کہ اکراہ و تقیہ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کے نقص کو مستلزم ہے، کیونکہ اکراہ میں ترک عزیمت ہے اور تقیہ میں کتمان حق ہے جس سے منع کیا گیا ہے، ہرگاہ عام مومن بھی طاقت رکھتے ہوئے ترک اولیٰ سے راضی نہیں ہوتا اور امر ممنوع کا ارتکاب نہیں کرتا، خدا کے شیر اور بنت رسول کے شوہر جو شجاعت و صفدریت میں بے نظیر تھے کے متعلق کیسے سوچا جائے کہ وہ ان ناشائستہ امور کے مرتکب ہوئے تھے، شیعہ حضرات ''کمال جہالت'' اور ''فرط ضلالت'' سے ان کے قدح کو مدح خیال کرتے ہیں اور ان کے نقصان کو کمال سمجھتے ہیں 'افمن زین له سوء عمله فراه حسنا ' کیا جس کیلئے اس کے برے عمل اچھے دکھائے گئے تو وہ اس کو واقعی اچھا دیکھتا ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

شیعہ کا قتال اور اخذ اموال:

علمائے ماوراء النہر نے فرمایا، جب شیعہ حضرات شیخین اور ذوالنورین اور بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم سب و لعن جو کہ کفر ہے کو تجویز کرتے ہیں تو مالک حقیقی کے حکم کے مطابق دین حق کی بلندی کے لیے ان کا قتل وقمع بادشاہ اسلام اور تمام رعایا پر واجب و لازم ہے، ان کے مالات کی تخریب اور ان کے اموال وامتعہ کا حاصل کرنا جائز ہے۔

روافض کا جواب:

شیعہ حضرات نے اس کے جواب میں بطریق منع کہا کہ شارح عقائد نسفی نے سب شیخین کے کفر ہونے پر اشکال ﴿ظاہر﴾ کیا ہے اور صاحب جامع اصول نے شیعہ کو اسلامی فرقوں میں شمار کیا ہے اور صاحب مواقف نے بھی یہی کہا ہے، امام غزالی کے نزدیک سب شیخین کفر نہیں اور شیخ اشعری، شیعہ بلکہ سب اہل قبلہ کو کافر نہیں جانتے، پس ان حضرات نے تکفیر شیعہ میں جو فرمایا ''سبیل مومناں'' کے موافق اور قرآن وحدیث کے مطابق نہیں ہے۔

حضرت مجدد کا محاکمہ:

مقدمہ ممنوعہ کے اثبات کیلئے ہم کہتے ہیں کہ شیخین کو گالی دینا کفر ہے اور اس پر احادیث صحیحہ دال ہیں، جیسا کہ

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

○......المحاملی وطبرانی اور حاکم نے عویمر بن ساعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے اصحاب اختیار کئے تو ان میں سے وزیر بنائے اور مددگار بنائے اور رشتہ دار بنائے، جس نے ان کو گالی دی تو اس پر اللہ اور تمام فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت، اللہ اس کے کسی صرف وعدل کو قبول نہ کرے گا۔

○......دار قطنی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد ایک قوم آئے گی جسے رافضی کہا جائے گا، پس ان کی علامت کیا ہے، فرمایا! وہ ﴿تمہاری شان﴾ میں افراط کریں گے جو تم میں نہیں اور سلف پر اعتراض کریں گے، ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ ابو بکر وعمر کو گالیاں دیں گے، جس نے اصحاب کو گالی دی اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت۔

اس قسم کی بہت سے احادیث ہیں مگر یہ رسالہ ان کے ذکر کی گنجائش نہیں رکھتا، اور یہ کہ گالی ان کے بغض کا موجب ہے اور ان کا بغض کفر ہے، اس خبر کے ساتھ ﴿حضور ﷺ نے فرمایا﴾ جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے ان کو تنگ کیا اس نے مجھے تنگ کیا اور جس نے مجھے تنگ کیا اس نے اللہ کو تنگ کیا اور اسی طرح ابن عساکر نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ابو بکر وعمر کی محبت ایمان ہے اور ان کا بغض کفر ہے، عبد اللہ بن احمد نے حضرت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا، میں اپنی امت کیلئے ابوبکر و عمر کی محبت ﴿ جو اس میں ہے ﴾ میں اسی طرح پر امید ہوں جیسے اس کے قول ' لا الہ الا اللہ ' میں پر امید ہوں اور ان کے بغض کو ان کی محبت پر قیاس کرنا چاہئے کیونکہ وہ دونوں ایک دوسرے پر نقیض ہیں، نیز تکفیر مومن کفر ہے جیسے حدیث صحیح میں وارد ہے، جس نے کسی آدمی کو کافر کہا یا اللہ کا دشمن کہا اور وہ نہیں ہے تو ﴿ وہ حکم ﴾ اس پر لوٹ آیا ہم یقین سے جانتے ہیں کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ﴿ عظیم ﴾ مومن ہیں، خدا کے دشمن نہیں اور جنت سے مبشر ہیں، پس ان کی تکفیر اس حدیث کے مطابق قائلین تکفیر کی طرف راجح ہوگی تو ﴿ اسلئے ﴾ شیعہ کی تکفیر کا حکم ہے، یہ حدیث اگرچہ خبر واحد ہے لیکن اس سے حکم تکفیر معلوم کیا جائے گا، اگرچہ اس کا منکر کافر نہ ہوگا۔

اپنے زمانے کے امام شیوخ اسلام میں اجل حضرت ابوزرعہ الرازی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اگر تو دیکھے کہ کوئی شخص کسی ایک صحابی رسول کی تنقیص کر رہا ہے تو جان لے کہ وہ زندیق ہے، وہ اس لئے کہ قرآن حق ہے، رسول حق ہے اور جو ان کے ساتھ آیا وہ حق ہے، یہ تمام ﴿ باتیں ﴾ ہم تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوا کسی نے نہیں پہنچائیں، پس جس نے ان پر جرح کی اس نے کتاب و سنت کے ابطال کا ارادہ کیا، پس اس شخص پر جرح کرنی چاہئے اور اس پر زندقہ، ضلالت، کذب اور عناد کا حکم لگایا جائے کہ یہی سب سے قوی اور سب سے بہتر ہے۔

حضرت سہل بن عبد اللہ التتری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان کا علم و زہد اور معرفت و جلالت تمہیں ﴿ ان کی گستاخی سے ﴾ منع کرتی ہے، جس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

کا احترام نہ کیا گویا کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان ہی نہ لایا۔

مقام امیر معاویہ:

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ جن کا علم وجلالت تمہیں کافی ہے، سے پوچھا گیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ، انہوں نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جو غبار امیر معاویہ کے گھوڑے کے ناک میں داخل ہوا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے بہتر ہے، ﴿امیر معاویہ کا تو ذکر ہی کیا﴾ اس طرح انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت وزیارت کی فضیلت کی طرف اشارہ فرمایا کہ اس سے کوئی چیز نہیں بڑھ سکتی، یہ مقام ان کا ہے جو لوگ مجرد زیارت رسول سے معزز ہوئے تو ان کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور ﴿کافروں سے﴾ جہاد کیا اور اپنے اموال وذخائر خرچ کیے، اپنی جاں نثاری یا بعد والے کیلئے شریعت کی کوئی چیز پہنچائی تو یہ ہے ﴿وہ شان﴾ جس کے فضل کا ادراک اصلاً ممکن نہیں۔

اور شک نہیں کہ شیخین اکابر صحابہ سے ہیں بلکہ ان سے بھی افضل ہیں، پس ان کی تکفیر بلکہ تنقیص کفر وزندقہ اور گمراہی کا موجب ہوگی جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے محیط میں ﴿کہا﴾ کہ رافضہ کے پیچھے نماز جائز نہیں اس لئے کہ انہوں نے خلافت صدیق رضی اللہ عنہ کا انکار کیا، ان کی خلافت پر صحابہ کرام کا اجماع ہو چکا ہے اور خلاصہ میں ہے کہ جس نے خلافت صدیق رضی اللہ عنہ کا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

انکار کیا وہ کافر ہے اور مرغینانی میں ہے کہ صاحب ہوا و بدعت کے پیچھے نماز مکروہ ہے، رافضہ کے پیچھے نماز جائز نہیں، پھر فرمایا جس کا یہ حاصل ہے کہ ہر اس شخص کے پیچھے نماز ناجائز ہے جو ہوائے ﴿نفسانی﴾ سے کفر کرتا ہے ورنہ جائز ہے لیکن مکروہ ہے، صحیح قول میں خلافت عمر کے منکر کا بھی یہی حکم ہے، ہر گاہ ان کی خلافت کا انکار کفر ہوگا، تو اس کا کیا حال ہے جس نے ان کو گالی دی یا لعنت کی، ظاہر ہوا کہ تکفیر شیعہ احادیث صحاح کے مطابق اور طریق سلف کے موافق ہے اور جو بعض اہل سنت سے "عدم تکفیر شیعہ" نقل کرتے ہیں اس کی صحت و دلالت کی تقدیر ان کی عدم تکفیر میں کسی توجیہ و تاویل پر محمول ہے کہ وہ احادیث اور جمہور علما کرام کے مذہب کے مطابق ہو جائے۔

شان صدیقہ پر اعتراض:

اور یہ کہ شیعہ حضرات نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سب و لعن سے انکار کیا مگر وہ ان کے بارے میں ﴿حکم قرآن کی﴾ مخالفت کے باعث طعن و تشنیع ثابت کرتے ہیں اور کہا کہ لوگ ان کے بارے میں جو "خبث و فحش" شیعوں سے منسوب کرتے ہیں حاشا ثم حاشا ﴿یعنی یہ سب درست نہیں﴾ مگر حضرت عائشہ نے 'قرن فی بیوتکن' ﴿اپنے گھروں میں رہیں﴾ کے امر ﴿قرآنی﴾ کی بصرہ میں آکر مخالفت کی اور حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے جنگ کا اقدام کیا اور 'حربک و حربی' ﴿تم سے لڑائی مجھ سے لڑائی﴾ کے حکم حدیث کے مطابق حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے جنگ، حضرت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

پیغمبر ﷺ سے جنگ اور حضرت پیغمبر ﷺ سے لڑنے والا یقیناً مقبول نہیں، اس بنا پر وہ مورد طعن ہوئی، ہم کہتے ہیں کہ پوشیدہ نہ رہے، ملازمت بیوت کا حکم اور ان سے خروج کی ممانعت کہ مطلق جمیع حالوں اور زمانوں کے شامل ہو، ﴿یہاں﴾ مراد نہیں اور بعض ازواج آں سرور کائنات کا ان کے ساتھ بعض سفروں میں ﴿جانا﴾ اس پر دلالت کرتا ہے، لہٰذا گھروں میں رہنے کا حکم ایک وقت و حال کے ساتھ دوسرے وقت و حال کے بغیر، مخصوص تھا اور عام مخصوص البعض کے رنگ میں تھا اور عام مخصوص البعض مدلول کی رو سے ظنی ہوتا ہے، مجتہد کو جائز ہے کہ دوسرے افراد کو بھی علت مشترکہ کے ساتھ اس سے خارج کرلے، شک نہیں کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا عالمہ مجتہدہ تھیں، ترمذی نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم اصحاب رسول کو کوئی حدیث مشکل میں ڈالتی تو ہم عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھتے تو ہم ﴿اس کا﴾ علم ان کے پاس ضرور دیکھتے، پس ہوسکتا ہے کہ حضرت عائشہ نے اپنے خروج کو بعض اوقات یا بعض احوال میں منافع و مصالح کیلئے اس ﴿حکم﴾ سے مخصوص کرلیا ہو، اس میں کوئی عیب اور طعن نہیں، اس پر ہم نقل کرتے ہیں کہ یہ فرمان باری کے سیاق سے ظاہر ہے، فرمایا' لا تبرجن تبرج الجاهلية الاولیٰ' پہلی جہالت کی طرح زینت نہ کریں، اس سے مراد ستر حجاب کے بغیر نکلنے کی ممانعت ہے، ستر و حجاب کے ساتھ نکلنا اس ممانعت سے خارج ہے اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا خروج جنگ کیلئے نہیں تھا، اصلاح ﴿احوال﴾ کیلئے تھا، جیسا کہ بعض محققین نے فرمایا اور جنگ کیلئے بھی ہوتا جیسا کہ مشہور ہے تو اس میں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-IE ISLAMIA ACADEMY

بھی اعتراض نہیں کیونکہ وہ اجتہاد سے تھا نہ کہ ہوائے ﴿نفسانی﴾ سے، شارح مواقف نے آمدی سے نقل کیا ہے کہ جمل وصفین کے واقعات اجتہاد کی رو سے تھے اور اگر مجتہد خطا بھی کرے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں، قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر میں فرمایا، اللہ کا فرمان ہے لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم 'اگر اللہ کی طرف سے پہلے نہ لکھا ہوتا، تو تمہیں عذاب ملتا، یعنی اگر لوح میں پہلے سے یہ حکم نہ ہوتا اور وہ حکم یہ ہے کہ خطا کرنے والے مجتہد کو عذاب نہ ہوگا یا ہم کہتے ہیں کہ مجتہد کی خطا بھی خدا تعالیٰ کے ہاں داخل ہدایت ہے۔

حضرت رزین نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ فرمایا، میں نے اپنے اور اپنے صحابہ کے اختلاف کے متعلق اپنے رب سے سوال کیا تو اللہ نے وحی فرمائی اے محبوب! تمہارے صحابہ میرے نزدیک آسمان میں ستاروں کی طرح ہیں، جن کے بعض، بعض سے قوی ہیں، اور سب کیلئے نور ہے، پس جس نے ان میں سے کوئی چیز اخذ کی وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے، پھر فرمایا میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں، تم کسی کی بھی پیروی کرو گے، ہدایت حاصل کرو گے۔

حدیث " حربك حربی "ہوسکتا ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک ثبوت کو نہ پہنچی ہو، یا مخصوص جنگ سے مخصوص ہوگی کہ ہوسکتا ہے کہ اضافت "برائے عہد" ہو، ﴿یعنی کوئی مخصوص جنگ جو حضرت علی سے کرے وہ جنگ مجھ سے کرے گا﴾

اور یہ کہ حضرات شیعہ نے اپنی باطل کتابوں کی ترویج اور اہل سنت کی

کتابوں کی تزئیف کیلئے کہا ہے کہ کتب شیعہ میں ﴿یہ واقعہ﴾ یوں ہے، ابن مکتوم نابینا ﴿صحابی﴾ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں موجود تھے کہ ان کے اہل حرم میں سے کسی ﴿زوجہ﴾ کا گزر ہوا، حضرت پیغمبر ﷺ نے بایں معنیٰ اعتراض فرمایا، اس نے عرض کی یارسول اللہ! یہ شخص نابینا ہے، حضرت پیغمبر ﷺ نے فرمایا، تو، تو نابینا نہیں اور علمائے اہل سنت نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت پیغمبر ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے شانہ اقدس پر اٹھایا کہ میں ایک جماعت کا تماشا دیکھوں جو گلی میں ساز بجارہی تھی، کچھ مدت بعد فرمایا: اے حمیرا کیا تم سیر ہو گئیں، پس اس عمل کو کسی کمترین آدمی سے بھی نسبت نہیں دے سکتے، ﴿یعنی دونوں میں تضاد ہے اور شیعہ حضرات یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اہل سنت کی کتابوں میں جناب رسالت ﷺ کی توہین والے واقعات ہیں لہذا انہیں نہ دیکھا جائے﴾

پوشیدہ نہ رہے کہ ہوسکتا ہے یہ واقعہ آیت حجاب کے نزول سے پہلے متحقق ہوا ہو اور ابن مکتوم سے ممانعت ﴿والا واقعہ﴾ نزول کے بعد پیش آیا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کھیل، مشروع ہو، ممنوع نہ ہو، چنانچہ اخبار صحاح میں وارد ہے اور عنقریب مذکور ہوا چاہتا ہے کہ مسجد حضرت پیغمبر میں حبشی لوگ، نیزہ بازی کر رہے تھے وہ تیر اندازی کی طرح ہے، درحق وہ دونوں جہاد کے ہتھیار ہیں تیر اندازی مشروع ہے تو اس کی مثل بھی مشروع ہے، نیز اس کھیل کا مسجد میں وقوع اس کی مشروعیت پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ مخفی نہیں، اگر کہا جائے کہ ﴿یہ واقعہ﴾ آیت حجاب کے نزول کے بعد ہوا تو ہم کہتے ہیں کہ حضرت صدیقہ اس وقت صغیرہ تھیں،

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

﴿اس حکم کی﴾ مکلفہ نہیں تھیں جیسا کہ بخاری و مسلم کی روایت سے دکھائی دیتا ہے۔
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا خدا کی قسم میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ میرے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہیں اور حبشی ﴿لوگ﴾ مسجد میں ہتھیاروں کے ساتھ کھیل رہے ہیں، حضور ﷺ نے مجھے اپنی چادر میں ڈھانپ لیا کہ میں حضور ﷺ کے شانوں اور کانوں کے درمیان سے ان کا کھیل دیکھوں، پھر آپ میری رضا کیلئے کھڑے رہتے حتیٰ کہ میں واپس ہوتی تو چھوٹی عمر کی اس لڑکی کا اندازہ لگاؤ جسے کھیل ﴿دیکھنے کا﴾ شوق تھا اور یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اس دوران صغیرہ غیر مکلفہ تھیں اور کھیل مشروع تھا، ممنوع نہیں تھا، جب اعداد میں جہاد کیلئے تیر اندازی کی مانند ہتھیاروں کے ساتھ کھیل، کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ مسجد میں ہو رہا تھا پس ظاہر ہوا کہ ان کا بیان ﴿درست نہیں﴾

کیا تم نہیں دیکھتے کہ مسجد میں بمنزلت تیر اندازی، یعنی ہتھیاروں سے جہاد کیلئے کھیلنا نے ظاہر کیا کہ ان کا قول ''حضرت عائشہ کو اٹھایا'' اور ان کا قول 'یضربون المعازف' ﴿ساز بجا رہے تھے﴾ ان کی تحریفات میں سے ہے، اللہ ان کو برباد کرے۔

مشاجرات صحابہ:

جاننا چاہیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان آنا اور ان کے لیے کوئی فیصلہ دینا ''کمال بے ادبی'' اور ''فرط بے سعادتی'' ہے اور بہترین طریقہ یہ ہے کہ جو

منازعات واختلافات ان کے درمیان واقع ہوئے ان کو علم حق سبحانہ پر رہنے دیا جائے اور ان تمام کو نیکی کے سوا یاد نہ کیا جائے، ان کی محبت کو پیغمبر اسلام کی محبت سمجھا جائے 'من احبھم فبحبی احبھم' جس نے ان سے محبت کی میری محبت کی وجہ سے کی، حدیث صحیح ہے، امام شافعی نے فرمایا، یا عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا، یہ وہ خون ہیں جن سے اللہ نے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا، ہم اپنی زبان کو ان سے پاک رکھتے ہیں، مگر شیعہ شنیعہ، صحابہ عظام رضی اللہ عنہم کو برائی کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور ان کے سب ولعن کی جرأت دکھاتے ہیں، علمائے اسلام کو واجب ولازم ہے ان کا رد کریں اور ان کے مفاسد کو ظاہر کریں، اس باب میں اس حقیر سے جو بعض سخن تحریر میں آئے وہ اسی قبیل سے ہیں جیسا کہ رسالہ کے آغاز میں ذکر ہوا۔

ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا و لا تحمل علینا اصراً کما حملته علی الذین من قبلنا ربنا و لا تحملنا ما لا طاقة لنا به و اعف عنا و اغفرلنا و ارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین

ترجمہ: اور ہم اس رسالہ کو خاتمہ حسنہ کے ساتھ اور اہل بیت کے مناقب، مدائح اور فضائل کے ذکر کے ساتھ ختم کرتے ہیں

مناقب اہل بیت:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "بے شک اللہ کا ارادہ تو یہی ہے کہ وہ اے اہل بیت تم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

سے آلودگی کو دور کردے اور تمہیں پاک رکھے جیسے اس کا حق ہے، اکثر مفسرین کرام اس پر ہیں کہ یہ آیت حضرت علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل ہوئی، کیونکہ ضمیر عنکم اور اس کے بعد بھی ضمیر مذکر ہے اور کہا گیا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرہ کی شان میں اتری کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ' واذکرن مایتلیٰ فی بیوتکن ' یعنی ان کو یاد کریں جو ان کے گھروں میں تلاوت کی جاتی ہیں، یہ تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے اور کہا گیا ہے، اس سے مراد واحد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے، امام احمد نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ یہ آیت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی و فاطمہ، حسن و حسین رضی اللہ عنہم ان پانچوں کے بارے میں نازل ہوئی اور ثعلبی نے کہا اس کی مراد تمام بنو ہاشم ہیں، رجس سے مراد ہے گناہ اور ایمان کے واجبات میں شک کرنا، بعض طرق میں آگ پر اُن کی تحریم کو ثابت کیا، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ہے کہ انہوں نے فرمایا 'جب یہ آیت 'ندع ابناء ناوابناء کم' نازل ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی و فاطمہ، حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور عرض کیا، اے اللہ! یہ ہیں میرے اہل بیت۔

○...... مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ میری جگر گوشہ ہے جس نے اس سے بغض رکھا، اس نے مجھ سے بغض رکھا ایک روایت میں ہے وہ مجھے تکلیف دیتا ہے جس نے اسے تکلیف دی۔

○...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

ہمراہ دن کے کسی حصے میں باہر نکلا حتیٰ کہ حضور اکرم ﷺ کا شانہ فاطمہ پر تشریف لائے اور فرمایا، کیا یہاں بچہ ہے، کیا یہاں بچہ ہے، یعنی حسن ہے، کچھ دیر بعد حسن دوڑتے ہوئے آئے اور دونوں آپس میں لپٹ گئے، اس وقت حضور اقدس ﷺ نے کہا، اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت کر اور اس سے محبت کر جو اس سے محبت کرے۔

○...... حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی بھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے زیادہ حضور اکرم ﷺ سے مشابہ نہیں تھا اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی انہوں نے یہی فرمایا کہ وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔

○...... حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، بیشک میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں، اگر تم ان کو پکڑ لو گے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے، ان میں ایک دوسری سے بڑی ہے ﴿وہ﴾ اللہ کی کتاب ہے، آسمان سے زمین کی طرف سیدھی رسی ہے اور میری عترت، میرے اہل بیت، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے جہاں تک کہ حوض پر ملیں، پس دیکھو، میرے بعد تم ان سے کیا کرتے ہو۔

○...... انہی سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی،

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

فاطمہ، حسن وحسین رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ میں ان سے جنگ کرنے والے کا دشمن ہوں اور ان سے دوستی رکھنے والے کا دوست ہوں۔

○......جمیع ابن عمیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ کون حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ہے، انہوں نے فرمایا فاطمہؓ کہا گیا مردوں سے، فرمایا ان کا شوہر،

○......حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسنؓ اور حسین رضی اللہ عنہما دنیا سے میرے پھول ہیں۔

○......حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیشک حسن رضی اللہ عنہ سینے سے لے کر سر تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ ہیں اور حسین" سینے سے قدموں تک سب سے زیادہ مشابہ۔

○......حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے شانہ اقدس پر اٹھا رکھا تھا، ایک آدمی نے کہا اے بیٹے تیری سواری کتنی ہی اچھی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور سوار بھی کتنا ہی اچھا ہے۔

○......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بے شک لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا چاہنے کیلئے میری باری کے دن زیادہ ہدیے بھیجا کرتے تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرہ کے دو گروہ تھے،

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

ایک گروہ میں عائشہ، حفصہ، صفیہ اور سودہ تھیں اور دوسرے گروہ میں ام سلمہ اور ساری ازواج، ام سلمہ کے گروہ نے ام سلمہ سے کہا کہ وہ حضور اکرم ﷺ سے بات کریں کہ حضور لوگوں کو ارشاد فرمائیں کہ وہ وہاں ہدیے بھیجا کریں جہاں وہ موجود ہوں، حضور نے ان سے فرمایا مجھے عائشہ کے بارے میں اذیت نہ دو، بے شک مجھے عائشہ کے سوا کسی زوجہ کے پردے میں وحی نہیں آتی، انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو اذیت دینے سے اللہ کے ہاں توبہ کرتی ہوں، پھر اس گروہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس معاملہ کیلئے حضور اکرم ﷺ کے پاس بھیجا، حضور ﷺ نے ان سے فرمایا اے بیٹی کیا تو اس سے محبت نہیں کرتی جس سے میں محبت کرتا ہوں، انہوں نے عرض کی "کیوں نہیں"، حضور ﷺ نے فرمایا تو مجھے عائشہ سے محبت ہے۔

○...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، میں نے ازواج رسول میں سے کبھی کسی پر اتنی غیرت نہ کھائی جتنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر، حالانکہ میں نے ان کو دیکھا بھی نہیں تھا، لیکن حضور اکرم ﷺ ان کا بکثرت ذکر فرمایا کرتے تھے، بہت مرتبہ بکری ذبح فرماتے تو اس کے اعضا کاٹ کر ان کی سہیلیوں کو بھیجتے، میں نے کئی بار ان سے عرض کی، حضور! کیا دنیا میں حضرت خدیجہ کے سوا کوئی اور عورت نہیں؟

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

فرمایا جو وہ تھیں سو وہی تھیں، ان سے میری اولاد ہوئی۔

○......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، عباس مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔

○......انہی سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، اللہ سے محبت کرو کہ وہ تمہیں کھلاتا ہے اور اللہ کی محبت کیلئے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کیلئے میرے اہل بیت سے محبت کرو۔

○......حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے کعبہ مشرفہ کے دروازہ کو تھام رکھا تھا، جب نبی اکرم ﷺ سے سنا کہ خبردار میرے اہل بیت کی مثال تم میں کشتی نوح کی ﴿طرح﴾ ہے جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا ہلاک ہو گیا،

یہی بیان اس رسالہ کا آخر ہے

الٰہی بحق بنی فاطمہ
کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و دامان آلِ رسول

الحمد لله سبحانه علىٰ الاختتام والصلوٰة والسلام علىٰ حبيبه محمد النبى الامى سيد الانام الىٰ يوم القيام۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

تحشیہ

۱: یہاں عتاب کا لفظ ان معنوں میں نہیں جو دوسروں کیلئے مستعمل ہیں، اس عتاب میں محبت کے ہزاروں باب ہیں، اس جلال میں عنایت کے لاکھوں جمال ہیں، محبوب کی یہ وہ جفا ہے جو بقول مجدد وفا سے زیادہ لذت بخش ہے، ﴿مکتوب ۷۵ جلد ۲﴾

۲: امور عقلیہ اور احکام اجتہادیہ میں صحابہ کرام کی مجال اختلاف اور مساغ خلاف کا ذکر آیا تو خوب یاد رہے کہ یہاں اختلاف وخلاف کا معروف معنوں میں استعمال نہیں ہے، شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق اس کلام میں ''اضطراب وخلط'' کے طور پر استعمال ہوا ہے، جہاں تک وحی نہ آنے کی صورت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کا تعلق ہے تو اس پر تمام اہل اصول متفق ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ احکام اجتہادیہ اور امور عقلیہ جن پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عزم فرمایا، جن کا حکم دیا، جن کی اتباع کو واجب قرار دیا، ان سے تمسک بالکل وحی الٰہی سے مستند احکام سے تمسک کی طرح ہے، اس پر قرآن پاک شاہد ہے، خدا کی پناہ حضرت مجدد کا یہ منشا نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اختیار تشریعی کے مقابلے میں ان کو مجال اختلاف اور مساغ خلاف حاصل تھا، اس کی وضاحت انہوں نے خود آگے چل کر فرما دی ہے۔

ہاں جو کام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بسبیل عادت اور استحباب کے طور پر سر انجام دیئے ان کے ترک میں شرعاً کوئی حرج نہیں کہ جس پر کوئی زبان طعن دراز کی جائے، حدیث ایتونی بقرطاس کا حکم بھی اسی قبیل سے تھا، اگر یہ منصب نبوت کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ UL OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

فرائض وواجبات سے ہوتا تو جو نبی اکرم ﷺ کفار مکہ کے تند و تیز ماحول میں اپنے فرائض و واجبات پہنچا کر رہے وہ اپنے صحابہ کے ماحول میں کیسے فراموش کر دیتے، یہ ایک مستحب تھا جس پر صحابہ سے اضطراب ظاہر ہوا اور وہ بھی حضور اکرم ﷺ کی علالت طبعی کو دیکھ کر ہوا یا دیگر احکام استحباب میں انہوں نے اپنے طور پر دین اور پیغمبر دین کی عزت و حرمت سمجھتے ہوئے ان میں اپنا اضطراب ظاہر کیا اور اللہ اور رسول کے عطا فرمودہ اظہار رائے کا استعمال کیا تو اس سے وہ مجرم نہیں ہوئے اور اللہ اور اس کے رسول کے کسی فرمان نے انہیں مجرم قرار نہ دیا۔

یہ مسئلہ سمجھنے کیلئے جاننا ضروری ہے کہ احکام شریعت میں ''اختلاف و خلاف'' کے متعدد معانی متعین ہیں، اس کا معنی رد و انکار بھی ہے، جو کفر ہے، یہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں کیے گئے کلام اعراض پر بھی منطلق ہے جس پر حضور ﷺ نے کوئی اقدام نہ فرمایا، جس کی کوئی مخالفت نہ فرمائی، اگر یہ اختلاف کے حقیقی معنی میں نہ ہو تو جائز ہے جب نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام سے مشورہ لیتے اور ان سے صریح رائے یا دلیل طلب فرماتے تو صحابہ کرام ﴿اس قسم کے خلاف﴾ سے بھی کام لیتے تھے، کئی بار اس کا اطلاق امر و نہی کے بارے میں معصیت پر بھی ہوتا ہے جس سے درجات اختلاف کے لحاظ سے فسق یا بدعت یا مکروہ کے احکام نکلتے ہیں، بعض دفعہ اس کا اطلاق اس کام کے چھوڑنے پر ہوتا ہے جو کلام نبی اکرم ﷺ نے عبادت کے علاوہ بطور عادت سرانجام دیا، اس میں کوئی قباحت نہیں، کیونکہ ترک مندوبات اور فعل مکروہات کی سزا نہیں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

لہذا حضور ﷺ کے احکام اجتہادیہ میں صحابہ کرام کی "مجال اختلاف" حقیقی معنوں پر محمول نہیں کی جاسکتی، اس کا جو جائز معنی ہے وہی حضرت مجدد کی مراد ہے 'کماصرح فی تحقیقہ'

حضرت مجدد نے جو قاضی بیضاوی کا قول نقل فرمایا کہ انبیا کرام اجتہاد فرماتے ہیں اور وہ کبھی خطا ہوتا ہے اگر چہ اس پر ان کا استقرار نہیں ہوتا، خبردار! یہ خطا بھی اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور وہ فعل ہے جو خلاف معمول ہوا 'ماکان لنبی' آیت کی شان نزول میں دراصل خطائے اجتہادی بعض صحابہ کرام سے سرزد ہوئی مگر خطاب حضور ﷺ سے کیا گیا جیسا کہ قرطبی نے فرمایا 'ھذہ الایہ نزلت یوم بدر عتابا من اللہ لا صحاب نبیہ' یہ آیت بدر کے دن اللہ کی طرف سے اصحاب نبی کیلئے عتاباً نازل ہوئی ﴿کیونکہ انہوں نے حضور کو فدیہ کا مشورہ دیا تھا﴾ یاد رہے کہ بعض دفعہ حکم سماوی میں مخاطب نبی ہوتا ہے اور مراد امت ہوتی ہے، نیز جس خطا پر استقرار نہ ہو وہ حقیقت میں خطا نہیں ہوتی 'کما لا یخفی علیٰ اھل البصیرہ'

کیا نبی اکرم ﷺ کا ہر قول وحی الٰہی ہوتا ہے؟

حضرت مجدد کے رسالہ مبارکہ رد روافض میں متعدد مقامات کی وضاحت حضرت غزالی زماں مولانا سید احمد سعید کاظمی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس تحقیقی مضمون میں دیکھی جاسکتی ہے، افادہ عام کیلئے یہ مضمون شامل کیا جارہا ہے۔

سوال: شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تحفہ اثنا عشریہ میں مطاعن فاروق اعظم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

کے تحت لکھا ہے کہ نبی کا ہر قول وحی الٰہی نہیں، اپنے اس دعوے کی دلیل میں انہوں نے چند آیات کو نقل فرمایا ہے مثلاً

(۲) 'لو لا کتاب من الله الا یة' بدر کے قیدیوں سے فدیہ قبول کرنے پر اس قدر سختی کیوں وقوع میں آئی، حالانکہ ہم اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ نبی کا ہر قول وحی ہے کہ ابوداؤد شریف کی حدیث ہے' فو الذی نفسی بیدہ مایخرج منه الاالحق 'ذرا وضاحت فرمادیجئے کیوں کہ اس کی اشد ضرورت ہے، مولوی محمد صدیق معرفت سید محمد عبداللہ شاہ مدرسہ انوار الابرار بیرون دہلی گیٹ ملتان۔

جواب: مولانا المحترم وعلیکم السلام و رحمة الله! کارڈ پہنچا جسے پڑھ کر اس لئے افسوس ہوا کہ اس زمانے میں علم کا فقدان ہوتا جارہا ہے، آپ نے لکھا ہے کہ 'ہم اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ نبی کا ہر قول وحیِ خدا ہے'' کسی اہل سنت کا عقیدہ نہیں بلکہ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کا ہر قول 'من حیث النبوۃ والرسالہ' وحی ہے، قرآن و حدیث میں واضح طور پر فرمادیا گیا ہے کہ نبی کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں' (۱) نبوت اور رسالت (۲) بشریت' نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کے ہر قول کا وحی منزل من اللہ ہونا پہلی جہت کے ساتھ مختص ہے' نبی کریم ﷺ کے ایسے قول کو قبول نہ کرنا کفر ہے جو نبوت و رسالت کی جہت سے صادر ہوا ہو، بخلاف اس قول کے جس کا صدور 'من حیث البشریہ' ہو کہ اسے تسلیم نہ کرنا ہرگز کفر نہیں، حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحفہ اثناء عشریہ میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ذات مقدسہ سے اس طعن کو دفع فرمارہے ہیں کہ انہوں نے حکم نبوی' ایتونی بقرطاس'

لو " حسبنا کتاب اللہ " کہہ کر رد کر دیا طعن کا خلاصہ یہ ہے کہ پیغمبر کا ہر قول وحی منزل من اللہ ہے اور وحی منزل من اللہ کا رد کفر ہے لہذا حضرت عمر (معاذ اللہ) کافر ہو گئے، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ہر حکم وحی نہیں، شاہ صاحب کا مقصد یہ ہے کہ وحی منزل من اللہ حضور ﷺ کا وہی حکم ہے جو من حیث الرسالہ ہو اور اسی کا رد کرنا کفر ہے لیکن جو حکم من حیث البشریہ ہو وہ وحی منزل من اللہ نہیں ہو سکتا اور نہ اس کا انکار کفر قرار پا سکتا ہے، لہذا جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ کوئی حکم من حیث الرسالہ ہے اس وقت تک اس کے انکار کو کفر قرار دینا ہرگز صحیح نہیں، رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم " ایتونی بقرطاس " من جہت الرسالہ نہ تھا کیونکہ اس کے مقتضی پر کسی نے عمل نہیں کیا اگر اس حکم کو من جہت الرسالہ کہا جائے تو حضور نبی کریم ﷺ کی ذات مقدسہ پر بھی حکم خداوندی ' فاستقم کما امرت ' کی خلاف ورزی کا الزام عائد ہوگا جو باطل محض ہے، لہذا واضح ہو گیا کہ یہ امر من جہت الرسالہ نہ تھا، پھر اسے تسلیم نہ کرنے کی بنا پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر طعن کرنا اور ان پر کفر کا الزام لگانا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔

یہ امر آخر ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ہر وہ قول جو من جہت البشریہ ہو وحی منزل من اللہ نہ ہونے کے باوجود بھی حق ہے کیونکہ حق ہونے کیلئے وحی ہونا ضروری نہیں ان دونوں میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے ہر وحی کا حق ہونا ضروری ہے اور ہر حق کا وحی ہونا ضروری نہیں، ابوداؤد شریف کی حدیث ' ما یخرج منہ الا الحق ' وارد ہے " الا الوحی " نہیں، حضرت شاہ صاحب نے بھی حضور اکرم ﷺ کے ہر قول

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کے وحی ہونے کی نفی کی ہے حق ہونے کی نفی نہیں کی، رہا یہ امر کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آیۃ کریمہ 'ان ھو الا وحی یوحی' کو قرآن مجید کے ساتھ مخصوص قرار دیا تو یہ شان نزول کے اعتبار سے ہے اور اس تخصیص کا مقصد صرف یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو 'نطق من حیث الرسالہ' نہ ہو اس آیۃ کریمہ سے اسے وحی منزل من اللہ ہونا ثابت کرنا اور اس پر طعن کی بنیاد رکھنا بناء الفاسد ہے، یہ مقصد ہرگز نہیں کہ قرآن مجید کے سوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی نطق بھی وحی الٰہی نہیں ہے، خواہ وہ 'من حیث الرسالہ' ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اس تقریر پر علی الاطلاق تمام احادیث نبویہ کے وحی ہونے کا انکار لازم آئے گا جو کفر خالص ہے، جن آیات کو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دعویٰ کی دلیل میں پیش فرمایا ان کے مطالب میں ادنیٰ تامل کے بعد یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ جن اقوال وافعال مبارکہ پر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف عتاب نازل فرمایا، وہ فی الواقع 'من حیث الرسالہ' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سرزد نہ ہوئے تھے، اسی لئے وہ وحی الٰہی بھی نہیں ہو سکتے لیکن ان کے وحی نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ معصیت یا حق کے خلاف تھے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے معصوم ہیں کہ آپ سے کوئی معصیت یا خلاف حق قول یا فعل صادر ہو، البتہ یہ ممکن ہے کہ 'من حیث البشریہ' حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسا قول یا فعل سرزد ہو جائے جو خلاف حق تو نہ ہو مگر کسی اعتبار سے خلاف اولیٰ ہو اور واقعہ یہ ہے کہ ایسے ہی امور منشاءِ عتاب ہیں، یہاں اس امر کو بھی نظر انداز نہ کرنا چاہئے کہ عتاب میں خواہ شدت بھی کیوں نہ ہو وہ محض صورۃً عتاب ہے حقیقتاً مبنی بر حکمت ہونے کی وجہ سے خطاب محبت ہے، اس اجمال کی تفصیل کا یہ موقع نہیں، ہم نے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

دیگر مضامین میں مدلل طور پر اسے بیان کر دیا ہے، خلاصہ یہ کہ نبی کریم ﷺ کا نطق مبارک مطلقاً ھویٰ سے پاک ہے اور وہ دو حال سے خالی نہیں، یا 'من جہت الرسالہ' ہوگا یا 'من جہت البشریہ' پہلی صورت میں وحی الٰہی ہے، عام اس سے کہ وحی متلو ہو یا غیر متلو اور دوسری صورت میں حق ہے عام اس سے کہ کسی اعتبار سے وہ خلاف اولیٰ ہو یا نہ ہو، جن علمائے اہل سنت نے رسول اللہ ﷺ کے جمیع اقوال و افعال اور جملہ احوال شریفہ کو وحی قرار دیا ان کے پیش نظر صرف جہت رسالت ہے اور جن حضرات نے حضور اکرم ﷺ کے جمیع اقوال و افعال و احوال 'من حیث الکلیہ ﴿من ناقلہ﴾' وحی ہونے کا انکار کیا ان کے پیش نظر جہت رسالت کے ساتھ جہت بشریت بھی ہے، ان حضرات نے صرف انہی اقوال و افعال کو وحی قرار دیا جو جہت رسالت سے ہوں اور جن کا صدور جہت بشریت سے ہو ان کی وحی منزل من اللہ ہونے کی انہوں نے نفی فرمائی اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ دونوں میں کوئی تعارض نہیں لیکن کسی اہل سنت عالم دین نے حضور نبی کریم ﷺ کے کسی قول یا فعل یا حال کو خلافِ حق قرار نہیں دیا حتیٰ کہ بعثت مقدسہ سے قبل بھی حضور ﷺ کو خلافِ حق امور سے پاک مانا مضمون کی حد تک فقیر نے وضاحت کر دی ہے اور یہ وضاحت ایسی ہے کہ اس کی روشنی میں اہل علم پر اس کے دلائل واضح ہوتے چلے جائیں گے اگر اب بھی کوئی شبہ باقی ہو تو تحریر کیجئے انشاء اللہ جواب دیا جائیگا اور اگر آپ مطمئن ہو جائیں تو بذریعہ خط فقیر کو اطلاع ضرور دے دیں تاکہ تردد نہ رہے۔

......⊙......

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

......﴿خلقِ کریم﴾......

یہ کچھ اشعارِ بے جاں یا مجدد
کہاں ہیں تیرے شایاں یا مجدد

یہ مانا ہیں مرے جذبات ناقص
مگر پھر بھی ہوں نازاں یا مجدد

مجھ ایسوں پر نگاہِ لطف کرنا
تری شانِ فراواں یا مجدد

تو ثروت میں ہے حاتم سے فزوں تر
سخا میں رشکِ شاہاں یا مجدد

خدا والوں پہ بے حد مہرباں تو
عدو پر برقِ سوزاں یا مجدد

ہمہ تن غرق تو عشقِ نبی میں
تو ذکرِ حق میں پیچاں یا مجدد

خدا کے خوف کے اشکوں سے تیری
تر و تازہ ہیں مژگاں یا مجدد

تجھے ہر گمرہی سے سخت نفرت
تو بدعت سے ہے نالاں یا مجدد

طہارت میں کہاں ہم دوش تیرے
جناں کے حور و غلماں یا مجدد

ترے اخلاق پر سنت کا غلبہ
اطاعت تیرا ساماں یا مجدد

کھلا ہے ہند میں تیری بدولت
ہدایت کا دبستاں یا مجدد

بنی ضرب المثل تیری عزیمت
تو حق کا مردِ میداں یا مجدد

مٹے کفر اور پھیلے نورِ اسلام
یہی تھا تیرا ارماں یا مجدد

غلامِ زارؔ کو اور چاہیے کیا
جو ہے تیرا ثنا خواں یا مجدد

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ردّ الرفضہ

تصنیف لطیف

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت، مجدّد دین وملّت، مولانا الشاہ
امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قادری برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
۱۲۷۲ھ — ۱۳۴۰ھ

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رَدُّ الرّفضہ

۱۳۲۰ھ

از سیتاپور

۲۴ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک بی بی سیدہ سنی المذہب نے انتقال کیا۔ اس کے بعض بنی عم رافضی تبرائی ہیں وہ عصبہ بن کر وراثہ سے ترکہ لینا چاہتے ہیں حالانکہ روافض کے یہاں عصوبت اصلاً نہیں۔ اس صورت میں وہ مستحق ارث ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

بینوا و توجروا

مرسلہ

حکیم سید محمد مہدی

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

الجواب

الحمد لله الذی ھدانا و کفانا و اوانا عن الرفض و الخروج و کل بلاء نجانا و الصلوة و السلام علی سیدنا و مولانا و ملجانا و ماوانا محمد و اله و صحبه الاولین ایمانا و لاحسنین احسانا و الا مکنین ایقانا(آمین)

سب حمدیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے ہمیں ہدایت دی اور رفض اور خروج سے کفایت اور پناہ دی اور ہر بلاء سے نجات دی، اور صلوٰۃ وسلام ہو ہمارے آقا، مولیٰ، ہمارے ملجا اور ماوی محمد ﷺ اور ان کی آل و صحابہ پر جو ایمان لانے میں پہلے اور نیکی میں احسن اور ایمان و یقین میں پختہ ہیں، آمین!

صورت مستفسرہ میں یہ رافضی ان مرحومہ سیدہ سنیہ کے ترکہ سے کچھ نہیں پا سکتے اصلاً کسی قسم کا استحقاق نہیں رکھتے اگرچہ بنی عم نہیں خاص حقیقی بھائی بلکہ اس سے بھی قریب رشتے کے کہلاتے اگرچہ وہ عصوبت کے منکر نہ بھی ہوتے کہ ان کی محرومی دینی اختلاف کے باعث ہے۔ سراجیہ میں ہے۔

موانع الارث اربعة (الی قوله) و اختلاف الدینین (ا)

وراثت کے موانع چار ہیں، دین کا اختلاف، تک بیان کیا۔(ت)

تحقیق مقام و تفصیل مرام یہ ہے کہ رافضی تبرائی جو حضرات شیخین صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما خواہ ان میں سے ایک کی شان پاک میں گستاخی کرے اگرچہ صرف اسی قدر کہ انہیں امام و خلیفہ برحق نہ مانے۔ کتب معتمدہ فقہ حنفی کی تصریحات اور عامہ ائمہ ترجیح و فتویٰ کی تصحیحات پر مطلقاً کافر ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

در مختار مطبوعہ مطبع ہاشمی ص ۶۴ میں ہے:

ان انکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ کفر بھا کقولہ ان اللہ تعالی جسم کالاجسام و انکارہ صحبۃ الصدیق (۱)

اگر ضروریات دین سے کسی چیز کا منکر ہے تو کافر ہے۔ مثلا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ اجسام کے مانند جسم ہے۔ یا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا منکر ہونا۔

طحطاوی حاشیہ در مطبوعہ مصر جلد اول ص ۲۴۴ میں ہے۔

و کذا اخلافتہ (۲)

اور ایسے ہی آپ کی خلافت کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔ فتاویٰ خلاصہ قلمی کتاب الصلوٰۃ فصل ۱۵ اور خزانۃ المفتین قلمی کتاب الصلوٰۃ فصل فی من یصح الاقتداء بہ و من لا یصح میں ہے۔

الرافضی ان فضل علیا علی غیرہ فھو مبتدع و لو انکر خلافۃ الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فھو کافر (۳)

رافضی اگر مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل جانے تو بدعتی گمراہ ہے اور اگر خلافت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہو تو کافر ہے۔

فتح القدیر شرح ہدایہ مطبع مصر جلد اول ص ۲۴۸ اور حاشیہ تبیین العلامہ احمد الشلبی مطبوعہ مصر جلد اول ص ۱۳۵ میں ہے:

فی الروافض من فضل علیا علی الثلاثۃ فمبتدع و ان انکر خلافۃ الصدیق او عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما فھو کافر (۱)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

رافضیوں میں جو شخص مولا علی کو خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم سے افضل کہے گمراہ ہے اور اگر صدیق یا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت کا انکار کرے تو کافر ہے۔

وجیز امام کردری مطبوعہ مصر جلد ۳ ص ۳۱۸ میں ہے:

من انکر خلافة ابی بکر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه فهو کافر فی الصحیح و من انکر خلافة عمر رضی الله تعالیٰ عنه فهو کافر فی الاصح(۲)

خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر کافر ہے۔ یہی صحیح ہے اور خلافت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی کافر ہے، یہی صحیح تر ہے۔

تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق مطبوعہ مصر جلد اول ص ۱۳۴ میں ہے:

قال المرغینانی تجوز الصلوٰة خلف صاحب هوی و بدعة و لا تجوز خلف الرافضی و الجهمی و القدری و المشبه و من یقول بخلق القران حاصله ان کان هوی لا یکفر به صاحبه تجوز مع الکراهة و الافلا۔(۳)

امام مرغینانی نے فرمایا:

بد مذہب بدعتی کے پیچھے نماز ادا ہو جائے گی اور رافضی، جہمی، قدری تشبیہی کے پیچھے ہوگی ہی نہیں اور اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر اس بد مذہبی کے باعث وہ کافر نہ ہو تو نماز اس کے پیچھے کراہت کے ساتھ ہو جائے گی ورنہ نہیں۔

فتاوی عالمگیریہ مطبوعہ مصر جلد اول ص ۸۴ میں اس عبارت کے بعد ہے:

هکذا فی التبیین و الخلاصة و هو الصحیح هکذا فی البدائع

ایسا ہی تبیین الحقائق و خلاصہ میں ہے اور یہی صحیح ہے۔ ایسا ہی بدائع میں ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اسی کی جلد ۳، ص ۲۶۴ اور بزازیہ جلد ۳ ص ۳۱۹ اور الاشباہ قلمی فن ثانی کتاب السیر اور اتحاف الابصار والبصائر مطبع مصر ص ۱۸۷ اور فتاویٰ انقرویہ مطبوعہ مصر جلد اول ص ۲۵ اور واقعات المفتین مطبع مصر ص ۳۱ سب میں فتاویٰ خلاصہ سے ہے:

الرافضی ان کان یسبّ الشیخین و یلعنھما (والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ) فھو کافر و ان کان یفضل علیا کرم اللّٰہ تعالیٰ وجھہ علیھما فھو مبتدع

رافضی تبرائی جو حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو معاذ اللہ بُرا کہے کافر ہے اور اگر مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتائے تو کافر نہ ہوگا مگر گمراہ ہے۔

اسی کے صفحہ مذکورہ اور برجندی شرح نقایہ مطبوعہ لکھنؤ جلد ۴ ص ۲۱ اور فتاویٰ ظہیریہ سے ہے:

من انکر امامة ابی بکر الصدیق رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ فھو کافر و علی قول بعضھم ھو مبتدع و لیس بکافر و الصحیح انہ کافر و کذلک ومن انکر خلافة عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ فی اصح الاقوال۔

امامت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر کافر ہے اور بعض نے کہا بدمذہب ہے کافر نہیں اور صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہے۔ اسی طرح خلافت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی صحیح قول میں کافر ہے۔

وہیں فتاویٰ بزازیہ سے ہے:

و یجب اکفارھم باکفار عثمان و علی و طلحة و زبیر و عائشة

رضی اللہ تعالیٰ عنہم

رافضیوں اور ناصبیوں اور خارجیوں کو کافر کہنا واجب ہے۔ اس سبب سے کہ وہ امیر المومنین عثمان و مولیٰ علی و حضرت طلحہ و حضرت زبیر و حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کافر کہتے ہیں۔

بحر الرائق مطبوعہ مصر جلد ۵ ص ۱۳۱ میں ہے:

يكفر بانكاره امامة ابى بكر رضى الله تعالىٰ عنه على الاصح كانكاره خلافة عمر رضى الله تعالىٰ عنه على الاصح

اصح یہ ہے کہ ابوبکر یا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی امامت و خلافت کا منکر کافر ہے۔

مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر مطبوعہ قسطنطنیہ جلد اول ص ۱۰۵ میں ہے:

الرافضى ان فضل عليا فهو مبتدع و ان انكر خلافة الصديق فهو كافر

رافضی اگر صرف تفضیلیہ ہو تو بد مذہب ہے اور اگر خلافت صدیق کا منکر ہو تو کافر ہے۔

اسی کے ص ۶۳۱ میں ہے:

يكفر بانكاره صحبة ابى بكر رضى الله تعالىٰ عنه و بانكاره امامته على الاصح و بانكاره صحبة عمر رضى الله تعالىٰ عنه على الاصح۔

جو شخص ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا منکر ہو کافر ہے۔
یونہی جو ان کے امام برحق ہونے کا انکار کرے مذہب اصح میں کافر ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

یونہی عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا انکار قول اصح پر کفر ہے۔

غنیہ شرح منیہ مطبوعہ قسطنطنیہ ص ۵۱۴ میں ہے :

المراد بالمبتدع من یعتقد شیئا علی خلاف ما یعتقده اهل السنّة و الجماعة و انما یجوز الاقتداء به مع الکراهة اذا لم یکن ما یعتقده یؤدّی الی الکفر عند اهل السنّة اما لو کان مؤدّیا الی الکفر فلا یجوز اصلا کالغلاة من الروافض الذین یدعون الالوهیة لعلی رضی اللّٰه تعالیٰ عنه او ان النبوة کانت له فغلط جبریل و نحو ذالك مما هو کفر و کذا من یقذف الصدّیقة او ینکر صحبة الصدّیق او خلافته او یسب الشیخین۔

بد مذہب سے وہ مراد ہے جو کسی بات میں اہلسنّت و جماعت کے اختلاف عقیدہ رکھتا ہو اور اس کی اقتداء کراہت کے ساتھ اس حال میں جائز ہے جب اس کا عقیدہ اہلسنّت کے نزدیک کفر تک نہ پہنچاتا ہو اگر کفر تک پہنچائے تو اصلاً جائز نہیں جیسے غالی رافضی کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو خدا کہتے ہیں یا یہ کہ نبوت ان کے لیے تھی جبرئیل نے غلطی کی اور اسی قسم کی اور باتیں کہ کفر ہیں اور یوں ہی حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو معاذ اللہ اس تہمت ملعونہ کی طرف نسبت کرے یا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت یا خلافت کا انکار کرے یا شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُرا کہے۔

کفایہ شرح ہدایہ مطبع بمبئی جلد اول اور مستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق مطبع احمدی ص ۳۲ میں ہے :

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ان کان ھواہ یکفر اھله کالجھمی و القدری الذی قال بخلق القرآن والرّافضی الغالی الذی ینکر خلافة ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنه لا تجوز الصّلٰوۃ خلفه۔

بد مذہبی اگر کافر کر دے جیسے جہمی اور قدری کہ قرآن کو مخلوق کہے اور رافضی غالی کہ خلافت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار کرے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

شرح کنز للملا مسکین مطبع مصر جلد اول ص ۲۰۸ ہامش فتح المعین میں ہے:

فی الخلاصة یصح الاقتداء باھل الا ھواء الا الجھمیة و الجبریة و القدریة و الرافضی الغالی و من یقول بخلق القران و المشبه وجملته ان من کان من اھل قبلتنا و لم یغل فی ھواہ حتی لم یحکم بکونه کافرا تجوز الصّلٰوۃ خلفه و تکرہ و اراد بالرّافضی الغالی الذی ینکر خلافة ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنه۔

خلاصہ میں ہے بد مذہبوں کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔ مگر جہمیہ و جبریہ و قدریہ و رافضی غالی و قائل خلق قرآن و مشبہ کے اور حاصل یہ کہ اہل قبلہ سے جو اپنی بد مذہبی میں غالی نہ ہو یہاں تک کہ اسے کافر نہ کہا جائے اس کے پیچھے نماز بکراہت جائز ہے اور رافضی غالی سے وہ مراد ہے جو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا منکر ہو۔

طحطاوی علی مراقی الفلاح مطبع مصر ص ۱۹۸ میں ہے:

ان انکر خلافة الصدّیق کفر و الحق فی الفتح عمر بالصدّیق فی ھذا الحکم و الحق فی البرھان عثمان بھما ایضا و لا تجوز

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

الصّلاة خلف منکر المسح علی الخفین او صحبة الصدّیق و من یسبّ الشیخین او یقذف الصدّیقة و لا خلف من انکر بعض ما علم من الدین ضرورة لکفرہ و لا یلتف الی تاویله و اجتهادہ۔

یعنی خلافت صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کا منکر کافر ہے اور فتح القدیر میں فرمایا کہ خلافت فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کا منکر بھی کافر ہے اور برہان شرح مواہب الرحمٰن میں فرمایا خلافت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ کا منکر بھی کافر ہے۔ اور نماز اس کے پیچھے جائز نہیں جو مسح موزہ یا صحابیت صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کا منکر ہو یا شیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما کو بُرا کہے یا صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا پر تہمت رکھے اور نہ اس کے پیچھے جو ضروریات دین سے کسی شئے کا منکر ہو کہ وہ کافر ہے اور اس کی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا نہ اس جانب کہ اس نے رائے کی غلطی سے ایسا کہا۔

نظم الفرائد منظومہ علامہ ابن وہبان مطبوعہ مصر ہامش مجیبہ ص ۴۰ اور نسخہ قدیمہ قلمیہ مع الشرح فصل من کتاب السیر میں ہے:

و من لعن الشیخین او سب کافر و من قال فی الایدی الجوارح اکفر
و صحح تکفیر منکر خلافة ال عتیق و فی الفاروق ذلك الاظهر

جو شخص حضرات شیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما پر تبرا کرے یا بُرا کہے، کافر ہے اور جو کہے ید اللہ سے ہاتھ مراد ہے۔ وہ اس سے بڑھ کر کافر ہے۔ اور خلافت صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے انکار میں قول مصحح تکفیر ہے اور یہی دربارۂ انکار خلافت فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ اظہر ہے۔

تیسیر المقاصد شرح وہبانیہ العلامہ الشرنبلالی قلمی کتاب السیر میں ہے:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

الرافضی اذا سب ابا بکر و عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما و لعنھما یکون کافر او ان فضّل علیھما علیا لا یکفر و ھو مبتدع

رافضی اگر شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُرا کہے یا ان پر تبرا بکے کافر ہو جائے اور اگر مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ان سے افضل کہے کافر نہیں گمراہ بدمذہب ہے

اسی میں وہیں ہے:

من انکر خلافۃ ابی بکر الصدّیق فھو کافر فی الصحیح و کذا منکر خلافۃ ابی حفص عمر ابن الخطاب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ فی الاظھر

خلافت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر مذہب صحیح پر کافر ہے۔ اور ایسا ہی قول اظہر میں خلافت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی۔

فتویٰ علامہ نوح آفندی پھر مجموعہ شیخ الاسلام عبید اللہ آفندی پھر مغنی المستفتی عن سوال المفتی پھر عقود الدریہ مطبع مصر جلد اول ۹۲، ۹۳ میں ہے:

الروافض کفرۃ جمعوا بین اصناف الکفر منھا انھم ینکرون خلافۃ الشیخین و منھا انھم یسبّون الشیخین سود اللّٰہ وجوھھم فی الدارین فمن اتصف بواحد من ھذہ الامور فھو کافر ملتقطا۔

رافضی کافر ہیں طرح طرح کے کفروں کے مجمع ہیں از انجملہ خلافت شیخین کا انکار کرتے ہیں از انجملہ شیخین کو بُرا کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ دونوں جہاں میں رافضیوں کا منہ کالا کرے جو ان میں کسی بات سے متصف ہو کافر ہے۔

ملتقطا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

انہیں میں ہے:

اما سبّ الشیخین رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما فانہ کسب النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم و قال الصدر الشہید من سبّ الشیخین او لعنہما یکفر

شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُرا کہنا ایسا ہے جیسا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنا اور امام صدر شہید نے فرمایا جو شیخین کو بُرا کہے یا تبرا کہے کافر ہے۔

عقود الدریہ میں بعد نقل فتویٰ مذکورہ ہے:

و قد اکثر مشائخ الاسلام من علماء الدولۃ العثمانیہ لا زالت مؤیدۃ بالنصرۃ العلیۃ الافتاء فی شان الشیعۃ المذکورین و قد اشبع الکلام فی ذلک کثیر منہم و الفوا فیہ الرسائل و ممن افتی بنحو ذلک فیہم المحقق المفسر ابو مسعود افندی العمادی و نقل عبارتہ العلامۃ الکواکبی الحلبی فی شرحہ علی المنظومتہ الفقہیۃ المسمّاۃ بالفوائد السنیہ۔

علمائے دولت عثمانیہ کہ ہمیشہ نصرت الٰہی سے مؤید رہے، ان سے جو اکابر شیخ الاسلام ہوئے انہوں نے شیعہ کے باب میں کثرت سے فتوے دیئے۔ بہت نے طویل بیان لکھے اور اس کے بارے میں رسالے تصنیف کیے اور انہیں میں سے جنہوں نے روافض کے کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا۔ محقق مفسر ابو مسعود آفندی عمادی (سردار مفتیان دولت علیہ عثمانیہ) ہیں۔ اور ان کی عبارت علامہ کواکبی حلبی نے اپنے منظومہ فقہیہ مسمی بہ فوائد

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

سعیہ کی شرح میں نقل کی۔

اشباہ قلمی فن ثانی باب الرواۃ اور اتحاف ص ۱۸۷ اور انقروی جلد اول ص ۲۵ اور واقعات المفتین ص ۱۳ اسب میں مناقب کردری سے ہے

یکفر اذا انکر خلافتہما او یبغضہما لمحبۃ النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم لہما

جو خلافت شیخین کا انکار کرے یا ان سے بغض رکھے کافر ہے کہ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب ہیں۔

بلکہ بہت اکابر نے تصریح فرمائی کہ رافضی تبرائی ایسے کافر ہیں جن کی توبہ بھی قبول نہیں۔

تنویر الابصار متن در مختار مطبع ہاشمی ص ۳۱۹ میں ہے:

کل مسلم ارتد فتوبتہ مقبولۃ الا الکافر بسب النبی او الشیخین او احدھا

ہر مرتد کی توبہ قبول ہے مگر وہ جو کسی نبی یا حضرات شیخین یا ان میں ایک کی شان میں گستاخی سے کافر ہوا۔

اشباہ والنظائر قلمی فن ثانی کتاب السیر اور فتاوی خیریہ مطبوعہ مصر جلد اول ص ۹۴، ۹۵ اور اتحاف الابصار والبصائر مطبوعہ مصر ۱۸۶ میں ہے۔

کافر تاب فتوبتہ مقبولۃ فی الدنیا والاخرۃ الاجماعۃ الکافر بسب النبی صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم و سائر الانبیاء و بسب الشیخین او احدھما۔

جو کافر توبہ کرے اس کی توبہ دنیا و آخرت میں قبول ہے مگر کچھ کافر ایسے ہیں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

جن کی توبہ مقبول نہیں ایک وہ جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواہ کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہوا، دوسرا وہ کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں یا ایک کو بُرا کہنے کے باعث کافر ہوا۔

درمختار میں ہے :

فی البحر عن الجوهرة معزیا للشهید من سب الشیخین او طعن فیهما کفر و لا تقبل توبته و به اخذ الدبوسی و ابو اللیث و هو المختار للفتویٰ انتهی و جزم به الاشباه و اقره المصنف۔

یعنی بحر الرائق میں بحوالہ جوہرہ نیرہ شرح مختصر قدروی امام صدر شہید سے منقول ہے جو شخص حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُرا کہے یا ان پر طعن کرے وہ کافر ہے اس کی توبہ قبول نہیں اس پر امام دبوسی و امام فقیہ ابو للیث سمرقندی نے فتویٰ دیا اور یہی قول فتوی کے لیے مختار ہے۔ اسی پر اشباہ میں جزم کیا۔ اور علامہ شیخ الاسلام محمد بن عبد اللہ غزی ابو عبد اللہ تمرتاشی نے اُسے برقرار رکھا، اور بُد ظاہر کہ کوئی کافر کسی مسلمان کا ترکہ نہیں پاسکتا۔

درمختار ص ۲۸۳ میں ہے :

موانعه الرّق و القتل و اختلاف الملّتین اسلاما و کفرا ملتقطا۔

• یعنی میراث کے مانع ہیں غلام ہونا اور مورث کو قتل کرنا اور مورث و وارث میں اسلام و کفر کا اختلاف۔

تبیین الحقائق جلد ۶ ص ۲۴۰ اور عالمگیری جلد ۶ ص ۴۵۴ میں ہے :

اختلاف الدین ایضا یمنع الارث و المراد به الاختلاف بین

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

الاسلام و الکفر

مورث و وارث میں دینی اختلاف بھی مانع میراث ہے اور اس سے مراد اسلام و کفر کا اختلاف ہے۔

بلکہ رافضی خواہ وہابی خواہ کوئی کلمہ گو جو باوصف ادعائے اسلام عقیدۂ کفر رکھے وہ تو بتصریح ائمہ دین سب کافروں سے بدتر کافر یعنی مرتد کے حکم میں ہے۔

ہدایہ مطبع مصطفائی جلد اخیر ص ۵۶۳ اور در مختار ص ۶۶۸ اور عالمگیری جلد ۶ ص ۱۴۲ میں ہے:

صاحب الهوی ان کان یکفر فهو بمنزلة المرتد

بدمذہب اگر عقیدۂ کفریہ رکھتا ہو تو مرتد کی جگہ ہے۔

غرر متن در مطبع مصر جلد ۲ ص ۳۴۶ میں ہے:

ذو هوی ان اکفر فکا المرتد

بدمذہب اگر تکفیر کیا جائے تو مثل مرتد کے ہے۔

ملتقی الابحر اور اس کی شرح مجمع الانہر جلد ۲ ص ۶۸۹ میں ہے:

ان حکم بکفره بما ارتکبه من الهوی فکا المرتد

اگر اسی بدمذہبی کے سبب اس کے کفر کا حکم دیا جائے تو وہ مرتد کی مثل ہے۔

نیز فتاویٰ ہندیہ جلد ۲ ص ۲۶۴ اور طریقۂ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقہ ندیہ مطبع مصر جلد اول ص ۲۰۷، ۲۰۸ اور برجندی شرح نقایہ جلد ۴ ص ۲۰ میں ہے:

یجب اکفار الروافض فی قولهم برجعة الاموات الی الدنیا (الی قوله) و هؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام و احکامهم احکام المرتدین کذا فی الظهیریه

یعنی رافضیوں کو ان کے عقائد کفریہ کے باعث کافر کہنا واجب ہے۔ یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں ان کے احکام بعینہ مرتدین کے احکام ہیں ایسا ہی فتاویٰ ظہیریہ میں ہے۔ اور مرتد اصلاً صالح وراثت نہیں۔ مسلمان تو مسلمان کسی کافر حتی کہ خود اپنے ہم مذہب مرتد کا ترکہ بھی ہرگز اسے نہیں پہنچ سکتا۔

عالمگیری جلد ۶ ص ۴۵۵ میں ہے:

المرتد لا یرث من مسلم و لا من مرتد مثله کذا فی المحیط

مرتد نہ کسی مسلمان اور نہ ہی اپنے جیسے مرتد کا وارث ہوگا، ایسے ہی محیط میں ہے۔ (ت)

خزانۃ المفتین میں ہے

المرتد لا یرث من احد لامن المسلم ولا من الذمی ولا من مرتد مثله

مرتد کسی کا بھی وارث نہ بنے گا نہ مسلمان نہ ذمی اور نہ ہی اپنے جیسے مرتد کا۔ (ت)

یہ حکم فقہی مطلق تبرائی رافضیوں کا ہے اگرچہ تبرا و انکار خلافت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سوا ضروریات دین کا انکار نہ کرتے ہوں۔

و الاحوط فیه قول المتکلّمین انهم ضلال من کلاب النار لا کفار وبه ناخذ

اس میں محتاط متکلمین کا قول ہے کہ وہ گمراہ اور جہنمی کتے ہیں کافر نہیں، اور یہی ہمارا مسلک ہے (ت)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اور روافض زمانہ تو ہرگز صرف تبرائی نہیں بلکہ یہ تبرائی علی العموم منکران ضروریات دین اور باجماع مسلمین یقیناً قطعاً کفار مرتدین ہیں یہاں تک کہ علمائے کرام نے تصریح فرمائی کہ جو انہیں کافر نہ جانے خود کافر ہے۔ بہت عقائد کفریہ کے علاوہ دو کفر صریح میں ان کے عالم جاہل مرد عورت چھوٹے بڑے سب بالاتفاق گرفتار ہیں۔

کفر اول:

قرآن عظیم کو ناقص بتاتے ہیں کوئی کہتا ہے اس میں سے کچھ سورتیں امیر المؤمنین عثمان غنی ذوالنورین یا دیگر صحابہ یا اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے گھٹا دیں۔ کوئی کہتا ہے کچھ لفظ بدل دیے۔ کوئی کہتا ہے یہ نقص و تبدیل اگرچہ یقیناً ثابت نہیں محتمل ضرور ہے اور جو شخص قرآن مجید میں زیادت یا نقص یا تبدیلی کسی طرح کے تصرف بشری کا دخل مانے یا اسے محتمل جانے بالاجماع کافر مرتد ہے کہ صراحۃً قرآن عظیم کی تکذیب کر رہا ہے۔

اللہ عزوجل سورۂ حجر میں فرماتا ہے:

انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون

بے شک ہم نے اتارا یہ قرآن اور بے شک بالیقین ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

بیضاوی شریف مطبع لکھنوص ۴۲۸ میں ہے:

لحٰفظون ای من التحریف و الزیادة و النقص

تبدیل و تحریف اور کمی بیشی سے حفاظت کرنے والے ہیں۔ (ت)

جلالین شریف میں ہے:

لحٰفظون من التبدیل و التحریف و الزیادة و النقص

یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہے ہم خود اس کے نگہبان ہیں اس سے کہ کوئی اسے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بدل دے یا الٹ پلٹ کر دے یا کچھ بڑھا دے یا کچھ گھٹا دے۔

جمل مطبع مصر جلد ۲ ص ۵۶۱ میں ہے:

بخلاف سائر الکتب المنزلة فقد دخل فیها التحریف و التبدیل بخلاف القرآن فانه محفوظ عن ذلك لا یقدر احد من جمیع الخلق الانس و الجن ان یزید فیه او ینقص منه حرفا واحدا او کلمة واحدة

یعنی خلاف اور کتب آسمانی کے کہ ان میں تحریف و تبدیل نے دخل پایا اور قرآن اس سے محفوظ ہے تمام مخلوق جن و انس کسی کی جان نہیں کہ اس میں ایک لفظ یا ایک حرف بڑھا دیں یا کم کر دیں۔

اللہ تعالیٰ حم السجدہ میں فرماتا ہے:

و انه لکتٰب عزیزO لا یأتیه الباطل من بین یدیه و لا من خلفه تنزیل من حکیم حمید O

بے شک یہ قرآن شریف معزز کتاب ہے باطل کو اس کی طرف اصلا راہ نہیں نہ سامنے سے نہ پیچھے سے یہ اتارا ہوا ہے۔ حکمت والے سراہے ہوئے کا۔

تفسیر معالم التنزیل شریف مطبوعہ بمبئی جلد ۴ ص ۳۵ میں ہے:

قال قتاده و السدی الباطل هو الشیطان لا یستطیع ان یغیر او یزید فیه او ینقص منه قال الزجاج معناه انه محفوظ من ان ینقص فیاتیه الباطل من بین یدیه او یزاد فیه فیاتیه الباطل من خلفه و علی هذا المعنی الباطل الزیادة و النقصان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

یعنی قتادہ وسدّی مفسرین نے کہا باطل کہ شیطان ہے قرآن میں کچھ گھٹا بڑھا بدل نہیں سکتا زجاج نے کہا باطل کہ زیادت و نقصان ہیں قرآن ان سے محفوظ ہے۔ کچھ کم ہو جائے تو باطل سامنے سے آئے بڑھ جائے تو پس پشت سے اور یہ کتاب ہر طرح باطل سے محفوظ ہے۔

کشف الاسرار امام اجل شیخ عبد العزیز بخاری شرح اصول امام ہمام فخر الاسلام بزدوی مطبوع قسطنطنیہ جلد ۳ ص ۸۸، ۸۹ میں ہے:

کان نسخ التلاوۃ و الحکم جمیعا جائزا فی حیاۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاما بعد وفاتہ فلا یجوز قال بعض الرافضۃ و الملحدۃ ممن یتستر باظہار الاسلام وھو قاصد الی افسادہ ھذا جائز بعد وفاتہ ایضا و زعموا ان فی القران کانت ایات فی امامۃ علی و فی فضائل اھل البیت فکتمھا الصحابۃ فلم تبق باندراس زمانھم و الدلیل علی بطلان ھذا القول قولہ تعالیٰ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون کذا فی اصول الفقہ لشمس الائمۃ ملتقطا۔

قرآن عظیم سے کسی چیز کی تلاوت و حکم دونوں کا منسوخ ہونا زمانہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جائز تھا بعد وفات اقدس ممکن نہیں بعض وہ لوگ کہ رافضی اور نرے زندیق ہیں بظاہر مسلمانی کا نام لے کر اپنا پردہ ڈھانکتے ہیں اور حقیقۃً انہیں اسلام کو تباہ کرنا مقصود ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ بعد وفات والا بھی ممکن ہے۔ وہ بکتے ہیں کہ قرآن میں کچھ آیتیں امامت مولیٰ علی اور فضائل اہلبیت میں تھیں کہ صحابہ نے چھپا ڈالیں جب وہ زمانہ مٹ گیا باقی نہ رہیں اور

اس قول کے بطلان پر دلیل خود قرآن عظیم کا ارشاد ہے کہ بے شک ہم نے اتارا یہ قرآن اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ ایسا ہی امام شمس الائمہ کی کتاب اصول الفقہ میں ہے۔

امام قاضی عیاض شفا شریف مطبع صدیقی ص ۳٦۴ میں ہے بہت سے یقینی اجماعی کفر بیان کر کے فرماتے ہیں:

و کذلك و من انکر القران او حرفا منه او غیر شیئا منه او زاد فیه

یعنی اسی طرح وہ بھی قطعاً اجماعاً کافر ہے جو قرآن عظیم یا اس کے کسی حرف کا انکار کرے یا اس میں سے کچھ بد۔ لے یا قرآن میں اس موجودہ میں کچھ زیادہ بتائے۔

فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت مطبع لکھنوص ٦١٧ میں ہے:

اعلم انی رأیت فی مجمع البیان تفسیر الشیعة انه ذهب بعض اصحابهم الی ان القرآن العیاذ باللّٰه کان زائدا علی هذا المکتوب قد ذهب بتقصیر من الصحابة الجامعین العیاذ باللّٰه لم یختر صاحب ذلك التفسیر هذا القول فمن قال بهذا القول فهو کافر لانکاره الضروری

یعنی میں نے طبرسی رافضی کی تفسیر مجمع البیان میں دیکھا کہ بعض رافضیوں کے مذہب میں قرآن عظیم معاذ اللہ اس موجود سے زائد تھا۔ جن صحابہ نے قرآن جمع کیا عیاذاً باللہ ان کے قصور سے جاتا رہا اس مفسر نے یہ قول اختیار نہ کیا، جو اس کا قائل ہو کافر ہے کہ ضروریات دین سے منکر ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کفر دوم :

ان کا ہر متنفس سیدنا امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم و دیگر ائمہ طاہرین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو حضرات عالیات انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والتحیات سے افضل بتاتا ہے اور جو کسی غیر نبی کو نبی سے افضل کہے باجماع مسلمین کافر بے دین ہے۔

شفا شریف ص ۳۶۵ میں انہیں اجماعی کفروں کے بیان میں ہے :

و کذلک نقطع بتکفیر غلاۃ الرافضۃ فی قولھم ان الائمۃ افضل من الانبیاء

اور اسی طرح ہم یقینی کافر جانتے ہیں ان غالی رافضیوں کو جو ائمہ کو انبیاء سے افضل بتاتے ہیں۔

امام اجل نووی کتاب الروضہ میں پھر امام ابن حجر مکی اعلام بقواطع الاسلام مطبع مصر ص ۴۴ میں کلام شفا نقل فرماتے ہیں اور مقرر رکھتے ہیں ملا علی قاری شرح شفا مطبوعہ قسطنطنیہ جلد ۲ ص ۵۲۶ میں فرماتے ہیں :

ھذا کفر صریح یہ کھلا کفر ہے

منح الروض الازہر شرح فقہ اکبر مطبع حنفی ص ۱۴۶ میں ہے :

ما نقل عن بعض الکرامیۃ من جواز کون الولی افضل من النبی کفر و ضلالۃ و الحاد و جھالۃ

وہ جو بعض کرامیہ سے منقول ہوا کہ جائز ہے کہ ولی نبی سے مرتبے میں بڑھ جائے یہ کفر و ضلالت و بے دینی و جہالت ہے۔

شرح مقاصد مطبوع قسطنطنیہ جلد ۲ ص ۳۰۵ اور طریقہ محمدیہ علامہ برکوی قلمی

آخر فصل اول باب ثانی میں ہے :

و اللفظ ان الاجماع منعقد علی ان الانبیاء افضل من الاولیاء

بے شک مسلمانوں کا اجماع قائم ہے اس پر کہ انبیائے کرام علیہ الصلوٰۃ و السلام اولیائے عظام سے افضل ہیں۔

وحدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ مطبع مصر جلد اول ص ۲۱۵ میں ہے :

التفضیل علی نبی تفضیل علی کل نبی

کسی غیر نبی کو ایک نبی سے افضل کہنا تمام انبیاء سے افضل بتانا ہے

شرح عقائد نسفی مطبع قدیم ص ۶۵ پھر طریقہ محمدیہ حدیقہ ندیہ ص ۲۱۵ میں ہے

و اللفظ لھما (تفضیل الولی علی النبی) مرسلا کان اولا (کفر و ضلال کیف و ھو تحقیر للنبی) بالنسبة الی الولی (و خرق الاجماع) حیث اجمع المسلمون علی فضیلة النبی علی الولی الخ باختصارہ

ولی کو کسی نبی سے خواہ وہ نبی مرسل ہو یا غیر مرسل افضل بتانا کفر و ضلال ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس میں ولی کے مقابل نبی کی تحقیر اور اجماع کا رد ہے کہ ولی سے نبی کو افضل ہونے پر تمام اہل اسلام کا اجماع ہے۔

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد ص ۱۷۵ میں ہے :

النبی افضل من الولی و ھو امر مقطوع به و القائل بخلافه کافر لانه معلوم من الشرع بالضرورة۔

نبی ولی سے افضل ہے اور یہ امر یقینی ہے اور اس کے خلاف کہنے والا کافر ہے کہ یہ ضروریات دین سے ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

روافض کے مجتہدان حال نے اپنے فتووں میں ان صریح کفروں کا صاف اقرار کیا ہے

یہ فتوی رسالہ تکملہ رد روافض در رسالہ اظہار الحق مطبوعات مطبع صبح صادق سیتاپور ۱۲۹۳ھ و ۱۸۷۶ء میں مفصل مذکور ہیں جن میں اس مقام کے متعلق یہ الفاظ ہیں

فتوی (۱) :

چه میفرمایند مجتهدین دریں مسئله که مرتبه ولی مصطفی علی المرتضی علیه السلام از سائر انبیائے سابقین علیهم السلام سوائے سرور کائنات محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم افضل است یا نه. بینوا توجروا۔

فتوی (۱)

کیا فرماتے ہیں مجتہدین دین اس مسئلہ میں کہ ولی مصطفیٰ علی مرتضیٰ علیہ السلام ماسوائے محمد رسول اللہ ﷺ کے باقی تمام انبیائے سابقین سے افضل ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب :۔

افضل است، واللہ یعلم .... ہو العالم ۱۲۸۳ھ الراقم میر آغا عفی عنہ

الجواب :۔

افضل ہیں، اللہ جانتا ہے .... ہو العالم ۱۲۸۳ھ الراقم میر آغا عفی عنہ

فتوی (۲) :

چه میفرمایند دریں مسئله که در کلام مجید جمع کردۂ عثمان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

تحریف از تخریج آیات مدائح جناب امیر علیه السلام وغیره واقع شده یا نه۔

فتوی (۲)

آپ کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ عثمان کے جمع کردہ قرآن مجید میں امیر علیہ السلام کی مدح والی آیات میں تحریف کی گئی ہے یا نہیں ؟

الجواب :

این امر بر سبیل جزم و قطع ثابت نیست لیکن متحمل است

واللہ یعلم، ہو العالم.......... ۱۲۸۳، الراقم میر آغا عفی عنہ۔

الجواب :۔

یہ چیز یقینی اور قطعی نہیں تاہم احتمال ہے، اللہ جانتا ہے۔

واللہ یعلم، اللہ جانتا ہے.......... ۱۲۸۳، الراقم میر آغا عفی عنہ۔

فتوی (۳) :

مسئله دوم مرتبه اہلبیت نبوی صلوٰۃ اللّٰه علیہم اجمعین سیما حضرت علی مرتضی از سائر انبیاء افضل است یا نه۔

فتوی (۳) :

دوسرا مسئلہ کہ نبی کے اہل بیت صلوات اللہ علیہم اجمعین خصوصاً علی مرتضٰی تمام انبیاء سے افضل ہیں یا نہیں ؟

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

الجواب :

البته مراتب ائمه ہدی از سائر انبیاء ، بلکه رسولان اولو العزم سوائے حضرت خاتم المرسلین صلوۃ اللّٰہ علیه زیاده بود و رتبۂ جناب امیر نیز ...."سید علی محمد ۱۲۶۳"۔

الجواب :

البتہ ائمہ ہدیٰ کا مرتبہ تمام انبیاء بلکہ رسولوں سے ماسوائے خاتم المرسلین صلوات اللّٰہ علیہ کے زیادہ تھا اور رتبہ جناب امیر کا بھی۔

فتوی (۴) :

مسئله ہفتم در قرآن مجید جمع کرده عثمان تحریف و نقصان واقع شده یا نه.

فتوی (۴) :

ساتواں مسئلہ، عثمان کے جمع کردہ قرآن مجید میں تحریف اور کمی واقع ہوئی ہے یا نہیں؟

الجواب :

تحریف جامع القرآن بلکه محرق و محرف قرآن در نظم قرآن یعنی ترتیب آیات از کلام مفسرین فریقین و عنوان نظم قرآن مستغنی عن البیان و ہم چنیں نقصان بعضی آیات وارده در فضیلت اہل بیت علیہم السلام مدلول قراین بسیار و آثارات بیشمار "سید علی محمد ۱۲۶۳"

الجواب :

قرآن کے جامع بلکہ جلانے والے اور تحریف کرنے والے کی تحریک نظم قرآن یعنی

ترتیب آیات میں فریقین کے مفسرین کے کلام اور نظم قرآن کے عنوان سے واضح ہے، اور یونہی اہل بیت علیہم السلام کی فضیلت میں وارد بعض آیات میں کئی بہت سے قرائن اور بے شمار آثار سے ثابت ہے۔ سید علی محمد ۱۲۶۳"

روافض علی العموم اپنے مجتہدوں کے پیروکار ہوتے ہیں۔ اگر بفرض غلط کوئی جاہل رافضی ان کھلے کفروں سے خالی الذہن بھی ہو تو فتوائے مجتہدان کے قول سے اسے چارہ نہیں اور بفرض باطل یہ بھی مان لیجئے کہ کوئی رافضی ایسا نکلے جو اپنے مجتہدین کے فتوے بھی نہ مانے تو اقل اتنا یقیناً ہوگا کہ ان کفروں کی وجہ سے اپنے مجتہدوں کو کافر نہ کہے گا۔ بلکہ انہیں اپنے دین کا عالم و پیشوا اور مجتہد ہی جانے گا اور جو کسی کافر منکر ضروریات دین کو کافر نہ مانے خود کافر مرتد ہے۔

شفاء شریف ص ۳۶۲ میں انہیں اجماعی کفر کے بیان میں ہے:

و لهذا نكفر من لم يكفر من دان بغير ملة المسلمين من الملل، و وقف فيهم او شك او صحح مذهبهم و ان اظهر مع ذلك الاسلام و اعتقده و اعتقد ابطال كل مذهب سواه فهو كافر باظهاره ما اظهر من خلاف ذلك۔

ہم اسی واسطے کافر کہتے ہیں ہر اس شخص کو جو کافروں کو کافر نہ کہے یا ان کی تکفیر میں توقف کرے یا شک رکھے یا ان کے مذہب کی تصحیح کرے اگرچہ اس کے ساتھ اپنے آپ کو مسلمان جتاتا اور اسلام کی حقانیت اور اس کے سوا ہر مذہب کے باطل ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ اسکے خلاف اس اظہار سے کہ کافر کو کافر نہ کہا خود کافر ہے۔

اسی کے ص ۳۲۱ اور فتاوٰی بزازیہ جلد ۳ ص ۳۲۲، اور درر و غرر مطبع مصر

جلد اول ص ۳۰۰ اور فتاویٰ خیریہ جلد اول ص ۹۴، ۹۵ اور در مختار ص ۳۱۹ اور مجمع الانہر جلد اول ص ۶۱۸ میں ہے:

من شك فی كفره و عذابه فقد كفر

جواس کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بالیقین خود کافر ہے۔

علمائے کرام نے خود روافض کے بارے میں بالخصوص اس حکم کی تصریح فرمائی علامہ نوح آفندی و شیخ الاسلام عبد اللہ آفندی و علامہ حامد عمادی آفندی مفتی دمشق الشام و علامہ سید ابن عابدین شامی عقود جلد اول ص ۹۲ میں اس سوال کے جواب میں کہ رافضیوں کے باب میں کیا حکم فرماتے ہیں۔

هؤلاء الكفرة جمعوا بين اصناف الكفر و من توقف فی كفرهم فهو كافر مثلهم اهـ مختصراً

یہ کافر طرح طرح کے کفروں کے مجمع ہیں جو ان کے کفر میں توقف کرے خود انہیں کی طرح کافر ہے۔ اھ مختصرا

علامہ الوجود مفتی ابو السعود اپنے فتاویٰ پھر علامہ کواکبی شرح فرائد سنیہ پھر علامہ محمد امین الدین شامی تنقیح الحامدیہ ص ۹۳ میں فرماتے ہیں:

اجمع علماء الاعصار على ان من شك فی كفرهم كان كافرا۔

تمام زمانوں کے علماء کا اجماع ہے کہ جو ان رافضیوں کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

تنبیہ جلیل:

مسلمانو! اصل مدار ضروریات دین ہیں اور ضروریات اپنے ذاتی روشن بدیہی ثبوت کے سبب مطلقاً ہر ثبوت سے غنی ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر بالخصوص ان پر

کوئی نص قطعی اصلا نہ ہو جب بھی ان کا وہی حکم رہے گا کہ منکر یقینا کافر مثلاً عالم جمیع اجزایہ حادث ہونے کی تصریح کسی نص قطعی میں نہ ملے گی۔ غایت یہ کہ آسمان وزمین کا حدوث ارشاد ہوا ہے۔ مگر باجماع مسلمین کسی غیر خدا کو قدیم ماننے والا قطعاً کافر ہے۔ جس کی اسانید کثیرہ فقیر کے رسالہ مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید میں مذکور تو وجہ وہی ہے کہ حدوث جمیع ماسوی اللہ ضروریات دین سے ہے کہ اسے کسی ثبوت خاص کی حاجت نہیں۔

اعلام امام ابن حجر ص ۱۷ میں ہے:

زاد النووی فی الروضۃ ان الصواب تقیدہ بما اذا جحد مجمعا علیہ یعلم من دین الاسلام ضرورۃ سواء کان فیہ نص ام لا۔

علامہ نووی نے روضہ میں یہ زائد کہا کہ درست یہ ہے اسے اس چیز سے مقید کیا جائے جس کا ضروریات اسلام سے ہونا بالاجماع معلوم ہو اس میں کوئی نص ہو یا نہ ہو۔ (ت)

یہی سبب ہے کہ ضروریات دین میں تاویل مسموع نہیں ہوتی اور شک نہیں کہ قرآن عظیم بحمد اللہ تعالیٰ شرقاً غرباً قرناً فقرناً تیرہ سو برس سے آج تک مسلمانوں کے ہاتھوں میں موجود محفوظ ہے باجماع مسلمین بلاکم وکاست وہی تنزیل رب العالمین ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو پہنچائی اور ان کے ہاتھوں میں ان کے ایمان ان کے اعتقاد ان کے اعمال کے لیے چھوڑی اسی کا ہر نقص وزیادت و تغیر و تحریف سے مصئون و محفوظ اور اسی کا وعدہ حقہ صادقہ انا لہ لحافظون میں مراد و ملحوظ ہونا ہی یقیناً ضروریات دین سے ہے نہ یہ کہ قرآن جو تمام جہاں کے مسلمانوں کے ہاتھ میں تیرہ سو برس سے آج تک ہے یہ تو نقص و تحریف سے محفوظ نہیں ہاں ایک وہم تراشیدہ صورت ناکشیدہ دندان غول کی خواہر پوشیدہ غار سامرہ میں اصلی قرآن بغل

اسی محرف مبدل ناقص ناکمل پر کرائیں گے اور اس اصلی جعلی کو ......

برائے نہادن چه سنگ و چه زر

(رکھنے کے لئے پتھر اور سونا برابر ہیں۔ت)

کی کھوہ میں چھپائیں گے۔ گویا "حافظون" کے معنی یہ ہیں کہ قرآن کو مسلمانوں سے محفوظ رکھیں گے۔ انہیں اسکی پرچھائیں نہ دکھائینگے بعض ناپاکوں نے اس سے بڑھ کر تاویل نکالی ہے کہ قرآن اگرچہ کتنا ہی بدل جائے مگر علم الٰہی لوح محفوظ میں تو بدستور باقی ہے۔ حالانکہ علم الٰہی میں کوئی شئے نہیں بدل سکتی پھر قرآن کی کیا خوبی نکلی۔ توریت، انجیل درکنار مہمل سے مہمل روی سے روی کوئی تحریر جس میں مصنف کا ایک لفظ ٹھکانے سے نہ رہا بلکہ دنیا سے سراسر معدوم ہو گئی ہو علم الٰہی و لوح محفوظ میں یقیناً بدستور باقی ہے۔ ایسی ناپاک تاویلات ضروریات دین کے مقابل نہ مسموع ہوں نہ ان سے کفر و ارتداد اصلاً مدفوع ہوں۔ ان کی حالت وہی ہے جو نیچریہ نے آسمان کو بلندی جبرئیل و ملائکہ کو قوت خیر، ابلیس شیاطین کو قوت بدی، حشر و نشر جنت و نار کو محض روحانی نہ جسدی بنا لیا۔ قادیانی مرتد نے خاتم النبیین کو افضل المرسلین ایک دوسرے شقی نے نبی بالذات سے بدل دیا۔ ایسی تاویلیں سن لی جائیں تو اسلام و ایمان قطعاً درہم برہم ہو جائیں بت پرست لا الہ الا اللہ کی تاویل کر لیں گے۔ کہ یہ افضل و اعلیٰ میں حصر ہے۔ یعنی خدا کے برابر دوسرا خدا ہے وہ سب دوسروں سے بڑھ کر خدا ہے نہ یہ کہ دوسرا خدا ہی نہیں۔ جیسے:

لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

(علی کرم اللہ وجہہ کے بغیر کوئی بہادر جوان نہیں اور ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں۔ت)

وغیرہ محاورات عرب سے روشن ہے۔ یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ ایسے مرتدان لیام مدعیان اسلام کے مکروہ اوہام سے نجات و شفا ہے۔

و باللہ التوفیق و الحمد للہ رب العالمین

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بالجملہ ان رافضیوں تبرائیوں کے باب میں حکم قطعی اجماعی یہ ہے

کہ وہ علی العموم کفار مرتدین ہیں ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے۔ان کے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے۔ معاذ اللہ مرد، رافضی اور عورت مسلمان ہو تو یہ سخت قہر الٰہی ہے۔ اگر مرد سنی اور عورت ان خبیثوں میں کی ہو جب بھی ہر گز نکاح نہ ہو گا محض زنا ہو گا اولاد ولد الزنا ہو گی باپ کا ترکہ نہ پائے گی۔ اگرچہ اولاد بھی سنی ہی ہو کہ شرعاً ولد الزنا کا باپ کوئی نہیں۔ عورت نہ ترکہ کی مستحق ہو گی نہ مہر کی۔ کہ زانیہ کے لیے مہر نہیں۔ رافضی اپنے کسی قریب حتیٰ کہ باپ بیٹے ماں بیٹی کا بھی ترکہ نہیں پا سکتا۔ سنی تو سنی کسی مسلمان بلکہ کسی کافر کے بھی یہاں تک کہ خود اپنے ہم مذہب رافضی کے ترکہ میں اس کا اصلاً کچھ حصہ نہیں ان کے مرد عورت عالم جاہل کسی سے میل جول سلام کلام سب سخت کبیرہ اشد حرام، جو ان کے ان ملعون عقیدوں پر آگاہ ہو کر پھر بھی انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے باجماع تمام ائمہ دین خود کافر بے دین ہے اور اس کے لیے بھی یہی سب احکام ہیں جو ان کے لیے مذکور ہوئے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس فتوے کو بگوش ہوش سنیں اور اس پر عمل کر کے سچے پکے مسلمان سنی بنیں۔

و باللہ التوفیق و اللہ سبحٰنہ و تعالی اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم

کتبہ

عبد المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ الامی ﷺ

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱ھ

عبد المصطفیٰ احمد رضا خان

(فتاویٰ رضویہ: جلد ۱۴، ص ۲۴۹ تا ۲۶۸، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ایک اور فتویٰ

مسئلہ :

علمائے اہلسنّت والجماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ آج کل اکثر سنت والجماعت فرقہ باطلہ کی صحبت میں رہ کر چند مسائل سے بد عقیدہ ہوگئے ہیں اگر چہ حضور کی تصانیف کثیرہ ہیں ہر قسم کے مسائل موجود ہیں لیکن احقر کی نگاہ سے یہ مسئلہ نہیں گزرا اسی واسطہ اس مسئلہ کی زیادہ ضرورت ہوئی اور نیز عوام کا ایمان تازہ ہوگا اور بد عقیدہ لوگ گمراہی سے باز آوینگے مجملہ ان کے ایک مسئلہ ذیل میں تحریر ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت زید کہتا ہے کہ وہ لالچی شخص تھے یعنی انہوں نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور آل رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یعنی امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑ کر ان کی خلافت لے لی اور ہزارہا صحابہ کو شہید کیا۔

بکر کہتا ہے کہ میں ان کو خطا پر جانتا ہوں۔ ان کو امیر نہ کہنا چاہیے عمر کا یہ قول ہے کہ وہ اجلہ صحابہ میں سے ہیں ان کی توہین گمراہی ہے۔ ایک اور شخص جو اپنے آپ کو سنی المذہب کہتا ہے اور کچھ علم بھی رکھتا ہے (حق یہ ہے کہ وہ نرا جاہل ہے) وہ کہتا ہے کہ سب صحابہ اور خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہما (نعوذ باللہ منہا) لالچی تھے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعش مبارک رکھی تھی اور وہ اپنے اپنے خلیفہ ہونے کی فکر میں لگے ہوئے تھے۔

ان چاروں شخصوں کی نسبت کیا حکم ہے۔ ان کو سنت والجماعت کہہ سکتے ہیں یا نہیں اور حضور کا اس مسئلہ میں کیا مذہب ہے جواب مدلل عام ارقام فرمایئے ؟

الجواب :

اللہ عزوجل نے سورۂ حدید میں صحابہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائیں ایک وہ کہ قبل فتح مکہ مشرف بایمان ہوئے اور راہ خدا میں مال

خرچ کیا جہاد کیا۔ دوسرے وہ کہ بعد پھر فرمایا و کلاو عد اللہ الحسنی دونوں فریق سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا انکو فرماتا ہے اولئک عنھا مبعدون وہ جہنم سے دور رکھے گئے لا یسمعون حسیسھا اسکی بھنک تک نہ سنیں گے وھم فی ما اشتھت انفسھم خلدون٥لا یحزنھم القرع الاکبر قیامت کی سب سے بڑی گھبراہٹ انھیں غمگین نہ کریگی و تتلقھم الملئکۃ فرشتے ان کا استقبال کریں گے ھذا یومکم الذی کنتم توعدون یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے تو جو کسی صحابی پر طعن کرے، اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے اور ان صحابہ کے معاملات پر جن میں اکثر حکایات کاذبہ ہیں۔ ارشاد الٰہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں۔ رب عزوجل نے اسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرمادیا کہ دونوں فریق صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کر کے ساتھ ہی ارشاد فرمایا۔

و اللہ بما تعلمون خبیر

اور اللہ کو خوب خبر ہے جو کچھ تم کروگے بایں ہمہ میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا۔

اس کے بعد کوئی بے اپنا سر کھائے خود جہنم میں جائے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

و من یکون یطعن فی معاویۃ

فذاک من کلاب الھاویہ

جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں سے ایک کتا ہے۔

ان چار شخصیتوں میں عمر کا قول سچا ہے۔ زید و بکر جھوٹے ہیں اور چوتھا شخص سب سے بدتر خبیث رافضی تبرائی ہے۔ امام کا مقرر کرنا ہر مہم سے زیادہ ہے۔ تمام انتظام دین و دنیا اسی سے متعلق ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جنازہ انور اگر قیامت تک رکھا رہتا تو اصلاً کوئی خلل متحمل نہ تھا۔ انبیاء علیہم السلام کے اجسام طاہرہ بگڑتے نہیں سیدنا حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ و السلام بعد انتقال ایک سال

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کھڑے رہے سال بھر بعد دفن ہوئے۔

جنازۂ مبارک حجرۂ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں تھا۔ جہاں اب مزار انور ہے۔ اس سے باہر لے جانا نہ تھا۔ چھوٹا سا حجرہ اور تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس نماز اقدس سے مشرف ہونا ایک ایک جماعت آتی پڑھتی اور باہر جاتی دوسری آتی یوں یہ سلسلہ تیسرے دن ختم ہوا اگر تین برس میں ختم ہوتا تو جنازۂ اقدس تین برس یوں ہی رکھا رہنا تھا کہ اس وجہ سے تاخیر دفن اقدس ضروری تھی۔ ابلیس کے نزدیک یہ اگر لالچ کے سبب تھا تو سب سے سخت الزام امیر المؤمنین مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پر ہے یہ تو لالچی نہ تھے اور کفن دفن کا کام گھر والوں ہی سے متعلق ہوتا ہے یہ کیوں تین دن ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے۔ انہیں نے ہی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ کام کیا ہوتا پچھلی خدمت جالائے ہوتے۔ تو معلوم ہوا کہ اعتراض ملعون ہے اور جنازۂ انور کا جلد دفن نہ کرنا ہی مصلحت دینی تھا جس پر علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور سب صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اجماع کیا۔ مگر

چشم بد اندیش که بر کنده باد عیب نماید به نگاہش ہنر

یہ خبثا خذلہم اللہ تعالیٰ، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ایذا نہیں دیتے بلکہ اللہ عزوجل او رسول ﷺ کو ایذا دیتے ہیں۔ حدیث میں ہے:

من آذاهم فقد آذانی ومن آذانی فقد اذی الله یوشك ان یأخذه

جس نے میرے صحابہ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے گرفتار کرلے۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
محمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(فتاویٰ رضویہ جلد ۹، صفحہ ۵۱، ۵۲، مکتبہ رضویہ آرام باغ، کراچی۔)، (احکام شریعت ص ۱۰۳، ۱۰۴)

www.waseemziyai.com
MARKAZ UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ردِّ روافض

شہزادہ شاہ فضل رسول تاج الفحول حضرت علامہ مولانا

شاہ عبد القادر محبّ رسول قادری بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ترتیب

حضرت شاہ سید حسین حیدر حسینی برکاتی مارہروی

ترجمہ و ترتیبِ جدید

مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

انتساب

مرتب کتاب کے پوتے

سید العلماء حضرت سید شاہ ابوالحسنین آل مصطفیٰ قادری برکاتی

ولادت ۱۳۳۳ھ/ وفات ۱۳۹۴ھ

اور

احسن العلماء حضرت سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں قادری برکاتی

(رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما)

ولادت ۱۳۴۵ھ/ وفات ۱۴۱۶ھ

کے نام

اسید الحق قادری

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ترتیب

عنوان	صفحہ
ابتدائیہ	۹
۱۔ **رسالہ رد روافض**	۱۳
تمہید از مرتب	۱۴
سوال بخدمت علماء اعلام	۱۵
جواب از تاج الفحول	۱۵
تصدیقات علماء بدایوں	۱۶
تصدیقات علماء بریلی	۱۶
تصدیقات علماء مرادآباد	۱۷
تصدیقات علماء رامپور	۱۷
تصدیقات علماء لکھنؤ	۱۸
کتب معتبرہ کی عبارتیں	۲۴
تعزیہ داری کے متعلق فتویٰ	۳۷
مجلس مرثیہ خوانی کے متعلق فتویٰ	۴۰
۲۔ **تکملہ رد روافض**	۴۳
تمہید از مرتب	۴۴

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

سوالات از شیعہ مجتہد

سوال (۱) کیا سیدہ عائشہ کا قذف صحیح ہے؟ ۴۵
سوال (۲) کیا اہل بیت انبیاء سے بھی افضل ہیں؟ ۴۶
سوال (۳) کیا رسول خدا ﷺ سے تقیہ ثابت ہے؟ ۴۷
سوال (۴) کیا ائمہ اہل بیت پر صحائف کا نزول ہوا تھا؟ ۴۷
سوال (۵) مسئلہ بدا صحیح ہے یا نہیں؟ ۴۸
سوال (۶) صدیق اکبر کی صحابیت ثابت ہے یا نہیں؟ ۴۸
سوال (۷) کیا قرآن میں تحریف ثابت ہے؟ ۴۸
سوال (۸) اہل سنت شیعہ علماء کے نزدیک کافر ہیں یا مسلمان؟ ۴۹
سوال از علماء اہل سنت ۵۲
جواب از علماء اہل سنت ۵۲
جواب (۱) ۵۲
جواب (۲) ۵۲
جواب (۳) ۵۳
جواب (۴) ۵۳
جواب (۵) ۵۳
جواب (۶) ۵۴
جواب (۷) ۵۴
تنبیہ ۵۶
۳۔ **اظہار الحق** ۵۷
تمہید از مرتب ۵۸
شیعہ مجتہد کا فتویٰ ۵۸

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

سوال از علماء اہل سنت ۶۰

جواب از علماء اہل سنت ۶۰

رسالہ تصحیح العقیدہ ۶۳

سبب تالیف ۶۴

استفتاء ۶۵

الجواب ۶۵

محاربین کے تین گروہ ۶۵

صحابہ پر لفظ باغی کا اطلاق ۶۶

ائمہ دین کے اقوال ۶۶

دونوں گروہ مسلمان تھے ۸۲

حضرت حسن کی دستبرداری کی اصل وجہ ۸۳

حضرت معاویہ کے لئے دعا ۸۴

صحابی کا مرتبہ ۸۴

قطعیت اور ظنیت میں فرق ۸۴

خلافت میں اختلاف کے وقت خلیفہ کون تھا؟ ۸۶

خلافت حضرت معاویہ ۸۸

خون بہا میں تاخیر کا سبب ۹۱

اختلاف صحابہ ۹۱

امام غزالی کا نقطہ نظر ۱۰۱

عمر بن عبدالعزیز کا خواب ۱۰۲

ایک شبہ کا ازالہ ۱۰۳

مولانا جامی پر اعتراض ۱۰۶

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

امام شعبی پر اعتراض کا جواب	۱۰۷
حضرت معاویہ پر تنقید زندیقوں کا کام ہے	۱۰۸
مشاجراتِ صحابہ میں سکوت کا حکم	۱۰۹
لعنتِ یزید	۱۱۰
آخری گذارش	۱۱۰
تصدیقات علماء بدایوں	۱۱۲
مکتوب بنام تاج الفحول از حافظ غلام حسین گلشن آبادی	۱۱۳
جواب مکتوب از تاج الفحول	۱۱۴

☆☆☆

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

ابتدائیہ

تاج الفحول اکیڈمی اپنے اشاعتی منصوبے کے تیسرے مرحلہ میں حضرت تاج الفحول کے رسائل کا یہ مجموعہ پیش کرتے ہوئے فخر ومسرت محسوس کررہی ہے۔ گزشتہ مرحلہ میں تاج الفحول کے عربی رسالے مناصحة فی تحقیق مسائل المصافحہ اور الکلام السدید فی تحریر الاسانید ترجمہ اور ضروری حواشی کے ساتھ منظر عام پر آچکے ہیں۔

آئندہ مرحلے میں اشاعت کے لئے تاج الفحول کے دو رسالے احسن الکلام فی تحقیق عقائد الاسلام (عربی) اور تحفۂ فیض (فارسی) اکیڈمی کے منصوبے میں شامل ہیں۔ رب مقتدر کا فضل شامل حال رہا تو بہت جلد یہ دونوں رسائل بھی آپ کے ہاتھوں میں ہوں گے (انشاء اللہ)۔

زیر نظر مجموعہ ۴ رسائل پر مشتمل ہے، یہ چاروں رسائل حضرت تاج الفحول کے شاگرد رشید اور خانوادہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے جلیل القدر فرزند حضرت مولانا سید شاہ حسین حیدر حسینی برکاتی مارہروی قدس سرہ کے سوال کے جواب میں تصنیف کئے گئے اور پھر آپ ہی نے ان کو مرتب کر کے شائع کروایا۔

حضرت سید حسین حیدر حسینی میاں برکاتی مارہروی (ابن سید محمد حیدر ابن سید دلدار حیدر ابن سید منتجب حسین) خانوادۂ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے چشم وچراغ تھے، جید عالم، واعظ شیریں بیان، پاکیزہ فکر شاعر، مصنف، اور اپنے خانوادے کی روحانی روایات کے امین ووارث تھے، آپ خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول قادری برکاتی قدس سرہ کے حقیقی نواسے، تاجدار مارہرہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہ کے پھوپھی زاد بھائی اور برادر نسبتی تھے، سید شاہ آل عبا بشیر حیدر مارہروی کے والد ماجد اور حضرت سید العلما وحضرت احسن العلما کے حقیقی دادا تھے، آپ کی تعلیم وتربیت مدرسہ قادریہ بدایوں شریف میں حضرت تاج الفحول کے زیر سایہ ہوئی، اپنے نانا حضرت خاتم الاکابر کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور اجازت وخلافت سے نوازے گئے، آپ کا وصال مارہرہ مطہرہ میں ہوا، درگاہ برکاتیہ مارہرہ شریف میں بیرون قبہ چبوترے پر آخری آرام گاہ ہے۔ (تاریخ خاندان برکات ومدائح حضور نور)

آپ کے پرپوتے حضرت سید اشرف میاں برکاتی کے بقول" آپ خاندان برکات کے پہلے شخص تھے جنھوں نے منبر پر بیٹھ کر وعظ کہنا شروع کیا، اس سے پہلے احباب کے درمیان بیٹھ کر گفتگو کے انداز میں وعظ وتلقین کا رواج تھا" (اہل سنت کی آواز مارہرہ جلد ۶ ص ۲۲۸، اکتوبر ۱۹۹۹)

سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول بدایونی کے وصال پر آپ نے فارسی اور اردو میں تاریخی قطعات نظم کیے جو طوالع الانوار میں شائع ہو چکے ہیں (دیکھیے: طوالع الانوار: مولانا انوار الحق عثمانی، ص ۹۲، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں، تسہیل وترتیب از راقم الحروف)

اپنے استاذ حضرت تاج الفحول سے خاص عقیدت ومحبت رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ جب مسئلہ میلاد وقیام کے سلسلے میں مولانا بشیر الدین قنوجی نے تاج الفحول کے رسالہ "سیف الاسلام" کا رد "مطرقۃ الاسلام" کے نام سے لکھا تو حضرت حسین حیدر صاحب نے قنوجی صاحب کے جواب میں "صمصام الاسلا" لکھی، اور اپنے استاذ کی طرف سے دفاع کا حق ادا کر دیا، اس عقیدت ومحبت کی وجہ نسبت تلمذ کے علاوہ شاید یہ بھی تھی کہ آپ کے نانا اور پیر ومرشد حضرت خاتم الاکابر نے اپنے اخلاف کو وصیت فرمائی تھی کہ دینی معاملات میں حضرت تاج الفحول سے مشورہ کریں اور ان کی رائے پر اعتماد کریں (سراج العوارف ص ۶۹، تذکرۂ نوری ص ۱۲۹) آپ اس وصیت پر سختی سے عمل پیرا رہے، روافض کے عقائد اور ان سے متعلق دیگر معاملات کے سلسلہ میں جب آپ کو حکم شرعی دریافت کرنا ہوا تو آپ نے حضرت تاج الفحول سے رجوع کیا، جس کے نتیجے میں یہ چاروں زیر نظر

رسائل منظر عام پر آئے۔ رسائل کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ **رد روافض** (تاریخی نام ۱۲۹۱ھ) — یہ رسالہ تین سوالات پر مشتمل ہے: (۱) روافض کی اقتداء اور ان سے نکاح کا حکم، (۲) تعزیہ داری کا شرعی حکم، (۳) مجالس مرثیہ خوانی کا شرعی حکم۔ یہ تینوں سوالات حضرت سید حسین حیدر مارہروی قدس سرہ نے تاج الفحول کی خدمت میں پیش کئے، آپ نے ان کا جواب تحریر فرمایا، پھر پہلے والے سوال و جواب پر معاصر علماء سے تصدیقات حاصل کیں، تصدیق کرنے والوں میں بدایوں، بریلی رامپور، مرادآباد اور فرنگی محل کے سرکردہ علماء شامل ہیں۔

پھر آپ نے کتابوں کی وہ عبارتیں جمع کیں جن کی طرف جواب میں اشارہ کیا گیا تھا اور اس تمام مواد کو ترتیب دے کر شائع کروادیا۔ یہ رسالہ ۱۲۹۱ھ مطابق ۱۸۷۵ء کو مطبع صبح صادق سیتا پور سے شائع ہوا۔

۲۔ **تکلمہ رد روافض** — حضرت سید حسین حیدر صاحب نے مختلف فیہ مسائل سے متعلق ۸ رسوالات مرتب کرکے ایک شیعہ مجتہد سید علی محمد کے پاس بھیجے، پھر ان کے جوابات کو تاج الفحول کی خدمت میں بھیج کر یہ دریافت کیا کہ ایسے عقائد رکھنے والے کا کیا حکم ہے؟ یہ رسالہ ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۶ء کو مطبع صبح صادق سیتاپور سے شائع ہوا۔

۳۔ **اظہار الحق** — اس مختصر رسالہ میں آپ نے چار سوال مرتب کرکے پہلے ایک شیعہ مجتہد میر آغا کے پاس بھیجے پھر ان کے جوابات کو تاج الفحول کی خدمت میں ارسال کرکے حکم شرع دریافت کیا۔ یہ رسالہ جمادی الثانی ۱۲۹۳ھ مطابق جولائی ۱۸۷۶ء کو مطبع صبح صادق سیتاپور سے شائع ہوا۔

یہ تینوں رسائل فارسی میں ہیں ان کا اردو ترجمہ اس بے بضاعت راقم الحروف نے کیا ہے۔

۴۔ **تصحیح العقیدۃ فی باب امیر معاویۃ** — یہ رسالہ فارسی میں محاربین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ایک سوال کے جواب میں تصنیف کیا گیا، اس کو بھی سید شاہ حسین حیدر صاحب برکاتی مارہروی نے ترتیب دے کر شائع کروایا، پہلی مرتبہ یہ رسالہ مطبع

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ماہتاب ہند میرٹھ سے مارچ ۱۸۷۶ء میں شائع ہوا۔

پاکستان کے حضرت علامہ شاہ حسین گردیزی صاحب نے اس کا اردو ترجمہ کیا اور ''اختلاف علی ومعاویہ'' کے نام سے محدث سورتی اکیڈمی کراچی نے شائع کیا۔

۱۹۹۸ء میں تاج الفحول اکیڈمی بدایوں نے اس کو دوبارہ شائع کیا اور اب تیسری مرتبہ اس کو مجموعہ رسائل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ علامہ گردیزی صاحب نے طوالت کے خوف سے رسالہ میں موجود عربی، فارسی عبارتیں درج نہیں کی تھیں صرف ان کے ترجمہ پر اکتفا کیا تھا، اب اس جدید اشاعت میں عربی، فارسی عبارتیں بھی درج کر دی گئیں ہیں اور ترجمہ پر بھی نظر ثانی کر لی گئی ہے۔

چونکہ یہ چاروں رسائل خانوادۂ برکاتیہ کے ایک چشم و چراغ کے ترتیب کردہ ہیں اس لئے اس مجموعہ کا انتساب بھی انھیں کے خانوادے کی دو عظیم المرتبت ہستیوں کی طرف کرنا زیادہ مناسب تھا۔

رب قدیر و مقتدر سے دعا ہے کہ ان رسائل کو مفید و نافع اور تاریک دلوں کے لیے نور ہدایت کا سامان بنائے۔ ترجمہ و ترتیب میں مجھ سے جو کوتاہیاں ہوئی ہوں رب قدیر ان کی پردہ پوشی فرما کر مجھے اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اسید الحق قادری
مدرسہ قادریہ بدایوں

۲۳ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ
۲۰ اپریل ۲۰۰۹ء

☆☆☆

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

ردروافض

ترتیب

حضرت مولانا شاہ سید حسین حیدر حسینی مارہروی

ترجمہ

مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم۔

الحمد للّٰه العلى الاكبر والصلاة والسلام على صاحب الفضل الابين والكمال الاظهر سيدنا و مولانا محمد ن الشافع المشفع المبعوث إلى الاسود والاحمر وعلى آل بيته الاطهر خصوصاً على سبطيه الاكبر والاصغر واصحابه اهل القدر الاشهر سيما خليفتهٗ وصاحبه الصديق الاكبر الذى هو بعد الانبياء افضل البشر ومشيره الفاروق الاعظم المزين للمحراب والمنبر ورفيقهٖ ذى النورين الذى يدخل الجنة سبعون الفاً بشفاعته بغير حساب كما ثبت فى الخبر، واخيه اسداللّٰه الغالب الملقب بالحيدر القالع لباب الخيبر صلى اللّٰه تعالیٰ عليه و عليهم ما طلع الشمس والقمر وسلم عليه وعليهم بعدد قطرات المطر وذرات المدر

امابعد

حقیر فقیر سید حسین حیدر مارہروی غفراللہ لہ اہل اسلام کی خدمت میں التماس کرتا ہے کہ اس زمانے میں (۱۲۹۱ھ میں) ہمارے یہاں کے اکثر قصبات اور دیہات میں روافض اور شیعوں سے رشتہ داری قائم کرنے اور مناکحت وغیرہ کرنے کا عام رواج ہوگیا ہے اور اس فرقے سے میل جول کی وجہ سے بہت سے لوگ راہ راست سے بھٹک رہے ہیں۔ لہٰذا میں نے اس سلسلہ میں ایک سوال مرتب کیا اور اس کو مشہور علماء اہل سنت کی بارگاہ میں پیش کیا، الحمد للہ علماء نے جواب عنایت فرما کر مجھ حقیر کو ممنون فرمایا۔ چونکہ علماء نے بعض جوابات میں صرف حوالہ کتب پر اکتفا کیا تھا اس لئے لوگوں کے اطمینان کے لئے میں نے وہ عبارتیں بھی درج کردی ہیں، اب اس رسالہ کا نام ''رد روافض'' رکھتا ہوں، یہ اس کا تاریخی نام ہے جس سے سنہ تالیف ۱۲۹۱ھ برآمد ہوتا ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

سوال بخدمت علمائے اعلام وفضلائے کرام

جمہور اہل سنت کے نزدیک روافض اپنے مسلمہ عقائد کی بنیاد پر مسلمان ہیں یا کافر؟ ان کے پیچھے نماز پڑھنے اور ان سے نکاح کرنے کا کیا حکم ہے؟ بینوا وتوجروا۔

الجواب وھو الموفق للصواب - روافض اکثر عقائد میں آپس میں اختلاف رکھتے ہیں، لہٰذا اسلام وکفر کی رو سے ان کا حکم بھی مختلف ہوگا، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اگر کوئی رافضی ائمہ اہل بیت نبویہ (علیہم الثناء والتحیۃ) کو انبیاء سابقین علیہم السلام میں سے کسی پر فضیلت دیتا ہے تو جمہور اہل سنت کے مذہب پر وہ یقیناً کافر ہے، اس کی اقتداء میں نماز اور اس سے رشتہ مناکحت حرام محض ہے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص حضرت خیر الانام (علیہ الف الف تحیۃ والصلاۃ والسلام) کی جانب اس بات کی نسبت کو جائز رکھے کہ آپ نے (معاذ اللہ) تبلیغ اسلام میں سستی یا تقیہ سے کام لیا تو وہ بھی بہر حال کافر ہے۔ یوں ہی جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد اہل بیت پر نزول وحی کا اعتقاد رکھے وہ بھی کافر ہے، اسی طرح جو شخص قرآن کریم کو تحریف شدہ مانے اور یہ کہے کہ صحابہ کرام نے آنحضرت ﷺ کے بعد اپنی جانب سے قرآن کریم میں تحریف اور تبدیلی کر لی تھی وہ بھی کافر ہے۔ خلاصۂ کلام یہ کہ ضروریات دین کا منکر مطلقاً کافر ہے اور صرف کلمہ توحید ورسالت پڑھنے اور کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے سے آدمی مسلمانوں کے زمرے میں داخل نہیں ہو سکتا اگر وہ ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کر رہا ہے، روافض میں سے جو لوگ ضروریات دین کا انکار نہیں کرتے ہاں البتہ دوسرے اصول عقائد میں اختلاف رکھتے ہیں، مثلاً خلفاء ثلاثہ کی خلافت کے حق ہونے کا انکار یا ان پیشوایان دین پر تبرا اور لعن طعن کرنا وغیرہ تو ایسے لوگوں کے حکم کفر میں اختلاف ہے۔ بہت سے فقہا نے ان پر حکم کفر لگایا ہے، مگر تحقیق یہ ہے کہ ایسے لوگ کافر نہیں بلکہ مبتدع ہیں، محققین متکلمین نے یہی قول اختیار فرمایا ہے۔

روافض میں سے وہ لوگ جو جملہ اصول عقائد میں اہل سنت جماعت کے موافق ہیں بس

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

صرف چند مسائل فرعیہ میں اختلاف رکھتے ہیں، مثال کے طور پر یہ لوگ جناب مرتضوی کو قرب الٰہی اور کثرت ثواب میں حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل مانتے ہیں پس ایسے لوگ بالاجماع کافر نہیں ہیں، البتہ جمہور کی مخالفت کی وجہ سے خاطی اور گناہگار ہیں، ان آخری دو قسموں کا حکم یہ ہے کہ منکرین خلافت خلفاء ثلاثہ کی اقتداء میں نماز اور ان سے مناکحت مکروہ تحریمی ہے اور بعض علماء نے احتیاطاً بطلان کا حکم بھی دیا ہے اور دوسرے والے شخص (یعنی جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تقرب رب اور کثرت ثواب میں افضل مانتا ہو) کی اقتداء میں نماز اور ان سے مناکحت مکروہ تنزیہی ہے۔ قاضی عیاض کی شفاء، ملا علی قاری اور خفاجی کی شروحات، حاشیہ شامی اور شرح فقہ اکبر وغیرہ سے ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے۔

والعلم عنداللہ العلی الاکبر

کتبہ الفقیر الحقیر

عبدالقادر محب رسول

ابن مولانا فضل رسول الحنفی القادری البدایونی

تصدیقات علماء بدایوں

الجواب صحیح: (۱) نور احمد بدایونی (۲) اعجاز احمد (۳) جمیل الدین بدایونی (۴) سدید الدین بدایونی (۵) فصیح الدین بدایونی (۶) محب احمد قادری (۷) فضل مجید فاروقی (۸) علی اسد بدایونی (۹) غلام غوث غوثی عباسی۔

تصدیقات علماء بریلی

ھوالصواب	الجواب صحیح	صح الجواب	الجواب صحیح
محمد ہدایت علی عفی عنہ	محمد نقی علی خاں	احمد رضا خاں	محمد احسن صدیقی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

تصدیق از مرادآباد

هٰذا الجواب صحیح اس کی موئیدہ عبارت ہے جو ردالمختار میں مرقوم ہے:

ولهٰذا يظهر ان الرافضي ان كان ممن يعتقد الالوهية في علي او ان جبريل غلط في الوحي او كان ينكر صحبة الصديق او يقذف السيده الصديقة فهو كافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدين بالضرورة بخلاف ما اذا كان يفضل علياً او يسب الصحابة فانه مبتدع لا كافر.

ترجمہ: اسی سے ظاہر ہو گیا کہ اگر رافضی ان لوگوں میں سے ہے جو حضرت علی کی الوہیت کا اعتقاد رکھتے ہیں یا یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت جبریل نے وحی لانے میں غلطی کر دی یا صدیق اکبر کی صحبت کے منکر ہوں یا حضرت سیدہ عائشہ پر بدکاری کی تہمت لگائیں ایسا شخص کافر ہے، ضروریات دین کی مخالفت کی وجہ سے برخلاف اس کے کہ کوئی حضرت علی کو افضل مانے یا صحابہ کو سب وشتم کرے تو وہ مبتدع ہے کافر نہیں۔

فقط محمد عالم علی مرادآبادی عفی عنہ

تصدیقات علماء رامپور

بلا شبہ وہ رافضی جو ضروریات دین کا منکر ہے وہ کافر ہے اور حضرت صدیق اکبر کی خلافت کا منکر بھی کافر ہے جیسا کہ ابن ہمام کی تحریر اور نورالانوار سے سمجھ میں آرہا ہے۔

فقط محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ

دستخط: علاء الدین احمد احمدی، محی الدین محمد عبدالقادر احمدی، محمد عبدالقادر۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

تصدیقات علماء لکھنؤ

اصاب من اجاب فی الواقع جو روافض ضروریات دین کے منکر ہیں وہ کافر ہیں اور جو ایسے نہیں ہیں وہ فاسق ہیں، ابوشکور سالمی تمہید میں لکھتے ہیں:

کلام الروافض مختلف فبعضه یکون کفراً وبعضه لا، فلوقال ان علیاً کان الٰهاً نزل من السماء کفر، ولوقال ان النبوة کانت لعلی وجبریل اخطاء کفر، ومنهم من قال ان علیا افضل من رسول الله ﷺ فهٰذا کله کفر، واما الذی یکون بدعة ولایکون کفر فهو قولهم ان علیاً افضل من الشیخین ومنهم من قال یجب اللعن علی من خالف علیاً و هٰذا کله وما یشبه بدعة لیس بکفر لانه صادر عن تاویل.

(ترجمہ:) رافضیوں کے اقوال مختلف ہیں، ان میں سے بعض کفر ہیں اور بعض نہیں، اگر کسی نے کہا کہ حضرت علی اللہ تھے آسمان سے نازل ہوئے تھے تو وہ کافر ہے، اگر کہا کہ نبوت حضرت علی کے لئے تھی حضرت جبریل نے غلطی کر دی تو وہ بھی کافر ہے۔ روافض میں سے بعض کہتے ہیں کہ حضرت علی رسول اللہ ﷺ سے بھی افضل ہیں تو یہ ساری باتیں کفر ہیں اور وہ اقوال جو بدعت ہیں کفر نہیں ہیں تو ان میں سے رافضیوں کا یہ قول کہ حضرت علی شیخین سے افضل ہیں، ان میں سے بعض کہتے ہیں جس شخص نے بھی علی کی مخالفت کی اس پر لعنت کرنا واجب ہے۔ یہ اور اس طرح کی دوسری باتیں بدعت ہیں کفر نہیں کیونکہ یہ تاویل سے صادر ہیں۔

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربه القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللّٰہ عن ذنبه الجلی والخفی۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ھوالمصوب۔ صاحب بحرالرائق شرح کنزالدقائق فرماتے ہیں:

فاولی ماذکره فی باب البغاة ان هٰذا الفروع المنقولة فی الفتاویٰ من التکفیر لم تنقل عن الفقهاء ای المجتهدین وانما المنقولة عنهم عدم تکفیر من کان من قبلتنا حتی لم یحکموا بتکفیر الخوارج الذین یستحلون دماء المسلمین و اموالهم و سب اصحاب النبی ﷺ لکونه عن تاویل و شبهة ولا عبرة بغیر المجتهدین وذکر فی المسائرة ان ظاهر قول الشافعی وابی حنیفة انه لا یکفر احد منهم وان رویٰ عن ابی حنیفة انه قال لجحم اخرج عنی یا کافر حملاً علی السبیة وهو مختار الرازی وذکر فی شرحها للکمال ابن ابی شریف ان عدم تکفیرهم هوالمنقول عن جمهور المتکلمین والفقهاء فان الشیخ ابا الحسن الاشعری قال فی کتاب مقالات الاسلامیین اختلف المسلمون بعد النبی ﷺ فی اشیاء ضلل بعضهم بعضاً وتبرأ بعضهم عن بعضٍ فصاروا فرقاً متبائنین الا ان الاسلام لجمعهم ویعمهم.

بہتر وہ ہے جو انھوں نے باب البغاۃ میں ذکر کیا ہے کہ تکفیر کے سلسلہ میں فتاویٰ میں جو فروع منقول ہیں وہ فقہا یعنی مجتہدین سے منقول نہیں ہیں بلکہ مجتہدین سے تو اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنا منقول ہے، یہاں تک کہ ان مجتہدین نے ان خوارج پر بھی حکم کفر نہیں لگایا ہے جو مسلمانوں کے جان و مال کو حلال سمجھتے ہیں اور اصحاب نبی کو سب وشتم کرتے ہیں، (مجتہدین کے تکفیر نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ) یہ باتیں تاویل اور شبہہ کی بنیاد پر ہیں اور غیر مجتہدین کا اعتبار نہیں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مسائرہ میں ہے کہ امام شافعی اور ابوحنیفہ کے قول کا ظاہر یہ ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کی جائے گی، اگر چہ امام ابوحنیفہ سے روایت ہے کہ انھوں نے جہم بن صفوان کو "یا کافر" کہہ کر مخاطب کیا تھا لیکن اس کو سب وشتم پر محمول کیا جاتا ہے اور یہی امام رازی کا مختار ہے۔

مسائرہ کی شرح میں کمال ابن ابی شریف فرماتے ہیں کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنا ہی جمہور متکلمین وفقہا سے منقول ہے، اس لئے کہ شیخ ابوالحسن اشعری اپنی کتاب مقالات الاسلامیین میں فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد لوگوں کے درمیان بے شمار چیزوں میں اختلاف ہوگیا، بعض نے بعض کو گمراہ قرار دیا اور بعض نے بعض سے برأت ظاہر کی، تو یہ الگ الگ فرقوں میں تقسیم ہوگئے ہاں مگر اسلام ان سب کو جامع اور عام ہے"۔

حضرت ملک العلماء مولانا بحر العلوم علیہ الرحمۃ "رسائل ارکان" میں ارشاد فرماتے ہیں:

اعلم ان المبتدع الذی یصلی إلی القبلة لم یحکم الائمة الاربعة بکفرهم وماروی عن الامام ابی حنیفة من قال بخلق القرآن فهو کافر فاطلاق الکافر من الکفران ای کافر النعمة لا من الکفر الذی هو مقابل الایمان لکن المبتدع الذی یحرز المصلی خلفه ثواب الجماعة لکن یکره عند وجود غیر المبتدع مبتدع لم یصل بدعة إلی ان یصلی عند کونه اماماً للسنی بلانیة اویلعن فی الصلاة علیه اوعلی مقتداهم اویصلی بلا طهارة للتعنت او کان فی وضوئه وتغسله شبهة واما هٰذا المبتدع فلا یجوز الصلوٰة خلفه البتة وماروی عن الامامین ابی حنیفة والشافعی فساد الصلوٰة خلف الشیعة فالمراد بالشیعة مین کان دیدنهم السب وکان فی ادعیة

الصلوٰة سب الصحابة الاخيار ولا يرون الامامة فی الصلوٰة جائزه ولا شک فی فساد الصلوٰة خلف هذه الفئة من الشيعة واما الشيعة الذين يفضلون علياً علی الشيخين ولا يطعنون فيها اصلاً كالزية فيجوز خلفهم الصلوٰة لكن يكره كراهة شديدة.

جاننا چاہیے کہ وہ مبتدع جو قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتا ہوائمہ اربعہ نے اس کی تکفیر کا حکم نہیں دیا اور وہ جو امام ابوحنیفہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ''جو شخص قرآن کو مخلوق کہے وہ کافر ہے'' تو یہاں کافر کفران سے ہے یعنی وہ شخص نعمت کا ناشکرا ہے، اس میں کافر اس کفر سے مشتق نہیں ہے جو ایمان کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے، رہا وہ مبتدع جس کے پیچھے نماز پڑھنے والا جماعت کا ثواب حاصل کرتا ہے، لیکن غیر مبتدع کی موجودگی میں اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے وہ ایسا مبتدع ہے کہ اس کی بدعت اس حد تک نہ پہنچی ہو کہ جب وہ کسی سنی کا امام بنے تو بغیر نیت کے نماز پڑھا دے، یا نماز میں سنی پر یا اس کے مقتدی پر لعنت کرے، ضد میں بغیر طہارت کے نماز پڑھا دے، یا اس کے وضو یا غسل (کی صحت) میں شبہ ہو، کیونکہ ایسے مبتدع کی اقتداء میں بہر حال نماز جائز نہیں ہے اور امام ابو حنیفہ اور شافعی سے یہ جو مروی ہے کہ ''شیعہ کے پیچھے نماز فاسد ہے'' تو اس قول میں شیعہ سے وہ شیعہ مراد ہے کہ صحابہ پر سب وشتم کرنا جس کی عادت میں شامل ہو اور جن کی نماز کی دعاؤں میں صحابۂ اخیار پر سب وشتم شامل ہو، اور امامت کو نماز میں جائز نہ سمجھتے ہوں، اس قسم کے شیعوں کے پیچھے نماز کے فاسد ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، رہے وہ شیعہ جو صرف حضرت علی کو شیخین پر فضیلت دیتے ہوں اور ان حضرات پر طعن نہ کرتے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ہوں جیسے زیدیہ وغیرہ تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے لیکن مکروہ بکراہت شدیدہ ہے"۔

حضرت بحرالعلوم شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

وازیں جہت کہ مستحل ذنب کافرست بعض متاخرین تکفیر امامیہ می کنند چہ آنہا سب شیخین حلال میدانند و نیز خلافت صدیق را کہ باجماع ثابت است انکار می کنند، وشیخ ابن ہمام گفتہ در شرح ھدایہ درباب امامت کہ امام ابوحنیفہ وامام شافعی نماز پس آنہا باطل میدانند واگر کافر نبودندے نزد آن امامین نماز باطل نبودے چہ نماز پس مبتدع صحیح است لیکن مکروہ، وصاحب بحرالرائق گفتہ کہ روایت از قدماء مروی نشدہ وایں فقیر گوید کہ ظاہر قول صاحب بحرالرائق است، چہ روافض امامیہ سب را حلال نمیدانند باقیام دلیل، واوشان دلیل را قائم نمی دانند بلکہ ماول اند واجماع را مسلم نمی دانند وماول کافر نمی شود چنانچہ بالا گزشتہ است و امامین ابوحنیفہ وشافعی تکفیر احدے از اہل قبلہ نمی کنند واوشاں بکفر کس نمی گویند، مگر آں کہ دلیل قطعی باشد چوں ابوجہل وابولہب وابلیس وابوطالب، ومراد امام از فاجر آں کس ست کہ مومن یقینی باشد مع ھذا فسق کردہ باشد خواہ دراصول چوں زیدیہ و معتزلہ وخواہ درفروع چوں حجاج وغیرہ پس شیعہ خارج شدند ونماز پس ایشاں جائز نیست چہ آنہا مومن یقینی نیست اند، جابر ابن عبداللہ کہ صحابی کامل است می فرمایند کہ شیعہ کافراند پس عدم جواز نماز پس شیعہ بشبہ کفر ست نہ برائے کفر حقیقی پس مندفع شد استدلال ابن ہمام بتکفیر شیعہ۔

"گناہ کو حلال جاننے والا کافر ہے اسی وجہ سے بعض متاخرین نے امامیہ کی تکفیر کی ہے، کیونکہ یہ لوگ سب شیخین کو حلال جانتے ہیں اور خلافت صدیق کا جو کہ اجماع سے ثابت ہے انکار کرتے ہیں، شرح ہدایہ کے باب

امامت میں شیخ ابن ھمام نے فرمایا ہے کہ: ''امام ابوحنیفہ اور امام شافعی امامیہ کے پیچھے نماز کو باطل قرار دیتے ہیں اگر یہ لوگ کافر نہ ہوتے تو ان دونوں اماموں کے نزدیک ان کے پیچھے نماز باطل نہ ہوتی، اس لئے کہ مبتدع کے پیچھے نماز صحیح ہے مگر مکروہ ہے''۔ اور صاحب بحرالرائق نے فرمایا کہ ''اس بارے میں قدماء سے کوئی روایت مروی نہیں ہے''۔ یہ فقیر (یعنی بحرالعلوم مولانا عبدالعلی فرنگی محلی) کہتا ہے کہ صاحب بحرالرائق کا قول ظاہر ہے کیونکہ روافض امامیہ قیام دلیل کے ساتھ (سب وشتم کو) حلال نہیں جانتے اور یہ لوگ (سب وشتم کی حرمت پر) دلیل کو قائم ہی نہیں مانتے، بلکہ تاویل کرتے ہیں اور اجماع کو بھی تسلیم نہیں کرتے اور تاویل کرنے والا کافر نہیں ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان گزر چکا اور دونوں امام ابو حنیفہ اور شافعی اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے اور یہ کسی کے کفر کے بارے میں (اس وقت تک) کچھ نہیں کہتے جب تک کہ دلیل قطعی موجود نہ ہو جیسے کہ ابوجہل، ابولہب، ابلیس اور ابو طالب وغیرہ اور فاجر سے امام کی مراد ایسا شخص ہے جو مومن یقینی ہو اس کے ساتھ ساتھ فسق بھی کرتا ہو یہ فسق خواہ اصول عقائد میں ہو جیسے زیدیہ اور معتزلہ خواہ فروع میں ہو جیسے حجاج وغیرہ پس شیعہ اس سے خارج ہو گئے اور ان کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ لوگ مومن یقینی نہیں ہیں۔ جابر بن عبداللہ جو کامل صحابی ہیں فرماتے ہیں کہ شیعہ کافر ہیں۔ لہٰذا شیعہ کے پیچھے نماز کا عدم جواز کفر کے شبہ کی وجہ سے ہے نہ کہ کفر حقیقی کی بنیاد پر، اس سے ابن ہمام کا استدلال مندفع ہو گیا جو انھوں نے شیعوں کی تکفیر کے بارے میں کیا تھا''۔

واللہ اعلم

حررہ ابوالاحیا محمد نعیم فرنگی محلی عفی عنہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

کتب معتبرہ کی عبارتیں

اب اختصار کے ساتھ کتب معتبرہ کی عبارتیں نقل کی جاتی ہیں جن کا حوالہ پہلے سوال کے جواب میں مذکور ہے، امام قاضی عیاض شفاء میں فرماتے ہیں:

وکذلک من دان بالوحدانیة وصحت النبوة ونبوة نبینا علیه الصلوٰة والسلام ولکن جوز علی الانبیاء الکذب فیما اتوابه ادعی فی ذلک المصلحة بزعمهم اولم یدعها فهو کافر باجماع کالمتفلسفین وبعض الباطنیة، والروافض.........

وکذلک من انکر القرآن اوحرفاً منه او غیر شیئاً منه اوزاد فیه کفعل الباطنیة والاسماعیلیة ...... وکذلک نقطع بتکفیر غلاة الرافضة فی قولهم ان الائمه افضل من الانبیاء.

''اسی طرح جو شخص وحدانیت، نبوت کی صحت اور ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا اقرار کرے لیکن انبیاء علیہم السلام جو کچھ لائے ہیں اس کے بارے میں ان پر جھوٹ کو جائز رکھے خواہ کسی مصلحت کے دعوے کے ساتھ یا بغیر مصلحت کے تو وہ بالاجماع کافر ہے، جیسے فلاسفہ، بعض باطنیہ اور روافض.........اور اسی طرح جو شخص قرآن کا انکار کرے یا اس کے کسی حرف کا انکار کرے یا اس میں کچھ تبدیلی کرے یا کچھ زیادہ کرے جیسا کہ باطنیہ اور اسماعیلیہ وغیرہ نے کیا..........اور اسی طرح ہم قطعی طور پر غالی رافضیوں کی تکفیر کرتے ہیں ان کے اس قول کی وجہ سے کہ ائمہ انبیاء سے افضل ہیں''۔

قاضی عیاض شفاء میں مزید فرماتے ہیں:

وقد اجمع المسلمون ان القرآن المتلو فی جمیع اقطار

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

الارض المکتوب فی المصحف بایدی المسلمین مما جمعه الدفتان من اول الحمد للّٰہ رب العالمین الی آخر قل اعوذ برب الناس انه کلام اللّٰه تعالیٰ ووجه المنزل علی نبیه محمد ﷺ وان جمیع مافیه حق وان من نقص منه حرفاً قاصداً لذلک اوبدّله بحرف آخر مکانه اوزاد فیه حرفاً مما لم یشمل علیه المصحف الذی وقع علیه الاجماع واجمع علی انه لیس من القرآن عامداً لکل ھٰذا انه کافر ولھٰذا روی مالک قتل من سب عائشة بالغیریة لانه خالف القرآن ومن خالف القرآن قتل لانه کذب بما فیه.

ترجمہ: تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ وہ قرآن جو تمام روئے زمین پر تلاوت کیا جاتا ہے، جو مصحف میں مسلمانوں کے ہاتھوں میں لکھا ہوا موجود ہے، الحمدللہ رب العالمین کے شروع سے لے کر قل اعوذ برب الناس کے ختم تک اللہ کا کلام ہے اور اس کے نبی محمد ﷺ پر نازل ہوا ہے اور اس میں جو کچھ بھی ہے سب حق ہے، جس شخص نے قصداً اس کے کسی حرف میں کمی کی، یا اس کے کسی حرف کو دوسرے حرف سے بدل دیا، یا اس میں کسی ایسے حرف کو زیادہ کر دیا کہ اس مصحف میں شامل نہیں ہے جس پر اجماع واقع ہوا ہے اور اس پر بھی اجماع ہے کہ یہ (زیادہ کیا جانے والا) حرف قرآن میں سے نہیں ہے، تو قصداً ایسا کرنے والا شخص کافر ہے اسی لیے امام مالک نے حضرت عائشہ پر تہمت لگانے والے کے قتل کا حکم دیا ہے، اس لیے کہ اس نے قرآن کی مخالفت کی اور جس نے قرآن کی مخالفت کی قتل کیا جائے گا، کیونکہ قرآن کی مخالفت اس میں وارد احکام کی تکذیب ہے''۔

ملاعلی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

من آیات دالة علی برائتها وانما اکتفی النبی ﷺ بحد القذف علی قاذفیها لما صدر عنهم قبل براءة ساحتها فحینئذ لاوجه لتخصیص مالک فان اجماع العلماء علی ذلک.

ترجمہ: ’’(یعنی یہ تکذیب) ان آیتوں کی ہے جو حضرت عائشہ کی برأت پر دلالت کر رہی ہیں، نبی کریم ﷺ نے آپ پر تہمت لگانے والے کو صرف حد قذف لگوائی (قتل نہیں کروایا) اس کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے یہ تہمت اس وقت لگائی تھی جب آپ کی برأت نازل نہیں ہوئی تھی، لہٰذا (حضرت عائشہ پر تہمت لگانے والے کی سزا قتل ہے) اس کی تخصیص صرف امام مالک کے ساتھ کرنے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ اس پر علماء کا اجماع ہے۔

شفا اور شرح شفا میں مزید ہے کہ:

وکذلک نکفر من اعترف من اصول الصحیحة...... کاکثر الروافض القائلین بمشارکة علی فی الرسالة للنبی ﷺ و بعده وکذلک کل امام عند هؤلاء یقوم مقامه فی النبوه والحجة.

ترجمہ: ’’اسی طرح ہم ہر اس شخص کی تکفیر کرتے ہیں جو اصول صحیحہ کا اعتراف تو کرتا ہو (مگر ضروریات دین میں سے کسی کا منکر ہو) جیسے اکثر روافض جو نبی کریم ﷺ کی رسالت میں حضرت علی کو شریک کرنے کے قائل ہیں، اسی طرح ان لوگوں کے نزدیک ان کے تمام ائمہ نبوت و حجت میں حضور ﷺ کے قائم مقام ہیں‘‘۔

قاضی عیاض شفاء میں اور ملا علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

وسب آل نبی وازواجه واصحابه علیه السلام وتنقیصهم

MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

حرام...... ...... وقداختلف العلماء فی هٰذا ای فی ساب الصحابة فمشهور مذهب مالک رحمه اللّٰه الموافق للجمهور .... وقال ای مالک ایضاً من شتم احد امن اصحاب النبی ﷺ ابابکرا وعمر اوعثمان او علیاً او معاویة او عمروبن العاص فان قال کانوا علی ضلال و کفر قتل وان شتم بغیر هٰذا من مشاتمة الناس نکل نکالا شدیداً.

ترجمہ: ”نبی کریم ﷺ کی آل آپ کی ازواج اور آپ کے اصحاب کو سب و شتم کرنا اور ان کی تنقیص کرنا حرام ہے .... ایسے شخص (جس نے صحابہ کو سب وشتم کیا ہو) کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے، امام مالک کا مذہب جو جمہور کے موافق ہے مشہور ہے، امام مالک نے یہ بھی فرمایا کہ جس نے اصحاب نبی ﷺ میں سے کسی کو برا کہا مثلاً ابوبکر، عمر، عثمان، علی، معاویہ، عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ تو اگر اس نے یہ کہا کہ یہ لوگ گمراہی یا کفر پر تھے تو وہ قتل کیا جائے گا اور اگر ایسے گالی گلوچ کی جیسے لوگوں سے کی جاتی ہے تو اس کو سخت سزا دی جائے گی“۔

غنیة المستملی شرح منیة المصلی کے باب امامت میں فرمایا۔

ویکره تقدیم المبتدع ایضاً لانه فاسق من حیث الاعتقاد وهو اشد من الفسق من حیث العمل لان الفاسق من حیث العمل یعترف مابه فاسق ویخاف ویستغفر بخلاف المبتدع والمراد بالمبتدع من یعتقد شیئاً بخلاف ما یعتقده اهل السنة والجماعة وانما یجوز الاقتدار به مع الکراهة اذالم یکن ما یعتقده یؤدی إلی الکفر عند اهل السنة اما لو کان مؤدیاً الی الکفر فلا یجوز اصلاً کالغلاة من الروافض الذین

یدعون الالوهیة لعلی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه او ان النبوة کانت له فغلط جبریل ونحوذلک مما هو کفر وکذا من یقذف الصدیقة اوینکر صحبة الصدیق او خلافته وکالجهمیة والقدریة والمشبهة القائلین بانه تعالیٰ جسم کالاجسام ومن ینکر الشفاعة اوالرؤیة او عذاب القبراوالکرام الکاتبین واما من یفضل علیاً فحسب فهو من المبتدعة الذین یجوز الا قتداء بهم مع الکراهة وکذا من یقول انه تعالیٰ جسم لا کالاجسام وم قال انه تعالیٰ لا یریٰ لجلالته وعظمته، ورویٰ محمد عن ابی یوسف وابی حنیفة ان الصلوة خلف اهل الاهواء لا یجوز کانه بناء علی ماعن ابی یوسف انه قال لا یجوز الا قتداء بالمتکلم وان تکلم بالحق، قال الهنداوی یجوز ان یکون مراده من یناظر فی دقائق علم الکلام وقال صاحب المجتبیٰ یجوز ان یرید الذی قرره ابو حنیفة حین رای ابنه حماد ان یناظر فی الکلام فنهاه فقال رایتک تناظر فیه فقال کنا نناظروکان علی رؤسنا الطیر مخافة ان یزل صاحبنا وانتم تناظرون وتریدون زلة صاحبکم ومن اراد زلة صاحبه فقد اراد ان یکفر فهو قد کفر قبل صاحبه وهٰذا المتکلم لا یجوزا لاقتداء به.

واعلم ان حکم بکفر من ذکرنا من اهل الاهواء ونحوهم مع ماثبت عن ابی حنیفة والشافعی من عدم تکفیر اهل القبلة من المبتدعة کلهم محمله ان ذلک المعتقد نفسه کفر فالقائل به قائل بما هو کفر وان لم یکفر بناء علیٰ کون قوله

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ذلک عن استفراغ وسعہ مجتهداً فی طلب الحق لکن
جزمهم ببطلان الصلاة خلفهم لا يصح هذا لجمع الا ان
يراد بعدم الجواز عدم الحل مع الصحة والافهو مشكل
هكذاذكره الشيخ كمال الدين ابن همام وعلى هذا يجب
ان يحمل المنقول على ماعدا غلاة الروافض فان امثالهم لم
يحصل منهم بذل وسع فی الاجتهاد فان القول بان علياً هو
الالٰه اوبان جبريل غلط ونحو ذلک من السخف انما هو
متبع محض لهوا وهوا سواء حالاً ممن قال ما نعبدهم الا
ليقربونا الى الله زلفىٰ فلا يتاتى من مثل الامامين ان يحكم
بانهم من اكفر الكفرة وانما كلامهما فی مثل من له شبهة
فيما ذهب اليه وان كان ماذهب اليه عندالتحقيق فی حد
ذاتہ كفراً كمنكرالرؤية وعذاب القبر ونحو ذلک فان فيه
انكار حكم النصوص المشهورة والاجماع إلا ان لهم شبهة
قياس الغائب على الشاهد ونحوذلک مما علم فی الكلام
وكمنكر خلافة الشيخين والسب لهما فان فيه انكار حكم
الاجماع القطعي الا انهم ينكرون حجة الاجماع باتهامهم
الصحابة لكان لهم فی الجملة وان كانت ظاهر البطلان
بالنظر الى الدليل فبسبب تلک الشبهة التی ادىٰ اليها
اجتهادهم لم يحكم بكفرهم من ان معتقدهم كفر احتياطاً
بخلاف ما ذكرنا من الصلوٰة فتامل.

ترجمہ: اور نماز کے لئے مبتدع کو بھی آگے کرنا مکروہ ہے، اس لئے کہ وہ
عقیدے کے اعتبار سے فاسق ہے، یہ فاسق اس فاسق سے زیادہ شدید

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ہے جو عمل کے اعتبار سے فاسق ہو، اس لئے کہ فاسق عملی اپنے فسق کا اعتراف کرتا ہے، ڈرتا ہے اور استغفار کرتا ہے، برخلاف مبتدع کے، اور یہاں مبتدع سے ایسا شخص مراد ہے جو اہل سنت و جماعت کے مخالف عقیدہ رکھے، مبتدع کی اقتداء جائز ہے کراہت کے ساتھ اگر کوئی ایسا عقیدہ نہ رکھتا ہو جو اہل سنت کے نزدیک کفر تک پہنچانے والا ہو، رہا وہ مبتدع جو ایسا عقیدہ رکھتا ہو جو کفر تک پہنچانے والا ہو تو ایسے شخص کی اقتداء ہرگز جائز نہیں ہے جیسے غالی رافضی جو حضرت علی کے لیے الوہیت کا دعویٰ کرتے ہیں یا یہ کہتے ہیں کہ نبوت حضرت علی کے لئے تھی جبریل سے پہنچانے میں غلطی ہوئی اور اسی طرح کے کفریہ عقائد وغیرہ اور اسی طرح وہ شخص بھی جو حضرت عائشہ پر تہمت لگاتا ہو یا حضرت صدیق کی صحابیت کا انکار کرتا ہو یا آپ کی خلافت کا انکار کرتا ہو اور جیسا کہ جہمیہ اور قدریہ فرقے اور وہ مشبہہ جو اللہ تعالیٰ کے لئے عام جسموں کی طرح جسم ہونے کے قائل ہوں اور وہ شخص جو شفاعت، رویت باری، عذاب قبر اور کراماً کاتبین کا انکار کرے۔

رہا وہ شخص جو صرف حضرت علی کی تفضیل کا قائل ہے تو وہ ان مبتدعین میں سے ہے جن کے پیچھے کراہت کے ساتھ نماز جائز ہے اور اسی طرح وہ شخص بھی جو یہ کہے کہ اللہ کا جسم ہے مگر عام جسموں کی طرح نہیں یا یہ کہے کہ اللہ کا دیدار ممکن نہیں ہے اس کی جلالت وعظمت کی وجہ سے۔

امام محمد نے قاضی ابو یوسف اور امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہ اہل ہواء و بدعت کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے، اس مسئلہ کی بنیاد اس روایت پر ہے جو ابو یوسف سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ متکلم کی اقتداء جائز نہیں۔ اگر چہ حق بات کہتا ہو۔ ہندوانی نے کہا کہ ممکن ہے اس سے ان کی مراد وہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

متکلم ہو جو علم کلام کی باریکیوں میں بحث و مناظرہ کرتا پھرتا ہو، صاحب مجتبیٰ نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ ان کی مراد ابو حنیفہ کا وہ قول ہو جو انھوں نے اس موقع پر فرمایا تھا جب اپنے بیٹے حماد کو علم کلام میں مناظرہ کرتے ہوئے دیکھا تھا، تو آپ نے بیٹے کو منع فرمایا۔ بیٹے نے کہا کہ میں نے آپ کو بھی اس میں مناظرہ کرتے ہوئے دیکھا ہے، تو آپ نے فرمایا کہ ہاں ہم مناظرہ کرتے تھے (اور اتنے سکون و اطمینان سے کرتے تھے) گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں اور ہم ڈرتے تھے کہ ہمارا مد مقابل لغزش نہ کر بیٹھے اور اب تم لوگ مناظرہ کرتے ہو اور (مناظرہ میں) یہ چاہتے ہو کہ تمہارا مقابل غلطی کرے، جس نے یہ چاہا کہ اس کا مقابل غلطی کرے گویا اس نے یہ چاہا کہ اس کا مقابل کفر کرے، تو وہ اپنے مقابل سے پہلے کافر ہو گیا اور یہی وہ متکلم ہے جس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔

جاننا چاہیے کہ جن اہل اعواء و بدعت کا ہم نے ذکر کیا ان پر حکم کفر لگانا جبکہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی سے ثابت ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کی جائے گی (تو یہ حکم کفر) اس بات پر محمول ہے کہ وہ نفس اعتقاد کفر ہے، تو اس کا قائل ایسی چیز کا قائل ہے جو کفر ہے۔ اگر چہ اس کی تکفیر اس بنیاد پر نہیں کی جائے گی کہ اس کا یہ قول طلب حق کی کوشش کرتے ہوئے اپنی استطاعت کو کشادہ کرنے کی وجہ سے ہے، لیکن ان کا اس بات پر جزم کرنا کہ ایسے بدعقیدہ کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے، یہ درست نہیں ہے ہاں اگر عدم جواز سے مراد یہ لیا جائے کہ نماز درست ہونے کے باوجود حلال نہیں ہے (اگر یہ مراد نہ لیا جائے تو) یہ ایک مشکل مسئلہ ہے۔ شیخ کمال الدین ابن ہمام نے ایسا ہی ذکر کیا ہے۔

اس بنیاد پر ضروری ہے کہ منقول کو محمول کیا جائے غالی رافضیوں کے علاوہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

پر، اس لیے کہ یہ اوران کی طرح کے دوسرے لوگوں نے حق کی تلاش میں جدو جہد اور کوشش نہیں کی کیونکہ حضرت علی کو الٰہ ماننا یا پھر وحی لانے میں جبریل کے غلطی ہونے کی بات کہنا وغیرہ یہ سب محض نفس واھواء کی بنیاد پر ہے، یہ لوگ ان لوگوں سے برے حال میں ہیں جو یہ کہتے ہیں مانعبدھم الا لیقربونا إلی اللہ زلفی توان دونوں اماموں (یعنی ابوحنیفہ اور شافعی) سے یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ وہ ایسے لوگوں کو کافر نہ کہیں بلکہ ان دونوں حضرات کا کلام ان لوگوں کے بارے میں ہے جس کے اختیار کردہ موقف میں شبہ ہو۔ اگر چہ عند التحقیق ثابت ہو جائے کہ ان کا موقف فی نفسہ کفر ہے جیسا کہ رویت باری تعالیٰ، عذاب قبر وغیرہ کا منکر، چونکہ اس میں نصوص مشہورہ کے حکم اور اجماع کا انکار ہے مگر یہ کہ اس معاملہ میں ان کے شبہات ہیں کہ انھوں نے غائب کو حاضر پر قیاس کرلیا ہے اور جیسے شیخین کی خلافت کا منکر، کیونکہ اس میں اجماع قطعی کے حکم کا انکار ہے مگر یہ کہ وہ لوگ اجماع کے حجت ہونے کا انکار کرتے ہیں صحابہ پر اتہام کرنے کی وجہ سے، لہٰذا فی الجملہ ان کے لئے ایک شبہ ہے جو اگر چہ دلیل کی طرف نظر کرتے ہوئے ظاہر البطلان ہے۔ تو وہ شبہ جس کی طرف ان کو ان کا اجتہاد لے گیا ہے اس کی وجہ سے احتیاطاً ان کی تکفیر کا حکم نہ دیا جائے گا، اگر چہ ان کا معتقد کفر ہو، برخلاف ان کی اقتداء کے حکم کے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا"۔

فتاویٰ عالمگیری میں فرمایا:

قال المرغنانی یجوز الصلاۃ خلف صاحب ھویٰ و بدعۃ و لا یجوز خلف الرافضی والجھمی والقدری والمشبھۃ ومن یقول بخلق القرآن و حاصلہٗ ان کان ھولا یکفر صاحبہ

یجوز الصلوٰۃ خلفه مع الکراهیة والافلا ھٰکذا فی التبیین والخلاصة وهو الصحیح ھٰکذا فی البدائع.

ترجمہ: مرغنانی نے کہا کہ صاحب بدعت کے پیچھے نماز جائز ہے مگر رافضی جہمی، قدری، مشبہہ اور خلق قرآن کے قائل کے پیچھے جائز نہیں ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر وہ بدعت ایسی ہو کہ جس کی وجہ سے اس کی تکفیر نہ کی جائے تو اس کے پیچھے کراہیت کے ساتھ نماز جائز ہے ورنہ نہیں، یہی تبیین الحقائق اور خلاصہ میں بھی ہے اور یہی صحیح ہے جیسا کہ بدائع میں ہے۔

ملاعلی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

والجمع بین قولهم لا نکفر احدا من اهل القبلة وقولهم یکفر من قال بخلق القرآن اواستحالة الرؤیة اوسب الشیخین او لعنهما وامثال ذلک مشکل کما قال شارح العقائد وکذا قال شارح المواقف ان جمهور المتکلمین والفقهاء علی انه لا یکفر احدا من اهل القبلة وقد ذکر فی کتب الفتاویٰ ان سب الشیخین کفر وکذا انکار اما متهما کفر ولا شک ان امثال ھٰذه المسئله مقبولة بین جمهور المسلمین فالجمع بین القولین المذکورین مشکل. ووجه الاشکال عدم المطابقة بین المسائل الفرعیة والدلائل الاصولیة التی من جملتها اتفاق المتکلمین علی عدم تکفیر اهل القبلة المحمدیة ویدفع الاشکال بان نقل کتب الفتاویٰ مع جهالة قائله وعدم اظهار دلائله لیس بحجة من ناقله اذ مدار الاعتقاد فی المسائل الدینیة علی الادلة القطعیة علی ان فی تکفیر المسلم قد یترتب مفاسد جلیة وخفیة فلا یفید قول

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بعضهم انما ذكروه بناء على الامور التهديدية والتغليظية ولا يخفى انه يمكن ان يقال فى رفع الاشكال ان جزمهم ببطلان الصلاة خلفهم احتياطاً لا يستلزم جزمهم بكفرهم الا ترىٰ انهم جزموا ببطلان الصلاة مستقبلة الى الحجر احتياطاً مع عدم جزمهم انه ليس من البيت بل حكموا بموجب ظنهم فيه انه منه فاوجبوا الطواف من ورائه ثم اعلم ان المراد باهل القبلة الذين اتفقوا على ماهو من ضروريات الدين كحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم اللّٰه تعالىٰ بالكليات والجزئيات وما اشبه ذلک من المسائل المهمات فمن واظب طول عمره على الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم او نفى الحشر اونفى علمه سبحانه بالجزئيات لايكون من اهل القبلة وان المراد بعدم تكفير احد من اهل القبلة عند اهل السنة انه لا يكفر مالم يو جد شئ من امارات الكفر وعلاماته ولم يصدر عنه شئ من موجباته.

ترجمہ: ''علماء کے قول ''ہم اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے'' اور ان کے اس قول کہ ''جو قرآن کو مخلوق کہے یا رویت باری کو محال کہے یا شیخین کو سب وشتم اور لعنت کرے وہ کافر ہے'' اور اسی قسم کے دوسرے اقوال کے درمیان جمع وتطبیق مشکل ہے، جیسا کہ شارح عقائد نے فرمایا ہے۔ اسی طرح شارح مواقف فرماتے ہیں کہ جمہور متکلمین وفقہا نے فرمایا کہ اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کی جائے گی اور ساتھ ہی ساتھ کتب فتاویٰ میں یہ بھی مذکور ہے کہ سب شیخین کفر ہے اسی طرح ان کی امامت وخلافت کا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

انکار کفر ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس قسم کے مسائل کی امثال عام مسلمانوں کے درمیان مقبول ہیں۔ تو اب ان دونوں اقوال کے درمیان جمع و تطبیق مشکل ہے۔

اس اشکال کی وجہ یہ ہے مسائل فروعیہ اور دلائل اصولیہ کے درمیان مطابقت نہیں ہو پا رہی ہے، دلائل اصولیہ ہی سے یہ بات بھی ہے کہ عدم تکفیر اہل قبلہ پر متکلمین کا اتفاق ہے اور یہ اشکال اس طرح دفع کیا گیا ہے کہ کتب فتاویٰ کی نقل قائل کے مجہول ہونے اور اس کے دلائل ظاہر نہ ہونے کی وجہ سے حجت نہیں ہے۔ اس لئے کہ مسائل دینیہ میں ادلۂ قطعیہ پر دارو مدار ہوتا ہے۔ اس لئے کہ مسلمان کی تکفیر کرنے میں بہت سے ظاہر اور پوشیدہ مفاسد مرتب ہوتے ہیں، یہاں پر بعض حضرات کا یہ کہنا مفید نہ ہوگا کہ (فقہا نے کتب فتاویٰ میں) ان کی تکفیر صرف تہدید و تغلیظ کے طور پر فرمائی ہے۔

مخفی نہ رہے کہ اشکال رفع کرنے کے لئے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اہل بدعت کے پیچھے احتیاطاً نماز کے فساد کا جزم کرنا اس بات کو مستلزم نہیں ہے کہ ان کی تکفیر کا بھی جزم کر لیا جائے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ فقہا نے احتیاطاً اس شخص کی نماز کے فساد کا جزم کیا ہے جو حجر اسود کی طرف منھ کر کے نماز پڑھے، اس کے باوجود انھوں نے اس کا جزم نہیں کیا کہ حجر اسود بیت اللہ میں سے نہیں ہے، بلکہ اپنے ظن غالب کے مطابق انھوں نے حکم لگایا ہے کہ حجر اسود بیت اللہ کا حصہ ہے، لہٰذا انھوں نے اس کے سامنے سے طواف کو واجب قرار دیا ہے۔

پھر جاننا چاہیے کہ اہل قبلہ سے وہ لوگ مراد ہیں جو ضروریات دین پر متفق ہوں مثلاً عالم کا حادث ہونا، جسموں کا حشر اور اللہ تعالیٰ کے تمام کلیات و

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

جزئیات کے جاننے کا اعتقاد اور اسی قسم کے دیگر ضروری مسائل۔ جو شخص پوری زندگی طاعت و عبادت میں گزار دے مگر ساتھ ہی عالم کے قدیم ہونے یا اجسام کے حشر نہ ہونے یا اللہ تعالیٰ کے جزئیات نہ جاننے کا اعتقاد رکھے وہ ہرگز اہل قبلہ میں سے نہ ہوگا اور اہل سنت کے نزدیک اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی تکفیر اس وقت تک نہیں کی جائے گی جب تک کفر کی نشانیوں اور علامتوں میں سے کچھ نہ پایا جائے اور موجبات کفر میں سے کوئی بات ان سے صادر نہ ہو"۔

الحمد للّٰہ تعالیٰ علی ختم الکتاب واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآ

☆☆☆

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

تعزیہ داری کے متعلق فتویٰ

سوال : ماہ محرم میں افعال خیر اوران کا ثواب کربلا معلی کے شہدا کرام علیہم السلام کی ارواح کو بخشنا کیا حکم رکھتا ہے؟ جیسا کہ ملک ہندوستان میں رائج ہے۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب : افعال خیر کے نام پر ہندوستان میں جو چیزیں رائج ہیں وہ دو قسم کی ہیں، ایک تو وہ امور خیر کہ واقعی جن کا مطلقاً خیر ہونا شرع شریف سے ثابت ہے اور ماہ محرم میں ایصال ثواب کی نیت سے کیے جاتے ہیں ان کا حکم یہ ہے کہ امور خیر مثلاً ختم قرآن شریف، محبوبان حق سبحانہ کے صحیح حالات کا ذکر کرنا، مساکین پر صدقہ کرنا اور تمام مسلمین کو ہدایا اور تحفے دینا ان (سارے کاموں) کا خیر اور نیکی ہونا مطلقاً نصوص دین سے ثابت ہے، یہ کام کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ کیے جائیں موجب ثواب و برکت ہیں اور ان کا ثواب بزرگوں کی ارواح کو بخشنا درست ہے اور (ایسا کرنا) نفع و فائدہ کا سبب ہے۔ لہٰذا محرم الحرام میں ایام شہادت جناب امام حسین کی مناسبت اور تعلق سے اس قسم کے کار خیر کرنا شرعاً موجب خیر و برکت ہے اور ایصال ثواب کے ارادے سے یہ امور خیر انجام دینا نہایت مناسب اور موجب ثواب ہے۔

دوسرے فرضی نیک کام کہ جن کو اہل ہند نے نیک کام گمان کرلیا ہے اور در حقیقت قواعد شرعیہ کی رو سے ان کا نیک ہونا ثابت نہیں ہے بلکہ ان کا برا ہونا شریعت سے ثابت ہے پس ایسے کاموں کو کرنا موجب گناہ ہے اور ان کی نسبت جناب امام ہمام (حسین) علیہ السلام کی طرف کرنے سے شریعت کا حکم تبدیل نہ ہوگا۔

انھیں کاموں میں سے ایک کام تعزیہ داری بھی ہے کہ لکڑی اور کاغذ وغیرہ سے تعزیہ تیار کیا جاتا ہے اور اس کو امام ہمام (حسین) کا روضہ قرار دے کر بازار اور گلی کوچوں میں گشت کرایا جاتا ہے اور جنگل میں لے جا کر اس کو دفن کر دیا جاتا ہے، دراصل اتنا ہی تعزیہ داری کی حقیقت و ماہیت ہے، باقی اس میں دوسری چیزیں مثلاً تصاویر وغیرہ اس کے زوائد و عوارض ہیں، اس سے قطع نظر کہ ان زوائد و عوارض سے گناہ صغیرہ و کبیرہ لازم آرہے ہیں صرف تعزیہ داری اور اس کو کار ثواب سمجھنا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

بھی قواعد شرعیہ اور ضوابط دینیہ سے واضح مخالفت رکھتا ہے۔ اولاً تو اس لیے کہ اس میں اسراف بے جا اور مال کی فضول خرچی ہے جو گناہ و وبال کا موجب ہے، اس کے لئے آیت کریمہ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین (بیشک فضول خرچی کرنے والے شیاطین کے بھائی ہیں) کافی ہے۔ کاش کہ وہ مال جو ایصال ثواب کی نیت سے تعزیہ داری میں خرچ کیا جاتا ہے اور اس کو زمین میں دفن کر دیتے ہیں اس کا دسواں حصہ بھی اگر (ضرورت مند) سادات کرام کی خدمت میں نذر کر دیتے تو حق سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے محبوبوں کی خوشنودی کا سبب ہوتا، اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص ہر روز یا ہر سال جناب رسالت مآب ﷺ کے ایصال ثواب کے خیال سے درہم و دینار یا کاغذ اور لکڑی وغیرہ زمین میں دفن کر دے، یا کنوئیں اور دریا میں ڈال دے اور اس کام کو باعث ثواب سمجھے، کوئی بھی عقل منداس حرکت کو جائز نہیں سمجھے گا۔

(تعزیہ داری کے ناجائز ہونے کی) دوسری وجہ یہ ہے کہ من گڑھت چیز کو حضرت امام حسین کی طرف منسوب کر کے اپنے وہم وگمان میں یہ سمجھ لینا کہ یہ بعینہٖ وہی چیز ہے اور اس سے برکت حاصل کرنا یہ شریعت سے موافقت نہیں رکھتا، اس کی مثال ایسے ہی ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنے گھر کو خانۂ کعبہ قرار دے یا اس کو حضور ﷺ کا روضہ مقدسہ قرار دے یا کوئی کنواں کھود کر اس کو کوثر و زمزم کہے وغیرہ پس کسی چیز کو ایسے ہی زبان سے کچھ قرار دے کر اس کی تعظیم کرنا یہ اپنے وہم وگمان کی پیروی ہے بلکہ اپنی جانب سے شریعت ایجاد کرنا ہے۔

اگر کوئی سوال کرے کہ کوئی تعزیہ اس روضہ مقدسہ کی بالکل صحیح مثال ہو جس کو ایران کے رافضی سلاطین نے اپنے عہد میں توڑ کر درست کر کے بنایا تھا، لہٰذا (تعزیہ کے ہو بہو ویسا ہی ہونے کی بنیاد پر) اس کو فرضی اور من گھڑت نہیں کہا جا سکتا جیسا کہ آپ نے امر دوم کے بیان میں (فرضی اور من گھڑت ہونے کی بنیاد پر) تعزیہ داری کے عدم جواز کا حکم لگایا ہے اور ساتھ ہی اس میں برکت حاصل کرنے کا بھی عقیدہ نہ ہو (تو پھر تو یہ تعزیہ جائز ہونا چاہیے؟)

اس کا جواب چند وجوہ سے ہے:

ا۔ ان مذکورہ سلاطین کے بنائے ہوئے در و دیوار کے نقشہ کا باعث برکت ہونا از روئے شرع کوئی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

صورت نہیں رکھتا۔

۲۔اس قسم کے نقشے بنانے میں مال خرچ کرنا فضول خرچی سے خالی نہیں ہے۔

۳۔اوران سب باتوں سے قطع نظر بغیر میت کے قبریں بنانا جیسا کہ تعزیہ میں لکڑی وغیرہ کی بنائی جاتی ہیں شرعا ممنوع ہے۔

۴۔اور بالفرض اگر تعزیہ ان تمام ممنوعات سے خالی بھی ہو تب بھی کوئی ایسا کام جو مستند فقہا اور معتمد محدثین سے منقول نہ ہو بلکہ فاسقوں اور جاہلوں نے بلا دلائل شرعیہ ایجاد کرلیا ہو وہ بدعت سیئہ میں داخل ہے،لہٰذا ایسا کام کرنا گناہ اوراس کو جائز سمجھنے والا بد مذہب اور گناہگار ہے۔رہے وہابی نجدی اوراسماعیلی فرقے کے لوگ جو صرف تعزیہ بنانے والوں اور دیکھنے والوں پر مشرک ہونے کا حکم لگادیتے ہیں یہ محض ان کی جہالت وگمراہی ہے۔

اگر کوئی اعتراض کرتے ہوئے یہ مسئلہ پیش کرے کہ حرام کوحلال قرار دینا اور معصیت کو مباح کرنا کفر ہے،تواس کا جواب یہ ہے کہ یہ مسئلہ اس صورت میں ہے کہ کسی خاص فعل کا نصوص قطعیہ سے حرام اور معصیت ہونا ثابت ہواوروہ ضروریات دین میں داخل ہواور یہ معاملہ یہاں مفقود ہے لہٰذا تعزیہ داری پر حکم کفر لگانا مردود ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

حررہ الفقیر الحقیر

عبدالقادر محبّ رسول

ابن مولانا فضل رسول حنفی قادری بدایونی کان اللہ لہما

☆☆☆

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مجلسِ مرثیہ خوانی کے متعلق فتویٰ

سوال : جناب سید الشہداء ریحان رسول الثقلین حضرت امام حسین علی جدہ وعلیہ السلام کے ذکر شہادت کی مجلس منعقد کرنا جیسا کہ ماہ محرم میں ہندستان میں رائج ہے ازروئے شرع کیا حکم رکھتا ہے؟ بینوا وتوجروا.

الجواب : مجالس ذکر شہادت کا رواج ان شہروں میں کئی طرح کا ہے اور ہر قسم شریعت مطہرہ کے مطابق الگ الگ حکم رکھتی ہے۔

پہلی قسم ۔ اس قسم کی مجالس کا رواج بہت اقل قلیل ہے۔ یہ مجلس وہ ہے جس میں معتمد محدثین کی کتابوں سے صحیح اور معتمد روایات ہوں ان روایات میں سے کچھ شاہ عبدالعزیز دہلوی کے رسالہ ''سر الشہادتین'' میں مذکور ہیں۔ یہ روایات معتمدہ اجر جزیل اور صبر جمیل کے حصول کی نیت سے نثر میں وعظ کے طور پر یا نظم میں بغیر مروجہ غناء پڑھی جائیں اور ان روایات صحیحہ میں سے بھی ایسے الفاظ ساقط کردیئے جائیں جو عوام کی نظر میں سوء ادب کا وہم پیدا کریں، نوحہ گری اور سینہ کوبی وغیرہ جو امور ممنوعہ ہیں اس مجلس میں نہ ہوں تو ایسی مجلس کا حکم یہ ہے کہ اس قسم کی مجالس رب الارباب کی رحمت نازل ہونے کا سبب، بے حساب اجر کا باعث اور محل ثواب ہے۔ لیکن اس قسم کی محافل کا انعقاد سوائے چند مقامات کے میں نے نہیں سنا۔

دوسری قسم ۔ مرثیہ خوانی کی مجلس آراستہ کی جائے اور اس میں اس قسم کے مرثیہ پڑھے جائیں جن میں انبیاء کرام یا ملائکہ عظام علیہم السلام کی بے ادبی واہانت ہو یا غیر نبی کی نبی پر فضیلت لازم آرہی ہو، جیسا کہ اکثر مروجہ مرثیوں میں حضرت جبریل یا حضرت سلیمان یا حضرت موسیٰ یا حضرت یوسف یا حضرت عیسیٰ علیہم السلام کی ہتک وتوہین ہوتی ہے۔

اس قسم کی مجالس کا حکم یہ ہے کہ ایسی مجلس منعقد کرنے اس میں حاضر ہونے اور ان کفریہ کلمات کو سننے سے کفر لازم آتا ہے اور اگر ان کلمات کفریہ پر اصرار اور ان کا التزام ہو تو یقیناً آدمی کافر ہو جائے گا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

تیسری قسم - مرثیہ خوانی کی مجلس آراستہ کی جائے اور اس میں ایسے مرثیہ پڑھے جائیں جو روافض کے تصنیف کردہ ہوں جو کہ اپنے مذہب کی واہی روایتوں کی بنیاد پر نظم کرتے ہیں اور اکثر ان میں اشارہ و کنایہ سے سخت تبرا ہوتا ہے اور جو عقائد اہل سنت کی مخالفت سے ہرگز خالی نہیں ہوتے۔ اس قسم کی مجالس کا حکم یہ ہے کہ ایسے مرثیے پڑھنے والا، سننے والا اور ایسی مجالس منعقد کرنے والا اہل سنت سے خارج اور روافض میں داخل ہے۔

چوتھی قسم - ایسے مرثیے جن میں جاہلوں کی جھوٹی اور من گھڑت روایتیں ہوں گو کہ عقائد اہل سنت کے صراحۃً مخالف نہ ہوں، ایسی مجالس کا حکم یہ ہے کہ بلاشبہ ایسی مجالس منعقد کرنا اور ایسے مرثیہ سننا موجب گناہ ہے، نوحہ کرنا، سینہ پیٹنا اور کالے کپڑے پہننا بھی اسی قسم میں داخل ہے۔

پانچویں قسم - علماء اہل سنت کی معتمد کتب سے صحیح روایات پر مشتمل مراثی مروجہ غناء کے طور پر پڑھنا، یہ قسم مختلف فیہ ہے اولاً تو اس لئے کہ غناء کے جواز و عدم جواز میں علماء کا اختلاف ہے، دوسری یہ کہ اس قسم کی مجالس میں روافض کے خاص شعار سے مشابہت ہے، لہٰذا اس قسم کی مجلس سے بچنا ہی بہتر ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

حررہ الفقیر الحقیر

عبدالقادر محب رسول

ابن مولانا فضل رسول حنفی قادری بدایونی کان اللہ لہما

☆☆☆

www.waseemziyai.com

MARKAZ-UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

تکملہ رد روافض

ترتیب

حضرت مولانا شاہ سید حسین حیدر حسینی مارہروی

ترجمہ

مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ العزیز العلام ولی الانعام واکمل الصلوٰۃ وافضل السلام علی سیدالانام سیدنا و مولانا محمد ن الذی ھو للانبیاء ختام وعلی آلہٖ العظام واصحابہٖ الکرام واولیاء امتہ إلی یوم القیام،

اما بعد.

فقیر سید حسین حیدر حسینی قادری تمام اہل اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ اس سے قبل میں نے علماء اعلام کی خدمت میں روافض سے نکاح اور نماز میں ان کی اقتداء کے بارے میں ایک استفتاء کیا تھا، چونکہ علماء کے جوابات میں روافض کے بعض عقائد کے بارے میں حکم کفر اور بعض عقائد کے بارے میں حکم فسق تحریر کیا گیا تھا، نیز یہ کہ روافض کے فرقوں کے درمیان عقائد کے سلسلہ میں اختلاف درجۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے لہٰذا دور حاضر کے ایک شیعہ مجتہد اور ان کے متبعین کے عقائد جاننے کے لئے میں نے ایک سوال نامہ مرتب کیا، ان سے ان سوالوں کے جواب حاصل کیے، پھر ان سوال و جواب کو علماء اہل سنت کی خدمت میں پیش کیا اور ان تمام سوالات و جواب کو جمع کر کے ایک رسالہ کی شکل دی، اللہ تعالیٰ تمام اہل سنت کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم.

اس رسالہ کا نام ''تکملہ رد روافض'' رکھتا ہوں، ناظرین کرام سے امید کرتا ہوں کہ مجھ فقیر کو دعاء خیر میں یاد رکھیں گے وباللّٰہ التوفیق وعلیہ التکلان ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم.

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

سوال (۱) : قذف عائشہ صحیح ہے یا عائشہ قذف سے بری تھیں، جیسا کہ مخالفین کہتے ہیں اور ان کی برأت کے لئے دلیل میں قرآنی آیات لے کر آتے ہیں، غرض کہ ان کا حال کیا تھا؟

جواب : چند وجوہ سے قذف عائشہ صحیح نہیں ہے، پہلی تو یہ کہ قذف فی نفسہ حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور اس کے واسطے شارع کی جانب سے ایک سزا مقرر ہے، قرآن مجید میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

والذین یرمون المحصنات ثم لم یأتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانین جلدة(۱)

اور جو لوگ پاک باز عورتوں پر تہمت لگائیں اور پھر چار گواہ پیش نہ کر سکیں تو ان کو اسّی کوڑے لگاؤ۔

دوسری وجہ یہ کہ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا ایسے کام کا ارتکاب کرنا جو قذف کا موجب ہو ہرگز ثابت نہیں۔

تیسری یہ کہ بغیر ثبوت قطعی کے مومنین و مومنات میں سے کسی کی طرف زنا کی نسبت کرنا اہل ایمان کے شایان شان نہیں ہے چہ جائے کہ نبی کریم (ﷺ) کی ازواج میں سے کسی کی طرف اس کی نسبت کرنا جو یقیناً جناب رسالت مآب (ﷺ) کے آداب کے خلاف ہے۔

"عائشہ..............(۲) پر تہمت لگانا ناجائز ہے اور لگانے والا گنہ گار اور شرعی سزا کا مستحق ہے، جیسا کہ جناب غفران مآب اعلی اللہ مقامہ نے "تکفیر المکفرین" میں ارشاد فرمایا ہے، ہاں باتفاق امامیہ (شیعہ) عائشہ..............(۳) تھی، جیسا کہ رسول خدا (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: **یا علی حربک حربی وسلمک سلمی** (اے علی تمہارا جنگ کرنا میرا جنگ کرنا ہے اور تمہارا جنگ بندی کرنا میرا جنگ بندی کرنا ہے) اور یہ بات ظاہر ہے کہ عائشہ نے جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ جنگ کی تھی، مقدمات کو ترتیب دینے کے بعد نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عائشہ نے رسول

۱۔ سورۂ نور، ۴

۲۔ اس جگہ تبرا کے سخت الفاظ تھے اس لئے سفیدی چھوڑ دی گئی (سید حسین حیدر)

۳۔ ایضاً

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

خدا کے ساتھ جنگ کی اور واضح ہے کہ رسول خدا (ﷺ) سے جنگ کرنے والا یقیناً ....(۱) ہے، نیز یہ کہ عائشہ نے جناب امیر علیہ السلام پر جو کہ باتفاق فریقین اولی الامر میں سے تھے خروج کیا ہے، حالانکہ ازواج نبی (ﷺ) کی نسبت خدا نے فرمایا

وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیة الاولیٰ. (۲)

ترجمہ: اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور اگلی جاہلیت کی سی بے پردگی کر کے بے پردہ نہ پھرو۔

اور (عائشہ نے) امیر علیہ السلام سے اپنی عداوت ظاہر کردی حالانکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے:

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم. (۳)

ترجمہ: اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔

اسی طرح اور دوسری وجوہات بھی ہیں، اس مختصر جواب میں جن کے ذکر کی گنجائش نہیں ہے واللہ یعلم۔

سوال (۲) : اہل بیت نبوی صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کا مرتبہ بالخصوص مولانا ومقتدانا حضرت امیر المومنین امام المسلمین خلیفہ بلا فصل یعنی شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ کا مرتبہ تمام انبیاء سے سوائے حضرت سرور کائنات ختم المرسلین علیہ الف الف تحیة والثناء افضل ہے یا نہیں؟

جواب : یقیناً ائمہ ھدا (علیہم التحیة والثناء) کے مراتب تمام انبیاء بلکہ اولوالعزم رسولوں سے بھی زیادہ ہیں سوائے حضرت خاتم المرسلین (صلوٰۃ اللہ علیہ) اور جناب امیر علیہ السلام کا رتبہ بھی افضل واعلیٰ ہے جیسا کہ آپ کی سیرت اور خصائص کی طرف مراجعت کرنے سے ظاہر ہوتا ہے اور آنحضرت (ﷺ) اور دیگر انبیاء کے کلمات جو آپ کے بارے میں ہیں ان سے پتا چلتا ہے اور بے شمار آیات وروایات اس امر پر دلالت کرتی ہیں، مثال کے طور پر جناب رسول خدا (ﷺ)

۱۔ اس جگہ تبرا کے سخت الفاظ تھے اس لئے سفیدی چھوڑ دی گئی (سید حسین حیدر)

۲۔ احزاب: ۳۳

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

نے جناب امیر علیہ السلام کو اپنا "نفس" فرمایا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ظاہر ہے:

تعالوا ندع ابناء نا وابناء کم ونساء نا ونساء کم وانفسنا وانفسکم.(۱)

ترجمہ: آؤ! ہم اور تم اپنے اپنے لڑکوں کو بلائیں اور اپنی اپنی لڑکیوں کو بھی بلائیں اور خود ہم اور تم بھی جمع ہو جائیں۔

فریقین (یعنی سنی وشیعہ) کے اتفاق سے یہ بات ثابت ہے کہ مباہلہ کے دن امیر علیہ السلام جناب رسول خدا (ﷺ) کی جگہ پر تھے اور عقل سلیم اور فہم مستقیم پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ جناب رسول خدا (ﷺ) تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ (اب جبکہ امیر علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کی جگہ پر ہیں تو) قیاس مساوات کا تقاضا ہے کہ حضرت امیر کی فضیلت تمام انبیاء پر ثابت ہو، چہ جائے کہ مساوات، ہاں جناب ولایت مآب (حضرت علی) کی فضیلت یا مساوات من کل الوجوہ حضرت رسالت مآب (ﷺ) سے کفر ہے، ورنہ فرع کی فضیلت یا مساوات اصل کے ساتھ لازم آئے گی اور کسی عقل مند کی عقل اس کو جائز نہ رکھے گی۔

سوال (۳): رسول خدا (ﷺ) سے تقیہ کا واقع ہونا ثابت ہے یا نہیں؟ اور تقیہ کا معنیٰ کیا ہے؟

جواب: تقیہ کا معنیٰ یہ ہے کہ مواضع مستثنیٰ کے علاوہ اعداء دین کے ضرر سے اپنے نفس کی حفاظت کرنا۔ تقیہ کا وجوب ضروریات مذہب میں سے ہے اور قرآن مجید کی نص سے اس کا ترک کرنا منع ہے اور جناب رسالت مآب ﷺ کا تقیہ کرنا کئی مقامات پر ثابت ہے جیسا کہ غار کے احوال مشہور ہیں بلکہ مہر نیم روز سے زائد روشن ہیں۔

سوال (۴): ائمہ معصومین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین پر صحائف کا نازل ہونا کس طور پر ہے آیا بطریق الہام ہے یا بطریق وحی انبیاء ہے؟

جواب: وہ صحیفے اور کلمات جو ان حضرات سے ثابت ہیں وہ یا تو الہام کی مثل تھے یا پھر بالواسطہ رب علام کی وحی کی جانب مستند تھے، چونکہ یہ حضرات عصمت کی وجہ سے نفسانیت اور کلام

۱۔ آل عمران: ۶۱

www.waseemziyai.com
MAPI AZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

خطا سے مبرّا تھے، اور ان حضرت کے کلمات حق سمات وحی یا الہام کی جانب منسوب تھے، یہ وحی ربانی کا خلاصہ یا کتب ربانیہ کی شرح تھے، لہٰذا بطور مجاز ان کلمات کی نسبت خدا کی طرف کرنا جائز و درست ہے۔

سوال (۵) : مسئلہ بداً صحیح ہے یا نہیں؟ اور بداً کا معنی کیا ہے؟

جواب : بداً کا اصطلاحی معنی بمقتضاء مصلحت علم خدا میں تغیر و تبدیلی ہونا ہے نہ کہ پشیمانی کے طور پر جیسا کہ مثلاً زید کی عمر علم الٰہی میں ۴۰ سال ہے اب صلہ رحمی اور نیکی کی وجہ سے یہ مقدار عمر محو کر کے اس کی جگہ ۵۰ سال عمر لکھ دی گئی اور یہ تبدیلی اس علم کے ساتھ مخصوص ہے جو لوح محو و اثبات میں درج ہے، اور علم لوح محفوظ اس قسم کے تغیرات سے محفوظ ہے، اس اجمال کی تفصیل کتب مبسوطہ مثلاً حق الیقین اور حدیقہ سلطانیہ وغیرہ میں دیکھنا چاہیے۔

سوال (۶) : رسول علیہ السلام کے ساتھ غار ثور میں ابوبکر کی صحبت صحیح ہے یا نہیں؟ جیسا کہ مخالفین اس آیت سے ثابت کرتے ہیں:

ثانی اثنین اذھما فی الغار. (۱)

اس آیت کا معنی کیا ہے؟

جواب : اس آیت کی روشنی میں یار غار کی ہمراہی تسلیم ہے لیکن اس سے کسی قسم کی فضیلت کا اثبات ہونا تسلیم نہیں ہے ورنہ دعویٰ کرنے والے کے اوپر دلیل لانا لازم، اور حقیقت یہ ہے کہ اس کے پاس اس امر پر کوئی دلیل نہیں ہے اور شاعر نے کیا اچھی بات کہی ہے:

.................................(۲)

سوال (۷) : عثمان کے جمع کیے ہوئے قرآن میں کسی بھی طریقے سے تحریف و نقصان واقع ہوا ہے یا نہیں؟ مثلاً اعراب و کلمات میں تغیر یا آیات میں تغیر یا ان آیتوں اور سورتوں کا اخراج جو مدائح مرتضوی یا دیگر اہل بیت نبویہ کی شان میں تھیں اور ترتیب میں مخالفت وغیرہ واقع ہوئی ہے یا

۱۔ التوبۃ: ۴۰

۲۔ اس شعر میں صدیق اکبر کی شان میں تبرا تھا اس لئے بیاض چھوڑ دیا گیا (سید حسین حیدر)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

نہیں؟ اگر ہاں تو قرآن شریف کو ناقص کہا جا سکتا ہے یا کامل؟

جواب: قرآن کو جمع کرنے والے بلکہ قرآن کو جلانے والے اور اس میں تحریف کرنے والے کی جانب سے قرآن کریم کے نظم یعنی ترتیب آیات وغیرہ میں تحریف ہونا فریقین کے مفسرین کے کلام کی روشنی میں ایسا ثابت ہے کہ بیان سے مستغنی ہے۔ اسی طرح اہل بیت علیہم السلام کی فضیلت میں وارد بعض آیات میں کمی کئے جانے کے سلسلہ میں بہت سے قرائن اور بے شمار آثار و روایات موجود ہیں، جیسا کہ سیوطی کی درمنثور میں ہے کہ آیت کریمہ: کفی اللہ المومنین القتال۔ (اللہ نے مومنوں کو جنگ سے بچا لیا، الاحزاب ۲۵)

دراصل اس طرح تھی کفی اللہ المومنین القتال بعلی ابن ابی طالب (علی ابن ابی طالب کے سبب اللہ نے مومنوں کو جنگ سے بچا لیا)

اسی طرح آیت کریمہ اس طرح تھی:

یاایھاالرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً امیر المومنین۔ (اے رسول آپ پہنچا دیجئے جو کچھ آپ کے رب کی جانب سے آپ پر نازل فرمایا گیا ہے کہ علی امیرالمومنین ہیں)

جب قرآن کے اندر کمی کیا جانا شیعوں کے اقوال سے قطع نظر خود سنیوں کے کلام سے ثابت ہو رہا ہے تو اب عثمان کی تحریف میں کیا شک و شبہ رہا۔ عیاں راچہ بیاں، لیکن اس کمی کئے جانے سے اصل قرآن میں کمی ہونا لازم نہیں آتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ جامع القرآن نے اپنے فطری نقص کی وجہ سے قرآن کی جمع و تالیف میں تنقیص کی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں، جیسا کہ اس بات میں شک نہیں کہ اصل قرآن میں کوئی نقص نہیں۔

سوال (۸): ناصبی لوگ (یعنی اہل سنت) اپنے تسلیم شدہ مسائل و عقائد کی وجہ سے جمہور علماء امامیہ رحمہم اللہ کے نزدیک مسلم ہیں یا نہیں؟ ان کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟ اور ان سے نکاح کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: جاننا چاہیے کہ سنی لوگ بظاہر شہادتین کا اقرار کرتے ہیں اور دیگر شعائر اسلام بھی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM IL ISLAMIA ACADEMY

اختیار کئے ہوئے ہیں، لیکن بباطن اس کے منکر ہیں، اگر منکر نہ ہوتے تو یہ بات ممکن نہیں تھی کہ حدیث بضعہ کے متواتر ہونے کے باوجود اہل بیت اور بالخصوص جناب سیدہ کی ایذا رسانی ان سے سرزد ہوتی۔ اس ایذا رسانی کا صدور خود ان کی صحاح ستہ (جن کا لقب صحاح رکھا ہے مگر حقیقتاً وہ ضعاف ہیں) سے ظاہر و باہر ہے اور بے شمار قرائن سے ثابت ہے جن میں سے کچھ کا ذکر ہم نے اپنی تفسیر میں کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے احکام دو قسم کے ہیں (۱) احکام شریعت ظاہری ان کا دارومدار ظاہر حال پر ہوتا ہے، مثلاً وراثت کا جاری ہونا یا نکاح وغیرہ کرنا، (۲) احکام شریعت باطنی و اخروی ان کا دارومدار باطنی امور اور پوشیدہ نیتوں پر ہوتا ہے۔ **فان لکل امرء مانویٰ ان خیراً فخیراً و ان شراً فشراً و انما الا عمال بالنیات.** (ترجمہ: آدمی جیسی نیت کرتا ہے اس کے لئے ویسا ہی ہے اگر خیر کی نیت کرے تو خیر اور اگر شر کی نیت کرے تو شر بیشک اعمال کا دارومدار نیت کے اوپر ہے۔)

پس مصلحت شرعیہ اور حکمت الٰہیہ کا مقتضیٰ یہی ہے کہ اس دنیا میں ان کا (یعنی سنیوں کا) حکم ہماری طرح ہو اور اُس جہاں میں ان کا حکم مشرکین کی طرح ہو۔ خلاصہ یہ کہ ان کا آغاز اہل ایمان کے آغاز کی طرح ہے اور ان کا انجام مشرکین کے انجام کی طرح ہے۔ **اعاذنا اللّٰہ تعالیٰ**، ان کا ظاہر اسلام اور باطن کفر ہے۔ ان کا معاملہ اس شخص کی طرح نہیں ہے جس کا ظاہر و باطن دونوں مومن ہوں جیسے ہم لوگ جن پر بالکلیہ ایمان کا حکم لگایا جاتا ہے، اور نہ ہی ان کا معاملہ اس شخص کی طرح ہے جس کا ظاہر و باطن دونوں کفر ہوں اور اس پر بالکلیہ حکم کفر لگایا جائے، بلکہ ان کا حال کفار کے نابالغ بچوں کی طرح ہے، کیوں کہ کفار کے بچے اگر سنِ تمیز سے پہلے فوت ہو جائیں تو حدیث **کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام** (ہر پیدا ہونے والا فطرت اسلامی پر پیدا ہوتا ہے) کے مطابق وہ کفر و شرک سے مبرا تھے لہٰذا ان پر نہ کفر و شرک کا حکم لگے گا اور نہ انھیں اس کا عقاب پہنچے گا، ہاں البتہ ظاہری احکام میں اپنے والدین کے تابع ہوں گے اور چونکہ ان کا ظاہر کفر ہے لہٰذا احکام ظاہر یہ کفریہ ان پر نافذ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ہوں گے، جیسا کہ ان کے والدین پر نجس ہونے کا حکم ہے وہی حکم ان پر بھی لگے گا وغیرہ۔

خلاصہ یہ کہ چونکہ اہل سنت اسلام کا اظہار کرتے ہیں اور باطن میں کفر چھپاتے ہیں لہٰذا ان کے ظاہری احکام ظاہر شریعت کے مطابق ہوں گے اور باطنی احکام ان کے باطن کے مطابق اور اس سلسلہ میں مختلف احادیث وارد ہیں ان کو آپس میں تطبیق دینے کا تقاضا بھی یہی ہے، کیونکہ حدیث بضعہ کا مفاد یہ ہے کہ یہ لوگ کافر ہوں اور امام ہمام حضرت جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے اہل شام سے ہشام کا جو مناظرہ ہوا تھا اس کے بعض فقرے ان کے اسلام کا تقاضا کرتے ہیں، اب ان دونوں اخبار کے درمیان جمع و تطبیق کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے باطن پر کفر کا حکم لگایا جائے اور ظاہر پر اسلام کا، ہاں البتہ ان کے پاک ہونے کا حکم یک گونہ احتمال رکھتا ہے جو زبانی تقیہ پر مرتب ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اگر ان کو ''نجاست معفوہ'' میں سے شمار کیا جائے تو کچھ عجب نہیں، جیسا کہ بعض ظریف علماء سے منقول ہے۔

مومنہ عورت کا نکاح کسی سنی سے کرنے کے سلسلہ میں اختلاف ہے، احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے خصوصاً اوائل عمر میں، ہاں اگر اتفاقاً ایسا نکاح ہو جائے تو فسخ کا حکم نہیں دیا جائے گا، مگر زیادہ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ حتی الوسع خلع کے ذریعہ معاملہ کر کے ان کی قربت و نزدیکی سے پرہیز کریں اور ان کے پیچھے نماز ہرگز جائز نہیں ہے، لیکن اگر تقیہ شرعی میں مبتلا ہو تو پڑھ لے۔ واللہ اعلم

فقط سید علی محمد

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

سوال از علمائے اہل سنت

علماء اہل سنت کی بارگاہ میں سوال ہے کہ جو شخص مندرجہ بالا جوابوں میں مذکور عقیدے رکھتا ہو جمہور اہل سنت کے نزدیک اس کا حکم کیا ہے؟ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ ایسے عقیدے کے حامل کے ساتھ نکاح کرنا کیسا ہے؟ ان کے عقیدے کی تردید اور وہ مفصل دلائل جو رسائل مطولہ میں لکھیں ہیں ان کو تحریر فرمانے کی حاجت نہیں ہے، سائل کا مقصد صرف حکم شرعی جاننا ہے۔

جواب از علمائے اہل سنت

جواب (۱)۔ مذہب اہل سنت و جماعت کے مطابق حضرت عائشہ صدیقہ زوجۂ مطہرہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر بدکاری کی تہمت لگانا بالاجماع کفر ہے، روافض کی بہت سی کتابوں میں اس کفر شنیع کا اقرار موجود ہے۔ اب رہا یہ کہ اس مجتہد نے پہلے سوال کے جواب میں اس کا انکار کر کے صرف تبرّا اور لعن طعن پر اکتفا کیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس قسم کا اعتقاد رکھنے والوں کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے، بہت سے فقہا نے ایسے شخص پر کفر کا حکم لگایا ہے، لہٰذا ان فقہا کے مسلک پر ایسے شخص کے پیچھے نماز قطعاً فاسد ہے اور ان سے نکاح کرنا یقیناً حرام ہے، لیکن متکلمین نے قطعیت کے ساتھ حکم کفر نہیں لگایا ہے، بلکہ ایسے شخص کو مبتدع (بدعتی) لکھا ہے اور یہی مذہب محققین نے اختیار کیا ہے، لہٰذا اس مذہب پر فساد اقتداء کا قطعی ہونا اور نکاح کی حرمت کا یقینی ہونا لازم نہیں آتا، ہاں البتہ اقتداء نماز اور مناکحت میں کراہت تحریمی لازم آتی ہے جو قریب حرام ہے، اس مسئلہ کی تفصیل فقہ کی کتابوں مثلاً ردالمحتار وغیرہ میں مذکور ہے اور روافض کے اوہام کا بطلان دلائل کافیہ اور شافیہ کے ساتھ کلام و عقائد کی کتابوں میں درج ہے۔ یہاں سائل کی خواہش کے مطابق تفصیلی دلائل سے قطع نظر صرف بیان حکم پر اکتفا کیا گیا ہے۔

جواب (۲)۔ مذہب اہل سنت و جماعت کے مطابق کسی غیر نبی کو انبیاء میں سے کسی پر

فضیلت دینا کفر اور ائمہ اعلام کے اجماع کی رو سے دائرہ اسلام سے خروج ہے، چونکہ جواب میں اس شیعی مجتہد نے اس بات کا التزام کیا ہے لہٰذا ایسا اعتقاد رکھنے والا کافر ہے، ایسے کی اقتداء میں نماز فاسد اور ان سے مناکحت حرام ہے۔

جواب (۳)- تقیہ جو فریقین (شیعہ وسنی) کے درمیان متنازع ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دشمنان دین کے ضرر پر اپنے نفس کی حفاظت مقدم رکھنا، مگر شیعہ مجتہد نے اس کی مثال میں جو ہجرت کی حکایت اور غار ثور کا واقعہ پیش کیا ہے وہ محض مغالطہ ہے، بحث اس بات میں ہے کہ کافروں کے روبرو اقوال کاذبہ و باطلہ کا تکلم اور کتمان حق اللہ تعالیٰ کے حکم کے باوجود صرف وہم وگمان اور دشمنوں کی ایذا رسانی کے خوف سے باوجود یکہ حق سبحانہ کی جانب سے حمایت واطمینان کا وعدہ ہے۔ تقیہ کا وہ معنی جو روافض کے مذہب کے مطابق ہے اس کی نسبت انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف کرنا کفر ہے، لہٰذا جو شخص یہ عقیدہ رکھے وہ کافر ہے۔

جواب (۴)- جناب خاتم النبیین ﷺ کے بعد آسمانی صحائف کا نازل ہونا اور وحی ربانی کا آنا روافض کی کتب معتمدہ سے ثابت ہے اور یہ ائمہ دین کے اجماع کے مطابق یقیناً کفر ہے۔ رہا یہ کہ اس شیعہ مجتہد نے سائل کے سوال کے جواب میں وحی حقیقی کا انکار کیا ہے اور الہام اور وحی مجازی کو ثابت رکھا ہے اور اس کو ائمہ کرام کی عصمت کے اعتقاد کی جہت سے جائز رکھا ہے۔ پس اس کا حکم یہ ہے کہ غیر انبیاء علیہم السلام کے لئے عصمت کا اثبات بدمذہبی اور گمراہی ہے اور بعض علماء نے ایسے شخص پر حکم کفر بھی لگایا ہے۔ بہر حال ایسے شخص کی اقتداء میں نماز فاسد اور مناکحت حرام ہے۔

جواب (۵)- مسئلہ بدء میں اگر چہ اس شیعہ مجتہد نے بدء کے اس معنی مشہور کا انکا کیا ہے جس کا التزام یقیناً کفر ہے، لیکن بدء کا دوسرا معنی اختیار کیا ہے مگر اس معنی کا اعتقاد بھی کفر ہے اور اس کا معتقد کافر ہے۔ اس لئے کہ جس طرح حق سبحانہ کی جانب پشیمانی کی نسبت کفر ہے۔ اسی طرح پہلے سے مصلحت کا علم نہ ہونے اور بعد میں اس مصلحت پر مطلع ہونے کی نسبت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا کفر ہے۔ لہٰذا ایسے اعتقاد والے کی اقتدا اور مناکحت کا وہی حکم ہے جو پیچھے مذکور ہوا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

جواب (۶)- صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شرف صحبت نص قرآنی سے ثابت ہے اور قطعیات وضروریات دین سے ہے۔ اس کا منکر بہر حال کافر ہے، لیکن چونکہ یہ مجتہد جواب میں شرف صحبت سے انکار کی جرأت تو نہ کرسکا صرف تبرا پر اکتفا کیا لہٰذا اس مسئلہ میں حکم یہ ہے کہ صحابہ پر تبرا کرنے والوں پر فقہاء کرام نے حکم کفر لگایا ہے اور محققین و متکلمین نے صرف مبتدع اور فاسق کہا ہے، بہر حال ایسا اعتقاد رکھنے والے کے پیچھے نماز اور اس سے نکاح حرام ہے (پہلے مذہب پر) یا مکروہ تحریمی ہے (دوسرے مذہب پر) جو کہ قریب بہ حرام ہے، ہاں البتہ دوسرا مذہب راجح ہے۔

جواب (۷)- اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن کریم از اول تا آخر اپنی تمام سورتوں، آیتوں، حروف اور الفاظ کے ساتھ متواتر ہے اور حق سبحانہ وتعالیٰ کی حفاظت سے محفوظ ہے۔ سرور کائنات ﷺ کی حیات شریفہ میں جس قدر خود حق سبحانہ وتعالیٰ نے نسخ تلاوت اور محو واثبات فرمایا وہ سب آپ کی وفات شریف کے قریب محفوظ کر کے اتمام نعمت اور اکمال دین فرما دیا۔ اب اس کے بعد ہرگز کسی قسم کے تغیر و تبدیلی، کمی بیشی، تحریف و تصرف بشری کا امکان نہیں ہے، جناب سرور انس وجاں ﷺ کی وفات کے بعد قرآن کریم میں تحریف وتصرف بشری اور کمی وزیادتی کا قائل بالاجماع کافر ہے، اس مجتہد نے جواب مذکور میں قرآن کریم میں وقوع تحریف کا صریح اقرار کیا ہے اور اس عقیدہ کا معتقد کافر محض ہے۔ پھر باوجودے کہ قرآن میں تحریف وتغیر کا اقرار کیا ہے مگر قرآن میں نقص (کمی) کے اثبات سے گریز کیا ہے مگر اس دھوکے سے حکم کفر سے نہیں بچ سکتا اور یہ جو اس نے دعویٰ کیا ہے کہ تحریف وتصرف پر فریقین کا اتفاق ہے، یہ محض مغالطہ اور عوام کو دھوکا دینا ہے، قرآن کریم کی تحریف کے سلسلہ میں اگر چہ اہل سنت کا مذہب معروف و مشہور ہے لیکن اس کے باوجود مجتہد مذکور کا اس کو نہ جاننا کوئی تعجب کی بات نہیں ہاں البتہ تعجب اس بات پر ہے کہ وہ خود اپنے اکابر کے اعتقادات سے ناواقف ہے۔

اس مسئلہ کی تفصیل اور جملہ شبہات کا دفع دیگر کتابوں میں موجود ہے، سائل کی خواہش کے مطابق اسی قدر پر اکتفا کیا جارہا ہے، ایسے شخص کا حکم شرعی یہ ہے کہ عقیدہ تحریف

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

کے قائل کے ساتھ نکاح حرام اور اس کی اقتداء باطل محض ہے۔ ان مسائل کے دلائل میں سے بعض ہمارے رسالے ''رد روافض'' میں موجود ہیں جو طبع ہو چکا ہے۔

کتبہ الفقیر الحقیر

عبدالقادر محب رسول

ابن مولانا فضل رسول الحنفی القادری البدایونی

تصدیقات

(۱) الجواب صحیح : محب احمد قادری بدایونی

(۲) الجواب صحیح : فضل احمد قادری بدایونی

(۳) الجواب صحیح : محمد فصیح الدین عباسی

(۴) الجواب صحیح : محمد فضل مجید قادری

(۵) الجواب صحیح : علی احمد قادری بدایونی

(۶) الجواب صحیح : محمد جمیل الدین احمد قادری

مرتب (سید حسین حیدر مارہروی) عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ آخری سوال جو اہل سنت کی اقتدا میں نماز اور ان سے نکاح کے متعلق تھا اس کے جواب میں شیعہ مجتہد نے عجیب و غریب تقریر تحریر کی ہے۔ جواب کے شروع میں صراحت کی ہے کہ اس جہاں میں اہل سنت کا حکم ہماری طرح ہے اس کے باوجود جواب کے آخر میں ''دروغ گو را حافظہ نباشد'' کے تحت لکھ دیا کہ اہل سنت کے پیچھے کوئی نماز جائز نہیں ہے اور نکاح کے بارے میں لکھا کہ اس سے احتیاط کرنا بہتر ہے۔ ان دونوں باتوں میں جو اختلاف ہے وہ ظاہر ہے، جب اس دنیا میں ہر معاملہ میں اہل سنت کا حکم شیعوں کی طرح قرار دیا ہے تو اس تفریع کی بنیاد کس چیز پر رکھی گئی ہے سوائے اس کے کہ شیعوں کی نسبت بھی اسی حکم کا اجراء کیا جائے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

تنبیہ - اب جب کہ اس زمانے کے مجتہد کا حال ظاہر ہوگیا اور اس علاقے کے تمام روافض اسی کے مقلد ہیں لہٰذا تمام اہل سنت کی خدمت میں عرض ہے کہ روافض کے ساتھ رشتہ داری قائم کرنے اور نکاح کرنے سے باز آئیں اور رواج اور رشتہ داری پر شریعت کے حکم کو مقدم جانیں اور یہ مناکحت کہ جس سے حرمت لازم آتی ہے اس کو حرام سمجھیں اور اس معاملہ میں سستی اور لاپرواہی کو راہ نہ دیں کہ اس میں عظیم قباحت لازم ہے۔ ہندوستان میں پرانے زمانے سے جو اہل سنت اور روافض کے درمیان مناکحت کا رواج چلا آرہا ہے اس پر قیاس کر کے اس دور میں مناکحت کو درست قرار نہ دیں۔ کیونکہ روافض کے عقائد اور نظریات میں تبدیلی اور انقلاب آفتاب سے زیادہ روشن ہے، ان کے متقدمین تحریف قرآن کے صراحتہً قائل تھے اور دوسرے عقائد کفریہ بھی رکھتے تھے، مگر ان کے متوسطین علماء نے اپنے عقائد میں قدرے اصلاح کی چنانچہ ابن بابویہ نے تحریف قرآن کا انکار کیا اور نصیر الدین طوسی نے خلفاء ثلاثہ کی تکفیر سے برأت ظاہر کی، علی ھٰذا القیاس دوسرے مسائل میں بھی بہت سے شیعہ علماء نے تنزل سے کام لیا، یہاں تک کہ بعض نے کہا کہ وہ صرف مسئلہ تفضیل میں اختلاف رکھتے ہیں باقی کسی اور مسئلہ میں نہیں، لہٰذا ہندوستان میں جب مذہب روافض آیا تو یہ وہی متوسطین علماء کا زمانہ تھا اور چونکہ ان کے عقائد کفریہ نہیں تھے، لہٰذا اس زمانے میں ان سے نکاح وغیرہ بھی حرام نہیں تھا، اسی وجہ سے گزشتہ زمانے میں ان سے رشتہ داری قائم ہونے اور نکاح وغیرہ کیے جانے کا معاملہ پیش آیا، حالانکہ بعد کے روافض جیسے آج کل کے مجتہدین وغیرہ نے پھر ان قدیم عقائد کفریہ کو معتبر ماننا شروع کر دیا اور اپنے متوسطین علما مثلاً ابن بابویہ اور نصیر الدین طوسی وغیرہ کی تحقیقات کو غلط بتانا شروع کر دیا، لہٰذا ایسی صورت میں ان سے رشتہ داری قائم کرنا اور نکاح کرنا صاف طور پر حرام وقبیح سے راضی ہونے کے مترادف ہے، اس مسئلہ میں جو کہ حلال وحرام کا معاملہ ہے احتیاط کرنا ضروریات اسلام سے ہے، محض رسم ورواج کی بنیاد پر حکم شریعت پر تعصب کی تہمت لگانا، دنیا وآخرت کا خوف نہ رکھنے اور اپنی اولاد کو خراب کرنے کے مترادف ہے۔

وما علینا الا البلاغ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

☆☆☆

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اظہار الحق

ترتیب

حضرت مولانا شاہ سید حسین حیدر حسینی مارہروی

ترجمہ

مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہٖ محمد ن المصطفیٰ وآلہ واصحابہ اجمعین،

اما بعد

تمام اہل سنت و جماعت پر واضح ہو کہ گزشتہ ایام میں فرقۂ شیعہ نے تقیہ کرتے ہوئے تغیر زمان اور دیگر مصلحتوں کے پیش نظر اپنے مذہب میں ترمیم واصلاح کر لی تھی، اسی وجہ سے اہل سنت کے محققین علماء ان کی تکفیر کے قائل نہیں تھے، اور عام اہل سنت ان کے ساتھ رشتہ ازدواج اور دیگر اسلامی احکام برتتے تھے، لیکن اب پھر پہلے کی طرح یہ لوگ علی الاعلان ایسے عقائد کا اظہار کرتے ہیں جو مذہب اہل سنت کی رو سے اسلام کے منافی ہیں، لیکن عام اہل سنت ان کے گزشتہ حال سے دھوکا کھاتے ہوئے اب بھی ان سے شادی وغیرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے، لہٰذا فقیر حسین حیدر حسینی قادری برکاتی مارہروی نے یہ مختصر رسالہ ترتیب دیا جو دور حاضر کے ایک شیعہ مجتہد سے چند سوالات کے جواب پر مشتمل ہے، اور پھر ان جوابات پر اعتقاد رکھنے والے کا حکم علماء اہل سنت سے دریافت کیا ہے اور اس رسالہ کا نام اظہار الحق رکھا اللّٰھم اھد بھا المسلمین (اے اللہ تو اس رسالہ کے ذریعہ مسلمانوں کو ہدایت عطا فرما)۔

شیعہ مجتہد کا فتویٰ

سوال: مجتہدین دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ولی مصطفیٰ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کا مرتبہ ومقام سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ تمام انبیاء سابقین علیہم السلام سے افضل ہے

یانہیں بینوا وتوجروا۔

جواب : ہاں کیوں نہیں؟ یقیناً افضل ہے، واللہ یعلم۔

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ عثمان کے جمع کئے ہوئے کلام مجید میں تحریف ہوئی ہے یانہیں؟ اس طور پر کہ قرآن میں سے جناب (علی مرتضیٰ) امیر علیہ السلام وغیرہ کی تعریفیں خارج کردی گئی ہیں؟

جواب : یہ بات قطعی اور یقینی طور پر تو ثابت نہیں ہے مگر بہر حال اس کا احتمال ہے واللہ یعلم۔

سوال : مسئلہ بدا یعنی اللہ تعالیٰ کا (کوئی فیصلہ کرنے کے بعد اس پر) پشیمان ہونا صحیح ہے یانہیں؟

جواب : بدأ کا واقع ہونا صحیح ہے، مگر ان معنوں میں نہیں جو مستفتی نے سمجھے ہیں بلکہ بدأ سے مراد اللہ تعالیٰ کا مصلحت وحکمت کی بنیاد پر اپنے کسی حکم کو بدلنا ہے، اس کی تفصیل رسالہ بدأ مصنفہ اخوند مجلسی اور دیگر کتب اصول میں دیکھنا چاہیے، واللہ یعلم

سوال : عائشہ پر جو الزام لگایا گیا تھا اس کا کیا معاملہ تھا؟ کیا درحقیقت عائشہ اس امر کی مرتکب ہوئی تھیں جو قذف کی وجہ سے مشہور ہوا تھا یانہیں؟ سورۂ نور کی وہ آیات جو مخالفین عائشہ کی عصمت وبرأت کے سلسلہ میں پیش کرتے ہیں وہ صحیح ہیں یانہیں؟

جواب : عائشہ اس امر مذکور کے ارتکاب سے تو بری تھیں، جیسا کہ سورۂ نور کی آیتوں سے ظاہر ہے، لیکن نفاق باطنی جو اس سے بھی قبیح تر اور مہلک تر ہے سے ہرگز بری نہیں تھی، واللہ یعلم

الراقم الآثم

میر آغا عفی عنہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

علماء اہل سنت کا فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ جو عقائد سابقہ جوابوں میں مذکور ہوئے ان پر اعتقاد رکھنے والا مسلمانوں میں داخل ہے یا نہیں؟ ایسے لوگوں سے نکاح، ان کی اقتداء اور ان کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب (۱): پہلے سوال کے جواب میں مجتہدِ مذکور نے صراحتاً اس بات کا اقرار والتزام کیا کہ خاتم الخلفاء الراشدین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت تمام انبیاء سابقین پر ثابت ہے، جمہور اہل سنت کی تصریحات کے بموجب اس عقیدے سے کفر لازم آتا ہے، ایسا عقیدہ رکھنے والے کے پیچھے نماز باطل، ایسے سے نکاح کرنا ناجائز اور اس کا ذبیحہ مردار، اس عقیدے کی تفصیل حدیث، فقہ اور عقائد کی کتابوں میں دیکھنا چاہیے۔

الجواب (۲): دوسرے سوال کے جواب میں اگرچہ مجتہد نے قرآن مجید میں تحریف قطعی اور یقینی طور پر ثابت نہ ہونے کا اقرار کیا ہے، لیکن اس تحریف کا احتمال تسلیم کیا ہے، اہل سنت کے مذہب کے مطابق قرآن میں تحریف کے احتمال کو جائز ماننا بھی کفر ہے، جیسا کہ شفاء قاضی عیاض وغیرہ سے ظاہر ہے لہٰذا ایسے عقیدے کو ماننے والے کا وہی حکم ہے جو پہلے جواب میں مذکور ہوا۔

الجواب (۳): ہرچند کہ مجتہد کو بداً بمعنی پشیمانی جو کہ کفر صریح ہے سے حجاب ہے اس لئے اس کا انکار کر دیا اور بداً کا دوسرا معنی بیان کیا، لیکن بداً کا یہ معنی بھی کفر سے خالی نہیں ہے، چونکہ اس سے ظاہر و متبادر یہی ہے کہ اللہ کو اس مصلحت کی پہلے سے خبر نہ تھی، ورنہ بداً جو متنازع ہے اور نسخ جو متفق علیہ ہے دونوں میں کوئی فرق نہ رہ جاتا۔ خلاصہ یہ کہ عقیدۂ بداً کو ماننے والا کافر ہے خواہ بداً کا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

معنی پشیمانی بتائے یا پھر بداً کا مطلب یہ کہ اللہ کو پہلے سے اس مصلحت کا علم نہیں تھا۔ایسا اعتقاد رکھنے والے کا حکم بھی وہی ہے جو سابق میں گزرا۔

الجواب (۴): چوتھے سوال کے جواب میں قذف سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برأت کا قول کر کے صرف تبراء پر اکتفا کیا ہے۔اس بارے میں اختلاف ہے محققین متکلمین کے نزدیک تبرا کرنے والے پر حکم کفر نہ لگائیں گے، مگر فقہاء متاخرین ایسے شخص پر حکم کفر جاری کرتے ہیں لہٰذا ایسے شخص سے مناکحت، اس کی اقتداء اور اس کا ذبیحہ پہلے مذہب (یعنی مذہب متکلمین) پر مکروہ تحریمی اور دوسرے مذہب (یعنی مذہب فقہاء متاخرین) کے مطابق حرام ہے۔

فقط کتبہ الفقیر الحقیر

عبدالقادر محبّ رسول

ابن مولانا فضل رسول القادری البدایونی عفی عنہ

الجواب صحیح: نور احمد بدایونی

☆☆☆

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

تصحیح العقیدۃ فی باب امیر المعاویۃ

ترتیب

حضرت مولانا شاہ سید حسین حیدر حسینی مارہروی

ترجمہ

مولانا شاہ حسین گردیزی چشتی

پاکستان

MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ الکریم الوھاب. والصلوٰۃ والسلام علی من اوتی فصل الخطاب، سیدنا ومولانا محمد الشافع المشفع یوم الحساب وعلی آلہ خیر آل و صحابہ خیر اصحاب وعلی سائر الاولیاء والاحباب.

سبب تالیف

جناب رسالت مآب ﷺ کے تمام صحابہ کرام کی تعظیم وتکریم دین متین کے فرائض و واجبات سے ہے اوران کے بارے میں خیر کے بغیر کف لسان شرع مبین کے لوازمات سے ہے کیونکہ صحابہ کرام کی فضیلت سرورانا ﷺ کی احادیث اور خداوند ذوالجلال کی کتاب کی آیات سے ثابت ہے وہ اخبار مورخین جو سوء اعتقاد کی بنیاد ہیں بعض جاہل راویوں اور لعین رافضیوں سے منقول ہیں جن کے باطل ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ اس کے باوجود کچھ لوگ ایسے ہیں جو مذہب اہل سنت وجماعت کے اعتقاد کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن ان کو بعض صحابہ کرام سے سوء عقیدت ہی نہیں بلکہ اُن کے بارے میں استخفاف واہانت آمیز کلمات استعمال کرتے ہیں اس لئے میں نے صرف دین کے درد اور محبت ایمانی کی بنا پر یہ مسئلہ علماء اہل سنت کی خدمت میں پیش کیا اور اُن سے جواب لے کر افادۂ عام کے لئے اسے طبع کرایا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو بہتر توفیق عطا فرمائے اور اس کار خیر کا ثواب اس فقیر حقیر کو عطا فرمائے (آمین) اور اس رسالے کا نام ''تصحیح العقیدۃ فی باب امیر المعاویۃ'' رکھتا ہوں اور ناظرین سے اُمید رکھتا ہوں کہ وہ دعائے خیر میں یاد رکھیں گے اور غلطی وخطا سے درگزر فرمائیں گے۔

وما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم

فقط

فقیر سید حسین حیدر حسینی قادری برکاتی مارہروی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

استفتاء

سوال : جمہور محققین اہل سنت و جماعت کے مذہب مختار میں محاربین عہد خلافت جناب مرتضوی پر علی الاطلاق حکم کفر صحیح ہے یا نہیں؟

حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم و تکریم کرنا یعنی لفظ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے لئے لازم ہے یا طعن و تحقیر سے یاد کرنا اور کوئی شخص اِن حضرات کی تحقیر سے اہل سنت سے خارج ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب :

محاربین کے تین گروہ - جمہور محققین اہل سنت کے مذہب مختار میں جیسا کہ عقائد، احادیث اور اصول کی کتب معتمدہ سے ثابت ہے خاتم الخلفاء الراشدین حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محاربین کے تین گروہ تھے جو کہ اس فتنے میں شامل تھے ان میں سے کسی بھی گروہ کو کافر نہیں کہا جاسکتا۔ بہرحال ان تین گروہوں میں فرق یہ ہے کہ جنگ جمل کے محاربین کے سربراہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے جو کہ عشرہ مبشرہ سے ہیں اور حضور علیہ السلام کی زوجۂ محبوبہ اُم المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں، ان کی غرض جدال و قتال نہ تھی بلکہ مسلمانوں کے حال کی اصلاح پیشِ نظر تھی لیکن اچانک جنگ چھڑ گئی، ان تینوں حضرات کا رجوع معتمد روایات سے ثابت ہے باوجود اس کے کہ خطائے اجتہادی ایک ثواب کی مستوجب ہے پھر بھی ان حضرات نے رجوع کیا تو اب جب ان حضرات نے رجوع کرلیا تو ان پر لفظ باغی کا اطلاق حقیقتاً درست نہیں ہے۔ جنگ صفین کے محاربین کے سربراہ حضرت معاویہ اور عمرو بن عاص ہیں(۱)۔ یہ دونوں حضرات بھی صحابہ کرام میں سے ہیں یہ بھی اشتباہ میں پڑے اور اپنی غلطی سے بار بار قتل و قتال پر اصرار کرتے رہے اس گروہ نے بھی خطا اجتہادی کی وجہ سے کی لیکن ان کی خطا واجب الانکار ہے۔

۱۔ امام عسقلانی اسماء الرجال کی معتبر کتاب ہے تقریب التہذیب میں فرماتے ہیں "عمرو بن عاص بن وائل مشہور صحابی ہیں۔ صلح حدیبیہ والے سال مسلمان ہوئے۔ دو بار مصر کے حاکم بنائے گئے، آپ ہی نے مصر فتح کیا اور وہیں انتقال فرمایا"۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

صحابہ پر لفظ باغی کا اطلاق : ان حضرات پر لفظ باغی کے اطلاق کے بارے میں اختلاف ہے۔ صحیح قول یہی ہے کہ ان حضرات پر لفظ باغی کا اطلاق درست ہے لیکن جمہور اہل سنت کے مذہب میں ان کی تعظیم و تکریم شرف صحابیت کی وجہ سے ضروری ولازمی ہے اس لئے شرعاً وہ بغاوت وخطا جو عمداً واقع نہ ہوئی ہو فسق وعصیان کو مستلزم نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی رُفع عن امتی الخطاء و النسیان (میری اُمت سے خطاونسیان کو اُٹھا لیا گیا ہے) اس پر شاہد ہے اور صحابہ کرام کی خطائیں معاف ہیں کیونکہ یہ حضرات نہ تو معصوم ہیں اور نہ ہی معذور بلکہ عند اللہ ماجور ہیں، اس خطا کی وجہ سے ان کی شان میں بے ادبی کرنا اور ان کی تعظیم و تکریم سے رُکنا اہل سنت سے خارج ہونا ہے اور مذہب اہل سنت میں یہ ہے کہ حضرت علی فرماتے ہیں کہ **اخوانـنا بـغوا علينا** (ہمارے بھائیوں نے ہم پر بغاوت کی) اس سے زیادہ طعن جناب مرتضوی پر طعن ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل احیاء العلوم، یواقیت، شرح فقہ اکبر، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، مجمع البحار، صواعق محرقہ اور شفا قاضی عیاض میں دیکھنا چاہیے۔

اور وہ جو متاخرین شیعہ وسنی کی بعض کتب مناظرہ میں آتا ہے ان کی بنا تاریخی واقعات اور مبہم ومجمل الفاظ ہیں جنھیں تسلیم و تنزل کے طور پر سلف کی تصریحات عقائد کے خلاف لکھا گیا ہے اور ان پر اعتقاد کا مدار نہیں ہے۔ جمہور محققین حضرات صوفیہ، محدثین، فقہا اور متکلمین کا مذہب مختار یہی ہے اور اس کا انکار کھلی گمراہی ہے۔

ائمہ دین کے اقوال : یہاں پر بعض ائمہ دین کے اقوال اختصار کے ساتھ نقل کئے جاتے ہیں امام عسقلانی تقریب التہذیب میں حضرت معاویہ پر کلام کرتے ہوئے حضرت ابوسفیان کے بارے میں فرماتے ہیں:

ابن صخر بن حرب بن امية ابن عبدالشمس ابن عبد مناف الاموى ابو سفيان صحابى شهير اسلم عام الفتح وفات سنة اثنين و ثلاثين.

ابوسفیان بن صخر بن حرب بن اُمیہ بن عبدالشمس بن عبد مناف الاموی ابو

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

سفیان مشہور صحابی ہیں، فتح مکہ والے سال مسلمان ہوئے۔ ۳۲ھ میں انتقال فرمایا۔

علامہ زرقانی شرح مواہب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کاتبوں کے ذیل میں حضرت ابوسفیان کے متعلق فرماتے ہیں:

اسلم فی الفتح و کان من المؤلفة ثم حسن اسلامه وروی عن النبی ﷺ وعنه ابنه معاویة و ابن عباس

فتح مکہ والے سال مسلمان ہوئے پہلے مولفۃ القلوب میں سے تھے پھر بہترین مسلمان ہوگئے، احادیث رسول ﷺ کی روایت کرتے ہیں، اور آپ سے آپ کے بیٹے حضرت معاویہ اور حضرت ابن عباس نے روایت کی ہے۔

اور اسی میں ہے کہ:

معاویة بن ابی سفیان بن صخر بن حرب بن امیة الاموی ابو عبدالرحمن الخلیفة صحابی اسلم قبل الفتح و کتب الوحی ومات فی رجب سنة ستین وقد قارب الثمانین.

معاویہ بن ابی سفیان بن صخر بن حرب بن امیۃ الاموی ابوعبدالرحمٰن الخلیفہ صحابی تھے۔ فتح مکہ والے سال مسلمان ہوئے، کاتبِ وحی بھی رہے۔ ۶۰ھ ماہ رجب میں انتقال فرمایا تقریباً اسّی سال عمر تھی۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں لکھا کہ:

عن ابن ابی ملیکة قال اوتر معاویة رضی اللّٰه عنه بعد العشاء برکعة وعنده مولی لابن عباس فاتی ابن عباس فقال ای ابن عباس دعه فانه قد صحب رسول اللّٰه ﷺ.

حضرت ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ نے عشاء کی نماز

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کے بعد ایک رکعت وتر پڑھی۔ آپ کے پاس ابن عباس کے ایک غلام بھی موجود تھے جب حضرت ابن عباس تشریف لائے تو اُنھوں نے یہ بات آپ سے بیان کی، اس پر حضرت ابن عباس نے فرمایا ''انھیں چھوڑ دیئے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں''۔

ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا انہ فقیہ الحدیث (یہ حدیث کی سمجھ رکھنے والے ہیں) تو اب صحیح بخاری کی روایت سے حضرت عبداللہ ابن عباس کے ارشاد کے مطابق آپ کا صحابی وفقیہ ہونا اور آپ پر اعتراض سے رُکنا ثابت ہوگیا۔ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی قدس سرہٗ جو علماء ظاہر و باطن کے امام ہیں اپنی کتاب احیاء العلوم میں جو کہ فنِ تصوف میں اپنی نظیر نہیں رکھتی فرماتے ہیں کہ:

اعتقاد اھل السنۃ تزکیۃ جمیع الصحابۃ و الثناء علیھم کما اثنی اللّٰہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ ﷺ وما جریٰ بین معاویۃ وعلی کان مبنیاً علی الاجتھاد

اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام صحابہ کو پاک سمجھنا اور اُن کی ایسی تعریف و توصیف کرنی جیسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے بیان کی ہے اور جو کچھ حضرت معاویہ اور حضرت علی کے درمیان ہوا وہ اجتہاد پر مبنی تھا۔

امام شعرانی نے اپنی کتاب ''الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر'' میں مشائخ کرام کے عقائد حضرت شیخ اکبر کے کلام سے خصوصاً اور دیگر اکابر طریقت کے اقوال سے عموماً جمع کئے ہیں، آپ اس میں آپ فرماتے ہیں:

المبحث الحادی والاربعون فی بیان وجوب الکف عما شجر بین الصحابۃ و وجوب اعتقاد انھم ما جورون وذلک لانھم کلھم عدول باتفاق اھل السنۃ سواء من لابس الفتن ومن لم یلابسھا کل ذلک احساناً للظن بھم وحملھم فی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

ذلک علی الاجتهاد فان تلک الامور مبناها علیه و کل مجتهد مصیب وان المصیب واحد والمخطی معذور ماجور قال ابن الانباری لیس المراد بعدالتهم ثبوت العصمة لهم وانما المراد قبول روایاتهم فی احکام دیننا من غیر تکلف بحث عن اثبات العدالة وطلب التزکیة ولم یثبت لناشی یقدح فی عدالتهم فنحن علی استصحاب ماکانوا علیه فی زمن رسول اللّٰه ﷺ حتی یثبت خلافه ولاالتفات الی ما یذکره بعض اهل السیر فان ذلک لایصح وان صح فله تاویل صحیح وکیف یجوز الطعن فی حملة دیننا فنحن لم یاتنا خبر عن نبینا ﷺ الا بواسطتهم فمن طعن فی الصحابة طعن فی نفس دینه فیجب سدالباب جملة لا بینهما الخوض فی معاویة وعمرو بن العاص و آخربها ولا یبتغی الاغترار بما نقله بعض الروافض من اهل البیت من کراهتهم فان مثل هذه المسئلة نزعها دقیق ولا یحکم فیها الا رسول اللّٰه ﷺ فانها مسئلة نزاع بین اولاده واصحابه رضی اللّٰه عنهم قال الکمال بن ابی شریف ولیس المراد بما شجر بین علی رضی اللّٰه تعالی عنه ومعاویة رضی اللّٰه عنه المنازعة فی الامارة کما توهمه بعضهم وانما المنازعة کانت بسبب تسلیم قتلة عثمان کان رای علی ان تاخیر تسلیمهم اصوب اذا المبادرة یؤدی الی اضطراب امرالامة ورای معاویة الی ان المبادرة للاقتصاص منهم اصوب فکل منهما مجتهد ماجور فهذا هوالمراد بما شجر بینهم .

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اکتالیسویں بحث مشاجرات صحابہ میں خاموشی کے واجب ہونے کے بیان میں۔ اس بات کا اعتقاد رکھنا بھی واجب ہے کہ وہ عنداللہ ماجور ہیں اور باتفاق اہل سنت تمام صحابہ عادل و منصف ہیں جو ان فتنوں میں شریک ہوئے یا کنارہ کش رہے اور ان کے تمام جھگڑوں کو اجتہاد پر محمول کیا جائے ورنہ ان کے بارے میں بُرے گمان کا حساب لیا جائے گا اس لئے کہ ان امور کا منشا ان حضرات پر عیب جوئی کرنا ہے اور یہ بات بھی ہے کہ ہر مجتہد مصیب دو اجر پائے گا اور مخطی معذور و ماجور ہوگا۔

ابن الانباری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کی عدالت سے ان کی عصمت کا ثبوت مراد نہیں بلکہ اس سے مراد ان کے اثبات عدالت اور تقویٰ و پرہیز گاری کی بحث کے تکلف میں پڑے بغیر اپنے دین کے سلسلے میں ان کی روایات کو قبول کرنا ہے، اگر کوئی ایسی چیز ہمارے علم میں آئے جس سے صحابہ کی عدالت پر عیب لگ رہا ہو تو ہمیں چاہیے کہ ہم ان کی صحبت رسول کو یاد کریں اور بعض سیرت نگاروں نے جو لکھا ہے وہ قابل التفات نہیں ہے، اس لئے کہ وہ روایات صحیح نہیں ہیں اور اگر صحیح بھی ہوں تو ان کی معقول تاویل بھی ہوسکتی ہے۔

یہ مقام غور ہے کہ یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے کہ ہم اپنے دین کے حاملین (یعنی رسول اللہ ﷺ سے دین لے کر ہم تک پہچانے والوں) پر طعن کریں۔ ہمیں رسول اللہ سے جو کچھ بھی ملا ان کے واسطے اور ذریعے سے ملا تو جس نے صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کی گویا کہ اُس نے خود اپنے دین پر طعن و تشنیع کی۔ صرف حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نہیں بلکہ تمام صحابہ کرام کے بارے میں زبان طعن و تشنیع دراز نہ کی جائے اور صحابہ کرام کی اہل بیت پر جو نکیر بعض روافض

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

سے منقول ہے اس کی طرف قطعاً توجہ نہ کی جائے کیونکہ ان حضرات کا یہ جھگڑا بڑا رقیق ہے اور یہ بھی ہے کہ یہ جھگڑا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد اور صحابہ کے مابین ہے اس لئے اس کا فیصلہ آپ ہی پر چھوڑ دیا جائے۔ علامہ کمال ابن ابی شریف فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مابین اختلاف کا مقصد حکومت وامارت کا استحقاق نہیں تھا بلکہ اختلاف منازعت کا سبب قتل عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصاص کا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصاص میں تاخیر کو زیادہ مناسب سمجھتے تھے اور ان کا خیال تھا جلدی سے حکومت میں انتشار و اضطراب پڑے گا اور حضرت معاویہ قصاص میں تعجیل زیادہ مناسب سمجھتے تھے۔ دونوں مجتہد عنداللہ ماجور و مثاب ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کا منشاء اختلاف یہی تھا

غوث اعظم سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں:

واما قتاله الطلحة والزبير وعائشة و معاوية رضوان الله تعالى عليهم اجمعين فقد نص الامام احمد رحمة الله تعالى عليه على الامساك عن ذلك وجميع ماشجر بينهم من منازعة ومنافرة و خصومة لان الله تعالىٰ يزيل ذلك من بينهم يوم القيامة كما قال عزمن قائل و نزعنا ما فى صدورهم من غل اخوانا على سرر متقابلين ولان عليا رضى الله عنه كان على الحق فى قتاله لانه كان يعتقد صحة امامته على مابينا من اتفاق اهل الحل والعقد من الصحابة رضى الله عنهم على امامته وخلافته فمن خرج عن ذلك وناصبه حربا كان باغيا خارجاً على الامام فجاز قتاله ومن قاتله من

معاویة وطلحة والزبیر رضی اللّٰہ عنهم طلبوا ثأر عثمان بن عفان رضی اللّٰہ عنه خلیفة حق المقتول ظلماً والذین قتلوه كانوا فی عسكر علی رضی اللّٰہ عنه فكل ذهب الی تاویل صحیح فاحسن احوالنا الامساک فی ذلک وامرهم الی اللّٰہ عزوجل وهواحكم الحاكمین وخیرالفاصلین والاشتغال بعیوب انفسنا وتطهیر قلوبنا من امهات الذنوب وظواهرنا من موبقات الامور واما خلافة معاویة بن ابی سفیان رضی اللّٰہ عنه فثابتة صحیحة بعد موت علی رضی اللّٰہ تعالی عنه وبعد خلع الحسن بن علی نفسه من الخلافة وتسلیمها الی معاویة رضی اللّٰہ عنه لرای راٰه الحسن رضی اللّٰہ عنه ومصلحة عامة تحققت له وهی حقن دماء المسلمین وتحقیق لقول النبی ﷺ فی الحسن رضی اللّٰہ عنه ابنی هذا سید یصلح اللّٰہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین فوجبت امامته بعقد الحسن له فسمی عامه عام الجماعة لارتفاع الخلاف بین الجمیع واتباع الكل لمعاویة لأنه لم یكن هناک منازع ثالث فی الخلافة وخلافة مذكورة فی قول النبی ﷺ وهو ماروی عن النبی ﷺ تدور رحی الاسلام خمساوثلثین سنة او ستا و ثلثین او سبعًا وثلاثین والمراد بالرحی فی هذا الحدیث القوة فی الدین والخمس سنین الفاضلة عن الثلاثین فهو من جملة خلافة معاویة الی تمام تسعة عشرة سنة وشهور لان الثلاثین كملت لعلی رضی اللّٰہ عنه علی ما بینا

امام احمد بن حنبل نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مابین جھگڑوں، نفرتوں اور دشمنی پر کف لسان کی تفصیل فرمائی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو ان باتوں سے قیامت کے دن پاک فرمادے گا جیسا کہ اس کا ارشاد گرامی ہے

:ونزعنا ما في صدورهم من غل اخوانا على سرر متقابلين

(اور جو کچھ ان کے دلوں میں کینہ ہوگا اُسے ہم دور کریں گے۔ بھائی بھائی کی طرح آمنے سامنے تختوں پر رہیں گے) اس جنگ میں حضرت علی حق پر تھے کیونکہ وہ خود اپنی امامت کی صحت کا اعتقاد رکھتے تھے اور ان کی خلافت و امامت پر صحابہ کرام میں اہل حل وعقد اتفاق فرماچکے تھے، اس کے بعد جس نے ان کی بیعت کا قلادہ اپنی گردن سے اُتارا وہ باغی اور امام پر خروج کرنے والا تھا۔ اس صورت میں اس کا قتل جائز تھا اور جن حضرات مثلاً حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے جنگ کی وہ خلیفہ برحق حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصاص طلب کر رہے تھے جن کو ظلماً قتل کیا گیا تھا جبکہ قاتل حضرت علی کے لشکر میں تھے۔ ان دونوں گروہ نے اپنی اپنی جگہ صحیح تاویل اختیار کی، ہمارے لئے اس معاملے میں سکوت سب سے بہتر ہے۔ ان حضرات کا معاملہ اللہ رب العزت کے سپرد ہے، وہ احکم الحاکمین اور بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ ہمارے لئے عیوب سے نفس کی اور گناہوں سے دل کی تطہیر اور موبقات امور سے اپنے ظاہر کو پاک کرنے میں مشغول ہونا زیادہ بہتر ہے۔ اور رہی حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت تو وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اور حضرت حسن کی خلافت سے دستبرداری اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونپ دینے کے بعد ثابت ودرست ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ غور وفکر کے بعد مصلحت عامہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپرد کر کے مسلمانوں کو خوں ریزی سے بچا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشن گوئی پر پورے اُتر آئے کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان تھا کہ "میرا یہ بیٹا سردار ہے، اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت واجب ہوگئی اور اس اتحاد و اتفاق والے سال کو "عام الجماعت" (اجتماع کا سال) کہا جانے لگا اس لئے کہ تمام لوگوں نے اختلاف ختم کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اس کے علاوہ کوئی تیسرا دعوے دار تھا بھی نہیں۔ خلافت کا ذکر احادیث مبارکہ میں بھی آتا ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ "اسلام کی چکی ۳۵ یا ۳۶ یا ۳۷ سال گھومے گی" اس حدیث میں چکی سے مراد دین میں قوت ہے اور تیس سے پانچ سال اور اس کے انیس سال حضرت معاویہ کے دور خلافت میں شامل ہیں کیونکہ تیس سال تک حضرت علی کی خلافت رہی۔ ۱

اسی کتاب میں مزید فرماتے ہیں:

اتفق اهل السنة على وجوب الكف فيما شجر بينهم والامساك عن مساويهم واظهار فضائلهم ومحاسنهم وتسليم امرهم الى الله عزوجل على ماكان وجرى اختلاف على وطلحة والزبير وعائشة ومعاوية رضوان الله عليهم اجمعين على ماقدمنا بيانه واعطاء كل ذى فضل فضله كما

قال اللّٰہ عزو جل والذین جاوامن بعدھم یقولون ربنااغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلاللذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم و قال اللّٰہ تلک امۃ قد خلت لھا ماکسبت ولکم ماکسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون۔

اہل سنت اس پر متفق ہیں کہ صحابہ کرام کے آپس کے اختلافات اوران کی برائی سے خاموشی اختیار کرنا ضروری ہے اوران کے فضائل ومحاسن کا اظہار کرنا اوران کے تمام معاملات جیسے بھی تھے اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا ضروری ہے۔

حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عائشہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اختلافات کے بارے میں پہلے بیان ہو چکا ہے اور ہر صاحب فضل کواس نے حصہ عطا فرمایا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں آتا ہے:

’’اور وہ لوگ جوان کے بعد آئے یہ دعا کرتے ہیں اے ہمارے رب ہم کو بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دے، اے ہمارے رب تو بڑا شفیق ہے بڑا مہربان ہے‘‘۔

اور اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

’’یہ ایک جماعت جو گزر چکی ان کا کیا ان کے سامنے آئے گا اور تمہارا کیا تمہارے سامنے آئے گا اور جو کچھ وہ کرتے رہے ان کی پوچھ گچھ تم سے نہ ہوگی‘‘۔

غنیۃ الطالبین میں حضور غوث اعظم نے اس سلسلے میں متعدد احادیث نقل فرمائی ہیں یہاں ہم ان میں سے کچھ نقل کر رہے ہیں:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اذا ذکر اصحابی فامسکوا

جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو اپنی زبانوں کو قابو میں رکھو۔

اور ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

وایاکم وما شجربین اصحابی فلو انفق احدکم مثل احد ذهباً مابلغ مد احدهم ولا نصفه.

میرے صحابہ کے آپس کے اختلاف کے بارے میں خاموش رہو تم میں اگر کوئی اُحد پہاڑ جتنا سونا خرچ کردے تو ان جیسا ثواب نہیں پاسکتا بلکہ اس کا نصف ثواب بھی حاصل نہیں کرسکتا۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزید ارشاد فرمایا:

لا تسبوا اصحابی فمن سبهم فعليه لعنة الله.

میرے صحابہ کو دشنام (گالی) نہ دو جس نے میرے صحابہ کو دشنام دی اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

طوبیٰ لمن رأنی ومن رای من رانی

اس آدمی کے لئے خوشخبری ہے جس نے مجھے دیکھا اور اس شخص کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور حدیث مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ان الله عزوجل اختارنی واختار لی اصحابی فجعلهم انصاری وجعلهم اصهاری وانه سيجي آخر الزمان قوم ينقصونهم الا فلا تواكلوهم الا فلا تشاربوهم الا فلا تناكحوهم الا فلا تصلوا معهم ولا تصلوا عليهم/عليهم حلت اللعنة.

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند کیا اور میرے لئے میرے صحابہ کو پس انھیں میرا مددگار اور رشتہ دار بنایا عنقریب آخری زمانے میں ایک قوم آئے گی جو ان حضرات کی تنقیص کرے گی۔ خبردار ان کے ساتھ کھانا پینا نہ کرنا، خبردار ان کے ساتھ نکاح نہ کرنا، خبردار ان کے ساتھ نماز نہ پڑھنا اور نہ ان پر جنازہ پڑھنا، ان پر لعنت مسلط ہوگئی۔

حضرت جابر سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

لایدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرة.

جن لوگوں نے (حدیبیہ کے مقام پر) درخت کے نیچے بیعت کی ہے ان میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں نہ جائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

اطلع اللّٰہ علٰی اھل بدر فقال اعملوا ماشئتم فقد غفرت لکم.

اللہ تعالیٰ اہل بدر پر متوجہ ہوا اور فرمایا میں نے تمہیں معاف کردیا ہے اب جو چاہو کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

اصحابی کالنجوم فبایھم اِقتدیتم اھتدیتم.

میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تو تم نے ان میں سے جس کی بھی اقتدا کی ہدایت پاؤ گے۔

حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

من مات من اصحابی بارضٍ جعل شفیعاً لاھل تلک الارض.

میرا جو صحابی جس علاقے میں انتقال کرے گا وہاں کے لوگوں کا شفیع ہوگا۔

حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

جس نے اصحابِ رسول کی اہانت میں ایک کلمہ بھی کہا ہو وہ اہلِ ہوا میں شامل ہے۔

علامہ قاضی عیاض شفا میں فرماتے ہیں کہ:

ومن توقيره ﷺ وبره توقير اصحابه وبرهم ومعرفة حقهم والاقتداء بهم وحسن الثناء عليهم والامساك عما شجر بينهم ومعاداة من عاداهم والاضراب عن اخبار المؤرخين وجهلة الرواة وضلال الشيعة والمبتدعين القادحة في احد منهم وان يلمس لهم فيما نقل من مثل ذلك فيما كان بينهم من الفتن احسن التاويلات ويخرج اصوب المخارج انهم اهل لذلك ولا يذكر احد منهم بسوء ولا يغمض عليه امراً بل يذكر حسناتهم وفضائلهم وحميد سيدهم ويسكت عما وراء ذلك كما قال اذا ذكر اصحابي فامسكو.

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم وتکریم میں یہ بات بھی داخل ہے کہ آپ کے صحابہ کی تعظیم کی جائے ان کے ساتھ نیکی کی جائے ان کے حقوق کو پہچانا جائے اسی طرح ان کی اقتداء کرنی، عمدہ الفاظ میں تعریف وتوصیف کرنی اوران کے آپس کے اختلافات سے کف لسان کرنا ان کے دشمنوں سے دشمنی کرنا، مورخین کے اقوال گمراہ شیعوں اور بدعتیوں کی بے سروپا روایتوں سے احتراز کرنا اوران کے آپس کے جھگڑوں اوراختلاف کو اچھی تاویلات پر محمول کرنا اور وہ ان تمام باتوں کے اہل بھی ہیں۔ اسی طرح انھیں برائی سے یاد نہ کرے بلکہ ان کے حسنات اور فضائل بیان کرے اس کے علاوہ تمام باتوں سے خاموشی اختیار کرے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو زبانوں کو قابو میں رکھا کرو۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

آگے مزید فرماتے ہیں:

قال رجل للمعافی ابن عمران ابن عمر بن عبدالعزیز عن معاویة فغضب وقال لایقاس باصحاب النبی ﷺ احد معاویة صاحبه وصهره وکاتبه وامنه علی وحیه الخ

ایک آدمی نے حضرت معافی بن عمران بن عبدالعزیز کے سامنے حضرت معاویہ کے بارے میں کچھ بری بات کی تو وہ غصہ میں آگئے اور فرمایا کہ رسول اللہ کے صحابہ کو کسی پر قیاس نہ کیا جائے۔ حضرت معاویہ صحابی ہیں رسول اللہ کے رشتہ دار ہیں کاتب رسول ہیں اور وحی کے امین ہیں۔

امام نووی شرح مسلم کتاب الزکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ:

الروایات صریحة فی ان علیا رضی اللّٰه عنه کان هو المصیب الحق والطائفة الاخری اصحاب معاویة کانوا بغاةً متاولین وفیه التصریح بان الطائفتین مومنون لا یخرجون بالقتال عن الایمان ولایفسقون وهذا مذهبنا ومذهب موافقینا.

اس بارے میں صریح روایات ہیں کہ حضرت علی حق وصواب پر تھے اور حضرت معاویہ کے گروہ نے ان سے بغاوت کی تھی اور اسی میں یہ تصریح بھی ہے کہ دونوں گروہ مومن ہیں اور اس جدال وقتال سے ایمان سے خارج نہیں ہوئے اور فاسق بھی نہیں ہوئے۔ یہی ہمارا اور ہمارے اصحاب کا مذہب ہے۔

اسی شرح مسلم کی کتاب الفتن میں امام نووی فرماتے ہیں:

واعلم ان الدماء التی جرت بین الصحابة رضی اللّٰه عنهم لیست بداخلة فی هذا الوعید ومذهب اهل السنة والحق

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

احسان الظن بهم والامساک عما شجر بينهم وتاويل قتالهم وانهم مجتهدون متأولون لم يقصدوا معصية ولا محض الدنيا بل اعتقد كل فريق انه الحق ومخالفه باغ فوجبت عليه قتاله ليرجع الى امر اللّٰه وكان بعضهم مصيباً وبعضهم مخطياً معذوراً فى الخطاء لان اجتهاد المجتهد اذا اخطاء لا اثم عليه وكان على رضى اللّٰه عنه هو الحق المصيب فى تلک الحروب هذا مذهب اهل السنة.

جاننا چاہیے کہ وہ خوں ریزی جو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے مابین واقع ہوئی ہے وہ اس وعید میں داخل نہیں ہے اور اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ کہتا ہے کہ ان کے ساتھ حسن ظن رکھو، ان کے آپس کے اختلافات سے خاموشی اختیار کرو اور ان کے جدال وقتال کی تاویل یہ ہے کہ وہ مجتہد اور تاویل کرنے والے تھے۔ انھوں نے یہ اختلاف معصیت اور دنیا کی ہوا و حرص کے لئے نہیں کیا بلکہ ان دونوں گروہوں میں ہر ایک یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ وہ حق پر ہے اور اس کا مخالف غلطی پر ہے اس صورت میں قتال واجب تھا تا کہ مخالف گروہ کو اللہ کے راستے کی طرف واپس پھیر دیا جائے چنانچہ اس اجتہاد میں بعض مصیب اور بعض مخطی تھے لیکن معذور فی الخطا تھے اس لئے کہ مجتہد سے جب خطا ہو جائے تو اسے مجرم نہیں ٹھہرایا جاتا، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ان جنگوں اور لڑائیوں میں حضرت علی کا اجتہاد مصیب اور درست تھا۔ اہل سنت کا مذہب یہی ہے۔

اسی طرح امام نووی حدیث پاک ”یا عمار تقتلک فئة الباغية“ (اے عمار تجھے باغی گروہ قتل کرے گا) کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ:

قال العلماء هذا الحديث حجة ظاهرة فى ان علياً كان محقا

مصیباً والطائفة الاخری بغاة لکنهم مجتهدون فلا اثم علیهم لذلک کما قدمناه فی مواضع.

علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت علی کی اصابت اور حق پر ہونے اور دوسرے گروہ کے باغی ہونے پر واضح دلیل ہے چونکہ دوسرا گروہ بھی مجتہد تھا اس لئے ان پر کوئی گناہ نہیں ہے جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے کئی مقامات پر وضاحت کی ہے۔

علامہ زرقانی شرح مواہب میں توقیر صحابہ اور جاہل مؤرخین کی منقولہ روایات طعن و تشنیع سے عدم التفات کی وضاحت کے بعد فرماتے ہیں کہ:

وما وقع بینهم من المنازعات والمحاربات فله محامل وتاویلات وهوان کلا اداه اجتهاده الی ان الحق ما فعله فتعین علیه وان کان اخطاء کمعاویة مع علی فانه مصیب باتفاق اهل الحق ومعاویة ماجور و ان اخطا.

ان حضرات کے مابین جو منازعات اور محاربات تھے ان کے محامل اور تاویلات ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک نے اپنے اجتہاد کے تقاضے کو پورا کیا، اگرچہ اس میں غلطی بھی ہوئی جیسا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا حالانکہ باتفاق اہل حق حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی غلطی کے باوجود عنداللہ ماجور ہیں۔

علامہ زرقانی اسی شرح مواہب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص کے بیان میں فرماتے ہیں:

منها ان اصحابه کله عدول بتعدیل الله تعالی وتعدیله علیه السلام لظواهر الکتاب نحو محمد رسول الله والذین معه

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

الآیة،والسنة فتقبل روایاتهم کما نص علیه ابن الانباری وغیره واشار الیه بقوله فلا یبحث عن عدالة احد منهم فی شهادة ولا روایة کما یبحث عن سائر الرواة وغیرهم لانهم خیر الامة ومن طرء منهم قادح کسرقة وزنا عمل بمقتضاء ولکن لا یفسقون بما یفسق به غیرهم کما ذکره جلا المحلی فی شرح جمع الجوامع فتقبل روایاتهم وشهاداتهم ولو وقعت کبیرة من بعضهم اقیم حدها

تمام صحابہ تعدیل الٰہی اور تعدیل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عادل ہیں جس کا ثبوت ظواہر کتاب وسنت سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: محمد رسول اللّٰه والذین معهٗ الایة، توان کی روایات قبول کی جائیں گی، علامہ ابن الانباری نے اس طرف اپنے اس قول میں اشارہ کیا ہے کہ دوسرے راویوں کی طرح ان کی شہادت اور روایت میں کسی کو بحث نہیں کرنی چاہیے کیونکہ یہ خیر الامت ہیں اور جن حضرات سے چوری اور زنا ایسی غلطی سرزد ہوئی ہے اُسے اقتضاء بشری پر محمول کیا جائے گا اور جس عمل سے دوسروں کو فاسق کہا جاتا ہے اس عمل سے صحابہ کو فاسق نہیں کہا جا سکتا جیسا کہ علامہ جلال الدین محلی نے شرح جمع الجوامع میں لکھا ہے کہ ایسے افراد کی روایت اور شہادت قبول کی جائے گی، ہاں یہ ضرور ہے کہ اگر ان میں سے کسی سے گناہ کبیرہ سرزد ہوا تو اس پر حد لگے گی۔

دونوں گروہ مسلمان تھے - علامہ زرقانی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین صلح والی حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ:

وفیه انه لم یخرج احد من الطائفتین فی تلک الفتنة بقول او عمل عن الاسلام اذ احدهما مصیبة والاخری مخطئة وکل

منہما ماجور.

اس فتنے میں شامل دونوں گروہوں میں کوئی ایک بھی نہ قولاً اور نہ فعلاً اسلام سے خارج ہوا۔ مگر ایک گروہ مصیب اور دوسرا مخطی تھا اور دونوں ہی اجرو ثواب کے مستحق ہیں۔

حضرت حسن کی دستبرداری کی اصل وجه - علامہ قسطلانی شرح باب علامات النبوۃ میں حدیث **ولعل اللّٰه یصلح به فئتین من المسلمین** (اللہ تعالیٰ ان ذریعے مسلمانوں کے دوگروہوں کے درمیان صلح کروائے گا) کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ:

فئتین ای الطائفتین طائفة معاویة بن ابی سفیان وطائفة الحسن وکانت اربعین الفاً بایعوہ علی الموت وکان الحسن احق الناس لهذا الامر فدعاہ ورعه الی ترک الملک رغبة فیما عنداللّٰه ولم یکن ذلک لعلة ولا لقلة وقوله من المسلمین دلیل علی انه لم یخرج احد من الطائفتین فی تلک الفتنة من قول او فعل عن الاسلام اذ احدی الطائفتین مصیبة والاخریٰ مخطیئة ماجورة.

فئتین سے مراد حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا گروہ اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گروہ ہے، جنھوں نے اُن کے ہاتھ پر مرنے کی بیعت کی ہوئی تھی ایسے لوگوں کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ خلافت کے سب لوگوں سے زیادہ حقدار حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ تھے لیکن اُن کے ورع وتقویٰ اور رغبت مع اللہ نے انھیں دنیاوی حکومت سے دور رکھا۔ آپ کی طرف سے صلح کی پیش کش کمزوری اور قلت لشکر کی وجہ سے نہیں تھی، حدیث پاک میں لفظ **المسلمین** اس بات کی دلیل ہے کہ اس فتنے میں شامل دونوں گروہوں میں سے کوئی بھی قولاً اور فعلاً اسلام سے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

خارج نہیں ہوا، ان دونوں میں سے ایک مصیب اور دوسرا مخطی ہے لیکن عنداللہ دونوں ماجور و مثاب ہیں۔

حضرت معاویہ کے لئے دعا - حدیث پاک میں وارد ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت معاویہ کے لیے دعا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ''اے اللہ تو ان کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا، اور ان کے ذریعے سے ہدایت دے، اس حدیث کی شرح کے ضمن میں ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

لا ارتياب ان دعا النبی ﷺ مستجاب فمن کان هذا حاله کيف يرتاب فی حقه.

بیشک نبی ﷺ کی دعا مستجاب ہے تو جس کی ایسی حالت ہے اس کے بارے میں کیسے شک کیا جاسکتا ہے۔

صحابی کا مرتبہ - یہی ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں دوسروں پر صحابہ کرام کی فضیلت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

سئل لابن المبارک ايهما افضل معاوية اوعمر بن عبدالعزيز فقال الغبار الذی دخل فی انف فرس معاوية مع النبی ﷺ خير من مثل عمر بن عبدالعزيز كذا كذامرة.

اگر کوئی آدمی حضرت ابن مبارک سے حضرت معاویہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں سوال کرتا کہ ان میں سے کون افضل ہے تو آپ فرماتے حضور علیہ السلام کے ساتھ جاتے ہوئے حضرت معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں جو غبار داخل ہوا وہ عمر بن عبدالعزیز سے بہتر ہے۔

قطعیت اور ظنیت میں فرق - بحر المذاہب میں ہے کہ:

اجمع اهل السنة والجماعة علی وجوب تعظيم الصحابة والكف عن ذكرهم الا بخير لما ورد من الآيات والاحاديث

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

فی فضائلهم ومناقبهم ووجوب الكف عن الطعن فيهم عموماً.

اہل سنت و جماعت کا تعظیم صحابہ کے وجوب، ان کی اچھی باتوں کے ذکر اور ناپسندیدہ باتوں سے خاموشی پر اجماع ہے اس لئے کہ آیات واحادیث ان کے فضائل ومناقب میں وارد ہیں ان حضرات کے بارے میں طعن و تشنیع سے زبان کو روکنا واجب ہے۔

وہ آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ جو عمومیت کے ساتھ صحابہ کی فضیلت میں تھیں لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

وما نقله ارباب السير في بعضهم كمعاوية وعمرو بن العاص ومغيرة بن شعبة وغيرهم رضى الله عنهم يغمض عنه ولا يسمع اذ فضل صحبتهم مع النبى ﷺ قطعي وما نقل ظني فلا يزاحم القطعي وايضاً فقد قال النبى ﷺ اذا ذكر اصحابى فامسكوا والواجب على كل من سمع شيئاً من ذلک ان يلبث فيه ولا ينسبه الى احدهم لمجرد رواية فى كتاب او سماعة من شخص بل لابد ان يبحث عنه حتى يصح عنده نسبته الى احدهم فحينئذ الواجب ان يلتمس لهم احسن التاويلات اصوب المخارج اذهم اهل لذلک وما وقع بينهم من المنازعات والمحاربات فله محامل و تاويلات.

ارباب سیر نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس سے صرف نظر کرنی چاہیے اور ان کی باتوں پر توجہ نہیں دینی چاہیے اس لئے کہ ان کی فضیلتِ صحبت مع النبی ﷺ قطعی ہے اور ارباب سیر کے اقوال ظنی

ہیں اور جو چیز ظن سے منقول ہو وہ قطعی سے مزاحم نہیں ہو سکتی۔ اس کے علاوہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو اپنی زبانوں کو قابو میں رکھا کرو اور جو آدمی بھی ان حضرات کے بارے میں کوئی اس قسم کی بات سنے تو اس پر واجب ہے کہ وہ اس میں غور کرے صرف کسی کتاب میں دیکھنے یا کسی شخص سے سننے سے ان کی طرف نسبت نہ کرے، غور و خوض کے بعد جب ایک چیز ثابت ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کی اچھی تاویل کرے اور اُسے درست مخارج پر محمول کرے اس لیے کہ وہ اس (حسن ظن) کے اہل ہیں، اور ان کے درمیان جو اختلافات اور جنگیں واقع ہوئیں ان کی تاویلیں ہیں۔

خلافت میں اختلاف کے وقت خلیفہ کون تھا؟ - اسی طرح صاحب بحر المذاہب ائمہ دین کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

فتلخص ان معاوية رضي الله عنه لم يكن في ايام علي رضي الله عنه خليفة وانما كان خليفة حق و امام صدق بعد علي رضي الله عنه عند تسليم الحسن رضي الله عنه امر الخلافة له وان هذا التسليم لم يكن اضطراريا بل اختياريا وانه لم يستحق الشين والطعن ولا يباح له السب واللعن فالطاعن فيه مطعون طاعن في نفسه ودينه.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَور میں خلیفہ نہیں تھے بلکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے امر خلافت ان کے سپرد کرنے کے بعد وہ خلیفہ برحق اور امام صادق مقرر ہوئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا خلافت سے دستبردار ہونا اضطراری نہیں بلکہ اختیاری تھا۔ ان پر عیب جوئی اور طعنہ زنی سے باز رہنا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

چاہیے اور دشنام طرازی سے احتراز کرنا چاہیے ان پر طعنہ زن خود مطعون ہے بلکہ وہ اپنے نفس اور دین پر طعنہ زنی کر رہا ہے۔

علامہ ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں کہ:

ومن اعتقاد اھل السنة والجماعة ان ماجری بین علی و معاویة من الحروب فلم یکن لمنازعة معاویة لعلی رضی اللّٰہ عنه فی الخلافة للاجماع علی حقیتھا لعلی فلم تھیج الفتنة بسببھا وانما ھاجت بسبب ان معاویة ومن معه طلبوا من علی تسلیم قتلة عثمان رضی اللّٰہ عنه الیھم لکون المعاویة ابن عمه فامتنع علی ظنا منه ان تسلیمھم الیه علی الفور مع کثرة عشائر ھم یؤدی الی اضطراب و تزلزل فی امر الخلافة.

یہ بات اہل سنت و جماعت کے اعتقاد میں شامل ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین جو لڑائیاں ہوئی ہیں اس پر اجماع ہے کہ وہ استحقاقِ خلافت میں نہ تھیں اور جو فتنے برپا ہوئے ان کا سبب بھی یہ نہ تھا بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی ہونے کی حیثیت سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قاتلین عثمان کو مانگتے تھے، حضرت علی انھیں سپرد کرنے سے یہ گمان کرتے ہوئے احتراز کر رہے تھے کہ ان قاتلین کے رشتہ داروں کی کثرت کی وجہ سے ان کی فوری سپردگی سے اختلاف پھیلے گا اور نظامِ حکومت تہ و بالا ہو کر رہ جائے گا۔

علامہ ابنِ حجر اسی صواعق محرقہ کے ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ:

ومن اعتقاد اھل السنة والجماعة ایضاً ان معاویة رضی اللّٰہ عنه لم یکن فی ایام علی رضی اللّٰہ عنه خلیفة وغایة اجتھاده

انہ کان لہ اجر واحد واما علی رضی اللّٰہ عنہ فکان لہ اجران اجر علی اجتہادہ واجر علی اصابتہ بل عشرۃ اجور.

اہل سنت کے اعتقاد میں یہ بات بھی داخل ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ تھے البتہ انھیں اپنے اجتہاد کا ایک اجر ضرور ملے گا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک اجر صرف اجتہاد پر اور دوسرا اجتہاد کے درست ہونے پر ملے گا بلکہ دس اجر ملیں گے۔

خلافت حضرت معاویہ - صحیح بخاری کی وہ حدیث جو پیچھے مذکور ہوئی جس میں حضور اکرم ﷺ نے امام حسن کے بارے میں فرمایا تھا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہوگا، اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو گروہ ہوں کے درمیان صلح کروائے گا، اس حدیث کے تحت علامہ ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں:

فکان توجیہ ﷺ لوقوع الاصلاح بین الفئتین من المسلمین فیہ دلالۃ علی صحۃ مافعلہ الحسن رضی اللّٰہ عنہ وعلی انہ مختار فیہ وعلی ان تلک الفوائد الشرعیۃ وھی صحۃ خلافۃ معاویۃ فالحق ثبوت الخلافۃ لمعاویۃ من حینئذ وانہ بعد ذلک خلیفۃ حق وامام صدق کیف وقد اخرج الترمذی وحسنہ عن عبدالرحمن بن ابی عمیرۃ الصحابی عن النبی ﷺ انہ قال لمعاویۃ اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا واخرج احمد فی مسندہ عن العرباض ابن ساریۃ سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول اللھم علم معاویۃ الکتاب والحساب وقہ العذاب فتأمل دعاء النبی ﷺ فی الحدیث الاول بان اللّٰہ یجعلہ ھادیا مھدیا الحدیث حسن فھو مما یحتج بہ علی فضل معاویۃ وانہ لا ذم یلحقہ بتلک الحروب لما علمت انھا کانت بغیۃ علی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اجتهاد لان المجتهد اذا اخطاء لايلام عليه ولا ذم يلحقه بسبب ذلک لانه معذور ولذاکتب له اجر و مما یدل بفضله ایضاً الدعاء له فی الحدیث الثانی ولا شک ان دعاء ه ﷺ مستجاب فعلمنا منه انه لاعقاب علی معاویة فیما فعل بل له الاجر کما تقرر وقد سمی النبی ﷺ فئة مسلمین فدل علی بقاء حرمة الاسلام وانهم فئتان علی حد سواء فلا فسق ولا نقض یلحق احد بهما لما قررناه وفئة معاویة وان کانت باغیة لکنه بغی لافسق.

اس حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے مابین صلح کا ذکر فرمایا اور یہ دلیل ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کے درست ہونے کی دوسری بات یہ ہے کہ اس سے صلح کے بارے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا اختیار بھی ثابت ہوتا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اس سے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا صحیح ہونا بھی ثابت ہوا۔ حق بات تو یہ ہے کہ اس صلح کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت ثابت ہوگئی اور وہ اس کے بعد خلیفہ برحق اور امام صادق قرار پائے۔

امام ترمذی نے روایت کی ہے اور اس روایت کو حسن قرارا دیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللّٰھم اجعلہ ھادیا مھدیا (اے اللہ معاویہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا) اور امام احمد اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت عرباض بن ساریہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''اے اللہ معاویہ کو کتاب

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اور حساب کا علم عطا فرما اور اس کو عذاب سے بچا"۔

پہلی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ آپ کے لئے یہ دعا فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہادی و مہدی بنائے یہ حدیث حسن ہے اور اسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے مابین جو جنگیں ہوئیں ہیں ان میں آپ پر انگشت نمائی نہیں کی جاسکتی کیونکہ وہ جنگیں اجتہاد پر مبنی تھیں اور اگر مجتہد غلطی کرے تو اس کا عذر معقول ہونے کی وجہ سے اس کی ملامت اور مذمت نہیں کی جائے گی۔ اسی غلطی کی وجہ سے تو وہ ایک اجر کا مستحق ہو رہا ہے۔

دوسری حدیث میں بھی رسول اللہ ﷺ آپ کے لئے دعا فرما رہے ہیں اور دعاء رسول یقیناً مستجاب و مقبول ہے چنانچہ اس سے یہ معلوم ہوا کہ جو کچھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں کیا ہے اس پر انھیں اجر ملے گا۔ حدیث مذکورہ میں فئتین من المسلمین کا لفظ ہے جو ان کے اسلام کی بقا پر دلالت کر رہا ہے۔ دونوں گروہ علیحدگی میں برابر ہیں کسی کی تفسیق و تنقیص درست نہیں۔ اگر چہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا گروہ باغی تھا لیکن اس کو فاسق نہیں کہا جائے گا۔

علامہ ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں:

واماما يستبحه بعض المبتدعة من سبه ولعنه فله فيه اسوة اى اسوة بالشيخين و عثمان واكثر الصحابة فلا يلتفت لذلك ولا يقول عليه فانه لم يصدر الا من قوم حمقاء جهلاء فلعنهم الله وخذ لهم اقبح اللعنة والخذلان واقام على رؤسهم من سيوف اهل السنة ما وضح الدلائل والبرهان.

یہ جو بعض بدعتی لوگ کہتے ہیں کہ "جس نے ان حضرات کو گالی دی اور ان پر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

لعنت بھیجی اس کے لئے طریقہ ہے'' یعنی حضرات شیخین اور حضرت عثمان کا طریقہ ہے ان کے اس قول کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ ایسی باتیں اکثر جہلا کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر اللہ کی لعنت ہو اور ذلیل و رسوا ہوں اہل سنت کے واضح دلائل و براہین کی تلواریں ایسے لوگوں کے سروں پر لٹک رہی ہیں۔

خون بہا میں تاخیر کا سبب - علامہ ابن ہمام مسائرہ میں فرماتے ہیں:

وماجری بین معاویة وعلی رضی اللّٰہ عنه کان مبنیاً علی الاجتھاد ولا منازعة من معاویة اذ ظن علی رضی اللّٰہ عنه ان تسلیم قتلة عثمان مع کثرة عشائرھم واختلاطھم بالعسکر یؤدی الی اضطراب امر الامامة خصوصاً فی بدایتھا و التاخیر اصوب الی ان یتحققوا التمکن منه ویلتقطھم فان بعضھم عزم علی الخروج علیّ وقتله لما نادی یوم الجمل بان یخرج عنه قتلة عثمان علی ما نقل فی القصة من کلام الاشتر النخعی ان صح واللّٰہ اعلم.

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگ منازعت اور جھگڑے پر نہیں اجتہاد پر مبنی تھی۔ حضرت علی کا خیال تھا کہ قاتلان عثمان بڑے قبیلے والے ہیں اور فوج میں شامل ہو گئے ہیں اب اگر کوئی فوری کاروائی سامنے آتی ہے تو اس سے نظامِ خلافت درہم برہم ہو جائے گا اس لئے تاخیر زیادہ مناسب ہے یہاں تک کہ ان پر مکمل کنٹرول نہ ہو جائے کیونکہ اشتر نخعی سے یہ بات منقول ہے کہ جنگ جمل کے دن حضرت علی نے آواز دی کہ قاتلین عثمان ہم سے علیحدہ ہو جائیں تو ان لوگوں نے آپ پر بھی خروج اور قتل کی تدبیر سوچنی شروع کر دی۔

اختلاف صحابہ - شرح عقائد نسفی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیان میں ہے کہ:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

وما وقع من المخالفات والمحاربات لم يكن من نزاع فی خلافة بل عن خطاء فی الاجتهاد.

ان میں جو جنگیں اور مخالفتیں ہوئیں وہ استحقاقِ خلافت میں نہیں تھیں بلکہ خطاء اجتہادی تھی۔

علامہ خیالی اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

قوله بل عن خطاء فی الاجتهاد فان معاوية وحزا به بغوا عن طاعته مع اعترافهم بان افضل اهل زمانه وانه الاحق بالامامة بشبهة هی ترک القصاص عن قتلة عثمان رضی اللّٰه عنه.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اوران کے گروہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس اعتراف کے باوجود کہ وہ اہل زمانہ سے افضل اور امامت کے زیادہ حقدار ہیں قاتلین عثمان سے قصاص نہ لینے کے شبہ میں بغاوت کردی۔

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

لا تذكر الصحابة الا بخير يعنی وان صدرمن بعضهم بعض مافی صورة شر فانه اما كان عن اجتهاد اولم يكن علی وجه فساد من اصرار وعناد بل كان رجوعهم عنه الی خير معاوينا علی حسن الظن بهم بقوله عليه السلام خير القرون قرنی و بقوله عليه السلام اذا ذكر اصحابی فامسكوا ولذا ذهب جمهور العلماء الی ان الصحابة كلهم عدول قبل فتنة عثمان رضی اللّٰه عنه و علی رضی اللّٰه عنه وكذا بعدها ولقوله عليه السلام اص حابی كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم رواه الدارمی وابن عدی وغيرهما قال ابن دقيق العيد فی عقيد ته مانقل فيما شجر بينهم واختلفوا فيه فمنه ماهو باطل

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

وكذب فلا يلتفت اليه وما كان صحيحا اولناه تاويلا حسنا لان الثناء عليهم من الله سابق وما نقل من الكلام اللاحق محتمل للتاويل والمشكوك والموهوم ولا يتبطل المحقق والعلوم.

صحابہ کا ذکر خیر ہی کرو، اگر ان میں کسی کی کچھ ایسی باتیں ہیں جو بظاہر شر نظر آتی ہیں تو وہ یا تو اجتہاد کی قبیل سے ہیں یا ایسی ہیں جن سے ان کا مقصد فساد و عناد نہیں بلکہ ان حضرات سے حسنِ ظن کی بنا پر خیر پر محمول کرنا چاہیے کیونکہ حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ "سب سے بہتر زمانہ میرا ہے" اور مزید ارشاد فرمایا کہ "جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو خاموش رہو" اسی لئے جمہور علماء کا قول ہے کہ تمام صحابہ کرام قتلِ عثمان اور اختلاف علی و معاویہ کے پہلے بھی اور بعد بھی عادل ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے جسے دارمی اور ابن عدی نے روایت کیا ہے کہ "میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، تو ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت پا جاؤ گے" علامہ ابن دقیق العید فرماتے ہیں کہ "مشاجرات صحابہ میں دو قسم کی روایتیں منقول ہیں ایک باطل اور جھوٹ، یہ تو قابلِ اعتنا ہی نہیں اور دوسری صحیح روایتیں، ان کی اچھی اور مناسب تاویل کرنی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ پہلے ان کی تعریف و توصیف فرما چکا ہے اور بعد میں جو باتیں ان سے منسوب یا منقول ہیں وہ قابلِ تاویل ہیں اس لئے کہ محقق و معلوم کو مشکوک و موہوم چیز باطل نہیں کر سکتی۔

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

و اما ما وقع من امتناع جماعة من الصحابة عن نصرة علی رضی الله عنه والخروج معه الی المحاربة ومن محاربة

طائفة منهم كما فی حرب الجمل والصفین فلا یدل علی عدم صحة خلافته ولا علی تضلیل مخالفیه فی ولایته اذ لم یکن ذلک عن نزاع فی حقیة امارته بل کان عن خطاء فی اجتهاد هم حیث انکروا علیه ترک القوم من قتلة عثمان رضی اللّٰه عنه والمخطی فی الاجتهاد ولایضلل ولا یفسق علی ما علیه الاعتماد.

اور یہ جو بعض صحابہ حضرت علی کی مدد ونصرت سے باز رہے، اور کچھ نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے خروج کیا، جیسا کہ جنگ جمل وصفین میں ہوا تو اس چیز سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلیفہ نہ ہونا ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی مخالفین کی گمراہی ثابت ہوتی ہے کیونکہ اختلاف ونزاع آپ کی امارت وخلافت کے حق ہونے میں نہیں تھا بلکہ اختلاف قاتلانِ عثمان سے جلد یا بدیر بدلہ لینے میں تھا اس میں بھی اختلاف اجتہادی تھا لہٰذا معتمد قول کے مطابق اختلاف کرنے والوں کو نہ گمراہ کہا جائے گا نہ فاسق۔

اسی شرح فقہ اکبر میں ہے کہ:

وقد کان امر طلحة والزبیر خطاء غیر انهما فعلامافعلا عن اجتهاد وکان من اهل الاجتهاد فظاهر الدلائل توجب القصاص علی قتل العمد واستیصال شان من قصد دم امام المسلمین بالاراقة علی وجه الفساد فاما الوقوف علی الحاق التاویل الفاسد باالصحیح فی حق البال المواخذة فهو علم خفی فاز به علی کما ورد عن النبی ﷺ انه قال له انک تقاتل علی التاویل کما تقاتل علی التنزیل وقد ندما علی ما فعلا وکذا عائشة رضی اللّٰه عنها ندمت علی مافعلت

وكانت تبكي حتى تبل خمارها ثم كان معاوية رضى الله عنه مخطئًا الا انه فعل مافعل عن تاويل فلم يصربه فاسقا واختلف اهل السنة والجماعة فى تسمية باغيا فمنهم من امتنع من ذلك والصحيح قول من اطلق لقوله عليه السلام لعمار تقتلك الفئة الباغية.

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ مجتہد تھے اور ان سے خطأً اجتہادی واقع ہوئی ہے کیونکہ ظاہری دلائل سے قتل عمد پر قصاص واجب ہے اس لئے کہ امام المسلمین کا خون فساد پھیلانے کے لئے بہایا گیا۔ صحیح سے تاویل فاسد کو ملایا گیا اور مواخذہ میں توقف علم خفی ہے۔ جس پر حضرت علی کو دسترس حاصل تھی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا تھا کہ ''تم سے تاویل پر جنگ کی جائے گی جیسا کہ تنزیل پر کی گئی ہے'' چنانچہ بعد میں دونوں صحابی اپنے کئے پر نادم تھے اور حضرت عائشہ بھی پچھتاتی تھیں اور اتنا روتیں کہ دوپٹہ تر ہو جاتا، حضرت معاویہ بھی اگرچہ خاطی تھے مگر آپ نے جو کچھ کیا تاویل کی بنیاد پر کیا، لہٰذا اس سے آپ فاسق نہیں ہوئے، اہل سنت و جماعت نے انھیں باغی کہنے میں اختلاف کیا بعض نے اس سے روکا لیکن دوسرا گروہ رسول اللہ کی وہ حدیث پیش کرتا ہے۔ جس میں آپؐ نے حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ ''تمھیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں:

وتکف عن ذکر الصحابۃ الا بخیر روش اہل السنّت و جماعت آنست کہ صحابہ رسول را بجز خیر یاد نمی کنند ولعن وسب وشتم واعتراض وانکار برایشان نکند وبا ایشان براہ سوء ادب نروند از جہت نگاہداشت صحبت آنحضرت ﷺ

وورود فضائل ومناقب ایشان درآیات واحادیث عموماً

ہم صحابہ کا صرف ذکر خیر ہی کرتے ہیں اور اہل سنت و جماعت کا طریقہ بھی یہی ہے کہ صحابہ کا ذکر خیر ہی کیا جائے۔ ان پر لعن طعن، تشنیع اور اعتراض و انکار نہ کیا جائے اور ان سے سوء ادبی نہ کی جائے، کیونکہ ان حضرات نے رسول اللہ کی صحبت پائی ہے اور ان کے فضائل و مناقب آیات و حدیث میں بکثرت موجود ہیں۔

مزید فرماتے ہیں:

واز اں چہ از بعضی از ایشان مشاجرات ومحاربات وتقصیر در حفظ حقوق اہل بیت نبوی ورعایت ادب ایشان نقل کنند بعد از تسلیم صحت آن اخبار از ان اغماض ورزند وتغافل کنند وگفتہ ناگفتہ وشنیدہ ناشنیدہ انگارند زیرا کہ صحبت ایشان با پیغمبر ﷺ یقینی است ونقلہائے دیگر ظنی وظن بایقین معارض نگردد و یقین بظن متروک نگردد وبالجملہ سرحد دار السلام وسنہ با معاویہ وعمرو بن العاص ومغیرہ بن شعبہ واشباہ وامثال ایشان است ہر کہ براہ اتباع مشائخ سنت و جماعت اود گو کہ زبان را از سب ولعن ایشان بربندد واگر چہ بجہت تصور بعضے امور کہ قدر مشترک از ان بسرحد تواتر رسیدہ است باطن را کدورتی وخاطر را وحشتی دست دہد باوجود اوسلامت در اغماض وکف از ایشانست درآثار آمدہ است کہ در غزوہ صفین شخصے را از جانب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نزد حضرت امیر رضی اللہ عنہ اسیر کردہ آوردند یکے از حاضران برحال وی ترحم آورد وگفت سبحان اللہ من میدانم کہ وے مسلمان بود ومسلمان خوب بود حیف کہ آخر حال وے چنین شد حضرت امیر ولایت پناہ فرمودہ چہ گوئی کہ وی ہنوز مسلمان است وبالجملہ بے لعن در ایشان اگر مخالف دلیل قطعی باشد کفر است چنانچہ قذف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

معاذ اللہ من ذلک کہ طہارت ذیل وی از ان بنصوص قران ثابت است والا بدعت وفسق بود۔

بعض کی آپس میں مشاجرات ومحاربات اور اہل بیت رسول کے حقوق میں کوتاہی منقول ہے اس میں اول تو تحقیق وتفتیش کی جائے اگر ایسی کوئی چیز ثابت بھی ہو تو اُسے گفتہ نہ گفتہ اور شنیدہ نہ شنیدہ کر دیا جائے کیونکہ ان حضرات کی صحبت مع النبی یقینی ہے اور روایات ظنی۔ چنانچہ ظن یقین کا معارض نہیں اسی لئے ظن سے یقین متروک نہیں ہوتا۔ چنانچہ سرحد دارالسلام پر آباد حضرات میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ وغیرہم کی کچھ باتیں ایسی ہیں جو حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں جن سے باطن میں کدورت اور دل میں وحشت پیدا ہوتی ہے لیکن جو لوگ مشائخ اہل سنت وجماعت کے تابع ہیں اپنی زبانوں کو بند رکھتے ہیں اور ان حضرات کے بارے میں کوئی نازیبا کلمہ زبان پر نہیں لاتے۔ آثار میں ہے کہ جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر سے ایک گرفتار شدہ آدمی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ حاضرین میں سے ایک آدمی کو اس پر رحم آگیا اور کہنے لگا سبحان اللہ میں تو انھیں بہت اچھا مسلمان سمجھتا تھا افسوس کہ آخر ان کی یہ حالت ہوگئی، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا کہہ رہے ہو وہ تو اب بھی مسلمان ہیں۔ حضرات صحابہ کرام پر لعن وطعن اور دشنام طرازی اگر دلیل قطعی کے مخالف ہے تو کفر ہے جیسے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی جائے معاذ اللہ من ذلک ان کی طہارت نصوص قرآنیہ سے ثابت ہے اور اگر دلیل قطعی سے ثابت نہ ہو تو بدعت وفسق ہے۔

اسی میں آگے فرماتے ہیں:

وبعد از وی علی مرتضی خود متعین بود پس وے کرم اللہ وجہ باجماع اہل حل وعقد خلیفہ برحق وامام مطلق شد ونزاعے وخلافے کہ از مخالفان درزمان خلافت وے بوجود آمد نہ در استحقاق خلافت وحق امامت بود بلکہ منشاء آن نفی وخروج و خطاء در اجتہاد کہ تعجیل عقوبت قاتلان عثمان باشد بود پس معاویہ وعائشہ برآن آمدند کہ زود عقوبت باید کرد علی وصحابہ دیگر بتاخیر آن رفتند۔

شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ (حقدار ہونے کی بنا پر) خود بخود خلیفہ متعین ہوگئے آپ اہل حل وعقد کے اجماع سے خلیفہ برحق اور امام مطلق ہوئے اور مخالفین کی طرف سے جو نزاع آپ کے دورِ خلافت میں ہوا وہ استحقاق خلافت اور حق امامت میں نہیں تھا بلکہ اس بغاوت وخروج کا منشاء اجتہاد میں خطا تھی کہ حضرت معاویہ اور حضرت عائشہ قاتلین عثمان کو فوری سزا دینے کے حق میں تھے، اور حضرت علی اور دیگر صحابہ اس میں تاخیر مناسب سمجھتے تھے۔

علامہ جمال الدین محدث روضۃ الاحباب فی سیرۃ النبی والآل والاصحاب میں فرماتے ہیں:

پوشیدہ نماند کہ مخالفت ومخاصمت کہ میان بعضے از صحابہ واقع شدہ نزد اہل سنت وجماعت محمول براین است کہ عن اجتہاد بود لاعن نفسانیت وہمہ آنہا قابل تاویلات ومحامل صحیحہ است وبر تقدیر تسلیم کہ بعضی از محمل قویم وتاویلے مستقیم نباشد گوییم این مخالفات ومخاصمات منقولست از یشان بطریق اخبار احاد واکثر آنہا اضعافہ، وجائزۃ الکذب است وصلاحیت معارضہ بآیات قرآنی واحادیث صحیحہ مشہورہ ندارد پس سزاوار آن است کہ بسبب آن اخبار جسارت بطعن اصحاب جناب نبوۃ مآب کہ آن طعن موجب جسارت است یوم یقوم الحساب نہ نمایند تا ابطال کتاب وسنۃ باخبار جائزۃ الکذب لازم نیاید واز تہدیدات ووعیدات کہ از صاحب

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

شرع بہ ثبوت پیوستہ پرحذر باشد۔

واضح ہو کہ بعض صحابہ کرام کی آپس میں مخالفت و مخاصمت اہل سنت کے نزدیک نفسانیت پر نہیں بلکہ اجتہاد پر محمول ہے۔ اس سلسلہ (مخالفت و مخاصمت) کی تمام روایات تاویلات محامل صحیحہ کے قابل ہیں۔ اگر چہ ان میں بعض روایات ایسی بھی ہیں جن کی کوئی مناسب تاویل نہیں کی جاسکتی لیکن میں کہتا ہوں اول تو یہ باتیں بطریق اخبار احاد منقول ہیں، دوم یہ کہ ان کے راوی اکثر ضعیف اور کذاب ہیں دونوں صورتوں میں یہ روایات آیاتِ قرآنی اور احادیث مشہورہ کے مقابل میں نہیں آسکتیں۔ اس صورت حال کے پیش نظر مناسب یہی ہے کہ ان اخبار و روایات کی بنا پر رسول اللہ ﷺ کے صحابۂ کرام پر طعن و تشنیع نہیں کرنی چاہیے کیونکہ ان حضرات پر طعن و تشنیع آخرت میں نقصان اور خسارہ کا سبب ہے اور اس طریقہ پر جھوٹوں کی خبروں سے کتاب و سنّت کا ابطال بھی لازم نہیں آئے گا۔ اس سلسلہ میں جو وعیدیں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں ان کا خیال رکھنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔

علامہ ابوالفضل تورپشتی المعتمد فی المنتقد میں توقیر صحابۂ کرام کے بیان میں فرماتے ہیں کہ:

وانچہ مہم دین عموم مسلمانان است آنست کہ بنظر تعظیم بدیشان نگرند و ہیچ حال زبان طعن در ایشان دراز نکنند کہ رسول اللہ ﷺ امت را ازین فتنہ تحذیر کردہ است و گفتہ از خدا بترسید در حق اصحاب من پس از من ایشا نرا نشانہ نکنید کہ بدان خدائے کہ در رائے جان محمد است ﷺ کہ اگر یکی از شما مثل کوہ احد زر خرچ کند یعنی در راہ خدا نیک مد طعامی کہ یکے از یشان خرچ کردہ باشد نرسد بہ نیمہ آن، و شیطان از طریق ہوا و تعصب مردم را تسویل کند کہ خصومت ایشان مع بعضے از صحابہ رسول اللہ ﷺ از بہر دین است چہ ایشان

بعد از رسول ﷺ سیرت بگردانیدند و بایکدگر منازعت گردیدند تا بجائے رسید کہ خونہا ریختہ شد و این مسلمان کہ بدین فتنہ ہا مبتلا گشتہ است اول باید کہ بداند کہ از ایشان آدمیان بودند نہ ملائکہ نہ انبیا کہ معصوم اند بلکہ خطا بر ایشان روا بود اگرچہ خدا تعالیٰ ایشاں را بشرف صحبت پیغمبر ﷺ گرامی کردہ بود بل یکے از ایشان چون در گناہے افتادے مصر نشدے وزود با حق گردیدے و بداند کہ مذہب اہل حق آنست کہ بندہ بگناہ کافر نشود و دلیل آن بعد ازین گفتہ شود و چون کافر نشود ضرورۃ مومن باشد و سب فساق اہل ایمان روا نیست فکیف صحابہ کہ باری تعالیٰ بر عموم ایشان ثنا گفتہ است و رسول ﷺ بحفظ و حرمت ایشان وصیت فرمودہ واز دقیقہ در ایشان زجر بلیغ کردہ و گفتہ کہ از اصحاب من چیزہا پیدا شود کہ ذکر آن نیکو نباشد شما بدان ایشان را بہ بدی یاد مکنید کہ حق تعالیٰ ببرکت صحبت من آنہا را از ایشان درگزارند و در این باب احادیث بسیار است۔

تمام مسلمانوں کے لئے لازمی ہے کہ صحابۂ کرام کو بنظر تعظیم دیکھیں اور کسی حال میں بھی ان نفوس قدسیہ کے سلسلے میں زبان درازی نہ کریں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس فتنہ سے اُمت کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ”میرے صحابہ کے بارے میں اللہ رب العزت سے ڈرو اور انھیں اعتراضات کا نشانہ نہ بناؤ، مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے اگر تم احد پہاڑ جتنا سونا خرچ کرو تو بھی اس اجر و ثواب کو نہیں پاؤ گے اور نہ اس کا آدھا جو میرے صحابہ کو حاصل ہے“ شیطان تعصب اور نفس پرستی سے لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈالتا رہتا ہے کہ صحابۂ کرام کی آپس کی مخالفت دین کی وجہ سے۔ رسول اللہ کے بعد ان کی سیرت میں تغیر آگیا تھا آپس میں جنگ کی، خوں ریزی کی، مسلمانوں کو فتنے میں مبتلا کیا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ان کے متعلق پہلے یہ بات ذہن میں راسخ کر لینی چاہیے کہ وہ بہر کیف آدمی تھے فرشتے نہ تھے اور منصب نبوت پر بھی فائز نہ تھے کہ گناہوں سے معصوم ہوتے ان سے خطا تو ہو سکتی ہے لیکن رسول اللہ کے شرف صحبت و مجلس کی وجہ سے اس پر اصرار ممکن نہیں جب کبھی ایسا موقع آیا تو حق بات کی وضاحت کے بعد فوراً حق کی طرف مائل ہو گئے اس بارے میں اہل حق کا مذہب بھی یہ ہے کہ بندہ صرف گناہ کرنے سے کافر نہیں ہوتا (اس کی دلیل عنقریب آئے گی) اور اگر کافر نہیں ہوتا تو لازماً مومن ہوگا تو مومن فاسق کو بھی سب و شتم کرنا جائز نہیں۔ چہ جائے کہ صحابہ کرام کی برائی کی جائے جن کی اللہ تعالیٰ نے تعریف کی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی عزت و حرمت کی وصیت فرمائی ہے اور ان کی عیب جوئی پر سرزنش کی ہے اور فرمایا میرے صحابہ سے کچھ نامناسب چیزوں کا صدور ہوگا لیکن تم لوگ ان پر نکتہ چینی نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ میرے سبب ان کی اس قسم کی باتوں سے درگزر فرمائے گا۔

امام غزالی کا نقطۂ نظر - امام غزالی علیہ الرحمہ کیمیائے سعادت میں اعتقاد کے بیان میں فرماتے ہیں:

پس بآخر ہمہ رسول ما راﷺ بخلق فرستاد و نبوت وی بدرجہ کمال رسانید کہ ہیچ زیادت را بآن راہ نبود و باین است او را خاتم انبیا کرد کہ بعد از وی ہیچ پیغمبر نباشد و ہمہ خلق را از جن و انس بمتابعت او فرمود و او را ہمہ سید پیغمبران گردانید و یاران و اصحاب او را بہترین یاران و اصحاب دیگر پیغامبران کرد صلوۃ اللہ علیہم اجمعین۔

اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کے آخر میں ہمارے نبی ﷺ کو مخلوق کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا اور مقامِ نبوت میں وہ کمال عطا فرمایا جس سے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

زیادتی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اور خاتم الانبیاء بنا کر بھیجا جن کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آ سکتا۔ تمام جن و انس کو آپ کی اطاعت و مطابعت کا حکم دیا گیا اور تمام نبیوں کا سردار بنایا گیا اور دوسرے انبیاء کرام کے صحابہ سے بہتر صحابہ عطا فرمائے گئے۔

عمر بن عبدالعزیز کا خواب - نیز امام غزالی علیہ الرحمہ کیمیائے سعادت میں احوال مرد ماں کے بیان میں لکھتے ہیں کہ:

عمر بن عبدالعزیز میگوید رسول ﷺ را بخواب دیدم با ابوبکر و عمر نشستہ چون بایشان نشستم ناگاہ علی و معاویہ را بیاوردند و در خانہ فرستادند و در بستند در وقت علی را دیدم کہ بیرون آمد و گفت قضیٰ لی و رب الکعبۃ یعنی کہ حق مرا نہادند پس بزودی معاویہ بیرون آمد و گفت غفر لی و رب الکعبۃ مرا نیز عفو کردند و بیامرزیدند۔

عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں اس محفل میں حاضر ہی ہوا تھا کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں آئے اور ایک مکان میں چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر آئے اور فرمایا قُضِیَ لِیْ وَرَبِّ الکعبۃ (واللہ میرا حق ثابت ہو گیا) پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ باہر آئے اور فرمایا غُفِرَ لِیْ وَرَبِّ الْکَعْبَۃ (ربّ کعبہ کی قسم مجھے معاف کر دیا گیا)۔

خلاصۂ کلام یہ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بغاوت میں خطا پر ہونے کے باوجود معذور بلکہ جمہور اہل سنت کے نزدیک خطاء اجتہادی کی وجہ سے ماجور و مثاب ہیں۔ اس باب میں مورخین کی حکایتیں اور قصے بے سر و پا ہیں، اگر ان چیزوں کو تسلیم بھی کر لیں تو بھی حضور علیہ السلام کی شرف محفل اور حضور علیہ السلام کے وعدہ کے مطابق صحابۂ کرام کی خطائیں بخشش شدہ اور مغفور ہیں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ایک شبہ کا ازالہ - اگر کوئی یہ کہے کہ تحفۂ اثنا عشریہ (تصنیف شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) میں رافضیوں اور اہل سنت کے سلسلہ میں ایک سوال و جواب میں مذکور ہے:

سوال : کہ جب آپ انھیں (حضرت معاویہ کو) باغی و متغلب سمجھتے ہیں تو ان پر لعنت کیوں نہیں کرتے؟

جواب : اہل سنت و جماعت کے نزدیک مرتکب کبیرہ پر لعنت جائز نہیں اور باغی مرتکب کبیرہ ہے اس لئے اس پر لعنت جائز نہیں۔

اس جواب سے ظاہر ہے کہ شاہ صاحب حضرت معاویہ پر اگر چہ لعنت کو جائز نہیں سمجھتے مگر ان کو مرتکب کبیرہ ضرور سمجھتے ہیں، جب کہ آپ نے ثابت کیا کہ حضرت معاویہ سے خطاء اجتہادی ہوئی تھی۔ اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ تحفۂ اثنا عشریہ میں شاہ صاحب کا تخاطب فرقۂ مخالف سے ہے اس لئے اسے مبنی پر تنزل سمجھا جائے گا ورنہ اس جواب میں جمہور کی مخالفت کے ساتھ ساتھ اپنے والد ماجد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب ازالۃ الخفا کی مخالفت بھی لازم آئے گی۔ حالانکہ آپ تحفۂ اثنا عشریہ میں اس کتاب کی تعریف کر چکے ہیں مثلاً شاہ ولی اللہ دہلوی اپنی کتاب ازالۃ الخفا میں فرماتے ہیں:

> حضرت معاویہ مجتہد مخطی ہیں اور شبہ سے تمسک کی وجہ سے معذور ہیں۔
> اس پر قصہ اہل جمل کی طرح میزان شرع میں میں نے بہت واضح دلیل دی ہے۔

اور شیخ احمد سرہندی نے اپنے مکتوبات میں جو قول نقل کیا ہے شاہ عبدالعزیز کا یہ جواب اس کے بھی مخالف ہے۔

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے اپنے مکتوبات میں اس مسئلہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے مکتوبات جلد ا، مکتوب نمبر ۲۵۱ میں جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اس کی تلخیص ہم یہاں نقل کرتے ہیں، آپ فرماتے ہیں:

> رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ بزرگ ہیں اور ان کا ذکر عزت و احترام سے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کرنا چاہیے۔ خطیب حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان اللّٰہ اختارنی واختارلی اصحاب واختارنی منھم اصھاراً وانصاراً فمن حفظنی فیھم حفظہٗ اللّٰہ ومن اذانی فیھم اذاہ اللّٰہ (بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے صحابہ کو پسند کیا انھیں میرے لئے مددگار اور رشتہ داری کے لئے پسند کیا جس نے ان کے بارے میں مجھے محفوظ رکھا اللہ تعالیٰ اُسے محفوظ رکھے گا اور جس نے ان کے بارے میں مجھے اذیت وتکلیف دی اللہ تعالیٰ اُسے اذیت وتکلیف دے گا)۔

اور طبرانی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا من سب اصحابی فعلیہ لعنۃ اللّٰہ والملائکۃ والناس اجمعین (جس نے میرے صحابہ کو برا کہا اس پر اللہ تعالیٰ ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے) ابن عدی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اِنَّ اَشْرَار اُمَّتِی اَجرَاھُم عَلٰی اَصْحَابِیْ (میری امت کے شریر لوگ وہ ہیں جو میرے صحابہ پر جرأت کریں گے) ان حضرات کے اختلاف کو اچھی چیز پر محمول کرنا چاہیے اور ہوا وہوس پر قیاس نہ کرنا چاہیے کیونکہ ان حضرات کے اختلاف اجتہاد اور تاویل پر مبنی ہیں اور جمہور اہل سنت وجماعت کا یہی مذہب ہے۔

آگے مزید فرماتے ہیں:

یہ بات پیش نظر رہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مقابلہ ومقاتلہ کرنے والے خطا پر تھے اور حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا چونکہ یہ خطا اجتہادی تھی اس لئے ان حضرات کو ملامت اور ان سے مواخذہ نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ شارح مواقف نے آمدی سے نقل کیا ہے کہ اختلاف جمل اور صفین اجتہاد پر مبنی تھا۔ شیخ ابوشکور سالمی نے تمہید میں تصریح کی ہے کہ "اہل

سنت و جماعت اس پر متفق ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے معاونین خطا پر تھے لیکن یہ خطا خطاء اجتہادی تھی''۔ شیخ ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ ''اہل سنت کے معتقدات میں یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف اجتہاد پر مبنی تھا اور جو شارح مواقف نے لکھا ہے کہ ہمارے بہت سے اصحاب کا قول ہے کہ ''یہ اختلاف اجتہاد پر مبنی نہیں تھا''۔ اس قول میں کون سے اصحاب مراد ہیں (ان کی وضاحت نہیں ہے) اہل سنت کا قول گذشتہ اوراق میں آپ پڑھ چکے ہیں اور علماء اُمت کی کتابیں اس خطا کے خطاء اجتہادی ہونے پر شاہد ہیں، جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صراحت کی ہے اسی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑنے والوں کی تضلیل و تفسیق جائز نہیں۔ قاضی عیاض شفا میں فرماتے ہیں کہ ''جو شخص صحابۂ رسول مثلاً حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت معاویہ اور حضرت عمرو ابن عاص میں سے کسی ایک پر سب و شتم کرے یا ان کی تضلیل و تکفیر کرے تو اُسے قتل کر دیا جائے اور اگر ائمہ کرام پر سب و شتم کرے تو اُسے سخت ترین سزا دی جائے۔ حضرت علی اور حضرت معاویہ کی طرف سے لڑنے والوں کی تکفیر جائز نہیں جیسا کہ خوارج نے کی اور اسی طرح ان کی تفسیق بھی جائز نہیں جیسا کہ بعض نے کہا ہے اور شارح مواقف نے کہا ہے کہ صحابہ نے ان حضرات کی طرف فسق کی نسبت کی ہے، یہ کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ حضرت عائشہ، حضرت طلحہ، حضرتِ زبیر اور دیگر بے شمار صحابہ کرام اس میں شریک تھے بلکہ حضرت زبیر اور حضرت طلحہ جنگ جمل میں شہید ہوئے جبکہ حضرت معاویہ کا واقعہ جس میں انھوں نے تین ہزار لشکر کے ساتھ خروج کیا (اور معرکہ صفین برپا ہوا) بہت بعد کا ہے، ان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

حضرات کو فاسق کہنے کی جرأت وہی کرسکتا ہے جس کے دل میں مرض اور باطن میں خبث ہو۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بعض علمانے جو لفظ جور استعمال کیا ہے اور کہا ہے کان اماماً جائراً اس سے مراد وہ جور نہیں جس کا معنی فسق و ضلالت ہے بلکہ اس سے مراد حضرت علی کی موجودگی میں خلافت کا عدم تحقق ہے اور یہ قول مذہب اہل سنت کے مطابق ہے۔ ارباب استقامت خلاف مقصود الفاظ کے استعمال سے اجتناب کرتے ہیں اور خطاً اجتہادی سے زیادہ کچھ نہیں کہتے۔ اس سے زیادہ الفاظ جائز بھی کیسے ہوسکتے ہیں کیونکہ امام ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں قد صح انہ کان اماماً عادلاً فی حقوق اللہ سبحانہ وفی حقوق المسلمین بیشک وہ حقوق الٰہی اور حقوق مسلمین میں امام عادل تھے۔ (ترجمہ ملخصاً)

مولانا جامی پر اعتراض - حضرت شیخ احمد سرہندی اسی مکتوب میں آگے فرماتے ہیں:

مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ اس خطا کو خطاء منکر سمجھتے ہیں۔ حقیقتاً یہ زیادتی ہے بلکہ خطا پر اضافہ زیادتی ہے اور اس کے بعد مولانا جامی کا یہ فرمانا کہ ''او مستحق لعنت است'' (یعنی وہ لعنت کے مستحق ہیں) بالکل نامناسب ہے اس مقام میں نہ کوئی اشتباہ ہے اور نہ ہی یہ تردید کی جگہ ہے۔ اگر یزید کے بارے میں لکھتے تو اس میں گنجائش تھی لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسا قول نامناسب ہے۔ ثقہ اسناد سے حدیث میں یہ روایت موجود ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا ''اے اللہ انہیں کتاب وحکمت اور حساب کا علم عطا فرما اور عذاب سے محفوظ رکھ، ایک دوسری روایت میں آپ نے

فرمایا ''اے اللہ انھیں ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا بنا''، آپ ﷺ کی دعا یقیناً مقبول و منظور بارگاہ خداوندی ہے۔ اصل میں اس مقام پر مولانا جامی سے سہو ونسیان ہوگیا ہے اور وہیں مولانا جامی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام لینے کی بجائے ''آن صحابی دیگر'' (وہ دوسرے صحابی) کے الفاظ استعمال کئے یہ بھی مولانا کی ناخوشی پر دلالت کررہے ہیں رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِیْنَا. (ترجمہ ملخصاً)

امام شعبی پر اعتراض کا جواب - آگے فرماتے ہیں:

حضرت امام شعبی سے جو کچھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مذمت میں منقول ہے اس کے بارے میں حق بات تو یہ ہے کہ انھوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف فسق کی نسبت کبھی نہیں کی اور وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ اس سے بالاتر سمجھتے رہے۔

ہمارے امام حضرت ابو حنیفہ چونکہ امام شعبی کے شاگرد ہیں اس لئے ہمارے لئے ضروری ولازمی تھا کہ ہم برتقدیر صدق اس روایت کا ذکر کرتے۔ امام شعبی کے معاصر حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جو تابعی اور اَعلم علماء مدینہ ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن عاص پر سب وشتم کرنے والے کو واجب القتل سمجھتے ہیں۔ اگر یہ حضرات ایسے ہوتے تو امام مالک کیسے ان پر سب وشتم کرنے والے کو واجب القتل سمجھتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ اسے کبائر میں شمار کرتے تھے ورنہ حکم قتل نہ لگاتے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی برائی کو حضرت ابو بکر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی برائی کی طرح تصور کرتے تھے چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کسی مذمت و ملامت کے مستحق نہیں ہیں۔ (ترجمہ ملخصاً)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

حضرت معاویہ پر تنقید زندیقوں کا کام ہے - اس سلسلہ میں مجدد الف ثانی لکھتے ہیں:

اے برادر! حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس میدان میں اکیلے نہیں بلکہ کم و بیش نصف صحابہ کرام آپ کے ساتھ شریک ہیں۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کرنے والوں کو اگر کافر و فاسق کہا جائے تو دین متین کے اس حصے سے دستبردار ہونا پڑے گا جو ان حضرات کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔ اس کو صرف زندیق ہی جائز قرار دے سکتے ہیں جن کا مقصد دین مبین کا ابطال ہوتا ہے۔

اے برادر! اس فتنہ کا منشا قاتلین عثمان سے قصاص لینا تھا۔ سب سے پہلے مدینہ منورہ سے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ میدان میں آئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان حضرات کی موافقت و معاونت کی۔ جنگ جمل حضرت علی اور ان حضرات کے مابین ہوئی اور تیرہ ہزار آدمی شہید ہوئے۔ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر جو کہ عشرۂ مبشرہ میں سے تھے اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ اس جنگ کا سبب قاتلین عثمان سے قصاص میں تاخیر کرنا تھا۔ اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اس گروہ میں شامل ہو گئے اور معرکہ صفین برپا ہوا۔

حضرت امام غزالی نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ یہ اختلاف حق خلافت میں نہیں تھا بلکہ حضرت علی سے مطالبۂ قصاص تھا۔ امام ابن حجر مکی نے بھی اس قول کو اہل سنت کے معتقدات میں شمار کیا ہے۔

حضرت شیخ ابوالشکور سالمی نے مندرجہ بالا قول سے اختلاف کیا ہے، مجدد صاحب نے ان کی عبارت نقل کی ہے، شیخ ابوالشکور سالمی فرماتے ہیں:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف مسئلہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

خلافت میں تھا کیونکہ حضور علیہ السلام نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا اذا ملکت الناس فارفق بھم. (جب تو لوگوں پر حاکم ہو جائے تو نرمی سے پیش آنا)۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں اسی وقت سے خلافت کی امید پیدا ہوگئی تھی لیکن اس اجتہاد میں خطا وار تھے اور حضرت علی حق پر تھے کیونکہ ان کی خلافت کا وقت حضرت علی کے بعد تھا۔

امام غزالی اور ابو شکور سالمی کے ان دونوں مختلف اقوال میں تطبیق دیتے ہوئے حضرت شیخ احمد سرہندی فرماتے ہیں:

ان دونوں اقوال میں تطابق و توافق اس طرح ہوگا کہ ابتدا میں منشاء اختلاف تاخیر قصاص تھا۔ بعد ازیں خلافت کی امید پیدا ہوئی (اور خلافت کے حصول میں جنگ ہونے لگی) بہر صورت یہ اجتہادی مسئلہ تھا اگر خطاوار ہیں تو ایک درجہ ثواب اور اگر حق پر ہیں تو دو درجے ثواب بلکہ دس درجے ثواب ملے گا۔

مشاجرات صحابہ میں سکوت کا حکم ۔ مشاجرات صحابہ میں سکوت کا حکم کرتے ہوئے مجدد صاحب اسی مکتوب میں آگے فرماتے ہیں:

اے برادر! اس سلسلے میں سب سے اچھی چیز یہی ہے کہ مشاجرات صحابہ میں سکوت اختیار کیا جائے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے آپس کے اختلاف میں پڑنے سے منع فرمایا ہے۔ حدیث میں ہے کہ اِیَّاکُم وَمَا شَجَرَ بَیْنَ اَصْحَابِیْ (میرے صحابہ کے آپس کے اختلاف میں خاموش رہو) اور فرمایا "جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو زبان قابو میں رکھو"۔ فرمایا "میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، انھیں اعتراضات کا نشانہ نہ بناؤ"۔ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اور یہی بات حضرت عمر بن عبدالعزیز سے منقول ہے کہ "اس خون سے اللہ نے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا تو ہماری زبانوں کو بھی (ان حضرات کی بدگوئی) سے پاک رہنا چاہیے"۔ اس عبارت سے یہ مفہوم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ہو رہا ہے کہ ہمیں ان کی خطا کو زبان پر نہیں لانا چاہیے اور ان کا ذکر ہمیشہ اچھائی سے کرنا چاہیے۔

لعنت یزید - اسی مکتوب میں لعنت یزید کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

البتہ یزید فاسقوں کے گروہ میں شامل ہے اس کی لعنت میں توقف اور سکوت اس لئے ہے کہ اہل سنت و جماعت کے ہاں یہ قاعدہ ہے کہ شخص معین اگر چہ کافر ہی کیوں نہ ہو اس پر لعنت جائز نہیں اِلاّ یہ کہ اس کے خاتمہ بالکفر کا یقین ہو جیسا کہ ابولہب اور اس کی بیوی ہیں۔ اہل سنت کے سکوت کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ وہ مستحق لعنت نہیں بلکہ اس کا ملعون ہونا آیۃ کریمہ ان الذین یوذون اللّٰہ ورسولہ لعنھم اللّٰہ (بیشک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے) سے ثابت ہے۔

آخری گذارش - مکتوب کا اختتام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس دور میں اکثر لوگوں نے خلافت و امامت میں بحث شروع کی ہوئی ہے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مخالفت کو اپنا نصب العین بنایا ہوا ہے۔ جہلا مؤرخین اور مردگانِ اہل بدعت کی تقلید میں صحابہ کرام کو نازیبا الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور ان نفوسِ قدسیہ کی طرف نامناسب باتیں منسوب کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے عوام کی ضرورت اور خیر خواہی کے پیش نظر اپنے علم کے مطابق جو کچھ جانتا تھا سپردِ قرطاس کر کے دوستوں اور عزیزوں کو ارسال کیا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا اذا ظھرت الفتن اوقال البدع و سبت اصحابی فلیظھر العالم علمہ فمن لم یفعل ذلک فعلیہ لعنۃ اللّٰہ والملائکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللّٰہ حرفا ولا عدلا. (جب فتنے ظاہر ہوں یا بدعت کا رواج ہونے لگے اور میرے صحابہ پر دشنام طرازی ہونے لگے پس عالم کو چاہیے کہ اپنے علم کو ظاہر کرے ورنہ اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام انسانوں کی

لعنت سے نہ ان کے نوافل اور نہ فرض قبول کئے جائیں گے) چنانچہ اہل سنت و جماعت کے معتقدات کو مدار اعتقاد بنانا چاہیے اور زید و عمرو کی باتوں پر کان نہیں دھرنا چاہیے۔ من گھڑت افسانوں کو مدار اعتقاد بنانا اپنے آپ کو ضائع کرنا ہے صرف گروہ ناجیہ کی تقلید ضروری ہے جس پر نجات کا مدار ہے اس کے علاوہ امید نجات کہیں بھی وابستہ نہیں کی جاسکتی۔

والسلام علیکم وعلی سائر من اتبع الھدیٰ والتزم متابعة المصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام۔ (ترجمہ ملخصاً)

سردست اپنے ائمہ کرام کی کتابوں کے حوالوں سے یہ مختصر رسالہ پیش کر رہا ہوں اگرچہ اس کے علاوہ دوسری عبارتیں بھی ہیں لیکن ہم نے اپنے ائمہ کرام کی عبارات کو کافی سمجھتے ہوئے دوسری عبارتوں کا تذکرہ نہیں کیا۔

یہ پوری بحث جنگ جمل وصفین کے شرکا کے بارے میں ہے جن کے سربراہ حضرات صحابہ کرام تھے لیکن جنگ نہروان کے شرکاء جو کہ محققین کے قول کے مطابق نہ صحابہ کرام تھے اور نہ وہ مجتہد تھے بایں ہمہ حضرت علی کے لشکر سے علیحدہ ہو لئے اور خوانخواہ آپ کی تکفیر کی ایسے لوگ فاسق ہیں البتہ ان کے کفر میں اختلاف ہے تاہم عدم تکفیر کا قول راجح ہے۔ صحیح روایات کے مطابق خود حضرت علی نے ان کی تکفیر سے انکار کیا ہے جیسا کہ امام قسطلانی نے ارشاد الساری شرح بخاری، امام نووی نے شرح صحیح مسلم، ملا علی قاری نے مرقات شرح مشکوٰۃ، اور امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں اور دوسرے علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں اس بات کی تحقیق کی ہے ہم نے بخوف طوالت ان کتابوں کی عبارتیں نقل نہیں کی ہیں۔ مزید تحقیق کے طالب ان کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

فقط

عبدالقادر محب رسول

ابن مولانا فضل رسول قادری بدایونی کان اللہ لہما

MARKAZ-UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

تصدیقات علماء بدایوں

(۱) الجواب صحیح : نور احمد قادری

(۲) صح الجواب : محمد سراج الحق عفی عنہ

(۳) ماحررہ المجیب المصیب فھو مقرون بالصواب : محمد فصیح الدین قادری

(۴) جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ العبد المبین محمد جمیل الدین احمد قادری

(۵) اصاب المجیب : محب احمد قادری

(۶) الجواب صحیح : محمد فضل المجید القادری

(۷) الجواب صحیح : محمد سدید الدین احمد

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

مکتوب بنام تاج الفحول از حافظ غلام حسین گلشن آبادی

حافظ غلام حسین گلشن آبادی نے حضرت تاج الفحول کی خدمت میں ایک طویل خط بعض مسائل کے متعلق لکھا تھا۔ حضرت تاج الفحول نے خط کا جواب تحریر کیا۔ بعد میں یہ خط وکتابت حافظ صاحب مذکور نے اپنی کتاب ''تنبیہ ملحدین اشرار'' (مطبع گلزار حسنی بمبئی ۷۷-۱۸۷۶ء) میں شائع کردی۔ موضوع کی مناسبت سے اس خط کا سوال و جواب والا حصہ شائع کیا جا رہا ہے۔ باقی خط بخوف طوالت حذف کردیا گیا ہے۔ (اسید الحق)

سوال اوّل: جو شخص باوجود کلمہ گوئی اسلام اور صلوٰۃ إلی الکعبہ کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرات انبیا کرام مثلاً حضرت ابراہیم یا حضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام پر مرتبہ تقرب باطنی وکرامت اخروی میں عنداللہ تفضیل دے اس کا کیا حکم ہے؟

سوال دوم: حضرت شیخین کی تفضیل حضرت علی پر حق ہے یا بالعکس اور تفضیل شیخین سے کیا مراد ہے؟ زیادت تقرب الٰہی ومرتبہ اخروی ہے یا زیادت دنیوی وتقدم فی الخلافت وبس؟

سوال سوم: خوارج کے کفر میں اہل سنت کا اختلاف ہے یا وہ بالاجماع کافر ہیں؟

سوال چہارم: روافض تبرائی اور خوارج کا ایک حکم ہے یا ان دونوں فرقوں میں کچھ فرق ہے؟ جو شخص خوارج کو کافر ومرتد کہے مگر روافض تبرائی کو کافر ومرتد نہ جانے اور مصاہرت ان سے جائز بتائے وہ کیسا ہے؟

سوال پنجم: یزید کے بارے میں اہل سنت کا کیا مذہب ہے؟ اس پر لعنت کرنے کا کیا حکم ہے؟

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

مکتوب گرامی حضرت تاج الفحول

مولوی صاحب، کرم فرمائے غائبانہ زادِ لطفہم، بعد سلام آپ کے سوالات کا جواب مطابق اپنے عقیدے کے جو موافق سلف صالحین کے ہے لکھتا ہوں:

الجواب - اوّل : تفضیل دینے والا حضرت علی کرم اللہ وجہ کو کسی نبی پر حضرات انبیاء کرام سے گو کلمۂ شہادت پڑھے اور نماز ہمارے قبلہ کی طرف پڑھا کرے وہ قطعاً کافر و مرتد ہے کیونکہ افضلیت نبی غیر نبی سے ضروریات دین سید المرسلین میں داخل ہے۔

دوم : تفضیل شیخین کی حضرت جناب مرتضوی اور جملہ اہل بیت وصحابہ وتمام امت پر حق ہے جو اس کا منکر ہے وہ گمراہ ہے اور مراد تفضیل سے اکرمیت عند اللہ وزیادت تقرب باطن و کثرت ثواب اخروی میں ہے نہ صرف امور دنیویہ مثل منصب خلافت وحکومت کے۔

سوم : خوارج کے کفر میں اختلاف ہے۔ اکثر متقدمین کے نزدیک کافر نہیں ہیں اور اکثر متاخرین کے نزدیک کافر ہیں۔ پس خوارج کو مسلمان کہنے والے جو ایک گروہِ ائمہ دین سے ہیں ان کو گمراہ اور دشمنِ اہل بیت کہنا رفض و شیعیت ہے۔

چہارم : جن علماء کے نزدیک خوارج کافر ہیں ان کے نزدیک رافضی تبرائی بھی کافر ہیں اور اسی پر فتویٰ ہے متاخرین محققین کا پس جو خوارج کو تو کافر مانے اور روافض کو کافر نہ کہے اور ان سے مصاہرت ومناکحت جائز بتائے وہ بیشک رافضی ہے کہ تفرقہ کی کوئی وجہ نہیں ہے اگر بغض ولعن وتکفیر اہل بیت کفر ہے تو بغض ولعن وتکفیر شیخین بھی کفر ہے۔ اس میں فرق نہ کرے گا مگر وہ شخص جو ظاہر میں سنی اور باطن میں رافضی ہے۔

پنجم : یزید کے بارے میں اکابر اہل سنت کا اختلاف ہے۔ محققین اہل حق کے نزدیک حکمِ کفر ثابت نہیں اور لعنت ممنوع محتاطین کے نزدیک احوط واسلم توقف ہے اور یہی میرے نزدیک بہتر ہے اور جو شخص جواز لعنت وحکم کفر کو اجماعی اہلِ حق کا ٹھہراتا ہے اور ائمہ مانعین ومتوقفین کو دشمنِ اہل بیت کرام کہتا ہے وہ رافضی ہے۔

فقط

فقیر عبد القادر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

چند ممتاز علماء انقلاب ۱۸۵۷ء

(علامہ یٰسین اختر مصباحی)

ہندوستان میں انگریزوں کی آمد، تجارت، حکومت اور لرزہ خیز مظالم کی داستان، مسلمانوں کے انقلاب کے آغاز وانجام کے اسباب، ۱۸۵۷ء سے ۲۰۰۷ء تک کی ڈیڑھ سو سالہ غلامی و آزادی کی یادگار، علماء کرام کا تعارف، حالات و سرگرمیاں

ہماری تجوید

(حضرت قاری شیخ غلام مصطفیٰ کشمیری)

قرآن مجید کو عربی لب ولہجے میں پڑھنے کے لئے سوالاً جواباً تجوید کے قواعد بیان کئے گئے ہیں۔

اسلام اور جدید بینکاری

(حضرت علامہ مولانا مفتی نظام الدین رضوی مدظلہ العالی)

بینک کے اکاؤنٹز کی تفصیل، ان کی شرعی حیثیت، انٹرسٹ (سود) کے متعلق آئمہ اربعہ کا حکم، قرض کی اقسام واحکام، بینکاری کے کئی افعال کی وضاحت اور اُن کے شرعی حکم کے ساتھ ساتھ جنرل اور لائف انشورنس (بیمہ) کے احکام آئمہ ثلاثہ کی نظر میں کیا ہیں؟

پیغام حجاز

(رئیس التحریر علامہ یٰسین اختر مصباحی)

انسان کی تخلیق کا مقصد؟ فرقہ ناجیہ کی حقانیت، نجدی کی حقیقت اور ہند میں اس کے چیلوں کی کتب اور کارناموں کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔

میلاد و قیام

(رئیس المتکلمین حضرت علامہ مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت علامہ مولانا نقی علی خان کی محفل میلاد پر قرآن وحدیث اور علماء کرام کے دلائل سے بھرپور کتاب پر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا بے مثل و بے مثال حاشیہ ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLIAMIL ISLAMIA ACADEMY

اصول الارشاد لقمع مبانی الفساد

(رئیس المتکلمین حضرت علامہ مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ)

اہل سنت و جماعت اور بدمذہبوں میں اختلافی "20" اصول وقواعد کی بے باک و بے مثال وضاحت کی گئی ہے۔

انوار المنان فی توحید القرآن

(اعلیٰ حضرت عظیم البرکت حضرت مولانا امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ)

کلامِ الٰہی کے قدیم، واحد حقیقی، غیر متعدد وغیر منقسم ہونے کی نفیس تمہید اور براعتِ استدلال، وحدت قرآن پر قرآنی آیات، آئمہ متقدمین اور کثیر علماء کی عبارتوں سے استدلال کیا گیا ہے۔

رحمانی قاعدہ (جدید) رنگین

(استاذ القراء قاری عبدالرحمٰن شجاع آبادی مدظلہ العالی)

تجویدی قواعد کو رنگوں میں جدید طرز کے مطابق ہدایات وسوالات کی صورت میں کلموں اور دعاؤں کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، اس کی سوفٹ ویئر سی ڈی بھی ریلیز کی جارہی ہے۔

عقائد ومسائل

(حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ)

ارکان ایمان اور ارکان اسلام پر مشتمل اُن احکام شریعت کا مجموعہ جن کا جاننا ہر ذی شعور مسلمان کے لئے بے حد ضروری ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم صل علی محمد

وعلی آل محمد کما صلیت

علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم

انک حمید مجید ۝

اللّٰھم بارک علی محمد وعلی

آل محمد کما بارکت علی

ابراھیم وعلی آل ابراھیم

انک حمید مجید ۝

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیمط

حق مذہب صرف اہلِ سُنّت و جماعت ہے۔ اس کے سوا تمام فرقے باطل عقائد و نظریات کے حامل ہیں مذہب اہلِ سُنّت سے وابستگی میں ہی ایمان کی سلامتی ہے اس پرفتن دور میں ایمان کے ڈاکو مختلف طریقوں سے ایمان کی دولت سے اہلِ اسلام کو مجروح کرنے کیلئے اپنی کوششوں کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ عوام الناس کے قلوب میں مختلف لایعنی سوالات سے تذبذب پیدا کرتے رہتے ہیں۔ بحمد اللہ علمائے اہلِ سُنّت نے ہر باطل فرقے کو منہ توڑ جواب دیا ہے، شیعہ کی تردید میں بھی علمائے اہلِ سُنّت نے بڑا تفصیلی کام کیا ہے۔ بالخصوص شیخ الحدیث مولانا محمد علی صاحب آف لاہور نے تقریباً سترہ جلدوں پر مشتمل مذہب شیعہ مع دیگر کتب تحریر فرمائی ہیں۔ جو قابلِ مطالعہ ہیں۔

عزیز القدر محمد بلال سلمہ اللہ المولیٰ آف مکوآنہ نے شیعہ کے بائیس سوالات راقم کو ارسال کیے، کہ ہمارے علاقہ میں شیعہ اس پر بڑا شور ڈال رہے ہیں کہ ان سوالات کے جوابات کوئی نہیں دے سکتا۔ عزیزم نے خواہش ظاہر کی، کہ آپ ان کے منہ توڑ جوابات تحریر کریں۔ سو راقم الحروف نے دیگر تصنیفی مصروفیات کے باوجود اختصار کے ساتھ ان سوالات کے جوابات لکھ دیئے ہیں اور اس کا نام تحقیقی محاسبہ رکھ کر افادۂ عام کیلئے رسالہ کی شکل میں شائع کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ راقم نے کچھ عرصہ قبل سیدنا امیر معاویہ پر بعض اعتراضات کے جوابات تحریر کیے تھے۔ یہ سوالنامہ سرگودھا کے کسی صاحب نے ارسال کیا تھا۔ وہ بھی شائع کر رہے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ اسے اپنے محبوبِ مکرم ﷺ کے وسیلۂ جلیلہ سے شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین!

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت حضرت مولانا صاحبزادہ محمد غوث رضوی صاحب مدظلہ العالی نے بھی اس کی اشاعت پر تحسین فرمائی۔ مولیٰ تعالیٰ ان کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔ امین!

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

بخدمت مناظر اسلام علامہ محمد کاشف اقبال مدنی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میں خیریت سے ہوں اور حضور والا کی خیریت مولیٰ تعالیٰ سے مطلوب ہوں۔ حضور والا! ہمارے علاقہ میں ایک شیعہ چند سولات لیے پھرتا ہے اور اس پر بڑا شور ڈالتا ہوا کہتا ہے کہ ان کے جوابات کوئی مولوی نہیں دے سکتا۔ ہمارے علاقہ کے دیوبندی، وہابی بھی اس کے سامنے بے بس ہو چکے ہیں۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ میں اپنے حضرت صاحب سے بات کروں گا۔ اور وہ انشاء اللہ المولیٰ ان سولات کے جواب میں ضرور قلم اٹھائیں گے۔ آپ براہِ کرم ان سوالات کے جوابات اپنے مناظرانہ انداز میں تحریر فرما دیں تاکہ اہلِ سُنّت کا بول بالا ہو اور باطل کا منہ کالا ہو۔

حضور والا! میری آپ سے یہ التماس بھی ہے آپ کے تحریر کردہ جوابات الگ رسالہ کی شکل میں یا ماہنامہ نور ایمان میں شائع بھی ہو جائیں تو عوام و خاص سب کا بھلا ہو گا۔ اس سے عوام اہلِ سُنّت کو ان مسائل سے واقفیت حاصل ہو گی اور شیعہ کے رد کرنے کی جرأت بھی، کیوں کہ آپ کے جوابات تحریر کردہ اہلِ سُنّت کیلئے ڈھال اور ان کیلئے شمشیر بے نیام کا کام کریں گے۔

والسلام!

محمد بلال رضا

ر،ب/۲۲۹ مکوآنہ تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

سوال نمبر۱:

تاریخ شاہد ہے کہ قریش مکہ نے آنحضرت ﷺ سے مکمل طور پر بائیکاٹ کرلیا تھا۔ اس بائیکاٹ کا عرصہ تین سال کا ہے۔ حضرت ابوطالبؓ تمام بنی ہاشم کو شعب ابو طالب میں لے گئے تھے۔ یہ تین برس کا عرصہ بنی ہاشم نے نہایت عُسرت اور کٹھن تکالیف سے گزارا۔ ان تین سال کے دوران حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کہاں تھے۔ اگر یہ بزرگ مکہ میں ہی تھے تو انہوں نے حضرت کا ساتھ کیوں نہ دیا اور اگر شعب ابی طالب میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ نہ جا سکے تو کیا کسی وقت ان بزرگوں نے آب و دانہ ہی کی کوئی آنحضرت ﷺ کی مدد کی ہو۔ جب کہ کفارِ مکہ میں سے زہیر بن امیہ بن مغیرہ نے پانی اور کھانے پہنچانے اور عہد نامہ کو توڑنے پر دوستوں کو آمادہ کیا۔

سوال نمبر۲:

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا انتقال بقول اہل سنت جناب رسول خدا ﷺ کی رحلت کے چھ ماہ بعد ہوا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال اڑھائی برس رسولِ خدا کے بعد اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۲۶ ذی الحجہ ۲۴ھ کو انتقال کیا تو کیا وجہ تھی کہ ان دونوں بزرگوں کو جو کافی عرصہ کے بعد انتقال کرتے ہیں، روضۂ رسول میں دفن ہونے کیلئے جگہ مل گئی اور رسولِ خدا ﷺ کی اکلوتی بیٹی سیدہ طاہرہ رضی اللہ عنہا مادرِ حسنین کو باپ کے پاس قبر کی جگہ نہ مل سکی۔ کیا خود بتول رضی اللہ عنہا نے باپ سے علیحدگی قبر کی وصیت کی تھی یا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکومت وقت کی پیش کش کو ٹھکرا دیا تھا یا مسلمانوں نے بضعۃ الرسول کو قبرِ رسول کے پاس دفن نہ ہونے دیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

سوال نمبر۳:

دعوتِ ذوالعشیرہ کے موقع پر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے وعدۂ نصرت کیوں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

نہ فرمایا۔ کیا یہ دونوں بزرگ دعوتِ ذوالعشیرہ میں شامل تھے۔ اگر شامل نہ تھے تو یہ دونوں رسول اللہ کے قریبی کیوں کر ہو سکتے ہیں۔

سوال نمبر ۴:

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بقول اہلِ سنت تمام امتِ محمدیہ سے افضل ہیں تو بوقتِ مواخات یعنی جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھائی چارہ قائم فرمایا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کیوں نہ اپنا بھائی بنایا جب کہ تاریخ شاہد ہے کہ آنحضرت نے دعوت ذوالعشیرہ اور مدینہ منورہ میں تشریف لانے پر بوقت مواخاۃ فرمایا: یَا عَلِیُّ اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ انصاف مطلوب ہے۔

سوال نمبر ۵:

اہلِ سُنّت کی حدیث کی کتابوں میں حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ ابن عمر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہم سے کثرت سے احادیث پیغمبر مروی ہیں کیا وجہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ حضرت فاطمہ زہرا، حضرت امام حسن مجتبیٰ اور امام حسین رضی اللہ عنہم سے احادیث کثرت سے بیان نہیں ہوئیں جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نور نے فرمایا: انا مدینۃ العلم و علی بابھا نیز اعلم امتی علی بن ابی طالب وغیرہا احادیث کثرت سے ملتی ہیں۔ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہنے کا موقع کم ملا تھا۔

سوال نمبر ۶:

اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حکومتِ وقت سے اختلاف نہ تھا تو ان تینوں حکومتوں کے دور میں کسی جنگ میں شریک کیوں نہ ہوئے جبکہ کفار سے جنگ کرنا بہت بڑی عبادت و سعادت ہے۔ اور اگر کثرتِ افواج کی وجہ سے ضرورت محسوس نہ ہوئی تو جمل، صفین اور نہران کی جنگوں میں کیوں بہ نفسِ نفیس ذوالفقار کو نیام سے نکال کر میدان میں اُترے۔ کیا حکومت نے سیف اللہ کا خطاب دینا کسی اور کو مناسب سمجھا یا خالد بن ولید حضرت علی رضی اللہ عنہما

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

سے زیادہ شجاع اور بہادر تھا۔ نیز تعلقات اچھے ثابت کرتے ہوئے تاریخ طبری سے دو مکالمے جو مولانا شبلی نعمانی نے کتاب الفاروق صفحہ ۲۸۵ پر نقل کیے ہیں پیشِ نظر رہیں۔ حضرت عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے دونوں مکالمے پڑھیں۔

سوال نمبر۷:

اگر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو بقول عام ملاں کے شیعوں نے ہی شہید کیا تو اہل سنت نے امام مظلوم کی مدد کیوں نہ کی جب کہ لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں اہل سنت موجود تھے۔ (الفاروق ۱۱۳)

سوال نمبر۸:

اگر حسبنا کتاب اللہ کہنا ایک امتحان کا جواب تھا جو بزرگ نے درست دیا، تو اسی واقعہ قرطاس میں اس بزرگ نے کس سیاست کے تحت ارشاد فرمایا کہ اس مرد کو ہذیان ہو گیا ہے۔ (دیکھو بخاری)

سوال نمبر۹:

کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام میں سے کسی ایک نبی کی بھی مثال پیش کی جاسکتی ہے کہ پیغمبر کے انتقال پر امت نے اپنے نبی کے جنازہ پر خلیفہ کے انتخاب کو فوقیت دی ہو۔ اگر ایسی کوئی مثال ماسلف میں نہ ملے تو اُمتِ مصطفیٰ نے ایسا کرنا کیونکر مناسب سمجھا۔

سوال نمبر۱۰:

کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام میں سے کسی ایک نبی کا واقعہ بھی پیش کیا جا سکتا ہے کہ جس کے انتقال پر ملال پر اس کا تمام ترکہ صدقہ ہو گیا ہو۔ اور اُمت نے صدقہ سمجھ کر آپس میں تقسیم کر کے اُس کی اولاد کو باپ کے ورثہ سے محروم کر دیا ہو۔ اور اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ترکہ صدقہ ہی تھا تو ازواجِ رسول کے گھروں میں کچھ تو رسول اللہ کا مال ہو گا۔ کیا

یہ ازواجِ رسول نے رسول اللہ کے مال کو صدقہ تسلیم کر کے وہ مال حکومتِ وقت کے حوالے کر دیا تھا۔ کیونکہ صدقہ اہل بیت پر حرام ہے اور ازواجِ رسول کو اہل بیت میں اہل سنت شمار کرتے ہیں تو صدقہ ان کے لیے کس طرح حلال ہو گیا۔ جواب باصواب ہونا چاہیے۔

سوال نمبر ۱۱:

قرآن پاک میں قدرت کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَ اَعَدَّلَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا۔ (پارہ ۵ رکوع ۱۰)

''اور جو کوئی مار ڈالے مسلمان کو جان کر پس سزا اس کی دوزخ ہے ہمیشہ رہنے والا بیچ اس کے اور غصہ ہوا اللہ اوپر اُس کے اور لعنت کی اس کو اور تیار رکھا ہے واسطے اس کے عذاب بڑا''۔ (ترجمہ رفیع الدین)

فرمادیں اگر ایک آدمی مومن کو عمداً قتل کرنے والا اس سزا کا مستحق ہے تو جمل وصفین اور نہروان میں فریقین کے کل میزان ستاون ہزار آٹھ سو ساٹھ قتل شہید ہوئے۔ ان کے قاتلوں کے بارے میں کیا خیال ہے۔ کیا کلام پاک کی مندرجہ بالا آیت سے یہ لوگ مستثنیٰ ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا قانون اعلیٰ، ادنیٰ کے لیے یکساں ہے تو خلیفۂ وقت کی مخالفت کر کے مسلمانوں کا قتل عام کرانے والے قیامت کو کس جگہ تشریف لے جائیں گے۔ غور تو کرو۔

سوال نمبر ۱۲:

کلام مجید شاہد ہے:

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ وَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ۔ (پارہ ۱۱ رکوع ۲)

''اور ان لوگوں سے کہ گرد تمہارے ہیں بادیہ نشینوں سے منافق ہیں۔ اور بعضے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

لوگ مدینہ کے بھی سرکشی کرتے ہیں اوپر نفاق کے تو نہیں جانتا اُن کو ہم جانتے ہیں ان کو شتاب عذاب کریں گے ہم ان کو دو بار پھر پھیرے جاویں گے طرف عذاب بڑے کے''۔ (ترجمہ رفیع الدین)

اِس آیت کریمہ سے ثابت ہے کہ مدینہ منورہ میں بھی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں منافق لوگ تھے۔ اس کے علاوہ تاریخ سے بھی ثابت ہے کہ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کثرت سے منافقین رہا کرتے تھے۔ انتقالِ مصطفیٰ کے بعد مسلمانوں میں دو پارٹیاں معرضِ وجود میں آئیں۔ ایک حکومت کی پارٹی دوسری بنی ہاشم کی پارٹی۔ ارشاد فرمادیں کہ منافقین کس پارٹی میں شامل ہو گئے تھے۔ جو لوگ رسول اللہ کے زمانے میں منافق تھے۔ انتقالِ رسول کے بعد اُن منافقین کو آسمان نے اٹھالیا یا زمین نگل گئی یا تمام منافقین حکومت سے تعاون کرتے ہی فرشتے اور نیک ہو گئے تھے۔ ان منافقین کی نشان دہی تو کرو کہ وہ کہاں گئے جب کہ تاریخ شاہد ہے کہ ان دو پارٹیوں کے علاوہ کوئی تیسری پارٹی ہی نہ تھی۔ تحقیق ضروری ہے۔

سوال نمبر ۱۳:

اہل سنت والجماعت کا دین چار اُصولوں پر مبنی ہے:

(۱) قرآن مجید، (۲) حدیث، (۳) اجماع، (۴) قیاس۔

سقیفہ کی کاروائی کو پیشِ نظر رکھ کر ارشاد فرمادیں کہ خلافت ثلاثہ قرآن مجید اور حدیث سے ثابت ہے یا کہ اجماعی خلافت ہے۔ اگر اجماعی خلافت ہے تو بمطابق قرآن وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ۔ (پارہ ۷، رکوع ۱۳) پر غور فرما کر ارشاد فرمادیں کہ انہوں نے قرآن پاک سے اپنی خلافت کو کیوں نہ ثابت کیا جب کہ قرآن مجید میں ہر خشک وتر کا ذکر موجود ہے۔

سوال نمبر ۱۴:

اگر کوئی خلیفہ وقت کو نہ مانے اور اس کی علی الاعلان مخالفت کرے تو اُس کی سزا کیا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ہے۔ مگر یاد رہے کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے تو خلیفۂ وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگیں کی ہیں اُن کے واقعات جنگ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے فتویٰ صادر فرمادیں کہ خلیفہ رسول کی مخالفت کرنے والے کی سزا کیا ہے۔ انصاف مطلوب ہے۔

سوال نمبر ۱۵:

اصولِ فلسفہ ہے کہ کسی ایک چیز کے متعلق اگر دو آدمی آپس میں جھگڑ پڑیں تو دونوں جھوٹے تو ہو سکتے ہیں مگر دونوں سچے نہیں ہو سکتے جب ایسا ہے تو جمل، صفین کے طرفین کے بارے میں دونوں کس طرح سچے ہوئے۔ جو صاحب غلطی پر تھے ان کی نشان دہی تو کرو کہ فلاں بزرگ سے خطا ہوئی۔ کیا قاتل و مقتول دونوں جنت میں جائیں گے۔ استغفر اللہ!

سوال نمبر ۱۶:

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار فرمایا:

یَا عَلِیُّ اَنْتَ وَشِیْعَتُكَ هُمُ الْفَائِزُوْنَ۔

''اے علی تو اور تیرے شیعہ ہی نجات یافتہ ہیں''۔

تو کیا ایسی کوئی حدیث حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی حضرات کے لیے بھی مل سکتی ہے؟ اگر نہیں تو دیوبندی، بریلوی، نجدی حضرات کے لیے ہی تلاش کر کے اطمینان دلا دیجیے۔

سوال نمبر ۱۷:

بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے تعلقات اور ارشادات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں خلافت عثمان کے وقت کیا تھے۔ کیا بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ لوگو اس بڈھے نعثل کو قتل کرو۔ خدا اسے قتل کرے۔ اگر ایسا ارشاد فرما کر آپ مکہ تشریف لے گئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت ظاہری کو سُن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کس طرح انہوں نے مظلوم تسلیم کر لیا۔ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ذاتی رنجش نہ تھی کہ مسلمانوں کو جمع کر کے بصرہ

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

پچ لر جنگ کرنے پر میدانِ کارزار میں اُتر آ ئیں۔ کیا یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ تھا یا علی رضی اللہ عنہ سے دیرینہ دشمنی کا نتیجہ ہے۔

سوال نمبر ۱۸:

مسلمانوں کے چار امام ابوحنیفہ، شافعی، مالک اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ۔ کیا نص سے ان کی امامت ثابت ہے یا حکومتِ وقت کی پیداوار ہے۔ اور چار مصلّے جو خانہ کعبہ میں رکھے گئے تھے وہ کس شرعی حکم سے حکومت نے رکھے تھے۔ سُنا ہے اب دو مصلّے اُٹھا بھی دیے ہیں۔ اور اگر خدا رسول کے حکم سے رکھے تھے تو چاروں مصلے کس کے حکم سے اٹھائے گئے تھے۔ اور اگر یہ مصلے حکومت نے رکھے تھے۔ تو کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان کی امامت حکومت کی مرہونِ منّت ہے۔

سوال نمبر ۱۹:

اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہ ماننے والا جہنمی ہے تو اس بی بی کا قاتل کیوں کر رضی اللہ رہ سکتا ہے۔ مہربانی کر کے تاریخ اسلام جلد ۲ صفحہ ۴۴ نجیب آبادی وغیرہ ملاحظہ کر کے فتویٰ صادر فرمادیں۔

سوال نمبر ۲۰:

رسول اللہ کے زمانۂ حیات ظاہری میں تمام صحابہ سے شجاع کون بزرگ تھے۔ اور سب سے زیادہ عالم کون تھا۔ سب سے زیادہ سخی کون تھا۔ اور صحابہ سے زیادہ عبادت گزار کون تھا۔ اگر آپ کسی بزرگ کو شجاع ثابت کرنا چاہیں تو ارشاد فرمادیں کہ اس بزرگ نے جنگ بدر، احد، خندق، خیبر وغیرہ میں کتنے کافر قتل کیے تھے۔ اور اگر اشد علی الکفار کسی کو ثابت کرنا ہی ہے تو اس بزرگ کا اپنا ارشاد بھی زیرِ غور رہے کہ انہوں نے حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی تھی کہ آپ مجھے مکہ نہ بھیجیں۔ کیونکہ میرا کوئی مکہ میں حامی نہیں ہے آپ عثمان کو بھیج دیں۔ کیونکہ اس کے حامی مکہ میں موجود ہیں۔ یہ بھی ارشاد فرمادیں کہ اشدّ علی الکفار نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کتنے کافر قتل کیے۔ اور اپنے دَورِ حکومت

میں اپنی تلوار سے کتنے مشرک مارے۔

سوال نمبر ۲۱:

کیا کوئی روایت بخاری، مسلم، ترمذی، ابنِ ماجہ، ابوداؤد، نسائی ان کے علاوہ مشکوٰۃ اور موطا امام مالک۔ یعنی ان آٹھ کتابوں میں مل سکتی ہے کہ حضرت علی المرتضٰی، امام حسن، امام حسین، امام علی زین العابدین، امام محمد باقر، امام جعفر صادق، امام موسیٰ کاظم، امام علی رضا، امام محمد تقی، امام علی نقی، امام حسن عسکری اور امام صاحب العصر والزمان رضوان اللہ عنہم اہل سنت والجماعت کے امام ہیں۔ اگر نہیں تو اپنے بارہ اماموں کے نام بتلائیں جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عن جابر ابن سمرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول لا يزال الاسلام عزيزاً الى اثنى عشر خليفة كلهم من قريش۔

(مشکوٰۃ)

کیا آپ کے بارہ امام وہی تو نہیں جن کو تاریخ الخلفاء صفحہ ۸ اور شرح فقہ اکبر صفحہ ۷۶ وغیرہ نے بیان کیا ہے اور ان میں چھٹا یزید ابنِ معاویہ ہے مگر حدیث من مات ولم يعرف امام زمانيه فقد مات ميتة الجاهلية صفحہ ۴۷ منصب امامت کو دیکھ کر جواب دیں۔

سوال نمبر ۲۲:

کیا کسی آدمی کو دین میں کمی بیشی کرنے کا اختیار اور حق ہے۔ اگر نہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا الصلوٰة خير من النوم، نماز تراویح با جماعت، چار تکبیروں پر نماز جنازہ، متعہ کو حرام قرار دینا، تین طلاق کو جو ایک ساتھ دی جائیں طلاق بائن قرار دینا اور قیاس کو اُصول قائم کرنا کہاں تک درست ہے۔ اور کیا یہ صراحۃً مداخلت فی الدین نہیں ہے جو ناجائز اور حرام ہے۔

خادم الثقلين

غلام حسین عفی اللہ عنہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

الجواب بعون الوہاب

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ۔

استفتاء کے ساتھ ملحقہ فوٹو کاپی پر مذکور سوالات پر شور ڈالنے والا اور اس کا لکھنے والا جاہل ہی نہیں اجہل اور بددیانت ہے اس کی نہ صرف ائمہ محدثین و سیر کی کتب سے بے خبری ہے بلکہ خود اپنی کتب شیعہ سے بھی جاہل ہے۔ ہم اس کے سوالات کے اختصار کے ساتھ جوابات نقل کرتے ہیں۔

۱۔ شعب ابی طالب کے واقعہ میں شیخین کریمین (حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما) کی عدم شرکت کا دعویٰ ہی باطل و مردود ہے اس لیے کہ اس نے اپنے گمان فاسد سے یہ تحریر کیا ہے اس نے اپنے دعویٰ کی دلیل میں کوئی صریح بسندِ صحیح روایت نقل نہیں کی ہے۔ اس لیے کہ ائمہ نے شعب ابی طالب کے حالات بیان فرماتے ہوئے صراحت کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذاء رسانی پر قریش مجتمع ہو گئے اور انہوں نے ایک صحیفہ (عہد نامہ) لکھا، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی مشکل ترین وقت میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اس وجہ سے جناب ابو طالب نے اس واقعہ کو بصورت شعر ذکر کیا ہے جس میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سرکار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہونا صراحت کے ساتھ مذکور ہے۔

وھم رجعوا سھل بن بیضا راضیا　　فسر ابوبکر بھا و محمد

جناب ابو طالب نے کہا: قبیلۂ قریش نے سہل بن بیضاء کو راضی کر کے واپس کیا ایک جماعت قریش کی صحیفہ کے نقض اور توڑنے کے لیے کھڑی ہو گئی، ان میں سہل بن بیضا بھی

تھا۔ جنہوں نے ابھی قبول اسلام نہ کیا تھا بعد میں مسلمان ہوئے۔ پس اس بات پر حضرت محمد ﷺ بھی راضی ہوئے، اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی مسرور ہوئے۔

(ازالۃ الخفاء ۲/۱۰۱ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

دیگر ائمہ محدثین نے بھی اس واقعہ کو نقل کیا ہے مذکور شعر کے ساتھ۔ حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔ (البدایہ والنہایہ ۳/۹۸، سیرت ابن ہشام ۱/۳۷۹، الاستیعاب مع الاصابہ ۲/۹۲)

اس واقعہ کو شیعہ کے علماء نے بھی نقل کیا، مذکور شعر کے ساتھ۔ (ناسخ التواریخ ۵/۲۲۴)

معلوم ہوا کہ شیعہ مذکور کا یہ اعتراض بر بنائے جہالت و خباثت ہے اس کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔

اختصار مانع ہونے کی وجہ سے ہم نے صرف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہی ذکر کیا ہے یہ بات قابلِ غور ہے کہ شعب ابی طالب کے واقعہ کا سبب ہی حضرت عمر اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قبول اسلام تھا۔ (دیکھئے طبری ۲/۳۳۵، البدایہ ۳/۷۹، روضۃ الصفاء للشیعی میں یہی مذکور ہے ۲/۴۹)

پھر دوسری بات یہ ہے کہ عدم ذکر عدم شے کو مستلزم نہیں ہوا کرتا۔ شیعہ کا یہ کہنا بغیر دلیل کے باطل و مردود ہے۔

2- شیعہ کے اس سوال سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کے سارے مذہب کا دارومدار ہی اس کے فاسد قیاس پر ہے۔ دلیل پر نہیں ہے۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے روضۂ مبارک میں دفن نہ ہونے میں یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ اس تدفین میں صحابہ کرام آڑے آئے، دونوں سرکار ابو بکر اور سرکار عمر رضی اللہ عنہما کی تدفین کی طرف اشارہ تو سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرما دیا تھا۔ ایک مرتبہ شیخین کریمین سرکارِ دو عالم ﷺ کے ارد گرد تھے ایک دائیں طرف دوسرے بائیں طرف دونوں کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہم قیامت کے روز اپنی قبور سے اسی طرح اکٹھے اُٹھیں گے۔ او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

(جامع ترمذی ۲/۲۰۸، مشکوٰۃ المصابیح ۵۶۰، مستدرک ۴/۲۸۰، کنز العمال ۱۳/۱۷، مصابیح السنۃ ۴/۱۶۴)

ہم نے تو سرکارِ دو عالم ﷺ کی معیت میں شیخین کریمین کی تدفین پر صریح روایت پیش کر دی ہے۔ اب تم اپنے موقف پر کوئی صحیح صریح روایت لاؤ۔ مگر یہ تمہارے بس میں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

نہیں ہے۔ کوئی روایت ایسی لاؤ کہ سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے روضۂ مبارک میں تدفین کا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ہی فرمایا ہو اور صحابہ کرام نے انکار کیا ہو۔ جب ایسی کوئی روایت نہیں ہے تو تمہارا اپنے قیاس فاسد سے جمع و تفریق کر کے عقیدہ باطلہ تیار کرنا باطل و مردود ہے جس چیز پر سرکار علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کی خاموشی و رضا ہے۔ تمہیں چودہ صدیوں بعد کیوں تکلیف پیدا ہوگئی ہے۔ گویا اعتراض ان جلیل القدر صحابہ کرام پر نہیں ہے بلکہ سیدھا خدا جل جلالہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر ہے۔ اس سے ثابت ہوگیا تمہارا دعویٰ محبت اہل بیت جھوٹا ہے۔ تمہارا یہ کہنا کہ علیحدگی قبر کی وصیت دکھا دو بھی غلط ہے اس لیے کہ یہ نہ سہی تو تم وصیت روضہ مبارک میں تدفین ہی دکھا دو تمہارے قیاس فاسد سے کچھ ثابت نہیں ہوسکتا۔ پھر تمہاری شیعہ کی کتاب اعلام الورٰی صفحہ ۱۵۸ پر لکھا ہے کہ سرکار علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وصیت کے مطابق آپ کو پوشیدہ دفن کیا۔ کیوں شیعہ صاحب اب بولو تمہارا جھوٹ تمہارے اپنے گھر سے ہی ظاہر ہوگیا۔ پھر تمہارے مولوی نجم الحسن کراروی نے لکھا کہ حضرت سرکار علی رضی اللہ عنہ نے سرکار سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جنت البقیع میں لے جا کر دفن کیا۔ (چودہ ستارے صفحہ ۲۵۲)

پھر شیخین کریمین کا روضۂ مبارک میں دفن ہونے کی دلیل ایک اور ملاحظہ ہو۔ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ ہر شخص کی قبر وہاں بنتی ہے جہاں سے اس کا خمیر تیار کیا جاتا ہے مولوی مقبول شیعی منہا خلقنکم کے تحت لکھتے ہیں کہ کافی میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نطفہ جب رحم میں پہنچ جاتا ہے تو خدائے تعالیٰ ایک فرشتہ کو بھیج دیتا ہے کہ اس مٹی میں کہ جس میں یہ شخص دفن ہونے والا ہے تھوڑی سی لے آئے۔ چنانچہ فرشتہ لا کر نطفہ میں ملا دیتا ہے۔ اور اس شخص کا دل اس مٹی کی طرف مائل ہوتا رہتا ہے۔ اس غیر حسی میلان کا ہر شخص کو پتہ نہیں لگ سکتا۔ جب تک کہ اس میں دفن نہ ہو جائے۔ (ترجمہ مقبول صفحہ ۴۷۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر بچہ جو پیدا ہوتا ہے اس کی ناف میں وہ مٹی ہوتی ہے جس سے وہ پیدا کیا جاتا ہے اور جب وہ ارذل عمر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E ISLAMIA ACADEMY

کی طرف لوٹایا جاتا ہے تو وہ اسی مٹی کی طرف لوٹایا جاتا ہے، جس سے وہ پیدا کیا جاتا ہے۔ حتّٰی کہ اس مٹی میں اس کو دفن کیا جاتا ہے۔ اور میں اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ایک ہی مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں۔ اور اسی مٹی سے ہم اُٹھائے جائیں گے۔ (فردوس الاخبار ۴/ ۲۳۵)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ایک ہی مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں۔ (فردوس الاخبار ۲/ ۳۰۵، کنز العمال ۱۱/ ۲۵۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی طرح پوری روایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ (کنز العمال ۱۱/ ۲۵۸)

اس پر مزید دلائل محفوظ ہیں اختصار مانع ہے۔

تو ان روایات احادیث سے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے روضۂ مبارک میں دفن ہونے کی وجہ واضح ہوگئی۔ پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صاحبزادیاں اور تھیں۔ (اُصول کافی)

وہ بھی روضۂ مبارک میں دفن نہ ہوئیں اس سے تنقیص کا نتیجہ نکالنا شیعہ کی جہالت و خباثت ہے۔

3- شیعہ کا یہ اعتراض بھی اس کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے اس لیے کہ دعوت ذوالعشیرہ سے تین سال قبل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسلام قبول کر چکے تھے۔ (تاریخ طبری ۲/ ۳۱۰)

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس دعوت کے تین سال بعد اسلام قبول کرتے ہیں مگر ان کے قبول اسلام سے اسلام کو بڑی تقویت حاصل ہوتی ہے اس پر بے شمار دلائل قائم کیے جا سکتے ہیں پھر یہ دعوت کے متعلق جو روایات مرقوم ہیں ان میں اکثر صحت کے درجہ پر نہیں ہیں جو شیعہ پیش کرتے ہیں۔ اسی لیے ان سے استدلال ان کا باطل و مردود ہے۔ مثلاً اس لیے کہ نزول آیت کے وقت بنو عبدالمطلب کی تعداد چالیس نہ تھی۔ شیعہ کی مستدل روایت کا واضع عبدالغفار بن قاسم ابومریم کوفی ہے۔ شیعہ کی کتب اسماء الرجال میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔ (تنقیح المقال ۲/ ۲۵۸)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

امام ذہبی اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ رافضی اور غیر ثقہ ہے۔ ابن مدینی نے کہا کہ یہ حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔ امام بخاری نے کہا کہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہے۔ امام نسائی اور ابو حاتم نے اسے متروک الحدیث قرار دیا ہے۔ امام احمد نے بھی اس پر جرح کی ہے۔

(میزان الاعتدال ۲/۶۴۰)

امام ابن حجر عسقلانی نے مذکورہ بالا جرح اور اس کے علاوہ متعدد جلیل القدر ائمہ محدثین کی سخت جرح نقل کی ہے۔ (لسان المیزان ۴/۴۲)

اس طرح کے کذاب وضاع کی روایت سے استدلال سے ہی شیعہ اپنی حقانیت ثابت کر سکتے ہیں۔ ورنہ بسند صحیح شیعہ کا مذہب باطل ہی ثابت ہو سکتا ہے۔ پھر اس روایت سے شیعہ کا ہی نظریہ ایمان طالب بھی غلط ثابت ہو گیا اس لیے کہ سرکار علی رضی اللہ عنہ کے سوا کسی نے بنو عبدالمطلب میں حمایت نہ کی پھر شیعہ کی ان روایات سے استدلال سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام ثابت نہیں ہوتے۔ بلکہ تیسرے سال اظہار اسلام کرتے ہیں اور سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پہلے ماہ قبول اسلام کرنا خود شیعہ کو بھی مسلم ہے۔

(اعلام الوریٰ صفحہ ۱۔۵۰)

پھر شیعہ کا یہ کہنا کہ یہ بزرگ اس دعوت میں شریک نہ ہوئے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار کیسے ہو سکتے ہیں، باطل مردود ہے۔ اس لیے قرابت نبوی ایمان کے ساتھ باعث فضیلت ہے اور بنو عبدالمطلب کے علاوہ قبول اسلام کرنے والے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار ہوئے کہ سرکار کے متبع اور غلام تھے۔ مگر ابولہب عتبہ وغیرہ کفار قبول اسلام نہ کرنے کی وجہ سے نسل ابراہیمی اور خاندان کے ہونے کے باوجود قریبی نہ رہے۔ اس کو خود سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں بیان فرمایا ہے جو کہ نہج البلاغہ میں موجود ہے کہ ''حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں۔ اگر چہ نسبی رشتہ سے دور ہوں۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن وہ ہیں جو خدا اور اس کے رسول کے نافرمان ہوں۔ اگر چہ ان کا رشتہ قریبی ہو''۔ پھر سرکار علی المرتضیٰ کی قرابت کا انکار تو کوئی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

وہابی خبیث ہی کر سکتا ہے اور سیدنا صدیق و فاروق کے خسر ہونے کے باوجود ان کی قرابت رسول کا انکار کوئی شیعہ خبیث ہی کر سکتا ہے۔ سرکار علی کا فرمان جو اوپر مذکور ہوا ہے، شیعہ کو خود ہی نتیجہ اخذ کر لینا چاہیے۔

4- دعوت ذوالعشیرہ کے متعلق ہم بیان کر چکے ہیں اب دوسرے جزء کی بابت تحریر کرتے ہیں۔

اولاً یہ سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جزوی فضیلت ہے جو کہ کلی فضیلت کو مستلزم نہیں ہے۔ متعدد خصوصیات دیگر انبیائے کرام کے لیے بیان ہوئیں مگر وہ صراحت کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بیان نہ کی گئیں مگر اس کے باوجود تمام انبیاء و رسل پر ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ایک مسلمہ امر ہے۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام کو صفی اللہ، حضرت نوح رضی اللہ عنہ کو نجی اللہ، حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ کو کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰ رضی اللہ عنہ کو روح اللہ اور کلمۃ اللہ وغیرہ۔ مگر ان الفاظ کی صراحت دوسری طرف مذکور نہیں ہے تو اس سے ثابت کرنا یہ مقصود ہے کہ جزوی فضیلت سے کلی فضیلت کا اثبات نہیں ہو سکتا۔ تو سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اخی فرمانا یقیناً باعثِ فضیلت ہے مگر جزوی فضیلت سے کلی فضیلت کا اثبات شیعہ کی جہالت پر دال ہے۔

ثانیاً یہ الفاظ اخی کے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے مرقوم و مذکور ہیں حدیث بخاری میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> لو کنت متخذا من اُمتی خلیفا لا تخذت ابابکر و لکن اخی و صاحبی وفی روایة لا تخذت خلیفا و لکن اخوة الاسلام افضل او کما قال علیه الصلوٰة والسلام۔

> ''اگر میں اپنی اُمت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً ابوبکر کو بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور دوست ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ میں ان کو خلیل بناتا مگر اسلام کا

بھائی چارا بڑا افضل ہے۔(بخاری ۱/۵۱۶، مصابیح السنۃ ۴/۱۴۸)

بلکہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انت اخونا و مولانا۔ ''تم ہمارے بھائی اور محبوب ہو''۔(بخاری ۱/۵۲۸)

تو اب کہیے کہ اس افضلیت سے کیا ثبوت ملتا ہے۔

ثانیاً پھر سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت تو پوری اُمت مسلمہ کے اجماع سے بھی ثابت ہے اور قرآن وسُنّت کے بے شمار دلائل قاہرہ سے ثابت ہے بلکہ خود سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے اس عقیدہ کی تائید موجود ہے۔ بلکہ سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس اُمت میں نبی کے بعد ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سب سے بہتر ہیں۔(کنز العمال ۱۳/۲۰)

پھر سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اطاعت کرو۔تم ہدایت پا جاؤ گے۔اور ان دونوں کی اقتدا کرو ہدایت پا جاؤ گے۔(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ۳۲/۱۴۹)

ضمناً مزید ایک مرفوع روایت ملاحظہ ہو سرکار حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد تم ان دونوں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کرو۔

(ترمذی ۲/۲۰۷، مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۶۰، ابن ماجہ صفحہ ۱۰، مستدرک ۳/۲۹۰، ابن حبان ۱۰/۲۵، شرح السنۃ ۱۴/۱۰۳، مسند احمد ۵/۳۸۲، مصابیح السنۃ ۴/۱۶۲)

سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہوں۔(تاریخ مدینہ دمشق ۳۴/۲۵۱)

مزید فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جنت میں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما داخل ہوں گے۔(کنز العمال ۱۳/۲۱)

سرکار محمد بن حنفیہ نے سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ تو سرکار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ۔میں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

نے عرض کیا پھر کون ہے؟ فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔

(بخاری ۱/ ۵۱۸، ابن ابی شیبہ ۱۲/ ۱۲، تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ۳۲/ ۲۲۹)

سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی دورانِ خلافت برسرِ منبر ارشاد فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ساری اُمت میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بہتر ہیں۔ (مسند احمد ۱/ ۷۷، ۲۷، کنز العمال ۱۳/ ۲۰)

امام سیوطی نے امام ذہبی کا قول نقل کیا کہ یہ ارشاد سرکار علی رضی اللہ عنہ سے تواتر سے ثابت ہے۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۴۵)

سرکار علی رضی اللہ عنہ نے خلفائے اربعہ کے حوالہ پوری ترتیب فضیلت بیان فرمائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے بہتر ہیں ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کے بعد میں ہوں۔

(تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر ۴۱/ ۱۰۴)

اس کے علاوہ کثیر تعداد میں دلائل اس پر قائم کیے جا سکتے ہیں مگر اختصار مانع ہے۔

اب شیعہ کی کتاب رجال کشی سے روایت ملاحظہ کیجیے کہ سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی آدمی ایسا آئے جو مجھے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے میں اسے کوڑے لگاؤں گا جو مفتری کذاب کی حد ہے۔ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت ایمان اور ان سے بغض رکھنا کفر ہے۔ (رجال کشی صفحہ ۳۳۸)

پھر شیعہ کی کتاب احتجاج طبرسی میں ہے کہ امام باقر نے فرمایا کہ میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی عظمت و فضیلت کا منکر نہیں مگر افضل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (احتجاج طبرسی ۲/ ۴۷۹)

سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دعا فرمائی: اے اللہ ہم پر رحم فرما جس طرح تو نے خلفائے راشدین پر رحم فرمایا۔ تو ایک قریشی نوجوان نے سوال کیا کہ یہ خلفائے راشدین کون ہیں؟ سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ دونوں میرے محبوب اور تمہارے چچا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ دونوں ہدایت کے امام اسلام کے بزرگ اور قریش کی شخصیتیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان دونوں کی اقتداء ہے۔ جس نے ان کی اقتداء کی وہ محفوظ ہو گیا۔ جس نے ان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

کے فرامین کی اتباع کی وہ صراطِ مستقیم پر ہے۔ (تلخیص الشافی ۳/۳۱۸)

پھر سرکار علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں بھی اپنے ایام وصال میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنا مصلّٰی عطا فرمایا اور امامت کا حکم دیا اس کو شیعہ نے بھی تسلیم کیا ہے۔ (درہ نجفیہ صفحہ ۲۲۵، ناسخ التواریخ ۱/۵۴۷)

اس کے علاوہ بھی کتب شیعہ سے متعدد دلائل دیے جا سکتے ہیں اختصار مانع ہے ہمارے ان تمام دلائل سے پوری اُمت میں انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد افضلیہ۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہے جو ثابت ہوگئی۔ اور شیعہ کے استدلال باطل کا منہ توڑ جواب گیا۔

5- اللہ تعالیٰ نے فطری اصول کے موافق ہر صحابی کو ایک دوسرے سے مختلف اور متنوع قسم کی خوبیوں سے نوازا تھا۔ خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ یقیناً مذکورہ بالا صحابہ کرام سے کثرت کے ساتھ روایات بیان کی گئی ہیں۔ ان حضرات کے اہل بیت سے تقابل کی کیا ضرورت ہے۔ خلفائے راشدین اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اتنے اجل علماء ہونے کے باوجود ان مکثرین میں شامل نہیں ہیں دراصل کثرت روایت کا مدار علو مرتبت نہیں ہے بلکہ دیگر وجوہ ہیں۔ ان میں شغل وعمر وغیرہ کا بڑا حصہ ہے۔ سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو صحابہ اعلمنا 'ہم میں زیادہ عالم' کہتے ہیں، سے بھی امور خلافت میں مشغولیت کی وجہ سے کم روایات مروی ہیں۔ حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما سے سرکار علی رضی اللہ عنہ سے بھی کم روایات مروی ہیں۔ سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی دیگر امور میں مصروفیت اور اپنے دور خلافت میں فتنہ خوارج وروافض کے رد و ابطال میں مصروف ہونے کی وجہ سے روایات ان سے کم مروی ہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس وانور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال باکمال کے بعد چھ ماہ بقید حیات رہیں مگر وہ بھی بقول شیعہ یہ سارا عرصہ خلافت و باغ فدک کے چھن جانے کے غم میں گزارا اس اعتبار سے زیادہ مرویات ان سے مروی نہیں پھر عرصہ کی قلت کی وجہ سے ہی مسئلہ واضح ہے۔ اسی طرح حسنین کریمین کا معاملہ رہا کہ ان کے ادوار میں متعدد مسائل درپیش رہے اور وہ ان میں مشغول رہے۔ قصہ المختصر تکثیر یا تقلیل روایات کی وجوہات ہر صحابی کی اپنی ضروریات اور مسائل پر موقوف ہے۔ ویسے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اہل سنت نے بکثرت احادیث وروایات روایت کی ہیں۔ مسند احمد میں آپ کی مرویات کی تعداد ۸۱۰ ہے۔ مزید تہذیب التہذیب میں سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے تلامذہ کا تفصیلی ذکر اور ان سے مروی روایات کا ذکر موجود ہے۔ اب ہم شیعہ سے سوال بصورت چیلنج کرتے ہیں کہ تمہاری کتب اصول اربعہ میں براہ راست بواسطہ سرکار علی وسرکار ابوذر، سرکار مقداد اور سرکار سلمان رضی اللہ عنہم رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی احادیث مروی ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کتنی ہزار احادیث مروی ہیں۔ اور کون کون سے لوگوں نے روایت کی ہے حضرات حسنین کریمین سے کتنے عدد مروی ہیں۔ تمہاری روایات کا ۹۵ فیصد ذخیرہ سرکار امام باقر اور سرکار امام جعفر صادق سے مروی ہے جنہوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور سرکار علی تو کجا سرکار حسنین کریمین کو بھی نہ دیکھا۔ اور ان کو تابعیت کا شرف ان صحابہ کرام کی زیارت سے ملا جسے تم شیعہ مسلمان بھی نہیں مانتے۔ ان کی اکثر روایات اپنی فرمودہ ہیں۔ کچھ مرسل ومنقطع ہیں اب اس اعتبار سے ہم پوچھتے ہیں کہ کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور سرکار علی المرتضیٰ اور سرکار حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کا علم مبارک امام جعفر صادق سے کم تھا یا اہل بیت صحابہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کم نصیب رہی۔ اور سرکار امام باقر وسرکار امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما کو زیادہ ملی۔ اس لیے کہ شیعہ کا اعتراض واستدلال باطل ومردود ہے۔

6- شیعہ کا یہ اعتراض اس کی جہالت وحماقت پر دال ہے۔ تواتر سے جو واقعات ثابت ہیں ان سے انکار کر رہا ہے سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلفائے راشدین بالخصوص سرکار ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے حسین تعلقات ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ اگر اس میں جرأت ہے کوئی واقعات بسند صحیح بتلائے جن میں صراحۃً سرکار علی نے خلفاء سرکار ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر تنقید کی ہو یا ان سے الگ تھلگ رہے ہوں جب ایسا کوئی ثبوت ان کے پاس نہیں ہے تو یہ اعتراض اس کی جہالت وخباثت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ سرکار علی رضی اللہ عنہ تو ان کی شوریٰ میں مرکزی حیثیت رکھتے تھے۔ ان کی عدلیہ کے معتبر قاضی ومفتی تھے۔ ان کی غیر موجودگی میں ان کی نیابت کے فرائض بھی سرانجام دیتے تھے۔ (کنز العمال ۳/۱۳۴)

سرکار ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر تنقید نہ فرماتے تھے بلکہ اپنے قیمتی مشوروں سے نوازتے تھے ان سے عطایا اور تنخواہیں وصول کرتے تھے۔ بلکہ ذریعہ معاش یہی تھا۔ سرکار عمر سے سرکار امام حسین 2 کے لیے ایرانی باندی شہر بانو قبول کر کے سب سادات کی ماں بنا دیا۔ (جلاء العیون صفحہ ۲۵۲)

اور سرکار علی رضی اللہ عنہ نے اپنی لخت جگر سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح سرکار عمر رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ (مجالس المومنین ۱/۲۰۴، فروع کافی ۲/۱۴۱، تہذیب الاحکام ۹/۳۶۲، ناسخ التواریخ ۳/۵۵، منتہی الآمال ۱/۲۱۷، منتخب التواریخ صفحہ ۹۵، مناقب ابن شہر آشوب ۳/۲۰۴ وغیرہم کتب)

سرکار ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے کسی امر و نہی سے سرکار علی رضی اللہ عنہ ہرگز اختلاف نہ رکھتے تھے۔ بلکہ اپنے دور خلافت میں عام قضاۃ کو حکم دیا کہ حسب سابق تم فیصلے کرو اس لیے کہ میں اختلاف کو ناپسند کرتا ہوں میں سب کو ایک جماعت کرنا چاہتا ہوں یا میں وصال کر جاؤں جیسے میرے پہلے ساتھی خلفاء انتقال کر گئے۔ (بخاری ۱/۵۲۶)

یہی شیعی عالم شوستری نے بیان کیا ہے۔ (مجالس المومنین ۱/۵۴)

جنگ نہروان کے موقع پر ربیعہ بن شداد نے سرکار علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہوئے کتاب اللہ و سنت رسول کے بعد سرکار ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی سنت کا نام لیا۔ تو آپ نے فرمایا بے وقوف! اگر سرکار ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے کتاب اللہ اور سنت رسول کے مخالف عمل کیا ہوتا تو وہ حق پر نہ ہوتے (مگر یقیناً وہ حق پر ہیں) (طبری ۵/۷۶)

گویا ان کا طریقہ سنت نبوی کے موافق اور اس میں ہی مدغم ہے۔ پھر جب بدری صحابہ کرام کے وظائف مقرر ہوئے، تو سرکار علی رضی اللہ عنہ کا وظیفہ بھی ۵۰۰۰ درہم مقرر ہوا، سرکار حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے بدری نہ ہونے کے باوجود قرابت رسول کی وجہ سے ان کا بھی پانچ پانچ ہزار ہدیہ مقرر ہوا۔ (کتاب الخراج ۲۴-۲۵)

اگر حضرت عمر خلیفہ برحق نہ تھے اور ان کی جنگیں جہاد نہ تھیں تو ان کے غنائم بھی ناجائز ہوتے، تو ان میں سے غنائم و ہدیے کس صورت میں جائز ہیں۔ پھر سرکار علی کے سرکار ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کی مدح میں متعدد اقوال نہج البلاغہ و رجال کشی وغیرہم کتب میں مرقوم ہیں۔ نہج

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

البلاغہ وغیرہ کتب میں ان کی خلافت کی بھی تعریف وتحسین فرمائی۔ ان دلائل کی موجودگی میں شیعہ کا یہ سوال کیا اس امر کا اعلان نہیں کر رہا کہ سرکار علی رضی اللہ عنہ ان کے دور خلافت میں منافقت کرتے رہے نعوذ باللہ من ذٰلك۔ تو رہا جنگ و جہاد میں عدم شرکت کا بہانہ تو یہ مثبت اختلاف نہیں ہے۔ جیسا کہ آپ وزارت افتاء مشاورت جیسے اہم عہدوں کی ذمہ داری لے کر خلافت راشدہ کی خدمت کر رہے تھے تو عام سپاہی کی حیثیت سے تلوار لے کر لڑنا کوئی بڑی فضیلت ہے۔ سرکار علی رضی اللہ عنہ تو ان اہم مصروفیات کی وجہ سے جنگ و جہاد میں ان دنوں شریک نہ ہوئے۔ تو اس سے خلافت راشدہ کی حقانیت پر حرف نہیں آتا۔ اس لیے کہ سرکار امام حسن اور سرکار امام حسین رضی اللہ عنہما نے سرکار عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتح افریقہ میں شریک ہو کر باقاعدہ جہاد کیا اور حصہ غنیمت پایا۔ اسی طرح سرکار امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فتح قسطنطنیہ میں یہ دو حضرات سرکار ابن عباس کے ہمراہ شریک ہوئے۔

(البدایہ والنہایہ ۸/۳۲)

سرکار حسن بصری رضی اللہ عنہ بھی اسی دور میں شریک جہاد ہوئے۔ (جلاء العین صفحہ ۲۷)

پھر سرکار سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدائن کے گورنر رہے سرکار عمر رضی اللہ عنہ نے بنایا۔

(حیات القلوب ۲/۶۵۱)

سرکار علی رضی اللہ عنہ کے معتمد خاص سرکار عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو سرکار عمر رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا گورنر بنایا۔ جنگ جمل و صفین میں تو بلوایان عثمان کی سازش کی وجہ سے شریک جنگ ہونا پڑا۔ پھر سرکار خالد بن ولید کو سیف اللہ کا لقب سرکار ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے نہیں دیا بلکہ خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔ (بخاری ۱/۵۳۱، ۲/۶۱۱)

حضرت خالد رضی اللہ عنہ گو سرکار علی رضی اللہ عنہ سے شجاع نہ ہوں۔ مگر کفار ان کے ہاتھ سے زیادہ قتل ہوئے۔ (طبقات ابن سعد ۲/۱۳۰)

پھر ان کے لقب سیف اللہ سے سرکار علی رضی اللہ عنہ پر افضلیت تو ہم ثابت نہیں کرتے بلکہ ان پر سرکار علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت ہے۔ بلکہ شبلی نعمانی کا حوالہ بے کار ہے اس لیے کہ یہ تو خود

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

تمہارے جیسا مردود شخص ہے۔ طبری سے مکالموں کا حوالہ بھی عبث ہے اس لیے کہ یہ روایات نا قابلِ اعتبار ہیں ان کی سند میں مجاہیل راوی موجود ہیں۔ کئی کذاب و مجروح راوی موجود ہیں۔ پہلے مکالمہ کی سند میں عمر، علی، ابوالولید؟؟ ولد طلحہ کا ایک آدمی از ابن عباس ہے۔ (طبری ۴/۲۴۴)

اِن چاروں کے تراجم کتب رجال میزان وتہذیب وتقریب میں نہیں ملے تو یہ متعین نہ ہونے کی وجہ سے مجہول ہوئے۔

دُوسرے مکالمہ کی سند میں ابن حمید، سلمہ، محمد بن اسحاق ایک آدمی از عکرمہ طبری۔ (۴/۲۴۳)

ایک آدمی از عکرمہ یقینی مجہول ہے۔ محمد بن اسحاق پر سخت جرح موجود ہے امام مالک اسے دجالوں میں سے دجال بتلاتے ہیں۔ (میزان الاعتدال ۳/۴۶۹)

اس پر مزید سخت جرح موجود ہے۔ پھر سلمہ بن فضل شیعی تھا۔ امام بخاری نے کہا کہ اس کے پاس زیادہ منکر روایات تھیں جن کو علی نے کمزور کہا۔ علی نے کہا کہ ہم نے رے نامی شہر سے نکلتے وقت اس کی حدیثیں وہیں چھوڑ دی تھیں۔ امام ابوزرعہ اس کے کذاب ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ امام نسائی ضعیف کہتے ہیں امام ابوحاتم اسے نا قابلِ احتجاج کہتے ہیں۔ مزید کہتے ہیں کہ اہل رے اس کی بدعقیدگی اور ظلم کی وجہ سے اس سے نفرت کرتے تھے۔ (تہذیب التہذیب ۴/۵۳، میزان الاعتدال ۲/۱۹۲)

اس کا ایک راوی ابن حمید ہے یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں کہ یہ منکر روایات زیادہ بیان کرتا تھا۔ امام بخاری نے کہا کہ اس کی روایات محل نظر ہیں۔ امام نسائی کہتے ہیں کہ یہ ثقہ نہیں ہے۔ جوزجانی کہتے ہیں کہ یہ راوی المذہب اور غیر ثقہ ہے۔ فضلک رازی نے کہا کہ میرے پاس ابن حمید کی روایت کردہ پچاس ہزار احادیث ہیں جن میں سے میں ایک حرف بھی روایت نہیں کرتا۔ صالح بن محمد بھی اس کی روایت کو متہم کرتے۔ اللہ کے بارے میں بڑا جری تھا۔ ابن خراش نے کہا کہ ابن حمید ہمیں حدیث سناتا مگر اللہ کی قسم وہ جھوٹ بولتا تھا۔

(تہذیب التہذیب ۹/۱۲۹-۳۰)

MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

ایسی لچر اسناد والی روایت کے سہارے ہی سے شیعہ اپنا باطل مذہب ثابت کر سکتے ہیں۔

7- شیعہ کو قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ نہ صرف معمولی ملاں کہتے ہیں بلکہ خود تمہارے گرو مُلاں ماوا نے بھی یہی نظریہ رکھتے ہیں تمہارا علامہ شوستری کے بقول اہل کوفہ سب شیعہ تھے۔

(مجالس المؤمنین ۱/۲۵)

تو گویا سرکار امام حسین رضی اللہ عنہ کو بلانے والے سب شیعہ تھے۔ ملا باقر مجلسی وغیرہ نے بلانے والوں کو آپ کے مخلص شیعہ قرار دیا ہے۔

(جلاء العیون ۳۵۶، ارشاد شیخ مفید صفحہ ۲۰۲، مقتل ابی مخنف صفحہ ۱۸)

خطوط لکھنے والے بھی شیعہ تھے۔

(جلاء العیون صفحہ ۳۵۶، مقتل ابی مخنف صفحہ ۱۸، مناقب ابن شہر آشوب ۴/۹۰، اخبار الطوال صفحہ ۲۲۹، ذبح عظیم صفحہ ۱۴۶)

کوفی شیعوں کے بارہ ہزار خطوط امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف آئے۔ (جلاء العیون صفحہ ۳۵۷)

ابن زیاد کی دھمکیوں سے کوفی شیعوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت توڑ ڈالی۔

(مقتل ابی مخنف صفحہ ۲۶-۲۵)

سرکار امام حسین رضی اللہ عنہ نے سفر کربلا میں امام مسلم رضی اللہ عنہ کی خبر شہادت سن کر ارشاد فرمایا:

وقد خذ لتنا شیعتنا۔

''ہمیں ہمارے شیعوں نے رسوا کر دیا ہے''۔

(مقتل ابی مخنف صفحہ ۴۳، ناسخ التواریخ ۳/۱۲۷، ارشاد مفید صفحہ ۲۲۳)

میدانِ کربلا میں سرکار حسین رضی اللہ عنہ پاک نے اپنے شیعوں کو ان کے وعدے محبت یاد دلائے مگر وہ مکر گئے۔ (مقتل ابی مخنف صفحہ ۴۴، جلاء العیون صفحہ ۳۷۶)

امام حسین رضی اللہ عنہ کے بلانے والے ہی آپ کے قاتل بنے۔ (جلاء العیون صفحہ ۳۸۱)

آپ کے مقابل میدانِ کربلا میں سب کوفی تھے کوئی حجازی و شامی نہ تھا۔

(مقتل ابی مخنف صفحہ ۵۲)

میدان کربلا میں شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد قافلہ اہل بیت کو لوٹنے والے اور رونے والے سب محبین (شیعہ) تھے۔ (نور العین صفحہ ۱۳۸، مقتل ابی مخنف صفحہ ۹۷، انوار نعمانیہ ۳/۲۴۶)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کوفہ میں روتا ماتم کرتے دیکھ کر امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم پر نوحہ وگریہ (ماتم) کرنے والو تمہارے سوا ہمارا قاتل کون ہے۔ (جلاء العیون صفحہ ۴۲۳، احتجاج طبرسی ۲/۱۶۵)

سرکار سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے اہلِ کوفہ تم نے ہمیں خود قتل کیا خود روتے گریہ کرتے ہو تم کم ہنسو گے زیادہ روؤ گے۔

(جلاء العیون صفحہ ۴۲۴، احتجاج طبرسی ۲/۱۱۰، مناقب ابن شہر آشوب ۴/۱۱۵)

دیگر خواتین اہلِ بیت نے بھی اہلِ کوفہ کو یوں ہی مخاطب کیا۔

(جلاء العیون صفحہ ۴۴۵، احتجاج طبرسی ۲/۱۰۶)

ہم نے اختصار سے کام لیا ہے ورنہ تفصیلی عبارات و دلائل سے نقل کرتے۔ بہرحال یہ یقیناً ثابت ہو گیا کہ یہ کسی مُلاں کی بنائی ہوئی کہانی نہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل شیعہ ہیں یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔

رہا اہل سنت کی نصرت کا مسئلہ تو جب تم کو خود تسلیم ہے کہ اہل کوفہ سب شیعہ تھے تو پھر اہل سنت کی نصرت کیسی اگر اہل سنت وہاں ہوتے، تو وہ خود امام کے ساتھ ہی اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے اس سنگین صورت کا دیگر بلاد و شہروں میں کب معلوم تھا۔ بلکہ اہلِ مکہ نے احتیاط کے طور پر متعدد افراد کو آپ کے ہمراہ کیا جو آپ کے ساتھ ہی شہید ہوئے۔ اہلِ مکہ و مدینہ کے لوگ تو سرکار حسین رضی اللہ عنہ کے شیدائی تھے۔ ان کا اہلِ سُنّت ہونا خود شیعہ اکابر کو بھی تسلیم ہے۔ سرکار حسین رضی اللہ عنہ کے شیدائی وہی تھے۔ شوستری نے کہا کہ اہلِ مکہ و اہلِ مدینہ میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی محبت غالب تھی (گویا وہ اہل سنت تھے)۔ (مجالس المؤمنین ۱/۵۵)

اس اعتبار سے کربلا میں سرکار حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھی جو شہید ہوئے وہ سب اہل سنت ہی تھے۔ اور آپ کے مدمقابل شیعہ اور آپ کے قاتل بھی شیعہ تھے۔ اس اعتبار سے شیعہ کا اعتراض لغو اور بر بنائے جہالت ہے جو کہ ان کو مفید نہیں ہے ورنہ کتب شیعہ میں اہل بیت کی شدید ترین گستاخیاں موجود ہیں۔

مثلاً سرکار سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے موقع پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرکار علی رضی

اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے علی رضی اللہ عنہ رات جب تک میں نہ آؤں فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مخصوص کام نہ کرنا۔ (جلاء العیون صفحہ ۱۳۰، فارسی ۱/۲۵۱ مترجم اردو، تہذیب المتین ۱/۸۲)

زرارہ شیعہ مذہب کا بنیادی راوی کہتا ہے کہ اگر میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی باتیں بیان کروں تو لوگوں کے عضو تناسل تن جائیں گے۔ (رجال کشی ۱/۳۴۶)

پھر کتب شیعہ میں امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا یزید کی بیعت کر لینا مرقوم ہے۔

(کتاب الروضہ ۳/۱۱۰، ملحقہ فروع کافی، جلاء العیون صفحہ ۵۰۰)

اس طرح کی سینکڑوں گستاخیاں ان کی کتب میں موجود ہیں کیا یہ محبت اہل بیت ہے۔ اہل بیت کے حقیقی محب اہل سنت ہیں اور شیعہ اہل بیت کے حقیقی دشمن اور جھوٹی محبت کے دعوے دار ہیں۔

8- سرکار سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حسبنا کتاب اللہ کہنے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طبع مبارک کی رعایت مقصود تھی۔ اس سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالی کو رد کرنا مقصود نہ تھا۔ امام بیہقی نے یہی تحریر کیا ہے۔ (دلائل النبوت ۷/۱۸۴)

سرکار عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مقصود تو صرف اتنا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت مبارکہ میں راحت و سکون آ جائے۔ شدت زائل ہونے کے بعد تحریر لکھوالی جائے، پھر سرکار عمر رضی اللہ عنہ کا یہ جملہ اگر اس موقع پر غلط تھا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سکوت کیوں اختیار فرمایا۔ اس پر انکار کیوں نہ فرمایا۔ اس لیے کہ اللہ کے نبی امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کسی منکر اور معصیت پر ہرگز سکوت نہ فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ اس پر انکار فرمایا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سرکار عمر رضی اللہ عنہ کا یہ جملہ اس موقع غلط نہ تھا۔ پھر حسبنا کتاب اللہ سے مراد یہ ہرگز نہیں کہ سنت نبوی و ارشادات کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے کہ حسبنا اللہ و نعم الوکیل کا یہ مطلب و مفہوم ہرگز کوئی عقل مند نہ لے گا کہ اللہ کافی ہے اور رسول کی نبوت کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہذیان کا جملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا شیعہ کی نری بکواس ہے۔ اس لیے کہ ھجر استفھموہ کے الفاظ سے ہذیان مراد نہیں، ان کی خباثت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL
ISLAMIA ACADEMY

ہے۔ محدثین کرام فرماتے ہیں ھجر، یھجر کے معنی فراق اور جدائی کے ہیں۔ یہاں صحابہ کرام کی مراد حضور اقدس ﷺ کی جدائی ہے۔ اور اگر بفرض غلط وہی مانا جائے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ دیگر روایات میں اھجر کے الفاظ ہیں انہوں نے بطور استفہام انکاری کے استعمال کیا ہے، استفہام تقریری کے نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جن صحابہ کرام نے یہ جملہ بولا ہے انہوں نے ہذیان کے انکار کے طور پر ذکر کیا ہے، نہ کہ اثبات کے طور پر۔ اس لیے اس جملے کے کہنے والے وہ حضرات تھے جو تحریر کے حق میں تھے اور جو تحریر کے حق میں نہ تھے وہ ان کے قول کا رد کرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ حضور اقدس ﷺ کو ہذیان ہرگز نہیں ہوا۔ اس لیے ہمیں حضور اقدس ﷺ کے فرمانِ عالی کے موافق قرطاس حاضر بارگاہ کرنا چاہیے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا، اس قول کے قائل حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہ تھے بلکہ دیگر اور حضرات تھے۔ اس لیے کہ یہ جملہ قالوا کے بعد آیا ہے۔ جب روایات میں قال کی بجائے قالوا مذکور ہے اور اگر اس کو استفہام تقریری کے طور پر تسلیم کیا جائے، تو ھجر اور استفھموہ عبارت بے ربط اور بے جوڑ ثابت ہوگی۔ ثابت ہوگیا کہ یہاں استفہام انکاری مراد ہے۔

اسی کو امام کرمانی نے امام نووی کے حوالہ سے بیان کیا ہے۔ (کرمانی شرح بخاری ۱۶/۲۳۵)

یا یہ ھجر حقیقی طور پر ھجر فراق جدائی اور ہجرت کے معنی میں ہے جیسا کہ اوپر بھی مذکور ہوا، جو وصل کی ضد ہے۔ یعنی کیا حضور اقدس ﷺ اس دُنیائے فانی سے ہجرت فرما رہے ہیں۔ یعنی ہجر کا فعل ماضی سے اطلاق و استعمال کیا ہے اس کا یہ معنی قرآن مجید سے بھی ثابت ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

واھجرھم ھجرا جمیلا۔ (مزمل:۱۰)

''اور ان کو خوبی کے ساتھ چھوڑ بیٹھو، اور میل کچیل کو دھوڈالا''۔

واھجرنی ملیا۔ (مریم:۴۶)

''اور ایک عرصہ کے لیے مجھ سے جدا ہوجا''۔

ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا۔ (فرقان:۳۰)

MAKTAB-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

''میری قوم نے قرآن کو بالکل چھوڑ دیا تھا''۔

واھجرو ھن فی المضاجع۔(نساء:۳۴)

''اوران کے بستروں پران کو چھوڑ دو''۔

والرجز فاھجر۔(مدثر:۵)

''اورمیل کچیل کو دھوڈال''۔(ترجمہ مقبول)

امام ابنِ حجرعسقلانی بھی یہی لکھتے ہیں کہ ھجر کے معنی چھوڑ دو۔یہ لفظ وصل کی ضد ہے۔ھجر کا یہ معنی زیادہ صحیح ہے۔(فتح الباری۹/۱۹۸)

اس معنی کے درست ہونے کی دو دلیلیں ہیں:

اولاً تو حضور سید عالم ﷺ نے ایام علالت میں ارشاد فرمایا کہ کاغذ قلم لاؤ، تاکہ میں تمہیں تحریر لکھ دوں۔جس کی وجہ سے تم کبھی گمراہ نہ ہوگے۔اس میں کون سی بات خلاف عقل ہے۔جس کو ہذیان کے لفظ سے تعبیر کیا جاسکے۔

ثانیاً ھجر کے بعد استفھموہ ہے۔اگر ھجر کے معنی ہذیان کے ہوں تو استفھموہ کے ساتھ ربط بالکل غلط ہو جاتا ہے اور بر سبیل تنزل اگر ھجر کے معنی ہذیان کے تسلیم کر لیے جائیں۔تو بخاری شریف میں سات جگہ یہ حدیث آئی ہے۔اور ہمزہ استفہام کے ساتھ اور دیگر کتب حدیث میں بھی ہمزہ استفہام کے ساتھ مذکور ہے۔تو اس اعتبار سے معنی وہ ہے جو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔یعنی حضور اقدس ﷺ کے حکم مبارک میں توقف کیوں کرتے ہو۔حضور ﷺ کو ہذیان ہرگز نہیں ہوا۔اس معنی سے بھی اعتراض کی بنیاد ختم ہوگئی۔

شیعہ کو چاہیے کہ وہ سند صحیح ثابت کریں کہ یہ مقولہ سرکار عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔

ھجر کا معنی ہذیان کے علاوہ نہیں ہوسکتا۔اور اس معنی کے سوا کوئی دوسرا معنی یہاں چسپاں نہیں ہوسکتا۔

ہماری قدرے تفصیلی قدرے گفتگو سے شیعہ کے اعتراض کا جواب ہوگیا اب آخر میں ہم اپنے مختار معنی فراق جدائی کے ثبوت میں ایک مرفوع حدیث پیش کرتے ہیں کہ رسول

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

لا یحل المسلم ان یهجر اخاه فوق ثلاثة ایام او کما قال علیه الصلوٰة والسلام۔ (ابوداؤد ۲/۳۱۷)

''کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ اپنے کسی دینی بھائی سے تین دن سے زیادہ گفتگو ترک کرے''۔

تو کیا یہاں ہجر کے معنی ہذیان اور بکواس کے ہوں گے کہ کسی مسلمان کو تین دن سے زیادہ گالی بکنا جائز نہیں ہے۔ ایسا مفہوم کوئی شیعہ ہی لے سکتا ہے جس کا عقل سے دور کا بھی واسطہ نہ ہو۔ (حدیث قرطاس پر ہم نے کتاب الجنائز میں تفصیلی لکھا ہے)

9- سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بغض میں کس قدر چالاکی اور عیاری سے سوال مرتب کیا ہے وگرنہ خلافت صدیقی تو خود کتب شیعہ سے بھی ثابت ہے۔ تدفین سے قبل ہی ہر نبی کے خلیفہ پر اُمت کا اتفاق ہوتا تھا۔ اور نبی کے اس خلیفہ کی موجودگی میں ان کی تجہیز و تکفین کا بندوبست ہوتا تھا۔ وگرنہ کوئی شیعہ بتائے کہ کسی پیغمبر کی تدفین خلیفہ کے تقرر و تعین کے بغیر ہوئی ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ دیگر انبیاء کی مثال ہے موقع محل پر نہیں ہے اس لیے کہ وہاں ایک پیغمبر کے بعد دوسرا پیغمبر اس کا خلیفہ بنتا تھا۔ اس کی نبوت و خلافت پر نص جلی کا ہونا ضروری تھا۔ مگر شریعت محمدیہ کئی اصول و فروع میں ان سے مختلف ہے۔ یہاں تو اس شریعت کے صاحب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم کر دی گئی۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ مثل انبیاء کے خلفاء کے نہیں ہے۔ یہاں نص جلی کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط نص خفی اور پیشن گوئی کے ساتھ اُمت کا اتفاق کافی ہے۔ مگر سابقہ اُمم کی طرح یہاں بھی یہی اصول ہے کہ اُمت قائد و خلیفہ کے بغیر نہ ہو۔ چنانچہ مزاج شناسانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور فضلا دبستان نبوت صحابہ کرام نے تدفین سے قبل چند لمحات میں سرکارِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر کے یستخلفنهم فی الارض کا وعدہ باری تعالیٰ سچ کر دکھایا۔

عمرو بن حریث نے سرکار سعید بن زید رضی اللہ عنہ من عشرہ مبشرہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال باکمال کے وقت آپ موجود تھے۔ فرمایا: ہاں۔ عمرو نے عرض کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کب ہوئی۔ فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال باکمال کے روز صحابہ کرام نے اسے مکروہ جانا دن کا کچھ حصہ بغیر جماعت ماتحت خلیفہ کے رہیں اس نے عرض کیا کہ کیا کسی نے مخالفت بھی کی۔ فرمایا نہیں۔ اس نے عرض کیا کہ کیا مہاجرین میں سے کوئی پیچھے رہا۔ فرمایا نہیں۔ بلکہ تمام مہاجرین نے خود بیعت کر لی۔

اگلی متصل روایت میں ہے سرکار علی رضی اللہ عنہ اس وقت گھر میں تھے جب ان کو خبر ملی۔ تو آپ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور تاخیر کو ناپسند کیا اور بیعت کر کے آپ کے پاس بیٹھے رہے۔

(طبری ۳/ ۲۰۷)

خود شیعہ کے ہاں یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ نبی یا امام کا خلیفہ اس کے آخری لمحات میں بنایا جاتا ہے۔ اصول کافی میں ہے کہ اس سوال کہ عہدۂ امامت کب ملتا ہے، کے جواب میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پہلے امام کی زندگی کے آخری لمحات میں۔ (اصول کافی ۱/ ۲۷۵)

سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ہی سرکار امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے منبر پر جلوہ گر ہو کر خطبہ دیا پھر حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ منبر سے اُترے، تو حاضر لوگوں نے آپ کی بیعت امامت کی۔ (جلاء العیون صفحہ ۲۱۹)

جب شیعہ مذہب میں امام پہلے کی شہادت وموت کے بعد ہی امام بن جاتا ہے اور اس کی بیعت بھی ہو جاتی ہے تو سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کے تقرر پر کیا اعتراض ہے۔ حالانکہ یہ سنت انبیاء ہے۔ پھر خلیفہ کا تقرر اس لیے بھی ضروری تھا کہ منافقین اور دیگر دشمنانِ اسلام کے منصوبوں کی وجہ سے اہلِ اسلام کو خطرہ تھا۔ اور اس لیے بھی کہ اُمت کا ہر کام خلیفہ کی نگرانی میں ہو۔ کسی امر میں اختلاف نہ ہو جائے، شورش نہ ہو۔ اس موقع پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین مبارکہ میں اختلاف پیدا ہو گیا تو سرکار صدیق رضی اللہ عنہ کے ارشاد نبوی پیش کرنے پر اختلاف رفع ہوا۔ (شمائل ترمذی صفحہ ۲۷، طبری ۳/ ۲۱۳)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تجہیز وتکفین کے متعلق وصایا سرکار صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی

فرمائے تھے۔ جو بامر نبوی آپ نے دوسروں پر تقسیم فرمائے۔

(جلاء العیون صفحہ ۷، حیات القلوب ۲/۶۹۵)

بیعت امام ایک اسلامی فریضہ تھا۔ جو بہرحال ادا کرنا ہی تھا، اگر تدفین سے قبل سرانجام پا گیا تو شیعہ کو کیا تکلیف ہے۔ اس لیے کہ سرکار علی رضی اللہ عنہ نے تو اس میں دخل اندازی نہ کی بلکہ خود اس موقع پر سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان مسجد نبوی میں مجمع عام میں فرمایا شیعہ کی تفسیر قمی و صافی میں مرقوم ہے، سرکار امام باقر سے مروی ہے کہ سرکار علی رضی اللہ عنہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال باکمال کے بعد مسجد میں لوگوں کے بھرے اجتماع میں آیت کریمہ الذین کفروا و صدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالھم کی تلاوت فرماتے ہیں۔ سرکار ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تلاوت کا مقصود دریافت کرتے ہیں سرکار علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ نے قرآن میں فرمایا جو تمہیں رسول دیں وہ لے لو جس سے منع کریں رک جاؤ، تو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گواہ ہو جاؤ کہ آپ نے سرکار ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ (تفسیر صافی ۲/۵۶۱، تفسیر قمی ۲/۳۰۱)

10- سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے وارث جائیداد کے ہونے کے شیعہ مدعی ہیں اور مدعی کے ذمے ثبوت ہوتا ہے وہ اس کا صحیح روایات سے ثبوت پیش کریں۔ شیعہ اس کی ایک مثال ہی ایسی پیش کریں کہ کسی نبی کا ایسا کمایا ہوا مال یا ترکہ ان کی سب اولاد میں بطور وراثت شرعی پورا پورا تقسیم ہوا ہو، جب خود شیعہ ایسی دلیل پیش کرنے سے مفرور ہیں تو اہلِ سُنّت کے ذمے ان کا الزام باطل و مردود ہے۔

معترض نے اصل میں باغ فدک کی طرف اشارہ کیا ہے جو کہ مال فئی تھا۔ اور مال فئی کے مصارف قرآن مجید میں سورۃ حشر میں مذکور و مرقوم ہیں۔ یہ جائیدادیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تحویل میں تھیں کسی بھی مسلمان مجاہد کا اس میں معین حصہ نہ تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اسے سرف اپنی صوابدید پر مذکور بالا مصارف جو سورۃ حشر میں مرقوم ہیں کی بیشی سے کُلًا یا جزًا خرچ کرتے تھے اور اس سے اپنا خرچ بھی نکالتے تھے اصول کافی میں خود مرقوم و مذکور

ہے کہ یہ جائیداد پیغمبر کے بعد اس کے جانشین کی تحویل میں چلی جاتی ہے۔ اور وہ اپنی صوابدید کے مطابق عمل و تصرف کرتا ہے۔ اور اس میں سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وہی طریقہ اختیار کیا جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ شیعہ کہتے ہیں کہ باغ فدک رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا تھا اور آپ کا اس پر قبضہ تھا۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر ایسا ہی ہے جیسا تم بیان کرتے ہو تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وراثت کا دعویٰ کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ یہ ساری کہانی ہی من گھڑت ہے۔ قرآن مجید نے سورۃ حشر میں مالِ حُسن فیٔ کے مصارف یہ بیان کیے ہیں وہ اللہ کا اور رسول کا قرابت داروں کا یتیموں مسکینوں مسافروں کا۔ تو جب اس کے مصارف قرآن مجید سے ثابت ہو گئے تو شیعہ کا دعویٰ ہی باطل ہو گیا۔ پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زہد و تقویٰ پر سینکڑوں دلائل قائم ہیں۔ خود سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے گھریلو خدمت کیلئے خادم مانگا۔ مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سب لوگوں میں تقسیم کے باوجود سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نہ دیا۔

(بخاری ۱/۴۳۹، من لا یحضرہ الفقیہ ۱/۲۱۱، ابوداؤد ۲/۶۴)

جب غلام نہ دیا تو پورا باغ کیسے دے دیا۔ لہٰذا شیعہ کا استدلال باطل ہے۔ رہا پیغمبر کا ترکہ صدقہ ہونا اور مالی ترکہ نہ ہونا یہ تو مسلمہ امر ہے۔ جو کتب سُنی و شیعہ دونوں سے ثابت ہے۔ بلکہ صراحت نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنی وراثت کی خبر دی۔ ایام علالت میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئیں تو عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میرے دو صاحبزادے حسن حسین رضی اللہ عنہما ہیں ان کو اپنی وراثت دے جائیں۔ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حسن رضی اللہ عنہ کی میراث میری ہیبت و رعب ہے اور حسین رضی اللہ عنہ کیلئے میری بہادری ہے۔ (خصال ابن بابویہ صفحہ ۳۹)

پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا ورثہ نہ دینار تقسیم ہوں گے نہ درہم میری بیویوں کے خرچ اور خادموں کے نفقہ سے جو بچے وہ صدقہ ہوگا۔

(ابوداؤد ۲/۵۱، بخاری ۱/۴۳۷، مسلم ۲/۹۰)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

یہ روایت متعدد صحابہ کرام سے مروی ہے جن میں حضرت ابن عمر، سرکار عثمان، عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، زبیر بن عوام، سرکار عباس رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ بیشک علماء انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں بیشک انبیاء نہ دینار کے وارث بناتے ہیں نہ درہم کے وہ تو صرف علم کا وارث بناتے ہیں۔ (رواہ ابوداؤد والترمذی وابن ماجہ احمد فی مسندہ امالی ۴/ ۳۷)

مزید رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم وارث کسی کو نہیں بناتے جو چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے سرکار فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اس روایت کی سرکار علی اور سرکار عباس رضی اللہ عنہما نے بھی تصدیق کی۔ (بخاری ۲/ ۵۷۵)

ابن کثیر نے دس صحابہ سے یہی روایت مروی بتلائی ہے۔ (البدایہ والنہایہ ۵/ ۲۸۷)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء وارث نہیں ہوتے درہم و دینار کے بلکہ وہ مالک ہوتے ہیں اپنی احادیث کے۔ (اصول کافی ۱/ ۳۲، قرب الاسناد صفحہ ۴۴)

سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بھی اسی طرح فرمان منقول ہے: من لا یحضرہ الفقیہ۔ (۲/ ۳۴۶)

جب دلائل قاہرہ سے ثابت ہوگیا تو یہ روایت صحیح ہے۔ تو معترض کا سوال ہی عبث ثابت ہوا، ازواج و دیگر اہل بیت کے لیے خرچ کا استثناء تو حدیث سے مذکور ہو چکا ہے۔

پھر اگر یہ ظلم ہی ہوا۔ نعوذ باللہ تو سرکار علی رضی اللہ عنہ اپنے دور میں اسے اہل بیت کے نام الاٹ کر دیتے پھر اس سوال کے جواب میں سرکار علی رضی اللہ عنہ نے خود فرمایا کہ مجھے اس کام سے حیا آتی ہے جو سرکار ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے نہ کیا۔ (شرح نہج البلاغۃ ابن ابی حدید ۴/ ۸۶)

سرکار امام باقر نے قسم اٹھا کر فرمایا کہ باغ فدک کے مسئلہ میں ہم سے ظلم نہ ہوا، سرکار ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رائی کے دانہ کے برابر بھی ظلم نہ کیا۔ (ابن ابی حدید ۴/ ۸۲)

غور کیجیے کہ باغ فدک مسئلہ جس انداز میں شیعہ پیش کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حق مانگا انہوں نے دھکے دیئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لات ماری گھر کو

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

آگ لگادی وغیرہ۔ نعوذ باللہ من ذٰلک۔

یہ اہل بیت کی صریح توہین نہیں ہے تو کیا ہے۔ پھر یہ سرکار علی رضی اللہ عنہ کی غیرت کو للکارنا نہیں ہے، تو کیا ہے۔ بلکہ کتب شیعہ میں یہاں تک مرقوم ہے سرکار فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس مسئلہ میں سرکار علی رضی اللہ عنہ کو سخت الفاظ میں ڈانٹا۔ اب تم رحم مادر میں بچے کی طرح گھر میں چھپ گئے ہو وغیرہ۔ (حق الیقین ۱/ ۱۲۵)

یہ وہ امور ہیں جو شیعہ کے گستاخ اہل بیت ہونے کو کافی وشافی ہیں ہم نے لا نورث روایت کی ثقاہت وتخریج فریقین کی کتب سے بیان کردی ہے۔ اور معترض کے سوال میں مذکور ازواج ودیگر اہل بیت کے خرچ کا استثناء بھی حدیث کے صریح الفاظ میں دکھادیا ہے۔

۱۱۔ یہ آیت کریمہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ان وقائع کو شامل نہیں ہے۔

اولاً، اگر ان کو اس میں شامل مانا جائے، تو قرآن مجید کی بیشمار آیات سے تعارض اور مخالفت لازم آتی ہے۔ جن میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مقبول الایمان اور جنتی اور رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کی بشارات دی گئی ہیں۔ لہٰذا اس آیت کریمہ کی تاویل و توجیہ آسان ہے اور سینکڑوں محکم آیات سے اعراض خالص گمراہی و بے دینی ہے۔ لہٰذا اس آیت سے ان آیاتِ کثیرہ کے معارض استدلال باطل ہوا۔

ثانیاً آیت مذکورہ کی شرائط وقائع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر صادق نہیں آسکتیں۔ اہل نہروان میں بالاتفاق ایمان کی شرط نہیں تھی اہل جمل کے ساتھ معرکہ میں قصد وارادہ نہ تھا۔ اس کا ثبوت وذکر آگے آئے گا، اہل صفین میں گو ایمان کامل اور فی الجملہ قصد وتعمد پایا گیا مگر وہ تاویل پر مبنی تھا۔ سورۃ حجرات کی آیت میں تاویلاً قتال کا جواز موجود ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی سرکار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کا نہج البلاغہ میں اہلِ صفین کے متعلق فیصلہ تو ان کو قطعی مومن اور مسلمان بتلاتا ہے۔ اور ان کی تنقیص شان سے روکتا ہے۔ اس اعتبار سے سرکار علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی یہ آیت اہلِ صفین کو شامل نہ رہی۔

ثالثاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں نیک نیتی سے قتال ہو گیا آیت میں قتل پر وعید ہے۔ قتل و

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

قتال میں فرق نہ کرنا بے انصافی ہے۔

اب ہم ان کی کتب شیعہ سے اس سوال کا الزامی جواب نقل کرتے ہیں۔ معترض کا یہ فتوی بالا خود سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر فٹ آتا ہے۔ اس لیے کہ سرکار علی رضی اللہ عنہ اشجع الناس اور شیر جنگ تھے۔ ان جنگوں میں سفک دعا رسرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر سے ہوا۔ خود سرکار علی اس کی ذمہ داری اپنے سر لیتے ہیں۔ زرین جیش کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے ہی فتنہ کی آنکھ پھوڑی ہے۔ اگر میں نہ ہوتا تو نہ اہل نہروان قتل ہوتے اور نہ جمل والے۔ (کشف الغمہ صفحہ ۲۳۱)

اہلِ نہروان بھی بظاہر قوم کفار نہ تھی اور نہ ہی سرکار امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی تھے۔ بلکہ وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے شیعہ تھے۔ جن کے ہاں امامت منصوص من اللہ تھی۔ اور اس کے بارے شوریٰ کے فیصلوں کو باطل جانتے تھے۔ کشف الغمہ میں ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب (شیعہ) میں سے ۴۰۰ کی جماعت الگ ہوگئی۔ جو بڑے نیک اور عبادت گزار تھے۔ انہوں نے کوفہ سے نکل کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کھلی مخالفت شروع کر دی وہ کہتے تھے کہ فیصلہ تو اللہ کا مانا جاتا ہے جو بندے خدا کی نافرمانی کریں ان کی اطاعت کیسی ان کے ساتھ مزید آٹھ ہزار (شیعہ) مل گئے اور یہ بارہ ہزار ہوگئے۔ (کشف الغمہ صفحہ ۲۶۴)

ان غدار شیعہ سے سرکار علی رضی اللہ عنہ کو وہ جنگ کرنا پڑی جس کی خبر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ارشاد فرمادی تھی کہ اس گروہ کو وہ جماعت قتل کرے گی جو حق کے قریب ہوگی۔ چنانچہ سرکار علی رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کر کے اللہ کا شکر ادا کیا۔ (تاریخ طبری ۵/۸۹)

اب معترض کا فتوی خود ساختہ خود سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر لگ رہا ہے۔ بتلایئے کیا یہ محبت علی رضی اللہ عنہ ہے یا دشمنی علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہے۔ اہلِ جمل کے شہداء کے حوالہ سے یہ بات بنیادی ہے کہ سرکار سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بلوائیوں نے مدینہ منورہ پر قبضہ کر لیا اور اہلِ اسلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت پر تنگی شروع کر دی گئی۔ اور بلوائیوں کے اس قبضے کا سرکار علی رضی اللہ عنہ کو اقرار ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے قصاص کے مطالبے کے

لیے سرکار ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت طلحہ و زبیر اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام نکلے اور غدار شیعہ نے سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ان کے خلاف اُبھارا۔ دونوں فریق آمنے سامنے ہو گئے۔ سرکار علی رضی اللہ عنہ نہ ہی قصاص سے انکاری تھے اور نہ ہی سرکار اُم المومنین رضی اللہ عنہا وغیرہ صحابہ کرام سرکار علی رضی اللہ عنہ کے باغی و مخالف بلکہ وہ تو فراہمی لشکر سے سرکار علی رضی اللہ عنہ کی قصاص کے سلسلے میں معاونت کرنا چاہتے تھے چنانچہ مصالحت کی بات چیت مکمل ہو گئی۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سرکار حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اپنا قاصد بھیج کر بتلایا کہ وہ بلاشبہ صلح و اتفاق کے لیے آئی ہیں۔ پس دونوں طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ (طبری ۴/۴۸۹)

پھر سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ محبت دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سرکار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے پر پھر خلیفہ حضرت عمر پر پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جمع کر دیا۔ پھر اُمت میں یہ اختلاف کا حادثہ پیش آیا۔ یہ فتنہ باز (شیعہ) دُنیا کے طالب ہیں اس اُمت پر اللہ کی نعمت اتفاق پر حسد کرتے ہیں اسلام اور اس کی اصلاحات کو پسِ پشت ڈال کر دورِ جاہلیت میں لانا چاہتے ہیں پھر فرمایا سنو میں کل واپس ہونے والا ہوں تم بھی واپس چلو۔ اور میرے ساتھ ان میں سے کوئی بھی نہ چلے۔ جس نے قتل عثمان رضی اللہ عنہ میں مدد کی ہو۔ (طبری ۴/۴۹۳، البدایہ والنہایہ ۷/۳۳۹، ابنِ خلدون ۲/۱۰۷۹)

اس خطبہ کے بعد تمام بلوائیوں کے لیڈر جمع ہوئے اور یہ تمام ڈھائی ہزار کے قریب تھے ان میں صحابی کوئی بھی نہ تھا۔ اور کہنے لگے یہ عجیب بات ہے کہ اللہ کی قسم حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ کی کتاب کو قتل عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ کرنے والوں سے زیادہ جانتے ہیں۔ اور اس بات پر عمل کرنے کے زیادہ قریب ہیں اور تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ سُن چکے ہو تم دونوں لشکروں کے درمیان ان میں گھل مل کر سو جاؤ، رات میں اُٹھ کر تلوار چلانا شروع کر دینا۔ علی رضی اللہ عنہ کے لشکری کہیں گے کہ طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما وغیرہم نے غداری کی ہے۔ اور وہ کہیں گے کہ علی رضی اللہ عنہ نے غداری کی ہے۔ اور تم اس تدبیر سے قصاص سے بچ جاؤ گے۔ اور مسلمان فتنہ میں مبتلا ہو جائیں گے جو تمہارا مقصود ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ سرکار علی رضی اللہ عنہ اور سرکار اُم

المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بہت روکنے کی کوشش کی۔ مگر اس کی روک تھام نہ ہو سکی اس لیے کہ ہر فریق سے گمان کر رہا تھا کہ دوسرے نے بد عہدی کی ہے۔ اس صورت حال میں ان تمام تر امور کی ذمہ داری ان بلوائیوں پر عائد ہوتی ہے۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام نہاد منتخب (شیعہ) بنے ہوئے تھے تو معترض کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس آیت کا مصداق ٹھہراتی اس کی خباثت ہے۔ پھر سرکار علی رضی اللہ عنہ کے سامنے کسی نے اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بکواس کی تو سرکار علی نے فرمایا کہ اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مومنوں کی ماں ہیں اور تم اپنی ماں کے بارے بکواس کرتے ہو۔ تو جو بکواس کرے گا اس نے ضرور کفر کیا ہے۔ (مناقب ابن شہر آشوب ۲/۱۴)

کیا سرکار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس آیت کے مصداق سے بے خبر تھے اور تمہیں صدیوں بعد اس کی خبر ہو گئی۔

اہل صفین کا معاملہ بھی اس کے قریب ہی ہے۔ اس میں بھی مصالحت کی بیشمار کوششیں کی گئیں مگر سبائیوں کی سازشوں کی وجہ سے حالات سنگین تر ہوتے گئے اور یہ جنگ صفین کی صورت اختیار کر گیا اس کی بنیاد بھی وہی ہے جو اہلِ جمل کی ہے۔ یعنی قصاص کا مطالبہ، مگر اس سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان تمام مقتولین کے قتل کا ذمہ دار ٹھہرا کر آیت مذکورہ کا مصداق بتلانا معترض کی خباثت ہے۔ پوری اُمت مسلمہ خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سرکار علی المرتضیٰ سرکار امام حسن سرکار امام حسین رضی اللہ عنہم تو اس کا مصداق سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہیں ٹھہراتے ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں اگر تمہارے نزدیک سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہی اس آیت کے مصداق ہیں تو سرکار علی رضی اللہ عنہ اس جنگ کے بعد سرکار معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنے بھائی قرار دے کر ان سے صلح کرنا اور سیدنا امام حسن و حسین کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا ان کو حکومت دینا کیا یہ ظاہر کرتا ہے کہ ایک ابدی جہنمی سے سرکار حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے بیعت کی۔ نعوذ باللہ من ذلك۔

تمہارے اس خبیث استدلال و فتوی سے سرکار علی اور سرکار امام حسن و امام حسین

رضی اللہ عنہم بھی محفوظ نہیں رہتے۔ پھر کیا ابدی جہنمی کے لیے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دعائیں فرماتے رہے۔ نعوذ باللہ۔

حالانکہ اس پر اُمت کا اتفاق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے رحمت یقیناً مستجاب ہے۔

ان مقتولین کے قتل کے ذمہ دار سرکار معاویہ رضی اللہ عنہ نہیں بلکہ قاتلین عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ہاں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا سرکار علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں آنا اجتہادی خطا ہے۔ اس کو ایمان و کفر کی لڑائی سمجھنا بے وقوفی اور جہالت ہے۔ خود سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کا فیصلہ فرمایا کہ میرا اور معاویہ رضی اللہ عنہ کا رب ایک، نبی ایک، اسلام کی دعوت ایک۔ ہم ان پر اللہ پر ایمان اور نبی کریم کی تصدیق میں کمی وزیادتی کا دعویٰ ہرگز نہیں کرتے اور نہ ہی وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ ہمارا اختلاف خون عثمان غنی میں ہے حالانکہ ہم اس سے بری ہیں۔ (نہج البلاغہ ۲/۱۱۴)

مزید ارشاد فرمایا کہ ان (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) کی طرف کفر کی نسبت نہ کرو۔ اور ان کے بارے کلمات خیر ہی ادا کرو اس لیے کہ ہم نے گمان کیا کہ انہوں نے ہمارے ساتھ بغاوت کی ہے اور یہی گمان انہوں نے کیا۔ (ابن عساکر ۱/۳۲۹)

نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان حضرات (جمل و صفین) کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ان کی طرف کفر و شرک کی نسبت نہ کرو اس لیے کہ وہ ہمارے بھائی ہیں جنھوں نے ہمارے ساتھ بغاوت کی ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۸/۷۰۷، سنن کبریٰ للبیہقی ۸/۱۷۳، تفسیر قرطبی ۱۶/۳۲۳)

یہی روایت شیعہ کی معتبر کتاب قرب الاسناد صفحہ ۴۵ پر ہے۔ مزید ارشاد فرمایا کہ ہم ایک دوسرے کی تکفیر نہیں کرتے۔ ہم دونوں اپنے آپ کو حق پر تصور کرتے ہیں۔

(قرب الاسناد صفحہ ۴۵)

مزید یہ کہ سرکار علی رضی اللہ عنہ ان پر کفر کا اطلاق درست نہیں مانتے۔ پکا مومن ہونا فرماتے ہیں۔ (ابن عساکر ۱/۳۴۰، المنتقی الذہبی صفحہ ۲۲۵)

اب معترض کو سوچنا چاہیے کہ اس کے اس خبیث استدلال اور فتویٰ کے ذمہ دار سرکار علی بنتے ہیں۔ پھر سرکار رضی اللہ عنہ ۔ دونوں طرف کے مقتولین کو جنتی قرار دے دیا۔

(مجمع الزوائد ۵/۳۵۶)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

اب معترض بتائے کہ اس آیت کا مصداق کون ہے۔اس کی خبیث سوچ کے مطابق تو اس کے فتوی سے سرکار علی رضی اللہ عنہ بھی نہیں بچتے۔پھر سرکار امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی ہے۔اس کو خود شیعہ اکابر نے بھی بیان کیا ہے۔

(دیکھیے: اخبار معرفۃ الرجال المعروف رجال کشی ۱/۳۲۵، جلاء العیون صفحہ ۲۶۰)

معترض کے اس خبیث استدلال سے سرکار حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بھی محفوظ نہیں رہتے۔معلوم ہوا، معترض اہلِ بیت کا محب یقیناً نہیں بلکہ دشمن ہے۔

12- یہ بات درست ہے کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ظاہری میں بعض منافقین موجود تھے۔مگر وہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد کے مقابلے میں ایک فیصد بھی نہ تھے ان کو کثرت بتلانا نری دھوکہ دہی ہے۔صحابہ کرام کی مختلف غزوات میں تعداد بڑھتی گئی حتیٰ کہ غزوہ تبوک میں ۷۰۰۰۰ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔اور حجۃ الوداع میں ایک لاکھ سے بھی زائد حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے اس کو شیعہ عالم نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین صفحہ ۵۳ پر تسلیم کیا ہے۔جبکہ منافقین کی تعداد تین سے چار سو تک مذکور ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان منافقین کی خوب مذمت فرمائی ہے۔اور ان کی خباثت کی نقاب کشائی فرمائی ہے۔اور پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھرے مجمع میں ان کو اہلِ اسلام سے جدا کر کے دفع کر دیا۔ان کی اس ذلت و رسوائی سے وہ اہلِ اسلام سے جدا ہو گئے۔اور اسی طرح یہ لوگ معدوم ہو گئے۔کچھ جو بچے وہ منکرین زکوٰۃ وغیرہ کی صورت میں سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں مقتول ہو کر واصل جہنم ہو گئے۔اس لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال باکمال کے موقع پر وہ باقاعدہ گروپ کی شکل میں تو موجود ہی نہ تھے اور نہ ہی اہلِ اسلام سے ان کا کوئی تعلق تھا جو گروپ کی صورت میں کسی سے الحاق کرتے۔اور نہ ہی انفرادی صورت میں کوئی تعلق پیدا کرتے یا کسی صورت میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شمولیت کرتے۔یہ کیسے ممکن تھا۔اس لیے کہ ان کے نفاق و خباثت کا اظہار تو ہو چکا تھا، جس کی وجہ سے خدا اور رسول نے ان کو مردود بارگاہ کر دیا تھا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

پھر رسول اکرم ﷺ کے وصال باکمال کے بعد بنو ہاشم کو حکومت کے مدمقابل پارٹی کہنا بدترین جھوٹ ہے۔ جب بنو ہاشم کے سردار سرکار علی رضی اللہ عنہما نے سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ تو سب بنی ہاشم نے بیعت صدیقی کر لی تھی۔ اور یہ بیعت صدیقی تو ان حضرات اہلِ بیت کی شیعہ کو بھی مسلم ہے۔ خواہ تقیۃً ہی ہو۔

(دیکھئے: روضہ کافی صفحہ ۱۱۵، احتجاج طبرسی ۱/ ۴۸، اصول کافی ۱/ ۲۴۶)

تو بنی ہاشم مستثنیٰ نہ رہے اور نہ الگ رہے۔ نور اللہ شوستری نے سرکار علی رضی اللہ عنہ سمیت سب بنی ہاشم کا بیعت صدیقی تقیۃً کر لینا بیان کیا ہے۔

حضرت امیر وسائر بنی ہاشم از روئے اکراہ با بی بکر بظاہر بیعت کردند۔

(مجالس المومنین صفحہ ۲۲۴)

اور پھر ان ائمہ اہلِ بیت کی ظاہری موافقت اور اندرونی منافقت نعوذ باللہ اسی طرح بیان کرنا شیعہ کا ہی حصہ ہے۔ کسی مسلمان کو یہ جرأت نہیں ہوسکتی۔

ہماری اس گفتگو سے یہ ثابت ہو گیا منافقین کا معمولی ٹولہ رسول اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ ظاہری اور اس کے متصل ہی خدائی اطلاعات کے مطابق معدوم اور نیست و نابود ہو گیا۔ اس گروہ کو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر منطبق کرنا شیعہ کی خباثت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس لیے کہ منافقین کو رسول اکرم ﷺ نے نام لے لے کر مسجد سے نکالا اور کسی ضعیف روایت سے بھی ان حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نام لے کر نکالنا ثابت نہیں ہے۔ پھر سرکار علی رضی اللہ عنہ کا ان کی مدح و تعریف کرنا ان کے مشیر بننا ان کی اقتداء میں نمازیں ادا کرنا ان سے رشتہ داری کرنا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کامل الایمان اور جنتی ہیں۔ اس کے خلاف نظریہ رکھنے والا یقیناً خود جہنمی ہے۔ اور اہلِ بیت کا دشمن ہے ہم بطور نمونہ صرف ایک ارشاد عالی سرکار علی رضی اللہ عنہ کا نقل کر رہے ہیں۔ سرکار علی نے ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو! میں تمہیں نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ انہیں بُرا نہ کہو۔ اس لیے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے بعد کوئی کام خلاف اسلام نہیں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کیا۔اور نہ ایسا کرنے والوں کو دوست بنایا۔اور نہ پناہ دی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے متعلق بھی یہی وصیت فرمائی ہے۔(بحارالانوار ۲۲/۳۰۶)

اور خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روشن ستاروں کی طرح ہیں جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اختلاف تمہارے لیے رحمت ہے۔

(بحارالانوار ۲۲/۳۰۷،عیون الاخبار ۲/۵۷،انوار نعمانیہ ۱/۱۰۰،معانی الاخبار صفحہ ۱۵۶)

اب معترض کو خود سوچنا چاہیے کہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن درحقیقت خود سرکار علی رضی اللہ عنہ پر طعن ہے۔

13۔ معترض کے بقول سرکار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سمیت خلفاء ثلاثہ کی خلافت قرآن و حدیث سے ثابت نہیں ہے معترض کا یہ کہنا غلط باطل و مردود ہے۔اس لیے کہ ان کی خلافت کے لیے قرآن و حدیث میں متعدد اشارے موجود ہیں اور قطعیت کے ساتھ ان کی خلافت منصوص من اللہ ہونے کا تو ہمارا دعوٰی ہی نہیں ہے بلکہ یہ دعوٰی شیعہ کا سرکار علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلافصل ہونے کا منصوص من اللہ کا ہے۔تو یہ ثبوت تو ان کے ذمے ہے ہم اپنے دلائل تو قرآن و حدیث سے ابھی نقل کریں گے۔اولاً تو اس کا اجماع کو معمولی سمجھنا بالکل اس کی جہالت و حماقت کا منہ بولتا ثبوت ہے اس لیے کہ اس کا ثبوت تو قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔ارشاد باری تعالٰی ہے:

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدٰی و یتبع غیر سبیل المومنین نوله ما تولّٰی و نصله جهنم و ساءت مصیرًا۔(پ۵ سورۃ النسآء)

دخول جہنم کے لیے صرف مخالفت رسول ہی کافی تھی،مگر پھر بھی رب تعالٰی نے مومنین کے راستہ کے غیر کا ذکر کیا ہے۔اس لیے کہ سبیل المومنین اتباع نبوی سے جدا نہیں ہے۔جب اتباع نبوی سے یہ مومنین کا اجماع جدا نہیں ہے تو خلفاء ثلاثہ کی خلافت کیسے مستثنٰی ہوگئی۔

خلفاء ثلاثہ کی خلافت پر اس آیت کریمہ میں اشارہ موجود ہے۔ارشادِ باری تعالٰی ہے:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

وعد اللّٰہ الذین امنوا منکم و عملوا الصّٰلحت لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم و لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضٰی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا۔ (پ ۱۸ سورۃ نور)

اس آیت کریمہ میں خلفاء راشدین کی خلافت کی طرف اشارہ موجود ہے اور جن امور کو ان کی بطور عداوت بیان کیا ہے وہ ان کے ادوار میں کما حقہ موجود تھیں اس پر ہم کتب شیعہ سے بھی دلائل پیش کر سکتے ہیں خوف طوالت کی وجہ سے ترک کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی دیگر آیات اس کے ثبوت پر موجود ہیں۔ صرف اختصار مانع ہے۔ اب ہم خلفاء ثلاثہ کی خلافت پر سرورِ کائنات ﷺ کی چند احادیث بے شمار احادیث میں سے نقل کر رہے ہیں۔

1- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کے لیے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہوتے ہیں آسمان والوں میں میرے دو وزیر جبرائیل و میکائیل علیہما السلام ہیں زمین والوں میں میرے دو وزیر ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

(جامع ترمذی ۲/۲۰۹، مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۶۰، مصابیح السنۃ ۴/۱۶۳، مستدرک للحاکم ۲/۲۶۰، مسند ابن الجعد ۱/۲۹۸، الفردوس /۳۸۲، ابن عدی ۲/۵۱۷)

2- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر و عمر۔

''تم میرے بعد ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کرنا''۔

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۶۰، مصابیح السنۃ ۴/۱۶۲، جامع ترمذی ۲/۲۰۷، سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۰، مستدرک ۳/۲۹۰، صحیح ابن حبان ۱۰/۲۵، مسند امام احمد ۵/۳۸۲)

3- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گزشتہ رات ایک نیک آدمی کو خواب دکھایا گیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منسلک کر دیا گیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور عثمان رضی اللہ عنہ کو عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اُٹھے۔ تو ہم نے کہا کہ اس نیک آدمی سے مراد تو خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور ان کو اس ذمہ داری کو سنبھالنا ہے۔ جس کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

(سنن ابوداؤد ۲/ ۲۸۸، مسند احمد امام ۳/ ۲۵۵، ابن حبان ۱۵/ ۳۴۳، مستدرک ۳/ ۱۰۹، السنۃ لابن ابی عاصم ۲/ ۵۳۷)

3- اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: اے عثمان رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص (خلافت) پہنائے گا۔ اگر لوگ وفی روایۃ منافقین اس کو اتارنا چاہیں تو اسے مت اُتارنا۔

(جامع ترمذی ۲/ ۲۱۰، مسند امام احمد ۶/ ۱۴۶، ابن حبان ۱۵/ ۳۴۶، ابی شیبہ ۷/ ۵۱۵، موارد الظمآن ۱/ ۵۳۹، مستدرک ۳/ ۱۰۶، السنۃ ۲/ ۵۶۲)

اب کتب شیعہ سے چند احادیث پیش خدمت ہیں:

1- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مجلس میں آنے کے وقت فرمایا کہ انہیں اندر آنے کی اور جنت اور میرے بعد خلافت کی بشارت دے دو۔ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھی جنت اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت کی بشارت دے دو۔ (تلخیص الشافی ۳/ ۳۹)

2- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ بے شک ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔ اس کے بعد تیرے والد عمر رضی اللہ عنہ۔

(تفسیر قمی ۲/ ۳۷۶، تفسیر صافی ۴/ ۷۱۶)

3- میرے بعد سلطنت کے مالک والی ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کے بعد تیرے باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ (مجمع البیان ۱۰/ ۳۱۴)

4- تفسیر منہج الصادقین میں اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا تذکرہ فرمایا۔

(تفسیر منہج الصادقین)

5- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال با کمال کے بعد مسجد نبوی میں سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو مجمع عام میں فرمایا کہ گواہ ہو جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ حضرت

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بنایا ہے۔ (تفسیر صافی ۲/۵۶۱، قمی ۲/۳۰۱)

اس پر اجماع تو خود معترض کو بھی تسلیم ہے۔ اور اجماع کے بارے سرکار علی المرتضٰی کا فرمان سُن لو۔ نہج البلاغہ میں ہے کہ سرکار علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سوادِ اعظم کا دامن پکڑ لو۔ اس لیے کہ اللہ کا دستِ قدرت جماعت پر ہوتا ہے۔ علیحدگی اور تفرقہ بازی سے بچو، اس لیے کہ جماعت سے الگ شیطان کا شکار ہے۔ جیسے ریوڑ سے الگ بکری بھیڑیے کا شکار بن جاتی ہے۔ (نہج البلاغہ صفحہ ۲۶۱)

معلوم ہوا، خلافت ثلاثہ خلفاء کا انکار معترض کی خباثت ہے اور سرکار علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے اس کا دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ حق پر مذہب اہلِ سُنّت ہی ہے۔

14- یہ سوال نمبر ۱۱ کا ہی چربہ ہے وہاں اس کی بحث تفصیل سے گزر چکی ہے۔ ازراہِ انصاف فیصلہ کیجئے کیا ان حضرات کی طرف سے علی الاعلان خلیفہ وقت کی مخالفت ہوئی یا خلیفہ برحق سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے باغی قاتلوں سے قصاص کا جائز اور آئینی مطالبہ تھا۔ اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس موقف کو خود نور اللہ شوستری شیعہ نے مجالس المومنین میں ۱/۲۲۶ پر بیان کیا ہے۔ اس میں حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے اسی مؤقف پر اہلِ بصرہ کی ایک بڑی جماعت کا آپ کے ساتھ ہونا بیان کیا ہے۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مؤقف بھی بادلائل بیان کیا جاچکا ہے۔ نہج البلاغہ کے حوالہ سے سرکار علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو قصاص عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو واجب جاننا اور اپنے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اختلاف کو صرف دم عثمان رضی اللہ عنہ میں منحصر کر دینا بیان ہو چکا ہے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس اختلاف کو دم عثمان رضی اللہ عنہ میں منحصر ہونا حق الیقین میں بھی مرقوم ہے، گویا سرکار امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلافت مولا علی رضی اللہ عنہ کے انکاری نہ تھے۔ بلکہ آپ کے ماتحت امیر رہنا اور بیعت کرنا چاہتے تھے مگر ان کو تو مجبوراً اپنے دفاع کے لیے میدان میں آنا پڑا۔

خلیفہ کی مخالفت کا اعتراض اس اعتبار سے بھی باطل و مردود ہے کہ حضرت امیر معاویہ اور حضرت طلحہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہم خلافت کے تو [illegible] نہ تھے وہ تو قصاص دم عثمان رضی اللہ عنہ کے

MARKAZ UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

طالب تھے۔اور یہ صرف ان کا ہی مؤقف نہ تھا۔ بلکہ مجالس المؤمنین میں مرقوم ہے کہ جنگ صفین میں قریش کے صرف ۵ آدمی تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔اور قریش کے ۱۳ قبیلے بمع اپنے افراد خانہ واسباب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ (مجالس المؤمنین ۱/۲۷۴)

اس لیے یہ حضرات سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے مخالفین کے زمرہ میں ہرگز نہیں آتے اور نہ ہی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنا مخالف و دشمن مانا۔ ہاں قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے طریق کار میں اختلاف ضرور تھا۔ جو غلط فہمی اور اجتہادی اختلاف پر مبنی ہے۔ ایسے اختلاف پر گو جنگ کی نوبت ہی کیوں نہ آ جائے۔ اسے خلیفہ کی مخالفت اور دشمنی قرار دینا غلط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنا بھائی قرار دے رہے ہیں حوالہ جات گزر چکے ہیں۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام اپنے بھائی کے اس خیال پر سر اور داڑھی پکڑی اور زدوکوب کرنا چاہا۔ (القرآن)

ایک اسرائیلی کی مدد کے سلسلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک قبطی کو بطور تنبیہ ایک مُکا مارا۔ وہ مر گیا۔ دوسرے دن اسی اسرائیلی نے اپنی مدد کے لیے بلایا تو اس کو آپ نے لغوی مبین کھلا گمراہ قرار دیا۔ (القرآن پ۲۰)

پھر سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے پر آپ کے شیعہ نے آپ کو مذل المؤمنین وغیرہ الفاظ بد سے یاد کیا۔ جلاء العیون وغیرہ میں صراحۃً مرقوم ہے۔ مگر وہ تو امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے دشمن نہ تسلیم کیے گئے۔ آخر کیوں؟ سفیان بن یعلیٰ یہ الفاظ کہنے والا تھا۔ مگر وہ تو مردود نہ ہوا۔ خلیفہ کی مخالفت کا الزام اس کے سر نہ تھوپا گیا۔ اگر ان اختلافات میں ان حضرات پر کفر کا فتویٰ نہیں لگ سکتا تو یہ حضرات جمل وصفین کیوں معتوب ہیں؟ لہٰذا خلیفہ رسول کی مخالفت کی سزا کا سوال ہی عبث ہے۔ یہاں اس کا اطلاق ہی نہیں ہے۔ اور اگر بفرض غلط خلیفہ رسول کی مخالفت ہی ہے۔ اور اس کی جو سزا تم اپنے گمان میں رکھے ہوئے ہو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ان کو اپنا بھائی کہنا قرب الاسناد سرکار حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا انہی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا۔ (جلاء العیون، رجال کشی)

ان حضرات کے بیعت کرنے پر کیا فتویٰ ہے کہ جنہوں نے خلیفہ رسول کی مخالفت کرنے والوں کو اپنا بھائی کہا اور ان کی بیعت کی، اب شیعہ سوچ کر جواب دیں اور معترض کو سرکار علی اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے اس عمل کو پڑھ کر ڈوب مرنا چاہیے۔

15- معترض کے اس سوال کا جواب گزشتہ اوراق میں سوال نمبر ۱۱-۱۴ میں مرقوم ہو چکا ہے۔اس پر مزید یہ باتیں قابلِ تحریر ہیں کہ منطقی اصول کے مطابق تناقض و تضاد کیلئے آٹھ وحدتوں کا اجتماع شرط ہے۔ان میں ایک جہت بھی ہے۔اگر جہت و حیثیت بدل جائے۔تو دونوں باتیں صادق ہو سکتی ہیں سرکار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلافت کا نظم و نسق بچانے کے لیے تلوار اُٹھاتے ہیں اور بحیثیت خلیفہ سچے ہیں اور حضرات طالبین قصاص انتظام مملکت میں خلل یا خلیفہ کی تبدیلی کے لیے یہ اقدام نہیں کرتے۔بلکہ خلافت کے وقار کو سنبھالنے اور باغیوں سے قصاص لے کر خلافت کو مزید مستحکم کرنے کے لیے ناگزیر یہ راہ اختیار کرتے ہیں جب قتال کی علت مختلف ہوگئی۔تو اختلاف علی شئی واحد نہ رہا۔اپنے اپنے موقف میں دونوں سچے ہوئے۔معترض کا خیالی دستور انسانی اور اصول فلسفہ باطل ہو گیا۔ ہاں یہ امر اہلِ سُنّت میں مسلمہ ہے کہ ان شاجرات میں سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مصیب ہونا برحق ہے۔مگر دوسرے حضرات کی خطاء اجتہادی تھی۔مگر ان پر اس وجہ سے طعن جائز نہیں ہے اس لیے کہ خلافت و امارت میں طرفین کا نزاع نہ تھا۔تو مجتہد اگر مصیب ہو تو اس کو دو گنا اجر ملتا ہے۔اور اگر خطاء اجتہادی اس سے ہو تو اس کو ایک گنا اجر ملتا ہے۔یہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بخاری میں یہ ارشاد مبارک موجود ہے۔انسان صرف حسن نیت کا مکلف ہے،فکر و عمل میں سہو و نسیان سے پاک دامن رہنے کا مکلف نہیں ہے۔اور شیعہ علماء کے ہاں تو انبیائے کرام علیہم السلام سے سہو و نسیان بھی جائز ہے۔(تو یہ حضرات تو بعد کی بات ہے)۔(مجمع البیان پ ۷ صفحہ ۱۴۲)

خطاء اجتہادی پر دشمنی اور طعن و تشنیع اس بناء پر بھی جائز نہیں ہے۔شیعہ کے ہاں تو ائمہ معصومین بھی اس سے محفوظ نہ رہے۔خطاء اجتہادی کے حوالہ سے متعدد مثالیں نقل کی جا سکتی ہیں۔صرف اختصار مانع ہے۔رہا قاتل و مقتول دونوں کا جنت میں جانا تو یہ صراحت کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

ساتھ جمل وصفین والوں کے بارے سرکار علی رضی اللہ عنہ کا فرمان مجمع الزوائد کے حوالہ سے نقل ہو چکا ہے۔ سرکار علی رضی اللہ عنہ ان کو پکا مومن قرار دیتے ہیں ان کے خلاف گفتگو اور ان پر طعن کو ناجائز فرماتے ہیں۔ ان دلائل کی موجودگی میں ان حضرات پر طعن گویا سرکار علی وحسنین کریمین رضی اللہ عنہم پر طعن ہے۔ ان سے دشمنی درحقیقت اہلِ بیت سے دشمنی ہے۔ اور بعض اوقات قاتل ومقتول دونوں کا جنت میں داخل ہونا تو حدیث صحیح سے بھی ثابت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ ان دو بندوں پر خوشی کا اظہار فرماتا ہے کہ ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے۔ اور دونوں جنت میں داخل ہوتے ہیں مقتول اللہ کے راستے میں لڑتا ہے اور شہید ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ قاتل کو توبہ اور قبول اسلام کی توفیق دیتا ہے تو وہ بھی اللہ کے راستے میں لڑ کر شہید ہوتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ صفحہ ۸۳)

معترض کا اعتراض اصولی طور پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات اہلِ بیت پر صادق آتا ہے اس لیے کہ سرکار علی رضی اللہ عنہ ان کو اپنا بھائی قرار دیں ان کے اسلام کی گواہی دیں اور ان سے صلح کریں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما ان سے نذرانے وصول کریں ان کے ہاں رشتہ داریاں کریں ان کی بیعت کریں ان کے اسلام کی گواہی دیں اور آج یہ ان کا نام نہاد محب انہیں حضرات کے ممدوح کی تنقیص شان کریں ان کو نہ جانے کن کن الفاظ بد سے یاد کریں۔ تو انصاف سے کہیے کہ اس سے ان اعتراضات کی زد میں یہ حضرات اہل بیت آئے یا نہ آئے۔ معترض کو تو ائمہ اہل بیت کے ان اقوال وافعال کو پڑھ کر ڈوب مرنا چاہیے۔

16- جلیل القدر ائمہ محدثین کرام نے اسی قسم کی روایات کو موضوعات میں شمار کیا ہے۔ اس لیے معترض نے اس روایت کا حوالہ نہ بتانے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔ حالانکہ اصولی طور پر معترض کو اس روایت محولہ کا حوالہ دینا چاہیے تھا۔ لیکن چور مال مسروقہ کا اتہ پتہ کیسے بتا سکتے ہیں۔ احادیث گھڑنا اپنے مذہب کے لیے یہ شیعہ کا محبوب مشغلہ ہے۔ اس کو ابن ابی حدید شیعی نے تسلیم کیا ہے۔ (شرح نہج البلاغہ ۳/۱۷)

www.waseemziyai.com
MARKAZ ULOOMI ISLAMIA ACADEMY

اس قسم کی روایات محولہ کو ائمہ محدثین کرام نے موضوع قرار دیا ہے۔

(العلل المتناہیہ صفحہ ۱۵۸، اللآلی المصنوعہ ۱/۳۷۹)

معترض نے جن الفاظ سے روایت نقل کی ہے کتب حدیث معتبرہ میں تو ہمیں نہیں ملی البتہ شیعہ کی کتاب الروضہ صفحہ ۲۰۵ میں مرفوع کی بجائے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر موجود ہے مگر اس میں یہ روایت ان الفاظ سے مرقوم ہے۔ اول دن میں ان الفاظ سے ندا ہوگی جو الفاظ معترض نے نقل کیے اور آخر دن میں یہ ندا ہوگی:

الا ان عثمان و شیعته هم الفائزون۔

خبردار! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی کامیاب ہیں۔ (کتاب الروضہ صفحہ ۲۰۵)

تو بات واضح ہوگئی کہ اس روایت سے شیعہ کا استدلال باطل و مردود ہے۔ اس لیے کہ اس میں سرکار علی رضی اللہ عنہ کے پیروکاروں سے مراد بھی اہلِ سُنّت ہیں اور اہلِ سُنّت کی حقانیت تو خود رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اطہر سے بحوالہ کتب شیعہ ثابت ہے۔ ملاحظہ کیجئے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص محبت اہل بیت آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر فوت ہوا، وہ سنت جماعت پر فوت ہوا۔ (جامع الاخبار صفحہ ۱۸۹، کشف الغمہ ۱/۱۰۷)

جو شخص مذہب اہلِ سُنّت پر مرے گا، اس کو قبر کا عذاب نہ ہوگا، اور قیامت کی سختیوں سے محفوظ رہے گا، یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو (اہلِ سُنّت) جماعت کو دوست رکھے گا، اس کو اللہ تعالیٰ اور تمام فرشتے محبوب رکھیں گے۔ (جامع الاخبار صفحہ ۸۷)

سیدنا علی المرتضیٰ خود بھی اہلِ سُنّت تھے انہی کو محبوب رکھتے تھے فرماتے ہیں کہ اہلِ سُنّت وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ جو اس نے ہمارے لیے مقرر فرما دیا کو تھاما ہوا ہے۔ (الاحتجاج طبرسی ۱/۵-۳۹۴)

ان روایات سے اہلِ سُنّت ہی کا محب اہل بیت ہونا اور جنتی و حق پر ہونا روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔

دوسری طرف ائمہ اہلِ بیت کی مبارک نظروں میں ان شیعوں کا مقام دیکھ لیں۔ سیدنا

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حقیقی محب تو وہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی اتباع کرنے والا ہے باایں معنی سرکار علی رضی اللہ عنہ کے عمر بھر تین یا چار شیعہ تھے۔ (روضہ کافی صفحہ ۲۴۳)

باقی تمام جم غفیر کو آپ نے وصال سے قبل کفر و نفاق کی سند دے دی امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اثنا عشرہ فی النار کتاب الروضہ ۲۲۴ پر ارشاد فرماتے ہیں سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے ان شیعوں کے بارے ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم میرے خیال میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں (شیعوں) سے میرے حق میں کہیں بہتر ہیں جو اپنے آپ کو شیعانِ علی کہلاتے ہیں اور گمان کرتے ہیں حالانکہ انہیں لوگوں نے مجھے قتل کرنا چاہا۔ انہوں نے ہی میرا سامان لوٹا اور میرا مال چھین لیا۔ (تاریخ التواریخ ۱/۲۱۳)

کربلا کے میدان میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں ہمارے شیعوں نے ذلیل ورسوا کر دیا۔ (مقتل ابی مخنف صفحہ ۴۴)

امام رضا نے فرمایا کہ اگر ہم شیعوں کی تمیز کے طور پر تعریف کریں تو پھر یہ لوگ ایسے ہی ملیں گے کہ زبان سے تو بہت تعریفیں کرتے ہوں گے اور اگر ہم ان کا امتحان لیں تو صرف اور صرف مرتد ہی نکلیں گے اور اگر ان کا خلاصہ اور نچوڑ کر کے بیان کریں ان کے ایک ہزار میں سے ایک بھی خالص نہ ملے یہاں تک فرمایا کہ اپنی نشست گاہوں پر تکیہ لگا کر بیٹھیں گے اور اپنے کو شیعانِ علی کہیں گے۔ (مجمع المعارف صفحہ ۷)

معلوم ہوا کہ نوید و بشارت جنتی و حق پر ہونے کی اہلِ سُنّت کی خود کتب شیعہ میں موجود ہے۔ حقیقی حنفی و شافعی مالکی حنبلی بریلوی ہونا اہلِ سُنّت ہونے کو مستلزم ہے۔

17۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اپنے فرزند و داماد حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے خوشگوار تعلقات تھے آپ کا بھائی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر تنقید کرتا تھا تو آپ اسے ٹوکتیں تھیں کہ باز آ جاؤ۔ ایک موضوع روایت کی بناء پر آپ کو اس جرم میں شریک کرنے کی ناپاک کوشش کی جاتی ہے حالانکہ اس واقعہ سے قبل اشتر نخعی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ اس شخص (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے قتل کے بارے آپ کی

کیا رائے ہے۔ فرمایا معاذ اللہ میں اماموں کے امام کے قتل کا حکم کیسے دے سکتی ہوں۔

(طبقات ابن سعد صفحہ ۳۵۶)

ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم میں نے کبھی پسند نہ کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی کسی قسم کی بے عزتی ہو اگر کبھی میں نے ایسا پسند کیا ہو، تو ویسی میری بھی ہو۔ خدا کی قسم میں نے کبھی پسند نہیں کیا کہ وہ قتل ہوں۔ اگر (بفرض غلط) کیا ہو تو میں بھی قتل کی جاؤں اے عبیداللہ ابن عدی رضی اللہ عنہ اس کے بعد تم کو کوئی دھوکہ نہ دے۔ صحابہ کرام کے کاموں کی اس وقت تک تحقیر نہ کی گئی جب تک وہ فرقہ نہ پیدا ہوا۔ جنھوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر طعن لیا انہوں نے وہ کہا جو ان کو نہ کہنا چاہیے تھا، وہ پڑھا جو نہ پڑھنا چاہیے تھا۔ (جزء خلق افعال العباد صفحہ ۷۶)

معلوم ہوا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مخالف کہنا شیعہ کا بدترین جھوٹ ہے۔ جو کہ ان کی خباثت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جنگ جمل کے متعلق مصالحت حسن نیت اور اصلاحی اقدام پھر بلوائیوں کی سازش سے اچانک جنگ کا قصہ (سوال ۱۳ کے جواب میں بالدلائل مذکور ہو چکا ہے) اسے دشمنی علی المرتضی رضی اللہ عنہ پر محمول کرنا بدترین بدظنی ہے، جو کہ عام مسلمان کے بارے میں بھی حرام ہے۔ صحیح روایات سے ثابت ہے کہ جنگ کے بعد سرکار علی رضی اللہ عنہ اور سرکار سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ملاقات ہوئی۔ تو ہر ایک نے گریہ وزاری کر کے معذرت اور امر جنگ سے لاعلمی ظاہر کی۔ دو اشخاص نے سیدہ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا کے بارے بکواس کی تو سرکار علی رضی اللہ عنہ نے ان کو سو سو دُرّے کی حد لگائی۔ اور ارشاد فرمایا کہ بخدا کہ یہ تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا و آخرت میں اہلیہ اور تمہاری ماں ہیں۔ ان سے لغزش ہوگئی، ورنہ تم اور ان کے درمیان کوئی خصومت نہیں ہے۔ سرکار سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی اظہار برأت کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان کوئی دشمنی نہیں تھی۔ (کذا فی کشف الغمہ صفحہ ۲۱۴)

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے متعلق علی المرتضی رضی اللہ عنہ و دیگر اہل بیت کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مناقب کے متعلق بے شمار روایات مروی ہیں ترمذی میں سرکار علی رضی اللہ عنہ کی تعریف و توصیف انہی سے مروی ہے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنتی جوانوں کی سردار ہونا بھی بخاری میں انہی سے مروی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا آلِ عباس میں داخل ہونا اور اہلِ بیت ہونا بھی صحیح مسلم میں انہی سے مروی ہے، کئی بار ایسا ہوا، کہ مستفتی آپ سیدہ کی خدمت میں آتے تو ان کو جواب ارشاد فرما کر سرکار علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جانے کی ہدایت فرماتی تھیں۔

(مسند احمد جلد ۶/۱۵۵)

سرکار علی رضی اللہ عنہ سفر سے واپس آتے تو اپنے داماد کی ضیافت فرماتیں۔ (ایضاً)

خوارج سے آپ کی مخالفت اور شہادت کا سن کر حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ خدا علی رضی اللہ عنہ پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے۔ جب ان کو کوئی بات محبوب ہوتی تو فرماتے: صدق اللہ و رسولہ اہل عراق ان پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ (مسند احمد ۱/۸۴)

ان میں اختلاف تو صرف قصاص خون عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر ہوا، اس سے دشمنی ثابت کرنا ان شیعوں کی نری خباثت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

معترض نے جس روایت کا حوالہ دیا کہ بڈھے نعثل کو قتل کردو۔ یہ روایت غلط ہے۔ اس کی سند میں طبری کے حوالہ سے حسین بن نصر محمد بن تو یدہ طلحہ بن اعلم وغیرہ مجہول ہیں اس میں ایک راوی ابو نصر بن مزاحم رافضی تھا، کس جرم کی پاداش میں اسے کوڑے لگائے گئے۔

محدثین کرام نے اس کی روایت کو ترک کر دیا عقیلی نے اس کو شیعہ اور اس کی روایت میں بہت زیادہ خطاء کا ہونا پایا ہے۔ ابو خیثمہ فرماتے ہیں کہ یہ پرلے درجے کا کذاب تھا۔ ابو حاتم نے اسے فضول [illegible] ہے۔ اور فرمایا کہ اس کی روایت کو ترک کر دیا گیا۔ دار قطنی نے بھی اسے ضعیف [illegible]۔ (میزان الاعتدال ۴/۲۳۲، لسان المیزان ۶/۵۷)

اس کا تذکرہ خود کتب اسماء الرجال شیعہ میں بھی موجود ہے۔ (تنقیح المقال ۳/۲۷۰)

اس میں ایک راوی سیف بن عمر ہے۔ اس پر بھی کڑی جرح موجود ہے۔ لیس بشیء کچھ بھی نہیں۔ متروک الحدیث و منکر الحدیث ہے۔ وضع و زندقہ سے متہم ہے یحییٰ بن معین

نے ضعیف کہا۔ اس کی حدیثیں منکر ہوتی ہیں۔ (میزان الاعتدال ۳/۲۵۵)

پھر اس کا راوی اسد بن عبداللہ مروی عنہ کا نام نہیں لیتا۔ ثابت ہو گیا کہ یہ روایت من گھڑت ہے۔ اس سے استدلال شیعہ کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

پھر درایۃً بھی یہ روایت باطل معلوم ہوتی ہے، اس لیے کہ متعدد روایات سے ثابت ہے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دفاع کیا ان کے قتل کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھا، قاتلین پر لعنت کی، سرکار علی رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کی تائید میں قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ پر لعنت کی۔ (طبری ۴/۴۹۳، المنتقی للذہبی صفحہ ۳۲۹)

سرکار عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے حوالہ سے مرفوع روایت آپ سے مروی نقل ہو چکی ہے ایک روایت صریح مرفوع مسند ملاحظہ کریں جو اس معترض کے اس طعن کی تردید کرتی ہے۔ سرکار عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت فرمایا تم لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو الزامات سے اسی طرح بری پایا۔ جس طرح صاف ستھرا کپڑا میل سے دور ہوتا ہے۔ پھر تم نے قریب قریب ان کو اس طرح ذبح کیا جس طرح مینڈھے کو ذبح کیا جاتا ہے کیا وہ اس سے قبل ایسا نہ ہوتا تھا۔ یہ سن کر مسروق نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ آپ کا کام تو یہ ہے کہ آپ نے لوگوں کی طرح اپنا پیغام لکھوایا جس میں انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کا حکم دیا۔ مسروق کہتے ہیں کہ میری یہ بات سن کر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم جس پر مومن ایمان لائے اور کافروں نے جس کا انکار کیا میں نے لوگوں کی طرف سفید کاغذ پر ایک حرف بھی نہ لکھا اس وقت تک کہ میں تمہارے سامنے اس مجلس میں بیٹھی ہوں اعمش کہتے ہیں کچھ شرارت پسندوں نے خود لکھ کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب کر دیا۔ (طبقات ابن سعد ۳/۸۲)

اس روایت کی سند صحیح ہے۔ اس سے معلوم ہوا معترض کی روایت نقل کردہ کے الفاظ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان اور بدترین جھوٹ ہیں جو ان شیعوں نے گھڑے ہیں جیسا کہ بیان ہوا کہ اس کے راوی بھی رافضی شیعہ تھے۔ میں معترض اور اس کے تمام ہمنواؤں کو چیلنج

کرتا ہوں، تمہاری پیش کردہ روایت کی سند مرفوع صحیح سند چاہے خبر واحد ہی ہو۔ پیش کردو مگر انشاء اللہ المولیٰ یہ ان کے بس کی بات نہیں ہے۔

پھر یہ نعثل کا لفظ تو قاتلینِ عثمان رضی اللہ عنہ کی صرف زبان پر جاری تھا۔ سب سے پہلے یہ لفظ بولنے والا جبلہ بن عمرو ساعدی تھا۔ (تحفۃ الخطیب بر منتہی صفحہ ۳۴۲)

اس لیے اس کی نسبت اُم المؤمنین سرکار رضی اللہ عنہا کی طرف کرنا غلط ہے۔

ہمارے ان تمام دلائل و شواہد سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ معترض کا اعتراض باطل ہے۔ سرکار عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں آئیں ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی نہیں تھی۔ ان کی آپس میں دشمنی بتلانا شیعہ کی خباثت ہے۔ ان کے آپس میں خوشگوار تعلقات پر ہم نے دلائل پیش کر دیے ہیں۔ مگر معترض صرف زبانی جمع تفریق سے اپنا مزعومہ مؤقف ثابت کرنا چاہتا ہے۔ جو کہ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔

18- معترض کو معلوم ہونا چاہیے کہ اہلِ سُنّت کے مجتہدین ائمہ اربعہ کی امامت نہ نبوت سے افضل نہ اس کے مثل اور نہ منصوص ہے۔ بلکہ یہ تو قرآن مجید اور سنتِ نبوی میں درپیش نئے مسائل کے لیے غور و فکر اور صواب درصواب کی تلاش میں اجتہاد کا نتیجہ ہے۔ غیر منصوص نئے مسائل میں اختلاف رائے تو خود حضرت امام باقر و امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما میں اور حضرت زید رضی اللہ عنہ اور دیگر اہلِ بیت میں موجود ہے۔ اور یہی اختلاف اُمت کے لیے رحمت فرمایا گیا۔ حادثات نو کے حل کے لیے اجتہاد و قیاس کی اہمیت ایک مسلمہ امر ہے۔ خود شیعہ کے ہاں بھی ہر زمانے میں مجتہد مع الشرائط کی ضرورت اور تقلید کا وجوب ہوتا ہے۔ خود ان میں ایسے مجتہدین سینکڑوں ہوتے ہیں جن کے اجتہاد اور فیصلے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں اور اہلِ سُنّت کے ہاں ائمہ اربعہ کے مبارک اقوال و اجتہاد کا ماخذ قرآن و سُنّت ہی ہوتا ہے وہ خود اپنی رائے قرآن و سُنّت میں اس کے خلاف رائے دینے سے منزہ ہوتے ہیں۔ ان کے مذاہب قرآن و سُنّت پر ایسے چھائے ہوئے ہیں جیسے سونے اور جواہرات پر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

نقش و نگار اب تیرے لیے کوئی عذر باقی نہیں۔ ان کے راستے جنت میں پہنچانے والے ہیں ان امور کی تصریح امام عبدالوہاب شعرانی نے میزان الکبریٰ ۱/۵۵ میں فرمائی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ خلاصہ یہ ہے کہ جب ان قواعد شرعیہ پر فقہاء نے فقہ کی بنیاد رکھی تو کوئی بھی اختلافی مسئلہ خواہ وہ زمانہ سابق کا ہو یا خود ان کے زمانے کا ہوا ایسا نہیں جس کی دلیل (کتاب و سنت سے) نہ مل سکے۔ ہر مسئلہ پر انہیں حدیث مرفوع متصل یا مرسل یا موقوف صحیح یا حسن یا استدلال و اعتبار کے لائق مل گئی۔ یا شیخین یا باقی خلفاء یا قاضیان اسلام کے فیصلے ان کو مل گئے، یا قرآن و سنت کے عموم میں سے بطور اقتضاء النص یا اشارۃ النص ان کو استدلال کی فہم عطا ہوئی۔ تو اس طرز پر اللہ تعالیٰ نے ان کو سنت نبوی پر عمل کرنا آسان کر دیا۔ (حجۃ اللہ البالغہ ۳۴۸)

اُمتِ مسلمہ میں مجتہدین تو بہت ہوئے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان چاروں ائمہ کی امامت پر اُمت کو متفق کر دیا، اُمت کی اکثریت کا انہی کی تقلید کرنا ہی ان کے برحق ہونے کی واضح دلیل ہے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ میری اُمت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا، اللہ کا دست قدرت و نصرت جماعت پر ہوتا ہے، جو جماعت سے الگ ہوا، وہ جہنم میں پھینکا گیا۔ (ترمذی) خود کتب شیعہ میں سرکار علی رضی اللہ عنہ کا قول موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اُمت صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والی اس اُمت کو گمراہی پر جمع نہ فرمائے گا۔

ائمہ اربعہ پر اُمت کا اتفاق عطیہ خداوندی ہے یہ حکومت کی پیداوار نہیں ہے۔ اگر ایسا خدانخواستہ ہوتا تو ان حکومتوں کے ساتھ یہ مذاہب ختم ہو جاتے۔ اور وہی حکومتیں ان ائمہ پر ظلم و ستم نہ ڈھاتیں، سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ منصور عباس کے جیل خانہ میں شہادت پائی۔ خلق قرآن کے مسئلہ میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ تین سال جیل کے اندر رہے اور ان پر ہر روز کوڑوں کی بارش کی جاتی تھی۔ یہ الگ بات ہے کہ حکومتیں ان ائمہ کی قبولیت عامہ کی وجہ سے ان کی فقہ کی بنیاد پر ملکی قوانین بناتی تھیں۔ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا خود سرکار سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ بڑا احترام فرماتے تھے بلکہ ان کیلئے بطور شفقت قیام

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

تعظیمی فرما دیتے تھے ان کے علاوہ اس دور کے جلیل القدر ائمہ محدثین کرام آپ کی علمی فضیلت کے مداح بلکہ خوشہ چین تھے۔ (تاریخ ابن خلدون)

بلکہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا تمام علمی فیضان سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی دعا کی برکت سے تھا۔ (الامام الصادق ۱/۲۸۲)

سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے خوشگوار تعلقات تھے جو خود شیعی کتاب الامام الصادق وغیرہ کے مطالعہ سے واضح ہو جائے گا۔ مزید سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے سوتیلے صاحبزادے بھی ہیں حوالہ کیلئے دیکھئے مناقب آلِ ابی طالب ۴/ ۲۴۸۔

باقی چار مصلوں کے خانہ کعبہ میں قائم کرنا یقیناً جائز تھا۔ معترض ہمت کرے اور اس کی حرمت کی دلیل پیش کرے۔ ورنہ زبانی فضول جمع تفریق سے اعتراض عبث ہے۔ ایک کے بعد دوسری جماعت کا جواز ظاہر ہے اور یہ آپس میں اخوت بھائی چارہ کو بھی مستلزم ہے۔ پھر سعودی حکومت کا اس کو بدلنا کب دلیل شرعی ہے۔ وہ تو خبیث قسم کے وہابی ہیں انہوں نے آثارِ قدیمہ اسلام کو مٹانے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔ اور یہ ان کی خباثت کی دلیل ہے نہ کہ ان کی اس سے تحسین کی جا سکتی ہے۔ اُمت کی وحدت کو خود شیعہ نے توڑا ہے۔ عقائد سے لے کر مسائل تک تمام اہلِ اسلام سے جدا مذہب بنالیا ہے۔ پوری اُمت کے اجماعی مسائل کی ہی تردید نہیں بلکہ اللہ کی کتاب قرآن مجید سے بھی انکار کر دیا کہ یہ محرف ہے اس پر کتب شیعہ کے سینکڑوں حوالہ جات لکھے جا سکتے ہیں پھر درجہ امامت کو نبوت سے بھی افضل بتلایا جو کہ حیات القلوب میں مرقوم ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کو جبریل کی غلطی بتلایا کہ اصل وحی سرکار علی رضی اللہ عنہ کے پاس آنا تھی جیسا کہ انوار نعمانیہ میں مذکور ہے۔ پھر محبِ اہلِ بیت ہونے کا ان کا دعویٰ بھی قطعی جھوٹ ہے اس لیے کہ اہلِ بیت کے بھی حقیقی دشمن بلکہ قاتلین سرکار امام حسین رضی اللہ عنہ یہی شیعہ ہیں جیسا کہ باحوالہ مذکور ہو چکا ہے۔ اصول کافی میں ہے کہ سرکار امام حسین رضی اللہ عنہ کو سرکار سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بادل نخواستہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

جنم دیا ہے تفسیر قمی میں سرکار علی رضی اللہ عنہ کو بدتر قرار دیا ہے۔ اصول کافی نہج البلاغہ میں [illegible] فتنہ کے دور میں سرکار علی رضی اللہ عنہ کو سب و شتم کرنا ذریعہ نجات قرار دیا ہے۔ جلاء العیون اور تہذیب المتین میں ہے کہ سرکار علی رضی اللہ عنہ کو بوقت نکاح رخصتی کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] شاد فرمایا کہ اے علی رضی اللہ عنہ رات کو جب تک میں نہ آؤں فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مخصوص کا [illegible] کرنا۔ العیاذ باللہ کیا یہ دشمنی اہلِ بیت نہیں ہے اُمت کی وحدت کو توڑا نہیں گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ مذاہبِ اہلِ سنت حکومتوں کی پیداوار نہیں بلکہ خود شیعہ کا وجود ہی اس لقب کا حقدار [illegible] یا کفر و جاہلیت کی یادگار ہے۔ کیا اسلام کے نام پر فرقہ بندی سے اسلام کو جھٹلایا جائے اور اسے حکومتوں کی پیداوار کہا جائے گا؟ لہٰذا معترض کا سوال ہی اس کے اسلام اور مسلمان سے خبث باطن کی نشاندہی کر رہا ہے۔

19- اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تنقیص شان کرنے والا اور آپ کو اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا نہ ماننے والا جہنمی خبیث مردود ہے۔ اس میں کیا شک ہے اس لیے کہ اللہ کے محبوب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبت اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے تھی۔ اسی روایت کو خود تاریخ روضۃ الصفا شیعہ میں بھی نقل کیا گیا ہے۔ تفسیر منہج الصادقین کی روایت کے مطابق تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گستاخ کی توبہ بھی قبول نہیں ہے۔ خود سرکار علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ کو اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا تسلیم کرتے ہوئے بیان فرمایا اور ان کی تنقیص شان کرنے والے کو مطعون و مردود کہا ہے۔ مناقب ابن شہر آشوب میں مذکور ہے۔ ان کے فضائل لاتعداد ہیں باقی نجیب آبادی کی تاریخ اسلام سے جو واقعہ جس کی طرف اشارہ معترض نے کیا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ مذکور مؤرخ کی حیثیت تو متعین کرو۔ جب نہ تمہارے پاس اور نہ مؤرخ صاحب کے پاس اس واقعہ کا ماخذ موجود ہے تو اس کو صحیح کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے اگر بفرض غلط ایسا ہی ہوتا۔ تو یہ کوئی مخفی رہنے والی بات تھی؟ مدینہ طیبہ میں کہرام مچ جاتا۔ ہزاروں کتب میں سیدہ عائشہ صدیقہ کے تذکرے موجود مگر یہ واقعہ مفقود ہے آخر کیوں؟ یہ تمام شواہد اس امر کی واضح [illegible] ہیں کہ یہ واقعہ جھوٹ باطل و مردود

MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

ہے، حقیقت سے اس کا دور کا بھی تعلق نہیں ہے، امر واقعہ ان کے وصال کا یہ ہے کہ وہ مدینہ منورہ میں بیمار ہوئیں۔ ۱۷ رمضان المبارک ۵۸ھ کو طبعی طور پر وصال فرمایا۔ آخری وقت میں وصیت فرمائی کہ مجھے رات کے وقت کفنایا دفنایا جائے۔ آپ کی نمازِ جنازہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ نمازِ جنازہ کا اجتماع بہت عظیم تھا۔ آپ کو قبر میں اتارنے والوں میں عبداللہ بن زبیر، عروہ بن زبیر، عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہم کے اسماء گرامی ہیں یہ تمام تفصیلات بے شمار کتب میں موجود ہیں۔ چند ایک حوالہ جات درج کیے جاتے ہیں۔

(طبقات ابن سعد ۸/ ۷۷/ ۸،۶۸/ ۷/ ۸۶، البدایہ والنہایہ ۸/ ۹۴، زرقانی علی المواہب اللدنیہ ۳/ ۶-۲۳۵)

یہی امور واقعہ خود شیعانِ علی کو بھی مسلم ہیں۔ حوالہ کے لیے ملاحظہ کیجئے: تاریخ یعقوبی ۲/ ۲۳۸، منتخب التواریخ صفحہ ۳۰۴۔

ہم نے بحمداللہ دلائل قاطعہ سے معترض کے پیش کردہ واقعہ کو غلط ثابت کر دیا ہے بلکہ خود شیعہ کی کتب سے ہی اس اعتراض کی تردید ہوگئی، اب معترض اپنے ان اکابر کے حوالہ جات پڑھے اور ڈوب مرے۔

مروان کے حوالہ سے اہلِ سُنّت کو مطعون کرنے سے قبل معترض کو اپنی کتب شیعہ کا مطالعہ کر لینا چاہیے تھا، کہ مروان کے بارے اس کی اپنی کتب کیا کہتی ہیں۔ نہج البلاغہ میں ہے کہ سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مروان کو معاف کر دیا اور اس کی سفارش کرنے والے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما تھے۔ (نہج البلاغہ صفحہ ۱۰۲، مروج الذہب ۲/ ۳۲۹)

• پھر اس مروان کی اقتداء میں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نماز ادا کرتے رہے۔ بلکہ اس کی بھی صراحت موجود ہے۔ کہ وہ اس کی اقتداء میں ادا کی جانے والی نمازوں کا اعادہ بھی خدا کی قسم نہ کرتے تھے۔ (بحار الانوار ۱۰/ ۱۴۱)

پھر سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ بھی اسی مروان نے پڑھائی۔ (کتاب الجعفریات صفحہ ۲۱۰، قرب الاسناد ۲/ ۲۱۰)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

اب معترض ہی بتلائے کہ اس کے اعتراض کی دھجیاں تو خود ائمہ اہل بیت نے خود اسی کی کتب شیعہ کے حوالہ سے بکھیر دی ہیں اور بعض شیعہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قتل کا واقعہ کا ذمہ دار سرکار امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ٹھہراتے ہیں یہ بھی ان کے سیاہ قلوب کی طرح سیاہ جھوٹ ہے۔ جس کا کوئی بھی ثبوت ان کے پاس موجود نہیں ہے۔ اصل میں شیعہ مذہب ہی سارا من گھڑت مذہب ہے۔ ان کے بنیادی ستونوں نے ائمہ اہل بیت کی طرف ایسے گندے مسائل وعقائد کی نسبت کی ہے کہ جن کا تصور ان اہلِ بیت ائمہ کی طرف کوئی بھی مسلمان نہیں کر سکتا۔ ان کے مذہب کی بنیاد ہی جھوٹ (تقیہ) پر ہے۔ اس لیے معترض کا یہ اعتراض بھی اس کی دھوکہ دہی ہے۔ جس کی حقیقت کا دور سے بھی کوئی واسطہ نہیں ہے۔

20- معترض کا یہ سوال درحقیقت سرکار سیدنا صدیق اکبر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما و سرکار علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت اور استحقاق خلافت کے متعلق ہے اس پر متعدد دلائل گزشتہ اوراق میں گزر چکے ہیں چند ایک معروضات مزید پیش خدمت ہیں۔

اولاً شیعہ کے ہاں افضلیت وخلافت کا مدار نص پر ہوتا ہے۔ اوصاف خاصہ پر ہرگز نہیں۔ قتال وعلم وغیرہ کمال کے باوجود اگر نص نہ ہو تو اسے خلیفہ یا افضل نہیں کہا جا سکتا۔ مثلاً سرکار علی رضی اللہ عنہ کے دور مبارک کی جنگوں میں سب سے زیادہ بہادری کے کارنامے اشتر نخعی کے ہیں۔ خود کتب شیعہ میں مذکور ہے کہ سرکار علی رضی اللہ عنہ نے اس کے حق میں ارشاد فرمایا کہ اشتر میرے حق میں ایسا ہے جیسا کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں تھا۔ اشتر لشکر کے دائیں حصے اور بائیں حصے پر تلوار اور نیزے سے شیر ببر کی طرح حملے کرتا ہے۔

(مجالس المومنین صفحہ ۲۸۷)

اہل سیر ومؤرخین کے بیانات کی روشنی میں سرکار علی رضی اللہ عنہ کے تمام اصحاب اور طرف داروں میں جو علم وتفقہ میں درجہ ومرتبہ سرکار ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا تھا، وہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے سمیت کسی اور کا نہ تھا۔ اور نہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے مبارک ہاتھوں جمل وصفین ونہروان میں چنداں مقتول ہوئے۔ اس تفاوت کے باوجود سرکار علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف جمیلہ سے دیگر

www.waseemziyai.com
MARKAZ UL ULOOM ISLAMIA ACADEMY

صحابہ کرام کے کمالات مبارکہ سے موازنہ کرکے افضلیت ثابت کرنا باطل ومردود ہے۔
سرکار ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی افضلیت وخلافت پر ہم صریح نص پیش کر چکے ہیں کہ میرے بعد خلیفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر (اے حفصہ رضی اللہ عنہا) تیرے والد (حضرت عمر رضی اللہ عنہ)۔
(تفسیر قمی صفحہ ۳۵۴، تفسیر صافی ۵۲۳/۲، مجمع البیان ۳۱۴/۵)

ثانیاً شیعہ کے ہاں خلفاء ثلاثہ جب مومن ہی نہیں ہیں نعوذ باللہ تو ان کے ساتھ سرکار علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف مبارکہ کا موازنہ کیا معنی رکھتا ہے۔ اسم تفضیل کا استعمال مفضل اور مفضل علیہ کا نوع وجنس میں اتحاد چاہتا ہے۔ تو گویا ان کا آپس میں موازنہ کرنا ان کے مومن کامل ہونے کا اعتراف ہے۔ جس سے اہلِ سُنّت کا بول بالا اور شیعہ کا منہ کالا ہوا۔

ثالثاً کسی گروہ میں بھی افضل حضرات کا پتہ اس وقت ہوسکتا ہے مربی اس کا خود فیصلہ کردے۔ مربی اس سے وہ خدمت لے جو سب سے افضل سے لی جاسکتی ہے۔ پورے گروہ کا اس پر اتفاق ہو جائے، مجموعی طور پر اوصاف اس کیلئے ثابت ہوں اگرچہ بعض اوصاف میں جزوی فضیلت کسی اور کے لیے ثابت ہو۔ ان تمام قواعد کی روشنی میں افضلیت شیخین کریمین کو ہی ملتی ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو الاتقی سب سے بڑا پرہیزگار قرار دیا ہے۔ آیت قرآنی و سیجنبها الاتقی کا شان نزول بالاتفاق خصوصاً مجمع البیان ۵۰۱/۵ جزء ۱۰ شیعی کے مطابق سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات ہے۔ سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اولوا الفضل قرار دیا ہے۔ ولا یاتل اولو الفضل منکم کا شان نزول بھی مجمع البیان ۱۳۳/۴ جزء ۷ میں سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ امر دوم افضل سے ہی افضل خدمت تو امامت خود سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کرنا سرکار علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی کے باوجود مسئلہ کو واضح کررہا ہے۔ (درہ نجفیہ صفحہ ۲۲۵)

پھر سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرمایا۔ (سیرت ابن ہشام ۱۸۶/۴)

اس طرح امر سوم کہ اس گروہ کے اتفاق کا رجحان بھی اسی طرف ہو تو خلفاء ثلاثہ کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

افضلیت و استحقاق خلافت پر صحابہ کرام کا اتفاق روز روشن کی طرح واضح ہے بلکہ خود سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی یہی ارشاد فرماتے ہیں جیسا کہ باحوالہ کتب شیعہ سے منقول ہو چکا ہے۔

پھر سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ ظاہری میں ثانی اثنین کے لقب سے اور سرکار عمر رضی اللہ عنہ کا ناطق الملك علی لسانه کے لقب سے مشہور ہونا خود شیعہ کو بھی مسلم ہے۔ (رجال کشی ۱/۳-۱۳۰)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو اسی ترتیب سے ہی بلاتے تھے جیسا کہ سرکار سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے موقع پر بلایا۔ (کشف الغمہ صفحہ ۴۷)

امر چہارم اوصاف جمیلہ کی افضلیت خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ارشاداتِ عالیہ سے خلفاء ثلاثہ کی ثابت ہے۔ تو پھر معترض کا اوصاف کے ایک ایک جزئیہ میں تقابل کرنا محض بے جا ہے۔ سرکار علی رضی اللہ عنہ اپنے کو سرکار ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر افضلیت کا قول کرنے والے کو کوڑے مارنے پر برسر منبر ارشاد فرماتے ہیں اور اسے مفتری کذاب بتلاتے ہیں۔ (رجال کشی ۲/۶۹۵)

پھر سرکار علی رضی اللہ عنہ کے شجاع ہونے سے کسی خبیث کو ہی انکار ہو سکتا ہے اسی طرح خلفاء ثلاثہ کی شجاعت کا انکار کوئی بد بخت دشمن اہل بیت شیعہ ہی کر سکتا ہے۔ اس لیے کہ مدار فضیلت تو جنگوں میں شرکت ثابت قدمی اور جرأت ہے۔ بالفعل قتل کرنا تو اتفاقی امر ہے۔ معترض کے موافق تو حضرت ابوذر غفاری، حضرت ابودرداء، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم جو عند الشیعہ کامل الایمان ہیں، سے بھی اس کا ثبوت مشکل ہے۔ بلکہ خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف ایک شخص نیزہ نبوی سے خراش کی وجہ سے بطور معجزہ قتل ہوا۔ اگر معترض کے ہاں یہی مدار فضیلت ہے تو معترض بتلائے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سرکار علی رضی اللہ عنہ کے مابین افضلیت تمہارے خود ساختہ کلیہ سے کس کو ہے؟ قزمان نامی آدمی نے ابنِ ہشام کی روایت کے مطابق احد کے غزوہ میں ۹ آدمیوں کو قتل کیا۔ پھر خودکشی کر لی۔

بخاری کی روایت کے موافق غزوہ موتہ کی فتح سرکار خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے دست

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اقدس پر ہوتی ہے اور اہلِ سیر و تاریخ کے بقول ۹ تلواریں غزوہ موتہ میں سرکار خالد رضی اللہ عنہ کے دست اقدس میں ٹوٹیں اور بے شمار کفار ان کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ (ابن سعد ۲/۱۳۰)

معلوم ہوا کہ کفار کی کثرت سے قتل ہی مدار فضیلت نہیں ہے۔ بلکہ مجموعی طور پر اوصاف و کمالات مبارکہ ہیں۔ پھر سرکار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شجاعت مبارکہ کے بارے سرکار علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد مبارک بغور پڑھو اور ڈوب مرو سرکار علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگو! میں تم میں بیان کروں کہ ہم میں سب سے زیادہ شجاع کون ہے۔ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ غزوہ بدر کے موقع پر ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک جھونپڑا بنایا اور ہم نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کون رہے گا۔ تاکہ مشرکین میں سے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ آئے۔ خدا کی قسم اس کام کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کوئی نہ آیا سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کہ یہ تلوار سونت کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے کھڑے ہو گئے۔ جب کوئی بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آنے کا قصد کرتا۔ یہ اس کی طرف جھپٹ کر جاتے۔ یہ تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ بہادر تھے۔ (کذا فی المنتخب ۵/۲۴۰)

غزوہ احد میں سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو قتل کرنا چاہا تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تلوار میان میں رکھ کر اپنی جگہ واپس آ جاؤ۔ اور اپنی ذات سے ہمیں فائدہ پہنچاؤ۔ (کشف الغمہ صفحہ ۲۵۳)

مکی دور میں تنہاء رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے نرغے سے چھڑانا تکالیف برداشت کرنا سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کتب سیرت میں متعدد جگہ مذکور ہے جو جرأت کا اعلیٰ شاہکار ہے۔ ہجرت کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رفاقت اور تنہاء رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمانا شجاعت صدیقی کا ہی خاصہ ہے۔ اور جہاں تک شجاعت فاروقی کا تعلق ہے۔ تو اس کے بارے میں بھی خود سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری معلومات کی مطابق جس کسی نے بھی ہجرت کی چھپ کر کی مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علانیہ طور پر ہجرت کی ہے۔ جب انہوں نے ہجرت کا ارادہ کیا، تو اپنی تلوار گلے میں لٹکائی۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

اپنے کندھے پر کمان رکھی، اور اپنے دست مبارک میں تیر پکڑے خانہ کعبہ کے پاس آئے، اس کے صحن میں قریش مکہ کے سردار جمع تھے، بیت اللہ کا طواف کیا، پھر مقامِ ابراہیم علیہ السلام پر نوافل کی ادائیگی کے بعد ایک ایک مشرک کافر کے پاس آئے، اور فرمایا کہ یہ چہرے ذلیل ہو جائیں گے، جس کا ارادہ ہو کہ اس کی ماں اسے ناپید کردے۔ اور اولاد یتیم ہو جائے، اور اس کی بیوی بیوہ ہو جائے، وہ مجھے ہجرت سے روکے، مگر کسی کو اس کی جرأت نہ ہو سکی۔

(منتخب کنز العمال ۴/ ۳۸۷)

غزوہ بدر میں سرکار عمر رضی اللہ عنہ نے مشہور پہلوان ابوجہل کے بھائی اور اپنے ماموں عاص بن ہشام کو قتل کر کے واصل جہنم کیا۔ (سیرت ابنِ ہشام ۱/ ۷۷۸)

پھر کوئی پہلوان مقابلے کی جرأت نہ کرتا، غزوۂ احد میں ابوسفیان کو پتھروں سے بھگا دیا تھا۔

اس غزوہ احد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کی معیت میں گھاٹی میں تشریف فرما تھے۔ بعض کفار خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (جو اس وقت اسلام میں داخل نہ ہوئے تھے) ان کے سپہ سالار تھے پہاڑ پر چڑھ گئے۔ سرکار عمر رضی اللہ عنہ نے بعض مہاجرین کے ساتھ ان کا زبردست مقابلہ کیا اور انہیں نیچے اترنے پر مجبور کر دیا۔ (ابنِ ہشام ۲/ ۵۳، طبری ۴/ ۲۱۱)

سرکار ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اس وقت بھی غزوہ احد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے یہ مجمع البیان میں بھی مذکور ہے۔ ایسی طرح غزوہ خندق میں شجاعت فاروقی خود ملا باقر مجلسی نے بھی دبے لفظوں میں تسلیم کی ہے۔ (حیات القلوب ۲/ ۳۶۶)

سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے علم و فضل سے انکار تو کوئی خبیث وہابی ہی کر سکتا ہے اور سرکار ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے علم و فضل سے انکار کوئی معترض جیسا خبیث ہی کر سکتا ہے، خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں ابوبکر اس کی بنیاد عمر اس کی دیواریں اور عثمان اس کی چھت ہے۔ علی ج اس کا دروازہ۔ (کذانی فردوس الاخبار)

بے شمار واقعات ایسے ہیں کہ جو علمی مسائل کسی دوسرے سے حل نہ ہوتے وہ شیخین

کریمین سے حل ہوتے، سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ علم نبوی کے وارث تھے۔ علم الانساب تعبیر خطابت کے بڑے ماہر تھے۔ (تاریخ الخلفاء)

یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سرکار علی رضی اللہ عنہ کے سمیت سب صحابہ رضی اللہ عنہم کی امامت عطا کردی۔ دوسری طرف اعلم کو ہی امام بنانے کا حکم فرمایا۔ ترمذی میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس قوم میں ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود ہوں کسی اور کو امامت لائق نہیں اسی لیے کہ سنت نبوی کے سب سے بڑے عالم آپ ہی ہیں۔ او کما قال، پھر سرکار عمر رضی اللہ عنہ کے علم وفضل کی گواہی خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ فرمایا: مجھے خواب میں دودھ کا پیالہ دیا گیا۔ میں نے پیا حتیٰ کہ اس کا اثر میرے ناخنوں سے ظاہر ہونے لگا۔ جو بچ گیا وہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا صحابہ کرام نے اس کی تعبیر دریافت کی تو فرمایا اسی دودھ سے مراد علم ہے۔ (بخاری ۱/۵۲۰، مسلم ۲/۲۷۴)

فرمایا میری اُمت کے محدث سرکار عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (ترمذی ۲/۲۱۰)

متعدد صحابہ کرام تابعین نے سرکار عمر رضی اللہ عنہ کے سب سے زیادہ علم وفضل کی گواہیاں دی ہیں۔ (تاریخ الخلفاء ابن اثیر وغیرہ)

پھر سرکار ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی سخاوت جلیلہ کے واقعات نورانی کثرت سے کتب حدیث وسیرت میں مروی ہیں سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گھر کا سارا سامان بارگاہِ اقدس میں پیش کر دیتے ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا۔ عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔ (ترمذی ۲/۲۰۸، ابوداؤد ۱/۲۳۶)

بلکہ خلفاء ثلاثہ بڑے فیاض تھے۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تو سب سے بڑے سخی تھے۔ خود شیعہ محقق جیلانی نے لکھا، خلفاء ثلاثہ نے اپنے آپ کو مال دُنیا سے الگ رکھا۔ اور دُنیا میں زہد کو اختیار کیا۔ اور دُنیا کی طرف رغبت اور اس کی خاطر زینت کو ترک کردیا۔ تھوڑی چیز پر قناعت اور موٹا کھانا اور ٹاٹ پہننا اختیار کیا۔ جس وقت کہ مال ان کے پاس موجود تھا۔ ان کو لوگوں پر تقسیم کردیتے تھے اور اپنے آپ کو اس سے آلودہ نہ کرتے تھے۔

(فتح الاصیل بحوالہ تفسیر آیات قرآنی صفحہ ۱۳۸)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

• خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مال کی بابت ارشاد فرمایا کہ جس قدر مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال نے نفع دیا اتنا کسی اور کے مال نے نہ دیا۔ (ترمذی ۲/۲۰۷)

بخاری میں مرقوم ہے کہ سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت صحبت اور انفاق مال کے اعتبار سے سب سے بڑے محسن تھے ان کے پاس قبول اسلام کے وقت چالیس ہزار درہم موجود تھے۔ وہ سب راہ اسلام کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پیش کر دیتے۔ (ابن عساکر)

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی نے مجھ پر احسان کیا میں نے اس کا بدلہ دے دیا ایک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے جس کے احسانات کا بدلہ رب العالمین عطا فرمائے گا۔

(ترمذی ۲/۲۰۷)

اسی طرح سرکار عمر رضی اللہ عنہ کی فیاضی کی بابت اسلم مولیٰ عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے وصال با کمال کے بعد زیادہ پختہ کار اور فیاض و سخی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی کو نہ دیکھا۔ (بخاری ۱/۵۲۱)

پھر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت غزوہ تبوک کے موقع پر سات سو اوقیہ سونا ایک ہزار سواریاں بارگاہِ رسالت میں پیش کیں۔ (کذا فی المنتخب ۵/۱۳)

پھر اسی غزوہ تبوک میں تہائی لشکر ۳۰ ہزار دینار کا سامان فراہم کیا یہاں تک کہا جانے لگا کہ کوئی حاجت باقی نہ رہی۔ جو سرکار عثمان رضی اللہ عنہ نے پوری نہ کر دی، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ سرکار عثمان رضی اللہ عنہ نے ۱۰ ہزار دینار بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں بھیجے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ہاتھ سے اُلٹتے پلٹتے تھے کبھی دونوں مبارک ہاتھوں کی پشت ظاہر ہوتی اور کبھی ہتھیلیاں مبارک اور ساتھ ہی ساتھ وہ فرما رہے تھے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا کوئی عمل آج کے بعد اس کو ضرر نہ دے گا۔ (المنتخب ۵/۱۳)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فیاضی و سخاوت کی وجہ سے چھے مرتبہ جنت کی بشارت دی۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

1- جب جیش عسرہ کو تیار کیا گیا۔

2- مسجد نبوی کی تعمیر و توسیع کی گئی۔

3- جب بئر رومہ یہودی سے خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کیا گیا۔

4- جب اپنے دورِ حکومت میں مسجدِ نبوی کی تعمیر و توسیع کی، تو اس وقت ایک ارشاد نبوی بشارت جنت کا نقل کیا۔

5- جب آپ ﷺ نے سرکار عثمان رضی اللہ عنہ پر بلوے اور بشارت کا ذکر کیا تو فرمایا انہیں جنت کی بشارت ہو۔

6- پھر عشرہ مبشرہ کو جنتی ہونے کی نوید سنائی تو ان میں سرکار عثمان رضی اللہ عنہ کا نمبر ۳ ہے۔

(در مختلف احادیث صحاح)

ہمیں اختصار مانع ہے وگرنہ اس پر ایک ضخیم دفتر تیار ہو سکتا ہے۔ پھر عبادت گزاری زہد و تقویٰ بھی خلفاء ثلاثہ کا بے مثال تھا۔ راتوں کو قیام مشیت خداوندی سے رونا تقویٰ و پرہیز گاری پر بھی بے شمار واقعات موجود ہیں۔ اشد علی الکفار تو سرکار عمر رضی اللہ عنہ کو بھی کہا گیا اور قول بعض پر سرکار خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھی زیادہ اصح قول اول ہے۔ اس پر سینکڑوں دلائل قائم ہیں کفار و منافقین کے متعلق سرکار عمر رضی اللہ عنہ کی سختی و شدت روز روشن کی طرح واضح ہے۔ حدیبیہ کے حوالہ سے قول معترض نے توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے۔ وہاں تو مقصود صرف یہ تھا کہ سرکار عثمان رضی اللہ عنہ کا خاندان زیادہ مؤثر تھا۔ وگرنہ یہ نہیں کہ وہ ڈر کے مارے نہ گئے اگر ڈرتے تو اعلانیہ ہجرت کیوں کرتے۔ اعلان اسلام کعبہ میں کیوں کرتے وغیرہ یہ معترض کی خباثت ہے۔ اس لیے کہ سرکار عمر رضی اللہ عنہ نے کفار سے بیشمار فتوحات اسلام کیلئے حاصل کی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مفتوحہ علاقہ جات ۲۲۵۱۰۳۰ مربع میل تھا۔ اس سے بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ سرکار عمر رضی اللہ عنہ کے کارنامے خدمت اسلام کے لیے کس قدر تھے معترض نے بعض صحابہ کرام پر ایسے ہی اعتراض جڑ دیا ہے۔

21- اس روایت کا شیعہ کے عقیدہ امامت سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ اور اس کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مصداق بارہ امام جو عندالشیعہ ہیں ہرگز نہیں ہیں اس لیے کہ اہلِ سُنّت کے ہاں درجۂ خلافت اور عندالشیعہ درجہ امامت میں زمین آسمان کا فرق ہے، عندالشیعہ امامت کی شرائط چند ایک درج ذیل ہیں۔

1- اللہ تعالیٰ پر یہ لازم ہے کہ امام مقرر فرمائے، تاکہ وہ دُنیا سے شر و فساد کی بیخ کنی فرمائے۔ (عین الحیٰوۃ صفحہ ٦٩)

2- انسانوں کی باہم ایک دوسرے پر زیادتی کا خاتمہ کرے۔ (عین الحیٰوۃ صفحہ ٦٩)

3- اسلام اور اس کے ماننے والوں سے جنگ کرنے والے سے جنگ کرے۔
(عین الحیٰوۃ صفحہ ٦٩)

4- امام کے لیے اپنے دور کا سب سے بڑا بہادر ہونا ضروری ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ نے اسے جس مقصد کے لیے مقرر فرمایا۔ اس کے تحفظ کا اہل ہو اور مخالفین کا سر نیچا کر سکے۔

5- زانی شرابی قاذف ڈاکو چور پر وہ حدود اللہ جاری کرے، جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائی ہیں تاکہ نظام قیام حدود سے فتنہ و فساد مٹ جائے، اور امن و آشتی کا دور دورا ہو۔
(کشف الغمہ ۱/۵٦، اصول کافی ۱/۲۰۰)

6- خمس وصول کرے اور اگر خود موجود نہ ہو تو اس کا نائب اس کا فریضہ سر انجام دے۔
(اصل الشیعہ و اصولہا صفحہ ۱۸۵)

7- مسلمانوں سے زکوٰۃ اور غیر مسلموں (ذمیوں) سے خراج وصول کرے۔ اور مال غنیمت کی وصول کا اہتمام کرے، تاکہ ان صدقات سے وصول شدہ مال کے خرچ سے ملکی معیشت درست رہے اور غربت و تنگدستی کا سدباب ہو جائے۔ (کشف الغمہ ۱/۵٦)

8- نظام عالم کا نگران و نگہبان امام ہوتا ہے۔ یعنی روئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمانوں اور ان کے مفادات کا تحفظ امام کے ذمے ہوتا ہے اگر کسی بھی جگہ شورش اور غیر مسلموں کی شرارت سر اُٹھائے، تو اس کی سرکوبی امام کے ذمہ ہوتی ہے۔
(اصول کافی ۱/۲۰۰، حدیقۃ الشیعہ صفحہ ۴۷۳)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

9- ارکان اسلام (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) کی بجا آوری کی ذمہ داری اُٹھائے۔
(اصول کافی ا/۲۰۰)

10- سرحدوں کی مکمل حفاظت اور مملکت اسلامیہ کی چاروں اطراف کی کڑی نگرانی ونگہبانی کرے، تاکہ کسی غیر مسلم ملک اور اس کے صاحبان اختیار کے حملہ سے رعایا بالکل محفوظ رہے۔(ایضاً)

11- ائمہ اور درجہ امامت تمام انبیاء اور درجہ نبوت سے افضل ہیں۔(حیات القلوب ۲/۵۲۶)

درج بالا مقاصد اور ذمہ داریاں امام کے لیے ضروری ہیں ہمارا شیعہ سے سوال ہے کہ ان تمام تر ذمہ داریوں کو ان بارہ ائمہ نے پورا کیا ہے۔ کیا یہ امر واقعی ہے کہ یہ بارہ ائمہ حدود اللہ جاری کرتے رہے۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ ان بارہ ائمہ میں سے ہر ایک نے زکوٰۃ و صدقات خراج و جزیہ وصول کیا ہے۔ کیا ان بارہ ائمہ نے اپنے اپنے دور امامت میں فتنہ و فساد اور ظلم و شر دُنیا سے ختم کیا ہے۔ کیا ممالک اسلامیہ کی سرحدوں کی حفاظت اور کفار کے ساتھ جہاد کے فرض کو تمام بارہ ائمہ نے پورا کیا ہے۔ اگر نہیں تو یہ بارہ ائمہ اس روایت کے کیسے مصداق ہو سکتے ہیں۔ جن میں خود عند الشیعہ امامت وخلافت کی اہلیت نہیں ہے ہر ذی ہوش جانتا ہے کہ ان بارہ ائمہ میں سے صرف سرکار علی المرتضیٰ اور سرکار امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہما ہی صاحب اقتدار ہوئے باقی نہیں۔ باقی جمہور اہلِ سُنّت کے ہاں یزید پلید ان بارہ خلفاء میں شامل نہیں ہے۔ تاریخ الخلفاء و شرح فقہ اکبر کے مؤلفین کا یہ تسامح ہے یا ذاتی رائے یا فقط ایک قول کا ذکر اور وہ بھی یزید پلید کی تعریف وتوصیف کے ہرگز قائل نہیں ہیں اس لیے کہ ان کے ہاں یہ تمام خلفاء کی خلافت علی منہاج النبوت کے حاملین مراد نہیں ہیں اس میں دونوں طرح کے حضرات ہو سکتے ہیں۔ امام ابنِ حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ان خلفاء کی دینی عدم دشنامیں مروی نہیں ہے۔ بنا بریں خلافت کے لفظ کا اطلاق اس حدیث میں مجازی معنی کے طور پر ہے۔ ہاں اس حدیث میں خلافت سے مراد حقیقی معنی خلافت نبوت ہے۔ فرمایا کہ خلافت میرے بعد تیس سال ہوگی۔ (فتح الباری) جہاں تک بارہ خلفاء کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

روایت میں لایزال ھذا الدین عزیزا کا تعلق ہے۔تو اس غلبے سے مراد دین کا اندرونی داخلی غلبہ مراد نہیں ہے۔ بلکہ دین کا خارجی غلبہ ہے۔باقی ہم نے جو یہ چند سطریں لکھیں یہ صرف بعض کے تفرد یا حکایت کے طور پر قول کے حوالہ سے لکھیں وگرنہ ہم صراحت سے بتا چکے ہیں کہ یزید کو جمہور اہلِ سُنّت نے ان بارہ میں شمار نہیں کیا ہے۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ یزید بن معاویہ اس شمار سے باہر ہے۔اسلیے کہ معتدین عدت تک اسے استقرار نہ رہا اور اس کی سیرت بد بری ہے۔(قرۃ العینین صفحہ ۲۸۸)

پھر امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تو تاریخ الخلفاء میں ہی دوسرے قول (کہ اس میں یزید پلید شامل نہیں) کو بھی ذکر کیا ہے۔(تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۲)

پھر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں یزید پر اللہ کی لعنت کی ہے۔اور اسے امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔اسی کتاب میں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی ہے کہ یزید پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے پھر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا ایک شخص کو یزید کو امیر المؤمنین کہنے والے کو بیس کوڑے مارنا لکھا ہے۔(تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۰۹)

ملا علی قاری نے بھی اسی محولہ کتاب میں لکھا ہے کہ کہا گیا کہ وہ یقیناً کافر ہے۔اس (یزید پلید) کے بارے ایسی روایات موجود ہیں جو اس کے کفر پر دلالت کرتی ہیں۔مثلاً شراب کو حلال سمجھنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے رفقاء کی شہادت کے بعد اس کا یہ کہنا کہ میں نے ان سے بدر کا بدلہ لے لیا جو اس کے بڑوں نے ہمارے بڑوں سے کیا تھا۔اسی قسم کی اور بہت سی کفریہ باتیں اسی سے منقول ہیں شاید امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے یزید پلید کو کافر کہنے کی وجہ یہی ہو کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کی کفریہ باتوں کی تصدیق ہو چکی تھی۔ جو اسے کافر قرار دیا ہے۔(شرح فقہ اکبر صفحہ ۷۳)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے فتاوی رضویہ اور عرفان شریعت میں اس کو یزید پلید کہہ کر تفصیل کے ساتھ اس مردود کا رد بلیغ کیا ہے۔اہلِ سُنّت کی شرح

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

عقائد سے لے کر تمام علماء اُمت کی کتب میں اس یزید پلید کو مردود جہنمی ملعون قرار دیا گیا ہے اور اگر کسی نے تکفیر سے کفر لسان بھی کیا ہے تو اس خبیث کے فسق و فجور میں تو کسی کو کلام ہی نہیں ہے۔ ہمارے علماء میں سے کوئی ایک بھی اس خبیث کے فضائل و مناقب خود ساختہ کا کوئی قائل نہیں ہے۔ تو معترض کا اسے اہلِ سُنّت کا امام بتلانا نری بکواس ہے۔ یزید پلید اہلِ سُنّت کا امام نہیں بلکہ خود شیعوں کا امام ہے۔ چند ایک کتب شیعہ سے حوالہ جات پیش کیے جاتے ہیں یزید نے قتل حسین رضی اللہ عنہ پر خوشی کی بجائے ماتم کیا۔ (مقتل ابی مخنف صفحہ ۱۳۹)

یزید اہلِ بیت کا غمگسار اور قاتل حسین رضی اللہ عنہ کو ملعون کہتا تھا۔

(ارشاد مفید صفحہ ۷-۲۴۶، جلاء العیون صفحہ ۶۲۲، اعلام الوریٰ صفحہ ۱۴۹)

یزید نے اہلِ بیت کو زیورات اور قیمتی لباس کے تحفے دیئے۔ (مقتل ابی مخنف صفحہ ۱۴۰)

یزید امام زین العابدین اور ان کے بھائی عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ اکٹھا کھانے پر مدعو کرتا تھا۔ (اخبار الطوال صفحہ ۲۶۱)

یزید امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے بغیر نہ صبح کا نہ شام کا کھانا کھاتا۔ (بحار الانوار ۱۰/۲۵۴)

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے یزید کی طرف سے بھیجا گیا دو لاکھ مثقال سونا قبول کر لیا۔

(حلیۃ الابرار ۲/۲۱)

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت کر لی اور خود کو مجبور غلام کہا۔

(کتاب الروضہ ۸/۲۳۵، جلاء العیون صفحہ ۶۷۸)

اب معترض بتلائے کہ یزید کس کا امام ہے۔ اہلِ سُنّت کے ہاں جو اس حدیث کے مصداق بارہ خلفاء ہیں وہ یہ ہیں سیدنا صدیق اکبر سیدنا فاروق اعظم سیدنا عثمان غنی سیدنا علی المرتضیٰ امام حسن مجتبیٰ، حضرت امیر معاویہ حضرت عبداللہ بن زبیر، عبدالملک، ولید، سلیمان، حضرت عمر بن عبدالعزیز، یزید بن عبدالملک، ہشام بن عبدالملک رضی اللہ عنہم اور جس روایت سے آخر میں معترض نے استدلال کیا ہے۔

اولاً تو معترض یہ روایت اسی متن کے ساتھ بسند صحیح پیش کرے پھر جواب لے۔

ثانیاً کہ اگر برحق امام ہے تو اس کی خلافت و بیعت سے کلی طور پر انکار نہ ہو مجتہد اگر جزوی اختلاف کرلے تو کوئی حرج نہیں۔ معرفت کے منافی نہیں ہے اور پھر امام کا اطلاق تو قرآن مجید میں اس قرآن پاک پر بھی آیا ہے سرکار علی رضی اللہ عنہ کی خلافت و بیعت سے کلی طور پر انکار کس کو تھا یہ تو معترض کی غلط بحث ہے۔ جزوی طور پر اختلاف کرنے والے اہل بیعت و معرفت میں شامل ہیں۔ پھر معترض کا اس حدیث کا حوالہ منصب امامت کا حوالہ دینا اس کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس لیے کہ منصب امامت کون سی حدیث کی کتاب ہے۔ وہ تو ایک وہابی خبیث کی کتاب ہے۔ آخر میں ہم بطور تنبیہ بتلانا چاہتے ہیں بارہ اماموں کی ولایت میں اہلِ سُنَّت کو کوئی شک نہیں ہے۔ بلکہ وہ حقیقت میں اہلِ سُنَّت کے امام ہیں۔ شیعہ کا ان سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ صرف ماننے میں ہم شیعہ کی طرح خودساختہ شرائط سے ہرگز نہیں مانتے۔ ہاں ان کی ولایت تو اہلِ سُنَّت کے ہاں مسلمہ ہے۔

22- مذہب حق اہلِ سُنَّت میں شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی شخص کو تنسیخ و تبدیلی کرنے کا ہرگز اختیار نہیں ہے۔ مگر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف مذکورہ بالا امور کے ایجاد بدعت ہونے کا الزام شیعہ معترض کی خباثت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اتنے واضح امور جو کتب حدیث میں مذکور ہیں سے انکار اس کی جہالت کو بھی واضح کر رہی ہے۔

نماز فجر کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد الصلوٰۃ خیر من النوم کہنے کا خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مبارک ہے۔ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قل بعد حی علی الفلاح الصلوٰۃ خیر من النوم حی علی الفلاح کے بعد (اذان میں) الصلوٰۃ خیر من النوم کہو۔ (ابوداؤد ۱/۷۳، نسائی ۱/۷۵، موارد الظمآن صفحہ ۸۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ مبارک میں اذان فجر میں حی علی الفلاح کے بعد دومرتبہ الصلوٰۃ خیر من النوم کہا جاتا تھا۔ (طحاوی ۱/۸۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سنت میں سے یہ ہے کہ اذان فجر میں حی علی الفلاح کے بعد دومرتبہ الصلوٰۃ خیر من النوم کہا جائے۔ (طحاوی ۱/۸۲)

معلوم ہوا، اس کی ایجاد کا الزام سرکار عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر غلط ہے۔ اور یہ خود کتب شیعہ سے بھی ثابت ہے۔ امام باقر فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی امام زین العابدین رضی اللہ عنہ (اذان فجر میں) اپنے گھر میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہا کرتے تھے۔ میں بھی اسے کہہ لوں تو کوئی حرج نہیں۔ (تہذیب الاحکام ۲/۶۳، وسائل الشیعہ ۴/۶۵۱)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے مؤذن سے فرمایا کہ اذان فجر میں حی علی الفلاح کے بعد بطور تقیہ الصلوٰۃ خیر من النوم پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(من لا یحضرہ الفقیہ ۱/۱۸۸، وسائل الشیعہ ۴/۶۴۵)

کتب حدیث میں اس کے سینکڑوں حوالے موجود ہیں ہمیں اختصار مانع ہے نماز تراویح بھی خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ماہ رمضان المبارک میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک الگ جگہ نماز (تراویح) کے لیے بنادی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی راتیں اس میں نماز پڑھی۔ صحابہ کرام نے اس (نماز تراویح) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کی۔ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ لوگوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز (تراویح) ادا کی ہے۔ دو یا تین راتیں عمل ہوا اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں بیٹھ رہے (گھر میں نماز تراویح ادا فرماتے رہے) اور باہر نہ نکلے۔ جب صبح ہوئی تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی وجہ دریافت کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے خوف ہوا، (کہ میری اس نماز تراویح پر مداومت ہمیشگی) سے تم پر فرض نہ ہو جائے۔ (بخاری ۱/۱۰۱)

پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہارے لیے اس قیام (تراویح) کو تمہارے لیے سنت مقرر فرمادیا ہے۔ (نسائی ۱/۲۳۹، ابن ماجہ صفحہ ۹۵، کنزالعمال ۴/۲۹۶)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں بیس تراویح ادا فرماتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۲۸۵، آثار السنن ۲/۵۶، مجمع الزوائد ۳/۱۷۴، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۱/۳۹۳، سنن کبری للبیہقی ۲/۴۹۶، کشف الغمہ ۲/۱۱۶، الوفاء صفحہ ۵۶۰، حاشیہ موطا امام محمد صفحہ ۱۴۱، مسند عبد بن حمید صفحہ ۲۱۸)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی یہی ارشاد فرماتے ہیں۔ (تاریخ جرجان صفحہ ۲۷۵)

معلوم ہوا کہ نفس تراویح کا ثبوت خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے باجماعت کا موجود ہے۔ مگر فرضیت کے خوف کی وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر باجماعت نماز تراویح پر ہمیشگی نہ فرمائی۔ مگر جب عہد صحابہ میں یہ اندیشہ نہ رہا تو سرکار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کرام کے اتفاق اور موجودگی میں اس سنت باجماعت تراویح کو التزاماً زندہ فرمایا اور اس پر تمام صحابہ کرام کا اتفاق موجود ہے، جس کے بے شمار دلائل موجود ہیں کسی صحابی نے بھی سرکار عمر رضی اللہ عنہ کے اس فعل وقول پر تکفیر و تفسیق نہ کی۔ بلکہ تائید و تحسین فرمائی، سرکار حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کو روشن کرے۔ انہوں نے جیسے ساری مساجد کو روشن کر دیا۔ (شرح نہج البلاغہ ابن ابی حدید ۳/ ۹۸)

اور خود کتب شیعہ میں رمضان المبارک میں نماز عشاء کے بعد ۲۰ رکعت نماز (تراویح) پڑھنے کا حکم ہے۔ ائمہ کی طرف سے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رمضان المبارک میں نماز عشاء کے بعد تراویح پڑھنا ثابت ہے۔ (فروع کافی ۳/ ۳۹۹)

اور ائمہ اہلِ بیت بھی اس کی ادائیگی کرتے رہے۔

(الاستبصار ۱/ ۲-۲۳۱، من لا یحضرہ الفقیہ ۲/ ۹-۸۸)

معلوم ہوا کہ تراویح پڑھنے کو سرکار عمر رضی اللہ عنہ نے گھڑا نہیں ہے بلکہ اس کا ثبوت خود کتب شیعہ و سُنی سے ائمہ اہلِ بیت تک موجود ہے۔ سرکار عمر رضی اللہ عنہ پر اس کی ایجاد کرنے کا الزام باطل و مردود ہے۔

چار تکبیرات جنازہ بھی سرکار عمر رضی اللہ عنہ کی ایجاد نہیں ہے۔ بلکہ یہ بھی سرکار دو عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خود ثابت ہے۔ حضرت نجاشی کا جنازہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیرات کے ساتھ پڑھایا۔ (بخاری ۱/ ۱۷۷)

اس پر بے شمار احادیث موجود ہیں مذکورہ حدیث خود شیعہ کی کتاب ناسخ التواریخ میں بھی موجود ہے۔ حضرت نجاشی کی نماز جنازہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیروں کے ساتھ پڑھائی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اس کے مزید حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(بخاری ۱/۱۷۸، مسلم ۱/۳۰۹، ترمذی ۱/۱۹۸، سنن نسائی ۱/۲۱۷، سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۱۱، سنن ابوداؤد ۲/۱۰۱، مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۴۴، سنن کبریٰ للبیہقی ۴/۳۵، مسند امام احمد ۲/۲۳۰، مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۱۸۴، صحیح ابن حبان ۶/۴۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات طیبہ میں آخری نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہیں۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہیں امام حسین رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کے جنازہ کی نماز میں چار تکبیریں کہیں۔ (سنن دار قطنی ۲/۷۲، مستدرک ۱/۳۸۶)

معلوم ہوا، کہ معترض نے اپنی جہالت کی وجہ سے اس فعل نبوی کی ایجاد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذمے لگا دی متعہ کی حرمت بھی سرکار عمر رضی اللہ عنہ نے نہ کی بلکہ اس کی ممانعت و حرمت خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحت کے ساتھ فرمائی ہے۔ خود سرکار علی رضی اللہ عنہ راوی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح خیبر کے دن متعہ اور پالتو گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرما دیا۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۲۷۲)

انہی الفاظ سے سرکار علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ ممانعت متعہ والی روایت بیان کی۔ (بخاری ۲/۷۶۷)

متعہ کی ممانعت و حرمت پر بھی کثیر روایات مرفوع موقوف کتب حدیث میں منقول ہیں مگر اختصار مانع ہونے کی وجہ سے ہم اس پر اکتفا کرتے ہیں خود کتب شیعہ میں بھی سرکار علی کی روایت ہے۔ فرماتے ہیں سرکار علی رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو گدھے اور عقد متعہ سے منع فرمایا۔ (الاستبصار ۳/۱۴۲)

باقی رہا طلاق ثلاثہ بیک وقت کو طلاق ثلاثہ ہی قرار دینا تو یہ بھی سرکار عمر رضی اللہ عنہ کی ایجاد نہیں بلکہ خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب انور ہے۔ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں جدائی کر دی اور ان کو نافذ کر دیا۔ (بخاری ۲/۷۹۱، ابوداؤد ۱/۳۰۶)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی ہے۔فرمایا رجوع کر لے میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیتا، تو پھر بھی رجوع وحلت ہو سکتی تھی فرمایا نہیں پھر جدائی ہی ہے۔(مسلم ۱/۴۷۶، سنن دارقطنی ۳/۴۳۱، سنن کبریٰ للبیہقی ۷/۳۳۴، مجمع الزوائد ۴/۳۳۶، نصب الرایہ ۳/۲۲)

حضرت فاطمہ بنت قیس کو ان کے شوہر حفص بن مغیرہ نے تین طلاقیں دے دیں۔تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جائز و نافذ کر دیا۔(ابن ماجہ)

سرکار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یہی فتویٰ ہے۔(مصنف ابن ابی شیبہ ۴/۱۲، مصنف عبدالرزاق ۶/۳۳۶)

سرکار ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہی فتویٰ ہے۔(ابوداؤد ۱/۲۲۹، سنن کبریٰ بیہقی ۷/۳۳۷)

پوری اُمت کا اجماع سمیت تمام صحابہ کرام کے اور ائمہ اربعہ فقہاء کرام اس پر ہے اور اس پر بے شمار احادیث نقل کی جا سکتی ہیں۔

معلوم ہوا کہ سرکار عمر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے معترض کا ان کو بدعات کا موجد قرار دینا نری خباثت اور دھوکہ دہی ہے۔ورنہ علمی دُنیا میں معترض کی جہالت ہم نے ہر طرح واضح کر دی ہے۔بلکہ ہم نے کتب شیعہ سے بھی اہلِ سُنت کے مذہب کا حق ہونا واضح کر دیا۔والحمد للہ رب العالمین۔

محمد کاشف اقبال مدنی رضوی غفرلہ الاحد

جامعہ غوثیہ رضویہ مظہر اسلام سمندری ضلع فیصل آباد

۹ ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بخدمت علامہ محمد کاشف اقبال مدنی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ !

بعد آداب و نیاز دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محبوبِ خدا کا صدقہ آپ کو علم وعرفان میں عروج بخشے اور مخلوقِ خدا آپ کے علم سے مستفیض ہوتی رہے۔ آمین!

ہمیں ایک منظم گروہ کے ساتھ مجادلہ کی صورت پیش آچکی ہے۔ ہمیں چیلنج کیا گیا ہے کہ اگر آپ اس مسئلہ میں سچے ہیں اور حق پر ہیں تو ہمارے سوالات کے تحریری جوابات پیش کریں اور اگر جوابات پیش نہیں کر سکتے تو پھر ہم جو حق بات کہتے ہیں اس کو تسلیم کرلیں۔

ہم نے اپنے مقامی علماء سے فرداً فرداً رابطہ کیا اور ان کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ مگر تحریری جوابات سے سب نے گریز کیا۔ اور بعض نے تو یہاں تک کہا کہ یہ اختلافی مسئلہ ہے اسے مت چھیڑو۔ میں نے جواباً عرض کیا کہ اختلاف اپنی جگہ ہے لیکن حق تو ایک ہی جانب ہوگا۔ اختلاف کی صورت میں دونوں فریق تو حق پر نہیں ہو سکتے۔ حق تو ایک کے ساتھ ہے۔ لہٰذا ہمیں حق کا راستہ تلاش کرنا چاہیے۔ ہمارے مقامی علماء نے ہمیں تذبذب میں ڈال دیا ہے یا تو ہم لکیر کے فقیر ہو چکے ہیں، اندھی تقلید کے قائل ہو چکے ہیں یا باطل قوتوں کو جواب دینے کی ہمارے پاس علمی استعداد نہ ہے یا پھر ہم ضد اور تعصب کا شکار ہو کر حق سے چشم پوشی کر رہے ہیں اور حق کو قبول کرنے کے جذبۂ ایمانی سے محروم ہو چکے ہیں۔ اِس صورتِ حال میں ہم ذیابٌ فی ثیاب کا نقشہ پیش کر رہے ہیں۔

آپ سے خدا و مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر اپیل کرتا ہوں کہ خدارا ہماری راہنمائی فرما دیں۔ ہمیں اِن سوالات کے جوابات سے آگاہ فرما دیں۔ تاکہ ہمیں اطمینانِ قلب نصیب ہو۔ ہمیں تذبذب کی کیفیت سے نکال کر یقین کی منزل پر لا ئیے۔ خدانخواستہ اگر آپ نے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

بھی خاموشی اختیار کی، حق کو چھپایا اور ہماری راہنمائی نہ فرمائی تو روزِ قیامت آپ جواب دہ ہوں گے۔ خدا کی بارگاہ میں کیا منہ دکھاؤ گے۔ علمائے ربانی کی یہ شان نہیں کہ وہ حق کو چھپائیں۔ حق کو چھپانا تو سب سے بڑا ظلم وتعدّی ہے۔

سوالنامہ اور واپسی لفافہ ارسالِ خدمت ہے۔

والسلام!

دعا گو:

حافظ فلک شیر

خطیب جامع مسجد فاروقِ اعظم

شاہین کالونی، سرگودھا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مخالفین کے سوالات

محض خدا و مصطفیٰ ﷺ کی رضا و خوشنودی، اہلِ اسلام کی راہنمائی و حق و ہدایت پر استقامت کیلئے اور قوانین و تعزیرات خداوندی سے بغاوت و خروج و اندھی تقلید کے گمراہ کن اثرات سے بچانے اور حق و باطل میں امتیاز رکھنے کی خاطر تعصب و ضد سے بالاتر ہو کر قرآن و سنت اور تاریخی حقائق کی روشنی میں مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات سے مستفید فرما کر عنداللہ ماجور ہوں:

1- فرمانِ خدا ہے: ایک مومن کو عمداً قتل کرنے والا دائمی جہنمی ہے۔ اس پر اللہ کا غضب و لعنت ہے اور اس کیلئے بہت بڑا عذاب تیار ہے۔ تو جس نے خلیفۂ راشد سے بغاوت کر کے بے شمار صحابہ کا قتل عام کرایا وہ کس قدر اللہ کے غضب و لعنت کا مستحق ہوگا۔ وہ آپ کے علم و اعتقاد میں جنتی ہے یا جہنمی؟

2- قرآن و سنت کی رو سے صحابی و باغی کی تعریف و جزا کیا ہے؟ کیا صحابی اور باغی کو ایک ہی زمرہ میں شمار کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

3- احادیث متواترہ کا ماننا مثل قرآن ضروری ہے۔ ایسی متواتر حدیث کے خلاف اعتقاد و عمل ہدایت ہے یا گمراہی؟

4- اجتہاد کی تعریف۔ اجتہاد کب روا ہے۔ اجتہاد بالقلم یا بالسیف ہے۔ وہ کیا شرائط ہیں جن کا مجتہد میں پایا جانا ضروری ہے جس سے وہ درجہ اجتہاد کو پہنچتا ہے اور مجتہد کو اپنی صریح خطا کا علم و یقین ہونے پر رجوع کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

5- نبی پاک ﷺ کو بالواسطہ یا بلاواسطہ گالیاں دینے والا، تنقیص و توہین کرنے والا، بغض و عداوت رکھنے والا، نافرمانی کرنے والا مومن ہے یا منافق و مرتد؟

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

6- ایک خلیفہ راشد کی اطاعت فرض ہے۔ فرض کا منکر و مخالف مومن ہے یا کافر؟

7- ایک صاحب ایمان تمام ارکان و فرائض اسلام و جمیع وضروریاتِ دین و ایمان پر پختہ یقین و ایمان رکھتا ہے۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کے اہل بیت اطہار، خلفائے راشدین، صحابہ کرام، اولیائے امت کا ادب و عشق رکھنے والا پیرو کار ہے۔ امیر عامہ معاویہ کو باغی جاننے سے کیا اس کا ایمان کامل نہیں؟ اگر آپ کے اعتقاد و ایمان و علم میں تکمیل ایمان کا دار و مدار معاویہ کے ماننے پر ہی ہے تو قرآن و سنت میں اس کے جواز میں کیا دلائل ہیں؟

8- ان اللہ حرم الجنۃ علٰی من ظلم اھل بیتی او قاتلھم او اعان علیھم او سبّھم۔

''بے شک اللہ نے حرام کر دیا جنت کو اس شخص پر جس نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا یا ان سے جنگ کی یا ان سے جنگ کرنے میں اعانت و مدد کی یا ان کو گالی دی''۔

یہ سب کام معاویہ نے کیے۔ اس حدیث کی رو سے معاویہ کے جہنمی ہونے میں قطعاً شک نہ رہا لیکن حواری ملاں اپنے مفروضوں کے بل بوتے پر معاویہ کو گھسیٹ کر جنت لے جانے کی کوشش میں کامیاب ہو سکے گا یا خود اس کے ساتھ جہنم کا ایندھن بنے گا؟

9- من عادیٰ لی ولیًّا فقد آذنتہٗ بالحرب ''جس نے میرے ولی سے عداوت کی میرا اس سے اعلانِ جنگ ہے'' تو جس نے عمر بھر امام الاولیاء سے جنگ و جدل کا سلسلہ جاری رکھا اور خطبہ جمعہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ سے محبت کرنے والوں پر لعن طعن کرتا اور کراتا رہا اس کے خلاف اللہ تعالیٰ کے اعلانِ جنگ کی شدت کا کیا عالم ہو گا ایسے شخص پر اللہ کا غضب ہے یا رحمت؟

10- ''مومن ہی علی سے محبت کرے گا اور منافق ہی علی سے بغض رکھے گا''۔

معاویہ کا زندگی بھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ و جدل کرنا اور ان پر لعن طعن کرنا اور کرانا، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی علامت ہے یا بغض کی؟ اس حدیث اور کردار معاویہ کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

روشنی میں معاویہ مومن ہے یا منافق؟

11- ملت اسلامیہ کے تمام اہلِ حق کا یزید کے لعنتی و جہنمی ہونے پر اجماع ہے۔ جبکہ یزید اول (امیر عامہ معاویہ) جو یزیدیت کا بانی اور اسے تقویت دینے والا انتشار ملت کو پروان چڑھا کر اتحاد ملت کو تباہ کرنے والا تحریف دین اور ملوکیت کی بناء قائم کرنے والا قاتل آل و اصحاب باغی کا کردار یزید کے کرتوت سے بڑھ کر بدتر ایمان سوز اور دین کش ہے۔ بایں ہمہ ضدی و متعصب ملاں و صوفی یزید اول (معاویہ) کی حمایت پر مصر ہے۔

کیا یزید اول (معاویہ) اور یزید ثانی کے کردار و کرتوت میں مماثلت نہیں ہے؟

12- ولا تلبسوا الحق بالباطل و تکتموا الحق و انتم تعلمون۔

''اور حق کو باطل کے ساتھ مت ملاؤ۔ اور تم حق کو چھپاتے ہو اور تم جانتے بھی ہو''۔

تو کیا ایک باغی دین و ملت کو صحابہ میں ملانا اس آیت کا انکار اور صحابہ کی توہین نہیں؟ اور کیا قرآن کی ایک آیت کا انکار کفر نہیں؟

منجانب

انجمن دفاع ناموس اصحاب مصطفیٰ، پاکستان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

۷۸۶
۹۲

جوابات

محبی و مخلصی حافظ فلک شیر صاحب

سلام مسنون!

خیریت موجود خیریت نیک مطلوب

آمد برسر مطلب۔ کچھ دن قبل آپ کا خط ملا تھا۔ مگر بعض مصروفیات کی بناء پر آپ کے مکتوب کی طرف توجہ نہ ہو سکی۔ آپ نے اس میں واپسی لفافہ کا لکھا تھا۔ آپ کے خط کے لفافہ میں واپسی لفافہ نہ تھا۔ بہر حال اب چند معروضات حاضرِ خدمت ہیں ان کے جواب میں وصولی پر مطلع فرمائیں! تاکید ہے۔

1- آپ نے جس منظم گروہ کا ذکر کیا ہے اس کا نام اور اس کے ذمہ داران کے نام لکھنے سے کیوں گریز کیا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ اولاً ان کے نام سے ہمیں مطلع کیا جائے تاکہ پتہ چلے کہ یہ کون لوگ ہیں۔

2- آپ کس گروہ سے متعلق ہیں اور آپ کی بیعت وغیرہ کہاں ہے۔ سرگودھا میں فقیر دو دن قبل حاضر ہوا مگر آپ کا متعدد حضرات سے پوچھنے کے باوجود کیوں اتہ پتہ نہ چلا۔ آپ کے ہاں فقیر کے احباب میں مولانا محمد شاہد رضوی صاحب ہیں۔

3- آپ نے جن علماء سے رابطہ کیا ان کے نام تحریر کریں تاکہ فقیر کو علم ہو کون سے ایسے حضرات ہیں جو دین و مسلک کے نام کا کھا کر نمک حرامی کر رہے ہیں۔

4- اب آپ کے سوالات کے مختصر اجمالی جوابات لکھ، ، ور پ کے دوبارہ رابطہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

کرنے پر اس کی تفصیلی تردید بھی کر دوں گا۔ انشاء اللہ المولیٰ! جواب صرف اس لیے لکھ رہا ہوں تاکہ حق کے متلاشی حضرات تذبذب سے ہٹ کر یقین اور دین اسلام کی وابستگی میں ہی بقا تصور کریں۔ بنیادی طور پر یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ جس خبیث النفس نے مذکورہ سوالات تحریر کیے ہیں وہ صرف جاہل ہی نہیں اجہل ہے۔ وہ تو دین کے اصول اور بنیادی اصطلاحات سے ہی جاہل ہے نہ اسے اصول فقہ وحدیث کی ہوا لگی ہے نہ کچھ اور۔

امیر المومنین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی اور کاتب وحی ہیں جن کیلئے خود محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے رحمت فرمائی۔ اے اللہ معاویہ کو ہادی بنا، ہدایت یافتہ بنا اور ان کے ذریعہ سے دوسروں کو بھی ہدایت عطا فرما۔

اللّٰھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھدہ و اھد بہ۔

(اختلاف الفاظ کے ساتھ یہ روایت دیکھئے: جامع ترمذی ۲/۲۲۴، مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۷۹، تاریخ کبیر للبخاری ۴/۲۴۰، ۳۲۷، تاریخ اسلام للذہبی ۲/۳۱۹، تطہیر الجنان صفحہ ۱۲-۱۱، المعجم الاوسط ۱/۳۸۰، حلیۃ الاولیاء ۸/۳۵۸، طبقات الکبریٰ لابن سعد ۷/۳۶، البدایہ والنہایہ ۸/۱۲۱، تاریخ بغداد ۱/۲۰۸، موارد الظمآن صفحہ ۵۶۶، اخبار اصفہان ۱/۱۸۰، الاصابہ ۲/۴۰۷، تہذیب الاسماء واللغات ۲/۴۰۷، اسد الغابہ ۴/۳۸۶، فضائل صحابہ للامام احمد ۲/۹۴)

حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امیر معاویہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھے تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے معاویہ تیرے جسم کا کون سا حصہ میرے زیادہ قریب ہے۔ عرض کیا: میرا بطن۔ حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی کہ اے اللہ اسے علم اور حلم سے بھر دے۔ (تاریخ کبیر ۴/۱۸۰، تاریخ اسلام للذہبی ۲/۳۱۹)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی:

اللھم علّم معاویۃ الکتاب والحساب وقہ العذاب۔

"اے اللہ! معاویہ کو کتاب اور حساب کا علم عطا فرما اور اسے عذاب سے بچا لے"۔

(فضائل صحابہ للامام احمد ۲/۹۴، صحیح ابن حبان ۱۰/۱۷۰، موارد الظمآن صفحہ ۵۶۶، تاریخ اسلام ۲/۳۱۸، کنز العمال ۷/۸۸، مجمع الزوائد ۹/۳۵۶، اصابہ ۱/۳۸۶، مسند امام احمد ۴/۱۲۶، الاستیعاب ۳/۳۸۱، کتاب المعرفۃ والتاریخ ۲/۳۴۵،

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

(البدایہ والنہایہ ۸/۱۲۰، انساب الاشراف ۴/۱۰۷)

یہ بھی دعا فرمائی کہ اے اللہ! معاویہ کو کتاب کا علم عطا فرما اور اسے شہروں پر فتح عطا فرما اور عذاب سے بچا لے۔ (شرح شفا ۳/۱۱۷، البدایہ والنہایہ ۸/۱۲۱، مجمع الزوائد ۹/۳۵۶)

مزید ارشاد فرمایا کہ میری اُمت میں سب سے حلیم اور جواد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں میرے راز کا محافظ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہے جس نے ان سے محبت کی اس نے نجات پائی جس نے ان سے بغض رکھا وہ ہلاک ہوا۔ (تطہیر الجنان صفحہ ۱۳)

مزید فرمایا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں۔

(تطہیر الجنان صفحہ ۱۳)

جبریل امین نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا: معاویہ رضی اللہ عنہ سے خیر خواہی کیجئے۔ کیونکہ وہ اللہ کی کتاب پر امین ہیں اور کیا ہی اچھے امین ہیں۔

(مجمع الزوائد ۹/۳۵۶، البدایہ والنہایہ ۸/۱۲۱، تطہیر الجنان صفحہ ۱۳)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلاؤ۔ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے معاملات ان پر پیش کرو اور ان کو اپنے معاملات پر گواہ بناؤ اس لیے کہ یہ قوی اور امین ہیں۔

(البدایہ والنہایہ ۸/۱۲۱)

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف فرما تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے۔ تو ان کے کان میں قلم لگا ہوا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ قلم کیسا ہے۔ عرض کیا یہ اللہ اور اس کے رسول کیلئے تیار کیا ہے (کتابت کیلئے)۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تمہیں بہترین جزا دے۔ خدا کی قسم! میں نے تمہیں لکھنا صرف اسی لیے سکھایا کہ تو اللہ کی وحی لکھے۔ میں بھی کوئی کام وحی کے بغیر نہیں کرتا، اے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اگر تجھے خلافت کی قمیض پہنائی جائے تو کیا خیال ہے اور خلافت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگی، لیکن اس میں پریشانیاں ہوں گی، تو ام المؤمنین

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

نے عرض کیا تو پھر ان کے لیے دعا فرمایئے آپ ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ! معاویہ کو ہدایت عطا فرما۔ (پریشانیوں) بدخلقی سے دور رکھ دنیا و آخرت میں اس کی مغفرت فرما۔

(البدایہ والنہایہ ۱۴۰/۸)

لہٰذا اشتہار کے اندر مذکور سوالات کرنے والا قرآن و حدیث سے جاہل ہے اور معاند ہے۔ سوال نمبر ا میں آیت قرآنی کا مصداق امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو قرار دینے والا قرآن و حدیث پر بہتان لگاتا ہے۔ پوری اُمت مسلمہ خود سرورِ کائنات ﷺ جلیل القدر صحابہ کرام، خود سیدنا علی المرتضیٰ اور سیدنا امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم تو اس آیتِ قرآنی کا مصداق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو قرار نہیں دیتے۔ ہم پوچھتے ہیں ارے خبیث النفس یہ بتاؤ کہ اگر نعوذ باللہ اس آیت کا مصداق امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی قرار دے کر اور ان سے صلح کر کے سیدنا امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا کیا یہ ظاہر کرتا ہے کہ ایک جہنمی سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے صلح کی۔ ایک جہنمی کی بیعت حضرات حسنین کریمین نے کی۔ نعوذ باللہ۔ تمہارے اس خبیث استدلال سے تو مولا علی اور امام حسن و حسین رضی اللہ عنہم بھی محفوظ نہیں رہتے۔ اور پھر کیا کافر و جہنمی کیلئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دعائیں کرتے رہے۔ نعوذ باللہ۔ حالانکہ اُمت اس پر متفق ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائے رحمت یقیناً مستجاب ہے۔ ان مقتولین کے قتل کے ذمہ دار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نہیں بلکہ قاتلین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں آنا اجتہادی غلطی ہے اس کو ایمان و کفر کی لڑائی سمجھنا بے وقوفی اور جہالت ہے۔ خود سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کا فیصلہ فرمایا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اور میرا رب ایک نبی ایک اسلام کی دعوت ایک ہم ان سے اللہ پر ایمان اور نبی کی تصدیق میں کمی و زیادتی کا دعویٰ ہرگز نہیں کرتے نہ ہی وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ ہمارا اختلاف خون عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں ہے حالانکہ ہم اس سے بری ہیں۔ (نہج البلاغۃ ۱۱۴/۲)

مزید ارشاد فرمایا کہ ان (امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) کی طرف کفر کی نسبت نہ کرو اور ان کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

لیے کلمات خیر ہی ادا کرو اس لیے کہ ہم نے گمان کیا کہ انہوں نے ہمارے ساتھ بغاوت کی۔ اور یہی خیال انہوں نے ہمارے بارے میں کیا۔ (تاریخ ابن عساکر ۱/۳۴۹)

نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے ساتھیوں کے متعلق فرمایا کہ ان کی طرف شرک وکفر کی نسبت نہ کرو وہ ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ہمارے ساتھ بغاوت کی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۸/۷۰۷، سنن کبریٰ ۸/۱۷۲، قرطبی ۱۶/۲۲۴، یہی شیعہ کی قرب الاسناد صفحہ ۴۵ پر ہے)

مزید ارشاد فرمایا کہ ہم ایک دوسرے کی تکفیر نہیں کرتے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے کو حق پر گمان کرتے ہیں اور ہم اپنے کو۔ (قرب الاسناد صفحہ ۴۵)

مزید یہ کہ حضرت علی امیر معاویہ رضی اللہ عنہما اور ان کے احباب کے لیے کفر کا اطلاق درست نہیں جانتے بلکہ ان کو پکا مومن قرار دیتے ہیں۔

(ابن عساکر ۱/۳۴۰، المنتقیٰ للذہبی صفحہ ۲۲۵)

اب معترض خبیث کو سوچنا چاہیے کہ اس عام اعتراض کا ذمہ دار اسی کے خبیث استدلال کی روشنی میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بنتے ہیں۔ اور پھر یہ کہ دونوں طرف کے مقتولین کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنتی قرار دے دیا تھا۔ (مجمع الزوائد ۵/۳۵۶)

اور پھر رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا فیصلہ کر دیا تھا کہ تم دونوں کی جنگ ہوگی۔ بعد میں اللہ کی رضا و معافی تمہارے شاملِ حال ہوگی۔ (تفسیر در منثور ۱/۳۲۲، مرقاۃ ۷/۴۲۸)

اس لیے ثابت ہو گیا معترض کی جنگ خود رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ دوسرے سوال کے جواب میں معترض کو علم ہونا چاہیے صحابی اُس خوش نصیب کو کہتے ہیں جو ظاہری طور پر رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت ایمان پر زیارت کرے اور اس پر اس کا وصال ہو۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے لے کر پوری اُمت مسلمہ کو مسلم ہے۔ جو اس کا انکار کرتا ہے یہ اُس کی خباثت ہے۔ دوسرا یہ کہ باغی صرف کافر کو نہیں کہتے بلکہ صرف زیادتی کرنے والے کو بھی باغی کہتے ہیں اور باغی کا ایک معنی طلب کرنے والا ہے اس اعتبار سے سیدنا امیر معاویہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

رضی اللہ عنہ باغی قصاص ہیں۔ اور یہ امر ان کی صحابیت کے ہرگز منافی نہیں۔ معترض نہ صرف قرآن و حدیث سے جاہل ہے بلکہ لغت سے بھی اجہل ہے۔ اس کو چاہیے کہ وہ کسی صحیح العقیدہ سُنی عالم دین سے علم حاصل کرے پھر بات کرے۔ بے تکی ہانکتے جانے سے کیا ثابت ہوگا؟

تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ متواتر حدیث کون سی ایسی ہے جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت کے منافی ہے پہلے تم متواتر حدیث کی تعریف کرو پھر اس کے بعد اپنی مُستدل روایت کو پیش کرو پھر اس کا جواب لو۔

چوتھے سوال کے جواب میں گزارش ہے جس کے مجتہد ہونے کو صحابہ کرام کی تائید و تصدیق حاصل ہے۔ مثلاً سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر ایک مسئلہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اصاب انه فقیه۔ (بخاری ۱/۵۳۱، مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۲)

دوسری روایت میں ہے فرمایا کہ اصاب ای بنی لیس احد منا اعلم من معاویه۔ (سنن کبریٰ بیہقی ۲/۲۶)

جن کے مجتہد ہونے کو ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تائید حاصل ہے امام ذہبی کہتے ہیں کہ اس کی شہادت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دی ہے۔ (المنتقیٰ صفحہ ۳۸۸)

اب تم اپنی پچریں لگاؤ، تو معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کا نام لے کر تم خباثت پھیلا رہے ہو، اجتہاد مسائل شرعی مستنبط کرنے کا نام ہی ہے اور جو دلائلِ شرعیہ سے اظہار استنباط اسے مجتہد کہتے ہیں ان چکروں میں لوگوں کو ڈال کر متذبذب کیوں کرتے ہو۔ سیدھی بات کیوں نہیں کرتے جن کا اجتہاد سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مسلم ہے اس پر اعتراض کرتے ہوئے شرم کرو۔

پانچویں سوال کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ لعنة الله علی الکاذبین۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کب بالواسطہ یا بلاواسطہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دی ہیں تمہاری شر پر خدا کی لعنت برس رہی ہے جو اتنے بڑے بہتان لگا رہے ہو اور وہ بھی ایک صحابی پر۔

چھٹے سوال کے جواب میں ہم کہتے ہیں ارے خبیث تمہیں تو اس بات کا بھی علم نہیں کہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

فرض کی کتنی اقسام ہیں۔ خلیفہ راشد کی اطاعت کون سا فرض ہے۔ تم اتنے جاہل ہو اور اعتراض کرتے ہو ایک صحابی رسول پر اور پھر تمہارے اس فتویٰ کفر سے تو حضرت علی اور امام حسن، امام حسین رضی اللہ عنہم بھی نہیں بچتے۔ بتاؤ پھر انہوں نے امیر معاویہ سے صلح کیوں کی بیعت کیوں کی اور تمہارے بقول کافر کو مسلمان مان کر اس سے صلح کر کے بیعت کر کے یہ حضرات کس کھاتے میں گئے ۔ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔

اور امام حسن رضی اللہ عنہ کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر کے ان کی اطاعت کرنا اور تم جیسے خبیث کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنا کیا امام حسن رضی اللہ عنہ جیسے خلیفہ راشد سے بغاوت نہیں ہے۔ تم بے حیائی کے اس درجہ کو پہنچ چکے ہو کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے بکواس بھرے دعووں سے معاف نہ کیا۔

ساتویں سوال کا جواب یہ ہے کہ ہزار دفعہ کوئی آدمی ضروریات دینی کا اقرار کرے اگر ایک بھی ضروریاتِ دین میں سے انکار کرے گا وہ تو کافر ہے ایک قطعی کفر کے ہوتے ہوئے دوسرے اعتقادیات یا اعمال کو نہیں دیکھا جاتا۔ اسی لیے جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کا بے ادب گستاخ ہے وہ خبیث ہے قرآن مجید تو کلاوعد اللہ الحسنیٰ تمام صحابہ کو نوید سنائے مگر خبیث معترض اس میں فلاں فلاں کی تخصیص واستثناء کرے تو کیا اس پر تازہ وحی نازل ہوئی ہے۔ نعوذ باللہ اور پھر احادیث مبارکہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعا فرمانا ان کے فضائل بیان کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر اہل بیت اور ان سے لے کر تمام امت مسلمہ کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عظمت کو تسلیم کرنا کافی نہیں ہے؟ جو ان کی شان میں بکواس کرے اس نے ان قرآن وسنت کے نصوص کو ٹھکرایا ہے یا نہیں؟ ایسے خبیث کو ہم یقیناً خبیث ہی جانتے ہیں جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا گستاخ ہے۔

آٹھویں سوال کے جواب میں عرض یہ ہے کہ معترض خبیث کا اپنے گمان میں علم زیادہ ہے اور امام حسن، امام حسین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کا علم کم ہے کیا یہ روایت ان کے علم میں تھی اور وہ جہنمی سے صلح و بیعت کرتے بقول معترض ملعون خبیث جہنمی ہوگئے۔ نعوذ باللہ،

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ارے خبیث دیکھ تیرے بے غیرتی کے فتوے سے حضرت علی، امام حسن وحسین رضی اللہ عنہم جہنمی ہو گئے۔ نعوذ باللہ۔ کروڑوں لعنتیں ہوں تیرے اس گندے عقیدہ پر اور یہ بھی بتایا تمام صحابہ کرام، تابعین، اولیاء، محدثین رضی اللہ عنہم بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت مان کر بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مدح وتعریف کر کے ان کے لیے دعانہیں کر۔ کے کہاں پہنچے۔ نعوذ باللہ۔

دسویں سوال کے جواب میں ہم کہتے ہیں سیدنا امیر معاویہ کا حضرت علی کو گالی گلوچ اور لعن طعن بکواس اور جھوٹ فراڈ ہے اس لیے کہ یہ روایات جھوٹی اور کذاب راویوں کی ہیں لہٰذا احادیث کے مقابلہ میں ان تاریخی روایات کی کیا حیثیت ہے۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومنقبت کے قائل تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعریف کرنے والے کو ہزاروں کے اعتبار سے انعام دیتے تھے۔ ان کے فضائل میں بہت سے بیان کرتے تھے۔ اس کی تصریح خود شیعہ کی کتاب میں بھی موجود ہے۔ معترض کے طلب کرنے پر ہم پیش کر دیں گے ہم صرف اتنا پوچھنے کی بات کرتے ہیں من عادی لی ولیا اور منافق علی سے محبت نہ کرے وغیرہ ایسی جتنی روایات تھیں کیا یہ حضرت علی، امام حسن، امام حسین رضی اللہ عنہ کے علم میں نہ تھیں کیا انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی کہہ کر ان سے صلح کر کے امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہما نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر کے ان احادیث کی مخالفت کی۔ تیرا برا ہوا ے معترض خبیث کہ تیرے ناپاک فتووں سے اہلِ بیت ہی نہیں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہیں بچتے۔

گیارہویں سوال کے جواب میں معترض خبیث اس قدر جاہل ہی نہیں اجہل ہے کہ اس کو اجماع کی تعریف بھی نہیں آتی۔ جس کو چاہا اجماع کہہ دیا جس کو چاہا جہنمی بنا دیا۔ نعوذ باللہ۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یزید پلید سے کیا مناسبت ہے اور ان میں تو زمین آسمان کا فرق ہے اس فرق کو امام حسین رضی اللہ عنہ کے عمل سے بھی تائید حاصل ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی انہوں نے بیعت کر لی مگر یزید سے بیعت کرنے کو گوارا نہ کیا۔ اپنا سب کچھ لٹا دیا۔ اس سے بڑھ کر کیا فرق ہوگا، یزید کو امیر معاویہ سے مماثلت بتلانا امام حسین رضی اللہ عنہ کی توہین قبیح ہے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اور پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو وصیت کی تھی کہ تم امام حسین رضی اللہ عنہ کے آلِ رسول ہونے کا ادب کرنا بیٹا یاد رکھنا، حسین رضی اللہ عنہ کا باپ تمہارے باپ حسین رضی اللہ عنہ کے نانا تیرے نانا سے ان کی والدہ تیری ماں سے کہیں بہتر ہے۔ (مقتل ابی مخنف صفحہ ۸)

اور پھر اس کے بعد دعا کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے اس کی اہل بیت کے پیشِ نظر اس کو ولی عہد کہا ہے (یہ صحیح ہو) تو میری خواہش پوری فرمادے اور اگر ایسا نہیں تو اس یزید کو ولی عہدی میں ناکام بنادے اور اس کی تکمیل نہ فرما۔ (البدایہ والنہایہ ۸/۸۰)

ایک روایت میں موت کی بھی دعا ہے کہ اگر ایسا نہ ہو تو اس کو جلدی موت دے دے۔ (نبراس صفحہ ۵۴۱)

اس سے بڑھ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلوص اور للّٰہیت کیا ہو سکتی ہے اور پھر یہ مردود معترض خبیث سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت و خلافت کے بارے میں بکواس کر رہا ہے حالانکہ اس کی یہ بکواس جو ہے اس کی زد سے امام حسن و حسین اور حضرت علی رضی اللہ عنہم بھی محفوظ نہیں رہتے۔ خبیث معترض دیکھ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کو بُرا مت جانو، اور اگر تم نے ان کو گم پایا تو حنظل کی طرح لوگوں کے سر اُن کے جسموں سے اُڑتے نظر آئیں گے۔ (البدایہ والنہایہ ۸/۱۳۱)

بارہویں سوال کے جواب میں ہم کہتے ہیں سیدنا علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں جلیل القدر ہیں اگر یہ تمہیں اس آیت کے منافی نظر آتا ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی ماننا تمہیں آیت قرآن کا انکار نظر آتا ہے تو بتلاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریفیں کی ان کے لیے دعائیں کیں صحابہ کرام ان کی مدح و تعریف کے قائل تھے ان کو مجتہد مانتے تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کو اپنا بھائی قرار دیتے۔ ان کے بارے کوئی بے ادبی کا لفظ برداشت نہ کرتے تھے۔ ان سے صلح فرمائی۔ امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے بیعت کی۔ بتلاؤ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قرآن کا انکار کیا۔ صحابہ نے بھی قرآن کا انکار کیا۔ حضرت علی اور امام حسن و حسین رضی اللہ عنہم نے بھی قرآن کا انکار کیا۔ نعوذ باللہ۔ ارے خبیث! جہنمی ملعون تیرے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اس بے غیرتی کے فتوے سے تو اللہ کے حبیب ﷺ اہل بیت وصحابہ تابعین محدثین اولیاء سب کافر ہو گئے۔ تمہاری شر پر خدا کی لعنتیں ہوں اس پر پوری اُمت متفق ہے۔ امام بخاری سے پوچھا گیا تو فرمایا: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہی نہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی پر طعن کی جرأت وہی کرے گا، جو بد باطن ہے۔ (البدایہ والنہایہ ۸/۱۳۹)

امام خفاجی امام مالک کا مذہب بتلاتے ہوئے فرماتے ہیں جو خلفائے راشدین اور امیر معاویہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم میں سے کسی کی بھی تکفیر کرے اس کو قتل کیا جائے گا۔ اس کی کوئی تاویل سننے کے لائق نہیں ہے اس لیے کہ اس خبیث کے اس قول (ملعون) سے رسول اللہ ﷺ کی تکذیب لازم آتی ہے۔ (نسیم الریاض ۴/۵۶۵)

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ عبدالحق محدث دہلوی امام غزالی سیدنا غوث اعظم الغرض تمامی محدثین اولیاء عظمت صحابہ کرام بشمول امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہی قائل ہیں ان سب کے نزدیک صحابہ کرام کی دشمنی بدبختی ہے، خباثت ہے۔

سیدنا مجدد برحق امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ امام خفاجی سے ناقل ہیں جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں میں سے کتا ہے۔ (احکام شریعت صفحہ ۱۳۲)

سیدنا امام احمد رضا نے چھ رسائل عظمتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر تحریر فرمائے۔

نتیجۂ کلام

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کاتب وحی اور جلیل القدر صحابی رسول ہیں۔ خود سرورِ کائنات ﷺ نے ان کیلئے دعائے رحمت متعدد بار فرمائی۔ تمام صحابہ کرام ان کی مدح و تعریف کے قائل تھے۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے ان کی بیعت فرمائی۔ پوری اُمت مسلمہ کے محدثین اولیاء مشائخ کا بھی یہی عقیدہ ہے لہٰذا جو خبیث اس کے خلاف بکواس کرتا ہے وہ ان سب کا مخالف ہے۔ اہل سنت کا موقف یہی ہے۔ سیدنا علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین اختلاف میں حق حضرت علی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے۔ مگر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اجتہادی خطاء کی بناء پر ان کو ملعون کہنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ وہ خطاء اجتہادی کے باوجود ماجور ہیں۔ بحکم حدیث کہ مجتہد کو خطاء کے باوجود ایک اجر ملتا ہے۔ سیدنا امام احمد رضا نے کیا خوب فرمایا:

اہل سنت کا بیڑہ پار ہے اصحاب حضور
نجم ہے اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

محولہ اشتہار جنھوں نے بھی شائع کیا ہے وہ یقیناً خبیث اور بد باطن لوگ ہیں۔ عوام الناس کو اس سے بچنا لازم و واجب ہے اور دیگر لوگوں کو بھی اس فتنے سے باخبر کرنا ضروری ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے ہماری ان معروضات کو قبول فرمائے اور مذہبِ حق اہل سنت و جماعت پر استقامت اور اسی پر موت عطا فرمائے۔ آمین! (واللہ تعالیٰ اعلم)

فقیر نے احقاق حق اور ابطالِ باطل کے جذبہ کے تحت اختصار کے ساتھ سوالات کے جوابات لکھ دیے ہیں۔ میرے خیال میں اس کو کافی و شافی تصور فرمائیں گے۔ اگر مزید ضرورت ہوئی تو اس پر تفصیل سے بھی لکھا جائے گا۔ دوسری صورت میں فقیر سے بالمشافہ ملاقات میں اپنی تسلی کریں۔ فقیر حاضر ہے۔

والسلام!

محمد کاشف اقبال مدنی
سرپرست انجمن فکر رضا پاکستان
نائب صدر انجمن فدایانِ مصطفیٰ ضلع شیخوپورہ
مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ مظہر اسلام سمندری فیصل آباد
0300-4128993

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا

کنزالایمان

وہابیت کے بطلان کا انکشاف

مناظرِ اسلام ترجمانِ مسلکِ رضا مبلغِ اہلسنت

حضرت علامہ مولانا محمد کاشف اقبال مدنی رضوی

www.waseemziyai.com

MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

فیصلہ کیجئے

دیوبندی اور بریلوی میں کیا فرق ہے؟

علامہ مولانا شیر محمد جمشیدی

رضویہ کتب خانہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

شیعہ مذہب کی ابتداء

مدلّل اور معلومات افزا

مختصر مگر جامع تحریر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس زمانہ میں تمام دنیا کو ڈرانے اور راہِ ہدایت دکھانے کے لیے ملک عرب میں ظاہر ہوئے۔ آپ کی تبلیغ کسی قوم یا کسی نسل کے ساتھ مخصوص نہ تھی تاہم حضور علیہ السلام نے اپنی اس دنیوی زندگی میں جن قوموں تک آسمانی آواز پہنچائی وہ عرب کے باشندے تھے۔

عرب میں اس وقت بڑی تعداد مشرکین بت پرستوں کی تھی اس کے بعد لا مذہبوں یہودیوں صابئین نصاریٰ کا مرتبہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت نے چند دنوں میں ہی دنیا کی کایا پلٹ دی۔ مذکورہ بالا تمام مذاہب نیست و نابود ہونے لگے اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے شروع ہو گئے۔ ابتداء میں ہر ایک باطل مذہب نے آپ کا مقابلہ کیا۔ عداوت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ قتل کے منصوبے باندھے گئے لڑائیاں کیں۔ دولت، ملک اور حسینہ عورتوں کے لالچ بھی دیے۔ مگر حق کے سامنے کبھی باطل کے پاؤں جمے سکتے ہیں؟ کہ وہاں جم جاتے۔ چند دنوں میں ہی غیر مذاہب کے بادل چھٹ گئے اور سب کو ایک ایک کرکے رخصت ہونا پڑا۔ سب سے زیادہ عداوت مسلمانوں کے ساتھ یہود اور مشرکین کو تھی قرآن پاک نے اس کی خبر دی اور فرمایا۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَۃً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَھُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا۔

کہ تم مومنوں کے ساتھ سب سے زیادہ عداوت رکھنے والے یہود اور مشرکین پاؤ گے۔

چونکہ عرب کا اکثر حصہ مشرکین سے آباد تھا اور حضور علیہ السلام کو اکثر وعظ و نصیحت میں انہی کے ساتھ موقعہ ملتا تھا۔ یہ لوگ اپنے مذہب کے برخلاف باتیں سن نہیں سکتے تھے۔ اس لیے مشرکین کو حضور علیہ السلام کے ساتھ زیادہ عداوت ہوئی یہودی بھی اس لیے برسرپیکار ہوئے کہ مشرکین کے بعد انہی لوگوں کا اقتدار تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پانسو برس پہلے بخت نصر نے یہودیوں پر حملہ کیا۔ اس وقت یہودی خانماں برباد ہو گئے اور شام سے بھاگ کر ملک عرب میں جو شمال عرب میں علاقہ خیبر ہے۔ وہاں جاگزین ہوئے اور وہاں سکونت پذیر ہو کر اپنے مذہب کی اشاعت کرنے لگے۔ زراعت و تجارت کے ذریعہ انہوں نے اپنا جماؤ مستحکم کر لیا۔ پھر ان کے بطارقہ اور علما مختلف قبائل میں گھومنے لگے اور عرب میں یہودی مذہب کی بنیاد جم گئی۔ یمن کے مشہور بادشاہ ذونواس حمیری نے یہودی مذہب قبول کر لیا اور لوگوں کو جبراً یہودی بنانے لگا۔ تلوار کے خوف سے عرب مرعوب ہو گیا اور ملک کا بہت حصہ یہود کے قبضہ میں آ گیا۔

یہودیوں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز اپنے برخلاف دیکھی تو انہوں نے عداوت پر کمر باندھ لی۔ واقعات سے پتہ لگتا ہے کہ جس قدر ان کے دلوں میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت تھی۔ اتنی شاید مشرکین کو بھی نہ تھی۔ اسلام کی دن بدن ترقی دیکھ کر جلتے تھے اور مختلف تدبیروں اور منصوبوں کے ساتھ اسلامی قوت کو کمزور کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ ان کے علما دن رات اسی دھن میں لگے رہتے تھے کہ کسی طرح اسلامی طاقت مضمحل ہو۔ کئی بار معاہدے کیے پر خود ہی توڑ ڈالتے۔ مشرکین عرب کو ہمیشہ اسلام کے برخلاف ابھارتے تھے۔ یہی یہود لوگ تھے جو خود نام کے مسلمان بن کر حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگاتے اور فسق کے ساتھ العیاذ باللہ متہم کرتے۔ الغرض جو ممکن تدبیریں ہو سکتی تھیں۔ انہوں نے کمی نہ کی۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ان کی شرارتوں کے سبب ان کی گذشتہ ناپاک تاریخ دہرائی اور

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

شرم دلائی کہ اس قوم کی قدیمی عادت تکذیب ہے۔
موسیٰ علیہ السلام جب لڑنے جاتے ہیں۔ یہودیوں سے امداد طلب کرتے ہیں تو یہی قوم ان کو جواب دیتی ہے۔
اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ۔
اے موسیٰ جا تو اور تیرا رب (دیھائی) جاکر دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔
یہی وہ لوگ ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام تورات لینے کوہِ طور پر جاتے ہیں انہوں نے بچھڑے کی پرستش شروع کردی۔ نہ موسیٰ علیہ السلام کے مواعظ کا کچھ اثر ہوا نہ ہارون علیہ السلام کا۔
یہی قوم ہے جب موسیٰ علیہ السلام ان کو فرعون سے نجات دلا کر بحیرہ احمر سے پار کرتے ہیں تو کہتے ہیں۔
اِجْعَلْ لَّنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ۔
جیسے ان لوگوں کے لیے خدا ہے۔ ہمارے لیے بھی ایسا خدا بنا۔
اللہ تعالےٰ نے ان کو ایک تاریخی واقعہ یاد دلایا اور فرمایا۔
قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِيْلِ۔
اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ خدا تعالےٰ سے بدلہ پانے کے اعتبار سے جو چیز بری ہے کیا اس سے میں خبر دوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا تعالےٰ نے ملعون کیا اور جن پر خدا غصے ہوا اور خدا نے ان میں سے بندر خنزیر اور بتوں کے پوجنے والے بنا دیے، یہ لوگ بہت برے ہیں۔ ٹھکانے کی رو سے اور سیدھے راستہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔
اور ان کے علماء کے حالات بھی بیان فرمائے۔
مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ

يَحۡمِلُ اَسۡفَارًا ۔

ان لوگوں کی مثال جن پر توریت لادی گئی۔ پھر وہ لاد نہ سکے۔ اس گدھے کی سی ہے۔ جس نے پیٹھ پر کتابیں لادی ہوں۔

پھر ان کی تعریف کا ذکر فرمایا۔

یُحَرِّفُوۡنَ الۡکَلِمَ عَنۡ مَّوَاضِعِهٖ

پھر ان پر اللہ جل شانہ کا ایسا غضب ہوا کہ ان کی ملعونیت کی خبر قرآن پاک میں نازل ہوئی۔ چنانچہ فرمایا۔

لُعِنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡۢ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیۡسَی
ابۡنِ مَرۡیَمَ ؕ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوۡا وَّ کَانُوۡا یَعۡتَدُوۡنَ ۔

یعنی وہ لوگ جو بنی اسرائیل میں سے کافر ہوئے، وہ داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر ملعون کیے گئے۔ اس لیے کہ انہوں نے بے فرمانی کی اور حد سے بڑھ جاتے تھے۔

دوسری جگہ فرمایا۔

مَلۡعُوۡنِیۡنَ اَیۡنَمَا ثُقِفُوۡۤا اُخِذُوۡا وَ قُتِّلُوۡا تَقۡتِیۡلًا ۔

یہ ملعون ہیں جہاں کہیں بھی رہیں گے، پکڑے جائیں گے اور اچھی طرح قتل کیے جائیں گے۔

پھر ہمیشہ کے لیے ان کی ذلت اور مسکنت کا اعلان کیا گیا۔ چنانچہ فرمایا۔

ضُرِبَتۡ عَلَیۡهِمُ الذِّلَّةُ وَ الۡمَسۡکَنَةُ وَ بَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۔

قرآن شریف کے مختلف مقامات میں اللہ تعالے نے یہودیوں کی شرارت و سرکشیوں کی خبر دی۔ یہود لوگ مسلمانوں کی زبان سے اپنے حالات سنتے تھے۔ اپنی ملعونیت مغضوبیت اور اپنے علماء کی حالت اہل اسلام سے سن کر آگ بگولا ہو جاتے تھے اور جو کچھ ان سے ہو سکا کر گذرے۔ لیکن حق سبحانہ وتعالے نے اپنے وعدہ کے مطابق ان کو تباہ و ذلیل کیا۔ ان کا اصلی مقام خیبر بھی حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

کے ہاتھوں فتح ہوا۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عداوت خصوصیت کے ساتھ اُن کے دلوں میں جم گئی۔

یہود نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں امن کی درخواست کی حضور علیہ السلام نے جو کہ سراسر رحمت مجسم تھے۔ منظور فرمائی اور اس اقرار کے بعد حضور علیہ السلام خیبر میں تشریف لائے تو انھوں نے نہایت گہری سازش کے سبب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور کھانے میں زہر ملا دیا۔ حضور علیہ السلام نے جب لقمہ اٹھایا تو گوشت نے کہا۔ مجھے نہ کھائیے۔ میں زہر آلودہ ہوں آپ نے ہاتھ اٹھا لیا۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کھا چکے تھے۔ ان کا انتقال ہو گیا۔ حضور علیہ السلام نے اس عورت سے پوچھا کہ تونے کیوں زہر ڈالا۔ اس لے کہا اس لیے کہ میں نے سوچا کہ آپ سچے نبی ہوں گے تو آپ کو اطلاع ہو جائے گی اور اگر آپ کا دعویٰ جھوٹا ہوگا تو لوگ آپ سے محفوظ رہیں گے (معاذ اللہ) کہتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو اس صحابی کے قصاص میں قتل کیا جو کہ زہر سے شہید ہوا تھا۔ حضور علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ ان کو خیبر سے نکال دیں مگر انھوں نے بہت آہ وزاری کی، تو آپ نے فرمایا۔ اچھا تم خیبر میں رہو۔ مگر ہمارا اختیار ہوگا کہ ہم جس وقت چاہیں تم کو نکال دیں۔ حضور علیہ السلام کے زمانہ میں نیز صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اسی طرح رعایت سے مستفیض ہوتے رہے۔ آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں اس اختیار کی بنا پر (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہمارا اختیار ہوگا جب چاہیں نکال دیں) ان کو نکال دیا اور مفسدوں سے زمین عرب پاک ہو گئی۔ یہود خیبر سے تو نکلے۔ لیکن مسلمانوں کا بغض دلوں میں لے کر نکلے۔ انہی باتوں کا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کے لیے ایک فتنہ عظیم برپا ہوا جو پھر دب نہ سکا جو آج بصورت فرقہ شیعہ آپ کے سامنے ہے۔

یہودیوں کی دولت برباد ہوئی۔ ملک بدر ہوئے۔ بے گھر ہوئے اس وقت جو کچھ اُن کے دلوں میں اسلام کی عداوت ہو سکتی تھی وہ ظاہر ہے۔ وہ ہر وقت

چاہتے تھے کہ کسی طرح اسلام سے بدلہ لیا جائے، تاریخی واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اسلام کے برخلاف ایک نہایت عمیق اور گہری سازش کی اور اسلام اس کا شکار ہو گیا۔

کامل ابن اثیر تاریخ کی معتبر کتاب ہے۔ اسی طرح ناسخ التواریخ شیعوں کی معتبر کتاب ہے۔ ان دونوں کتابوں میں ایک واقعہ لکھا ہے۔ جس کو مولانا انوار اللہ حیدر آبادی نے مقاصد الاسلام میں بھی نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات شریف کے بعد جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو یہودیوں میں سے ایک شخص عبداللہ بن سبا نے اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا۔ اور مسلمانوں میں شامل ہو گیا۔ پھر بصرہ کوفہ، شام، حجاز کے شہروں میں پھرتا رہا۔ آدمی بہت لسان اور خوش بیان تھا جہاں جاتا لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیتا۔ مصر پہنچا، وہاں بھی مسلمانوں کے ساتھ اس نے ربط پیدا کیا اور اس قدر ربط پیدا کر لیا کہ عموماً لوگ اس کی باتیں سننے کے لیے اسکے پاس جمع ہو جاتے۔ ایک دن اس نے عام مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا کہ ہم لوگ یقین رکھتے ہیں کہ عیسےٰ علیہ السلام تو واپس دنیا میں لوٹ آئیں اور ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا میں نہ آئیں۔ حالانکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً حضرت عیسٰی علیہ السلام سے افضل ہیں، مجھے سمجھ نہیں آتی کہ مسلمانوں میں یہ اعتقاد کس طرح پیدا ہو گیا۔ اس کی یہ تقریر سن کر بہت سے لوگ اس کے حامی ہو گئے اور کئی مصری مسلمان قائل ہو گئے کہ بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی واپس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ یہ پہلی بات تھی کہ اس نے مسلمانوں میں اس کا رواج دیا اور کئی لوگ رجعت پسند ہو گئے اور ایک الگ گروہ بن گیا۔

پھر اس نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کا ایک وصی تھا جو ہارون علیہ السلام ہے۔ تو کیا تعجب نہیں کہ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس فضیلت سے محروم رہیں۔ ہرگز نہیں، جس طرح بادشاہ بغیر وزیر کے نہیں ہوتا۔ اس طرح نبی بغیر وصی کے نہیں ہوتا۔ اس لیے ضرور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی وصی تھا۔ مسلمانو! وہ وصی موجود

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ISLAMIC ACADEMY

ہے۔ مگر تم دیکھ نہیں سکتے اور تم اندھے ہو کہ تم نے اس کو پہچانا نہیں۔ اس کی یہ تقریر سن کر جو لوگ پہلے حضور کی رجعت کے قائل ہو چکے تھے۔ وہ متمنی ہوئے کہ آپ ہی فرمائیے۔ وہ وصی کون ہے۔ بیشک آپ کا وصی کوئی ضرور ہے۔ آخر ہمارے حضور علیہ السلام کچھ موسیٰ علیہ السلام سے کم تو نہ تھے۔ عبداللہ بن سبا نے جب دیکھا کہ یہ لوگ میرے جال میں آگئے ہیں اور ایک وصی کے منتظر ہیں۔ تو اس نے اعلان کر دیا کہ وہ وصی حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ افسوس کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زبردستی خلافت پر قبضہ کر لیا ہے۔ جس طرح کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے کر لیا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس منصب سے الگ کر دیا۔ مسلمانو! جب حضور علیہ السلام دوبارہ تشریف لائیں گے تو انہیں کیا منہ دکھاؤ گے کہ آپ کا وصی دربدر مارا پھرے اور تم لوگ ٹس سے مس نہ کرو۔ ظالم غاصب ان کی جگہ لے لیں۔ کیا یہی دین اسلام اور یہی ایمان ہے۔ مصر کے لوگ یہ تقریر سن کر چلائے کہ آخر اب ہم کیا کریں۔ عثمان کی قوت کے مقابلے میں ہم لوگ کیا کر سکتے ہیں۔ اب ہم کس طرح خلافت ان کو دلا کر خدا اور رسول کو خوش کریں۔ ہمیں کچھ سمجھ نہیں آتی کہ اب وصی کی کس طرح امداد کریں۔ کہنے لگے کہ بات آسان ہے تم اپنے چیدہ چیدہ لوگ اسلام کے مرکزی شہروں میں جانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ ہر شہر میں پہنچ کر عثمان رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ قاضی و حکام کی نسبت بدظنی پھیلاؤ۔ حکام کے لیے عموماً اہل مقدمہ میں سے ایک فریق ناخوش ہوتا ہے۔ کیونکہ حاکم کا فیصلہ ایک فریق کے ضرور مخالف ہوتا ہے اور مخالف فریق اس کی نسبت بدگمانی پیدا کر لیتا ہے۔ تم لوگ جب حکام کی طرف سے بددلی پھیلاؤ گے۔ بہت لوگ تمہارے ساتھ مل جائیں گے اور تمہارے ساتھ ایک جماعت ہو جائے گی۔ پھر سلطنت کا انقلاب سہل ہو جائے گا۔

لوگوں نے ملک میں پھیل کر اسی طرح کی بددلی پھیلائی۔ عام لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ حکام کی طرف سے بدظن ہو گئے اور ان کے دلوں میں عداوت و مخالفت پیدا ہو گئی۔ عبداللہ بن سبا کے اشارے سے ایک کمیٹی بن

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

گئی جس کی صدر کمیٹی مصر میں قرار پائی۔ الغرض ہر ایک شہر میں ایسے لوگ پیدا ہو گئے جو اپنے حاکموں سے ناراض تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی۔ آپ نے کچھ لوگ تحقیقات کے لیے بھیجے، انہوں نے خفیہ طور پر تحقیقات کر کے رپورٹ دی کہ شکایات بے اصل ہیں۔ آپ سن کر خاموش ہو گئے۔

عبداللہ بن سبا کی کاروائیاں وسیع ہو رہی تھیں۔ آخر اس جماعت نے متفق ہو کر بغاوت کا اعلان کر دیا۔ ناسخ التواریخ والا لکھتا ہے۔ کہ مصر سے دو ہزار آدمی مسلح اور کوفہ بصرہ سے بھی اسی قدر مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو گئے اور انہوں نے مدینہ شریف پر حملہ کر دیا۔ اسی جنگ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور یہودیوں کا پورا کینہ اس صورت میں ظاہر ہوا۔ پھر تمام فتنوں کا دروازہ کھل گیا۔

ابن سبا نے پھر یہ حکمت کی کہ فاتح خیبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر پر سارا الزام تھوپ دیا۔ مسلمان حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر ٹوٹ پڑے اور اسلام کا شیرازہ بکھر گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عداوت بسبب فتح خیبر جو اس کے دل میں مرکوز تھی اس کا اس طرح بدلا لیا۔

چونکہ اہل اسلام کہا کرتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر توریت لینے تشریف لے گئے تو سب یہودی بگڑ گئے۔ بچھڑا کی پرستش شروع کر دی ابن سبا نے اس الزام کے رفع کرنے کے لیے یہ جواب تیار کیا اور اعلان کر دیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد معاذ اللہ سب صحابہ مرتد ہو گئے صرف ابوذر و مقداد و سلمان رضی اللہ عنہم مسلمان رہے۔ چنانچہ ابن سبا کی یہ گپ اڑائی ہوئی شیعوں کی کتابوں میں آج تک موجود و مشہور ہے۔

ناسخ التواریخ میں بھی لکھا ہے۔ ابو جعفر فرماتے ہیں۔

کان الناس اھل ردۃ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا ثلاثۃ۔

یعنی تین آدمیوں کے علاوہ سب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ISLAMIA ACADEMY

بعد مرتد ہو گئے (العیاذ باللہ)

مسلمان کہا کرتے تھے کہ یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ ہارون علیہ السلام پھر آئیں گے اور وہ غائب ہو گئے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو قتل کر دیا۔ وہ پھر زندہ ہوں گے اور آئیں گے۔ ابن سبا نے اس کا جواب بھی ایک فرقہ میں پھیلا دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر آئیں گے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ اب شیعہ لوگ اپنے غائب امام کے منتظر ہیں۔

مسلمان کہا کرتے تھے کہ یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے وصی ہارون علیہ السلام اور تورات کے اسرار و نواح کے اصل وصی ہارون کے بعد ان کے بیٹے شبر و شبیر ہیں۔ ابن سبا نے مسلمانوں میں اس کے جواب میں یہ عقیدہ پھیلا دیا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل وصی حضرت علی ہیں۔ پھر ان کے دونوں صاحبزادے۔ صاحبزادوں کا نام بھی شبر و شبیر بتایا۔ آج تک یہ نام صاحبزادوں کے مشہور ہیں۔

اسی طرح اس نے مسلمانوں میں ایک ایسی روایت مشہور کی جس سے زیادہ ذلت آفریں کوئی واقعہ نہیں ہو سکتا اور نہ صرف یہی ایک روایت بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اہل بیت کی سخت اہانت ہوتی ہے۔ نمونہ کے طور پر ایک واقعہ ناسخ التواریخ سے لکھتا ہوں۔

جب ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو رات کے وقت حضرت علی حضرت فاطمہ علیہا السلام کو ایک گدھے پر سوار کرا کے امام حسن حسین کے ہاتھ پکڑ کر مہاجرین و انصار کے گھر گھر گھومنے لگے۔ ہر ایک گھر پر کھڑے ہو کر فرماتے کہ میری مدد کرو چنانچہ چوالیس ۴۴ شخصوں نے مدد کا وعدہ کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ صبح کو سر منڈوا کر مسلح ہو کر میرے پاس آؤ اور موت پر بیعت کرو۔ مگر ڈر کے سبب کوئی نہ آیا۔ دوسری رات بھی اسی طرح آپ گھر گھر گھومتے پھرے اور ان لوگوں کو قسمیں دے کر آمادہ کیا۔ مگر کوئی آمادہ نہ ہوا۔ آخر آپ مکان کا دروازہ بند کر کے قرآن جمع کرنے کے لیے

بیٹھ گئے۔ عمر (رضی اللہ عنہ) نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ اگر علی (رضی اللہ عنہ) بیعت نہ کرے گا، تو خلافت کو استحکام نہ ہوگا۔ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو بلوا بھیجا اور بیعت کی درخواست کی۔ حضرت علی نے کہا کیا اس قدر جلد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کیا گیا۔ خدا اور اس کے رسول نے مجھے خلیفہ مقرر کیا۔ ابوبکر اور اس کے حاشیہ نشین جانتے ہیں۔ دوسرے روز حضرت عمر نے کہا کہ علی اور اس کے ہم خیال جنہوں نے اب تک بیعت نہیں کی۔ ان کو جس طرح ہو بلوایا جائے۔ اس کام کے لیے قنفذ مقرر ہوا۔ چنانچہ ایک جماعت قنفذ کی سرکردگی میں حضرت علی کے گھر پہنچی۔ حضرت علی نے قنفذ کو اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ اس نے حضرت عمر کے آگے بیان کیا، تو انہوں نے کہا کہ اجازت کی کیا ضرورت ہے زبردستی جانا چاہیے اور جس طرح ہو سکے ان کو پکڑ کر لے آؤ۔ مگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں اپنے گھر کسی کو نہ آنے دوں گی یہ سن کر حضرت عمر کو غصہ آیا اور کہا کہ عورتوں کو ان معاملات میں دخل دینے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر حضرت عمر چند آدمیوں کو ہمراہ لے کر آئے اور کہا اے علی باہر نکلو اور خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرو ورنہ اس دروازہ کو جلا دوں گا۔ حضرت فاطمہ اندر سے نکلیں اور کہا اے عمر تمہیں کیا تعلق ہے تم خدا سے نہیں ڈرتے، بلا اجازت میرے گھر میں آتے ہو۔ آخر حضرت عمر نے لکڑیاں منگوا کر آگ لگا دی، پھر دروازہ توڑ کر اندر داخل ہو گئے۔ حضرت فاطمہ چیختی ہوئی باہر نکلیں عمر رضی اللہ نے تلوار جو کاٹھی میں تھی ان کی کمر پر ماری۔ حضرت علی کو غصہ آیا۔ انہوں نے عمر کو پکڑ کر زمین پر پٹکا۔ عمر نے فریاد کر کے باہر کے لوگوں سے مدد چاہی۔ قنفذ نے حضرت ابوبکر کو خبر دی۔ ان کو اندیشہ ہوا کہ حضرت علی تلوار لے کر نہ نکل آویں قنفذ دوڑا۔ لوگوں کو لے کر گھر میں گھس گیا۔ حضرت علی کے ہاتھ سے تلوار چھین لی۔ گرفتار کر کے گلے میں رسی باندھی اور اسی طرح کھینچتا ہوا مسجد کی طرف لے جانے لگا۔ فاطمہ روکتی تھیں۔ قنفذ نے زور سے ایک کوڑا مارا جس کا اثر وفات تک نمایاں رہا۔ پھر عمر (رضی اللہ عنہ) نے دروازہ کے پٹ کو زور سے دبایا کہ فاطمہ کی

پسلی کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور حمل ساقط ہو گیا۔ جس کا نام حضور علیہ السلام نے محسن رکھا تھا (ناسخ التواریخ ص۵۸ جلد۲۔ مطبوعہ ایران میں یہ روایت بڑی طویل مذکور ہے)

اس واقعہ کی صحت کے متعلق خود یہ واقعہ گواہ ہے۔ پسلی ٹوٹی ہوئی عورت جس کا حمل بھی ساقط ہے اس کا دوڑنا پھرنا، اچھل بچانا کیا سمجھ میں آسکتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسا بہادر جس نے اکیلے اپنے ہاتھ سے درہ خیبر کو اکھاڑ کر پھینک دیا ہو اس سے قنفذ جیسا آدمی تلوار چھین لے۔ سمجھ میں نہیں آسکتا۔

اصل بات یہ ہے کہ یہی وہ روایت ہے۔ جس میں یہودیوں نے تمام غصوں اور کینوں کا اظہار کیا ہے ابن سبا نے اس کو پھیلایا۔ جو کچھ رسوائیاں یہودیوں کے ذمہ تھیں ان کا انتظام پورا ہو گیا۔

۱۔ فاتح خیبر کی ذلت و رسوائی قیامت تک اسی روایت کے ذریعہ سے مشہور ہوئی۔ (بزعم ابن سبا)

۲۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے بت پرستی کی تو ابوبکر جیسے مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے سامنے مرتد ہوئے۔ (معاذ اللہ) لَعْنَتُ اللّٰہ علی الکاذبین۔

۳۔ یہودیوں کو جس نے خیبر سے جلاوطن کیا۔ اس کی توہین و تکفیر کے لیے اس میں کافی سامان موجود ہے۔

۴۔ یہودیوں نے نبیوں کو قتل کیا۔ اس روایت سے بتا دیا کہ مسلمانوں نے نبی کی اولاد کو مارا۔ ان کی پسلی توڑی۔ اسی میں ان کا انتقال ہوا۔

الغرض خیبر سے بھاگنے والے یہودیوں کی سازش نہایت کامیاب ہوئی۔ ابن سبا نے ہمیشہ کے لیے اسلام کے سفید دامن کو ان ذلیل دھبوں سے سیاہ کر دیا۔

فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ط

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ILM ISLAMIA ACADEMY

معتبر شیعہ کی شہادت

مذہب شیعہ کی معتبر کتاب رجال کشی میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن سبا پہلے یہودی تھا اور حضرت یوشع بن نون وصی حضرت موسیٰ کی شان میں غلو رکھتا تھا۔ جب مسلمان ہو گیا تو حضرت امیر کے متعلق اس نے غلو کیا اور وہ پہلا شخص ہے۔ جس نے حضرت علی کی امامت کے عقیدہ کو ثابت کیا۔ اور اس کی اشاعت کی۔ اُنکے دشمنوں پر تبرا کیا۔ مخالفین نے عداوت قائم کی انہیں کافر کہا اسی وجہ سے شیعہ کے مخالفین کہتے ہیں کہ مذہب شیعہ کے اصول یہودیت سے ماخوذ ہیں۔

(رسالہ ابن سبا ص۳۷)

معلوم ہوا کہ زمانہ یہودیت میں یوشع بن نون کے بارہ میں وہی اعتقاد رکھتا تھا جو اس نے حضرت علی کے شان میں ظاہر کیا۔ امامت علی کا مسئلہ اسی کا ایجاد کردہ ہے تبرّہ و عداوت کی اس نے بنیاد رکھی۔ اسی واسطے فرقہ شیعہ کا نام سبائیہ بھی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

نہج البلاغۃ قسم اول ص۲۶ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد منقول ہے۔ عنقریب میرے متعلق دو گروہ ہلاک ہوں گے۔ ایک محبت میں زیادتی کرنیوالا کہ اس کو دشمنی خلاف حق کی طرف لے جائے گی اور دوسرا دشمنی میں زیادتی کرنے والا کہ اس کو دشمنی خلاف حق کی طرف لے جائے گی اور سب سے بہتر حالت میرے متعلق ان لوگوں کی ہوگی جو درمیانی راہ اختیار کریں گے۔ لہذا تم سب لوگ اسی درمیانی راہ کو اپنے اوپر لازم سمجھو۔ کیونکہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے خبردار بڑی جماعت سے علیحدہ نہ ہونا۔ کیونکہ جو شخص جماعت سے علیحدہ ہوتا ہے وہ شیطان کا شکار بنتا ہے۔ جیسے وہ بکری جو گلے سے علیحدہ ہوتی ہے۔ بھیڑیئے کا لقمہ بنتی ہے۔ آگاہ ہو جاؤ۔ جو شخص سوادِ اعظم سے جُدا ہونے کی تعلیم دے اس کو قتل کردو۔ اگرچہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وہ میرے عمامہ کے نیچے ہو۔ آپ کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

سیھلک فی صنفان محب مفرط یذھب بہ الحب الی غیر الحق ومبغض مفرط یذھب بہ البغض الی غیر الحق وخیر الناس فی حالا النمط الاوسط فالزموہ والزموا السواد الاعظم فان ید اللہ علی الجماعۃ وایاکم والفرقۃ فان الشاذ من الناس للشیطان کما ان الشاذ من الغنم للذئب الا من دعا الی ھذا الشعار فاقتلوہ ولو کان تحت عمامتی ھذہ (نہج البلاغۃ ص۲۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس میں دو نصیحتیں فرمائیں۔
اول یہ کہ جناب کے متعلق درمیانی راہ اختیار کرنی چاہیے۔ غلو محبت بھی موجب ہلاکت ہے اور بغض ونفرت بھی مہلک۔
دوسری یہ کہ سواد اعظم بڑی جماعت کی پیروی کرو۔ اس ارشاد کے مطابق بحمد اللہ اہل سنت ہی نمط اوسط ہیں۔ نہ ان میں مثل شیعہ کے غلو محبت ہے نہ مثل خوارج کی بغض ونفرت اور حضرت علی کے زمانہ میں سواد اعظم اور بڑی جماعت بھی یہی اہل سنت تھے، جن سے الگ ہونے والے کو آپ نے شیطان کا شکار فرمایا۔

شیعہ مذہب کی یہود ونصاریٰ کے ساتھ مشابہت

اللہ جل جلالہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو امت وسط فرمایا۔ یعنی عادل نہ اس میں افراط ہے نہ تفریط۔ چنانچہ فرمایا۔
وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا الآیۃ۔
یہود نے انبیاء وصالحین کو قتل کیا اور ایذائیں دیں اور ان کے ساتھ دشمنی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ نصاریٰ نے بجائے دشمنی کے محبت میں بیان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

تک افراط کی کہ عیسیٰ علیہ السّلام کو الوہیت کے مرتبہ تک پہنچا دیا۔ لیکن اصل راہِ مستقیم وہی ہے جو ہمارے علماء نے بیان کیا کہ افراط و تفریط سے پاک ہو۔ اسی طرح ہر کامل خصلت انہی دونوں کے درمیان ہوتی ہے۔ مثلاً مال کے خرچ کرنے میں اگر تفریط ہو۔ یعنی خرچ نہ کرے تو بخل ہے۔ اگر افراط ہے تو اسراف ہے اور اس کا وسط سخاوت و عدل اسی طرح محبت میں اگر تفریط ہو تو دشمنی ہوگی۔ جیسے یہود نے عیسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ عداوت رکھی۔ اگر افراط ہو جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السّلام کو الوہیت تک پہنچایا تو گمراہی عدل مستقیم یہ ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السّلام رسول مکرم و محترم تھے۔

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق دو فرقے ہوئے۔ ایک فرقہ نے یہاں تک تفریط کی کہ آپ کے دشمن ہو گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایمان کے بھی قائل نہ ہوئے۔ بلکہ ابن ملجم خارجی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شہید کرنے کو اپنا نجات کا ذریعہ سمجھا۔ ادھر گروہ شیعہ نے یہاں تک افراط کی کہ حضرت علی علیہ السّلام کو جملہ انبیاء علیہم السّلام سے افضل سمجھا۔ بلکہ بعض نے تو الوہیت کے درجہ تک پہنچایا اور بعض نے یہ بھی کہہ دیا کہ اصل رسالت انہی کے نام تھی۔ جبریل علیہ السّلام سے غلطی ہوئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ لیکن اہلسنت کثرہم اللہ نے نہ افراط کیا نہ تفریط۔ بلکہ راہِ مستقیم پر رہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور خلیفہ چہارم تھے۔ فرقہ خوارج تو بسبب بغض سیدنا علی رضی اللہ عنہ یہود کے مشابہ ہوا اور فرقہ شیعہ بھی بسبب بغض سیدنا ابی بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم و دیگر صحابہ کرام یہود کے ساتھ مشابہ ہوا اور بوجہ افراط محبت با علی رضی اللہ عنہ نصاریٰ کے ساتھ مشابہ ہوا۔ انہوں نے یہود و نصاریٰ دونوں کی مشابہت کو اپنے اندر جمع کر لیا اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی صاف لفظوں میں پوری ہوئی جو آپ نے فرمایا تھا۔

لترکبن سنن من قبلکم الحدیث

فرقہ شیعہ کی یہود سے مشابہت

ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس فرقہ کا بانی عبداللہ بن سبا یہودی تھا جس نے بظاہر مسلمان ہو کر اسلام میں فتنہ پیدا کیا اور اس مذہب کی بنیاد رکھی۔ اسی واسطے اس مذہب کو یہود کے ساتھ مشابہت تامہ حاصل ہوئی۔

علامہ ابن تیمیہ نے منہاج السنہ کے ص۸/۱۷ میں امام شعبی رحمہ اللہ سے شیعہ مذہب کی یہود سے مشابہت نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ (شیعہ) اسلام سے رغبت اور خواہش کے ساتھ داخل نہیں ہوئے مسلمانوں میں مل کر جس قدر ممکن ہوا۔ انہوں نے اہل اسلام کی عداوت میں کوتاہی نہیں کی۔ اس فرقہ کے وہ مسائل جو کہ یہودیوں سے مشابہ ہیں۔ یہ ہیں:

(۱) یہود کہتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام کی اولاد کے سوا کوئی امامت اور ملک کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ شیعہ کہتے ہیں کہ بجز اولاد علی رضی اللہ عنہ کوئی امامت کے لائق نہیں۔

(۲) یہود کہتے ہیں کہ جب تک دجال نہ نکلے اور بند آسمان سے نہ اترے فی سبیل اللہ جہاد جائز نہیں۔ شیعہ کہتے ہیں کہ جب تک مہدی کا ظہور نہ ہوا اور آسمان سے منادی نہ ہو کہ اس کی تابعداری کرو۔ تب تک جہاد جائز نہیں۔

(۳) یہودی نماز مغرب کو ستاروں کے چمکنے تک تاخیر کرتے ہیں۔ اسی طرح شیعہ بھی مغرب میں ستاروں کے ظہور تک تاخیر کرتے ہیں۔ حالانکہ حضور علیہ السلام نے مغرب میں اس قدر تاخیر کرنا منع فرمایا ہے۔

(۴) یہودی نماز کے وقت قبلہ سے ذرا ٹیڑھے کھڑے ہوتے ہیں۔ صاف قبلہ کے محاذ میں نہیں کھڑے ہوتے۔ اسی طرح شیعہ بھی ٹیڑھے کھڑے ہوتے ہیں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

(۵) یہودی نماز میں ادھر ادھر ہلتے ہیں۔ اسی طرح شیعہ بھی کرتے ہیں۔

(۶) یہودی نماز میں سدل کرتے ہیں۔ یعنی کپڑا سر پر یا مونڈھوں پر اس طرح اوڑھتے ہیں کہ اس کی دونوں طرفیں دائیں بائیں لٹکتی رہیں۔ اسی طرح شیعہ بھی کرتے ہیں۔

(۷) یہودیوں کے نزدیک عورتوں پر عدت نہیں۔ اسی طرح (بعض) شیعہ میں بھی نہیں۔

(۸) یہودیوں نے توریت کو محرف کیا۔ شیعوں نے قرآن شریف کو تحریف کیا۔ اور اس کے محرف ہونے کے قائل ہوئے۔

(۹) یہودی بجز طلاق کے جو حیض میں دی جائے۔ کوئی طلاق معتبر نہیں سمجھتے۔ اسی طرح شیعہ بھی نہیں سمجھتے۔

(۱۰) یہودی مسلمانوں کو السّام علیکم کہتے ہیں۔ شیعہ بھی اہل سنت کو اسی طرح کہتے ہیں۔

(۱۱) یہودی جری اور مارماہی کو (مچھلی کی قسم ہے) حرام کہتے ہیں۔ شیعہ بھی اسی طرح حرام کہتے ہیں۔

(۱۲) یہودی مسح موزہ کے قائل نہیں۔ شیعہ بھی نہیں۔

(۱۳) یہود سب لوگوں کا مال حلال سمجھتے ہیں۔ اسی طرح شیعہ سمجھتے ہیں۔

(۱۴) یہود اپنے قرنوں (اطراف سر) پر سجدہ کرتے ہیں۔ شیعہ بھی اس طرح کرتے ہیں۔

(۱۵) یہود سجدہ نہیں کرتے۔ جب تک رکوع کی مشابہت کے لیے کئی بار سر نیچے نہ کرلیں۔ شیعہ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔

(۱۶) یہود جبریل علیہ السّلام کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ اسی طرح بعض شیعہ بھی کہتے ہیں کہ جبریل علیہ السّلام نے وحی لانے میں غلطی کی۔ بجائے علی رضی اللہ عنہ کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لاتا رہا۔

(۱۷) یہود کی عورتوں پر مہر نہیں۔ متعہ کرتے ہیں۔ شیعہ بھی کرتے ہیں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

(۱۸) یہودی اپنی کنیزوں سے عزل جائز نہیں سمجھتے اسی طرح شیعہ بھی جائز نہیں سمجھتے۔

(۱۹) یہودی خرگوش وطحال کو حرام جانتے ہیں۔ شیعہ بھی حرام جانتے ہیں۔

(۲۰) یہودی لحد نہیں نکالتے۔ اسی طرح شیعہ بھی نہیں نکالتے۔ حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد نکالا گیا۔

(۲۱) یہود اونٹ بطخ حرام کہتے ہیں۔ اسی طرح شیعہ بھی کہتے ہیں۔

(۲۲) جمع بین الصلاتین ہمیشہ کرنا اور تین وقت نماز پڑھنا شیعوں میں یہود کی مشابہت کے سبب ہے۔

ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ جو کچھ امام شعبی نے فرمایا ہے رشیعوں میں ضرور پایا جاتا ہے، گو ان میں سے بعض فرقہ میں کوئی بات نہ ہو۔ امام شعبی رحمہ اللہ کے اس قول کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ نے غنیۃ الطالبین میں بھی ذکر فرمایا ہے۔

یہود و نصاریٰ کو رافضیوں پر ایک فضیلت

باوجود اس کے یہود نصاریٰ کو رافضی فرقہ پر ایک خصلت میں فضیلت حاصل ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہود سے جب پوچھا گیا کہ تمہارے دین میں سب سے بہتر گروہ کون تھا۔ یعنی سب سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کے تابعدار اور سب سے بہتر کون لوگ تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ لوگ جو موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب اور ان کی زیارت کرنے والے تھے۔ وہ ہم سب سے بہتر تھے۔ گروہ نصاریٰ سے پوچھا گیا۔ کہ تمہاری ملت میں سب سے افضل گروہ کون تھا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یار سب سے افضل تھے۔ لیکن جب رافضی اور خارجی سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ علیہ السلام کے اصحاب مہاجرین وانصار کیسے تھے، تو رافضیوں اور خارجیوں نے کہا۔ کہ وہ معاذ اللہ سب سے بدتر تھے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۔

اس پر عجب یہ کہ یہ لوگ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں۔ حکم تو یہ تھا کہ ان کے لیے استغفار کرتے۔ جیسے حق سبحانہ نے ارشاد فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ جَاؤُا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ الآية ۔

لیکن انہوں نے بجائے استغفار کے بدگوئی کی اعاذنا اللہ منہا۔

شیعوں کی عجیب باتیں

علامہ ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ جلد اول کے صفحہ ۹ میں شیعوں کی دور از عقل باتوں کا بیان کیا ہے۔ فرمایا ہے کہ ان میں ایک توہم پرستی یہ ہے کہ وہ دس صحابی جن کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوشخبری دی۔ جن کو عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے۔ اُن سے بغض کے سبب شیعہ لوگ دس عدد کو منحوس سمجھتے ہیں اور دس کا تکلم بھی اپنی زبان پر مکروہ جانتے ہیں اور کوئی ایسا کام نہیں کرتے جو دس ہو۔ مثلاً گھر کا چھت دس ستونوں پر نہیں رکھتے۔ دس کڑیاں نہیں ڈالتے اسی طرح مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کو جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔ بُرا جانتے ہیں اور اُن سے بغض رکھتے ہیں حالانکہ اللہ جل شانہ، نے قرآن شریف میں ان کی نسبت اپنی رضامندی کی خبر دی ہے۔

صحیح مسلم میں آیا ہے کہ حاصد بن ابی بلتعہ کے غلام نے کہا کہ یا رسول اللہ حاطب خدا کی قسم دوزخ میں جائے گا۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کذبت تو نے جھوٹ بولا۔ وہ جنگ بدر و حدیبیہ میں حاضر ہوا تھا (یعنی بدر و حدیبیہ میں حاضر ہونے والے دوزخ میں نہیں جائیں گے۔ (صحیح مسلم صـ۳۰۲ جلد ۲)

اللہ تعالےٰ نے مدینہ شریف میں تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فرمایا تو کیا مفسدین کے نو گروہ کے سبب نو کا عدد چھوڑ دیا جائے گا۔ اللہ تعالےٰ نے دس

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

عدد کی کئی جگہ تعریف فرمائی، متمع حج میں روزوں کے متعلق فرمایا۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۔

موسیٰ علیہ السلام کے وعدہ کے متعلق فرمایا۔

وَ اَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ اور فرمایا وَلَيَالٍ عَشْرٍ

احادیث میں رمضان کے آخری عشرہ کے فضائل آئے ہیں۔ حضور علیہ السلام اس میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔

لیلۃ القدر کے متعلق فرمایا کہ اس کو آخری عشرہ میں تلاش کرو۔

عشرہ ذی الحج میں عمل صالح کا ثواب بیان فرمایا اور بھی کئی نظائر ہیں مگر شیعہ کی عقل دیکھو کہ عشرہ کے لفظ کو مکروہ جانتے ہیں۔

اس پر تعجب یہ کہ عدد نو کو برا نہیں سمجھتے۔ حالانکہ عشرہ مبشرہ میں سے نو صحابہ کو ہی برا سمجھتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مستثنےٰ جانتے ہیں تو اس لحاظ سے ان کو عدد ۹ کو منحوس سمجھنا چاہیے تھا۔ مگر وہ دس کو مکروہ سمجھتے ہیں۔

اس طرح جس شخص کا نام ابوبکر و عمر و عثمان (رضی اللہ عنہم) ہو۔ اس کے ساتھ کوئی معاملہ نہیں کرتے۔ بلکہ حتی الوسع یہ نام بدل دیتے ہیں۔ حالانکہ صحابہ میں سے بعض وہ لوگ تھے۔ جن کا نام کفار کے نام سے ملتا تھا۔ چنانچہ ایک صحابی کا نام ولید تھا۔ جس کے لیے حضور علیہ السلام دعائے نجات فرمایا کرتے تھے اور اس کے باپ کا نام بھی ولید بن مغیرہ تھا۔ جو کافر تھا۔ بعض صحابہ کا نام عمرو تھا اور مشرکین میں بھی عمرو بن عبدود تھا۔ صحابہ میں سے خالد بن سعید سابقین اولین میں سے تھے۔ مشرکوں میں بھی خالد بن سفیان تھا۔ صحابہ میں سے ہشام بن حکیم تھا۔ ابوجہل کے باپ کا نام بھی ہشام تھا۔ صحابہ میں سے عقبہ بن عمرو بدری تھے۔ مشرکوں میں عقبہ بن ابی معیط تھا۔ صحابہ میں علی و عثمان تھے۔ مشرکوں میں علی بن امیہ بن خلف اور عثمان بن طلحہ تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام نے کسی اسم کو اس لیے مکروہ نہیں سمجھا کہ یہ نام کسی کافر کا ہے، خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد کے وہ نام رکھے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

جن کو شیعہ مکروہ سمجھتے ہیں۔

امام غائب کے انتظار میں جہاں اس کو غائب سمجھتے ہیں۔ وہاں کوئی سواری گھوڑا یا خچر ہمیشہ باندھے رکھتے ہیں کہ جب نکلے۔ اس پر سوار ہو۔ تو وہاں کھڑے ہو کر پکارتے ہیں۔ یا مولانا اخرج۔ مولانا نکلو۔ بعض تو ان کے انتظار میں نماز بھی نہیں پڑھتے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ نکل آویں اور یہ نماز میں مشغول ہو اور اس کی خدمت سے محروم رہے۔ بعض دور دراز ملک سے مشرق کی طرف منہ کر کے ان کو بلند آواز سے بلاتے ہیں اور ظاہر ہے۔ اگر وہ موجود بھی ہوں اور اللہ تعالےٰ نے ان کو نکلنے کا حکم فرمایا ہو تو نکلیں گے۔ یہ پکاریں یا نہ پکاریں۔ اگر ان کو اذن نہیں تو وہ اس کے پکارنے کو قبول نہیں فرمائیں گے۔ پھر یہ فعل ان کا عبث ہوا۔ اسی طرح اگر وہ نکلے تو اللہ تعالےٰ ان کو امداد کرے گا۔ اس کی ضرورت نہیں کہ ان کے لیے ہمیشہ آدمی منتظر کھڑے رہیں اور سواری باندھے رکھیں۔

ضل سعیہم فی الحیوٰۃ الدنیا وہم یحسبون انہم یحسنون صنعا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بغض وعناد کے سبب سرخ دنبوں کا حمیرا نام رکھ کر ان کے بال نوچتے ہیں اور تکلیف پہنچاتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ ہم ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو تکلیف پہنچا رہے ہیں۔

ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ بعض شیعہ ابو لولو مجوسی کی تعظیم کرتے ہیں۔ صرف اس لیے کہ اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ یہ مجوسی بالاتفاق کافر تھا۔ مگر یہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عداوت کے سبب اس کافر کی عزت و تعظیم کرتے ہیں۔

جانوروں کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام رکھ کر ایذا پہنچانا اور یہ خیال کرنا کہ یہ ایذا صحابہ کرام کو پہنچے گی۔ شیعہ کے اعتقادات پر کافی روشنی ڈالتا ہے۔ حالانکہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا السلام والتحیہ نے تو اجماعی کافروں کو مثلہ کرنے سے منع فرمایا ان کا پیٹ پھاڑنا۔ ناک کاٹنا۔ بعد از قتل ممنوع کیا البتہ مقابلتاً جائز ہے۔ صحیح مسلم میں

روایت ہے کہ حضور علیہ السلام جب کسی لشکر یا سریہ پر کوئی سردار بھیجتے تو خصوصاً تقویٰ کی وصیت فرماتے اور جو مسلمان ہوں اُن کے ساتھ نیکی کرنے کی ہدایت فرماتے اور فرماتے کہ اللہ کے راہ غزا کرو، کافروں سے لڑو، لیکن نہ غلو کرو نہ غدر نہ مثلہ کرو، نہ بچوں کو قتل کرو۔ اب غور کرو کہ کفار کو مرنے کے بعد مثلہ کرنا اعدا کی توہین اور بے حرمتی ضرور ہے۔ لیکن حضور علیہ السلام نے منع فرما دیا کہ یہ بلا اجازت ایذا رسانی ہے۔ کیونکہ مقصود صرف کافر کے شر کا روکنا تھا اور وہ اس کے قتل سے حاصل ہو گیا۔ پس شیعہ لوگوں کا ایسا فعل جانوروں کے ساتھ کرنا جو کہ اصل کافر کے ساتھ بھی جائز نہ تھا۔ پھر اس کو سمجھنا کہ ہمارا یہ فعل صحابہ کرام تک پہنچے گا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

اسی طرح عرصہ دراز کے بعد جو کہ واقعہ قتل کو گذر چکا ہے، ماتم کرنا اور ماتم بھی وہ ماتم جو ان کی شہادت کے بعد اسی دن یا دوسرے تیسرے دن بھی کیا جاتا تو شرعاً حرام تھا۔ یعنی رخساروں کا پیٹنا گریبانوں کا پھاڑنا اور جاہلیت کے آوازے کرنا۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاهِلِیَّةِ۔

یہ لوگ تو سارا سال عیش و عشرت میں گذار دیتے ہیں اور ایام محرم میں صفِ ماتم بچھا دیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ کئی انبیاء علیہم السلام اور کئی غیر انبیاء۔ جو یقیناً امام حسین علیہ السلام سے افضل تھے، ظلماً شہید کیے گئے، مگر ان کا کوئی ماتم نہیں کیا جاتا۔

خود امام حسین علیہ السلام کے والد ماجد حضرت علی رضی اللہ عنہ جو یقیناً حسین علیہ السلام سے افضل تھے، شہید کیے گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور آپ کا قتل پہلا فتنہ تھا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد واقع ہوا اور اس قتل پر ایسے ایسے شر و فساد مترتب ہوئے جو امام

حسین علیہ السلام کی شہادت پر نہیں ہوئے، پھر بھی کسی مسلمان نے ان کا ماتم نہیں کیا، تو ان لوگوں کو صرف حسین علیہ السلام کا ماتم کرنا وہ بھی ایسے طریق سے، جو کہ شرعاً ممنوع ہے۔ ان کے تمدن اور تہذیب کو آشکار اکر رہا ہے۔ اللہ جل شانہ ہدایت کرے۔

شیعوں کے متعلق ائمہ شیعہ کا ارشاد

حضرت علی رضی اللہ عنہ

نہج البلاغۃ جو کہ حضرت علی کی طرف منسوب ہے اور شیعہ میں بڑی معتبر کتاب ہے، اس میں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے شیعوں کو مخاطب کر کے فرمایا، خدا تمہارا برا کرے، تمہیں غم نصیب ہو، جب تم گرمی و سردی سے بھاگتے ہو تو تلوار سے اور بھی بھاگو گے۔ اے مردصورت زنانو۔ لڑکوں اور عورتوں کی مانند عقل رکھنے والو، کاش نہ میں تمہیں جانتا۔ خدا تمہیں غارت کرے، تم نے میرے دل کو پیپ سے میرے سینہ کو غم و غصہ سے بھر دیا اور مجھے تم نے جُرعِ غم کے گھونٹ پلائے اور تم نے میری اطاعت و نصرت کو چھوڑ کر میری رائے و تدبیر کو خراب کر دیا۔

آپ نے اپنے بڑے لڑکے امام حسن کو وصیت کی کہ اے فرزند جب میں دنیا سے مفارقت کروں اور میرے اصحاب (شیعہ) تم سے موافقت نہ کریں تو لازم ہے کہ تم خانہ نشین رہنا۔ (جلاء العیون)

امام حسن رضی اللہ عنہ

آپ نے شیعوں کے متعلق فرمایا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZI ISLAMIA ACADEMY

بخدا سوگند معاویہ از برائے من بہتر است ازیں جماعت کہ آنہا دعوی کنند کہ شیعہ من اند و ارادہ قتل من کردند و مرا غارت کردند" (جلاء العیون)

یعنی خدا کی قسم معاویہ میرے لیے بہتر ہے۔ اس جماعت سے جو دعوی کرتے ہیں کہ میرے شیعہ ہیں حالانکہ انہیں شیعوں نے میرے قتل کا ارادہ کیا اور مجھ کو غارت کیا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ

خلاصۃ المصائب جو کہ شیعوں کی معتبر کتاب ہے۔ اس کے صفحہ ۴۹ میں لکھا ہے کہ :۔

امام حسین علیہ السلام نے صاف لفظوں میں فرمایا۔

قَدْ خَذَلَنَا شِیْعَتُنَا۔

کہ ہم کو ہمارے شیعوں نے خوار کیا۔

جلاء العیون میں ہے۔

شیعیان ما دست از یاری ما برداشتند۔

کہ میرے شیعوں نے میری مدد کرنے سے ہاتھ اٹھالیا۔

اپنے شیعوں کو مخاطب کرکے فرمایا۔

اے جماعت (شیعہ) شمارا ہلاکت و ضجرت باد چہ زشت مردم کہ شما بودہ اید۔

یعنی اے لوگو! تم ہلاک و برباد ہو جاؤ۔ تم کیسے بُرے لوگ ہو۔

(ناسخ التواریخ صفحہ ۱۹۴)

اے گمراہان امت۔ ترک کنندگان کتاب متفرقان احزاب پیروان شیطان ترک کنندگان سنت ہائے پیغمبران۔ کشندگان و ہلاک کنندگان اولاد و عزت اوصیائے پیغمبران۔ الحاق کنندگان۔ اولاد زنا بغیر پدران ایذا رسانندہ مومنان یاوری کنندہ ناکسان۔

تم پر وائے ہو۔ نفرین ہو۔ لعنت خدا ہو (جلاء العیون)

خلفاء پر تبرا کہنے والو شیعو! قیامت تک صحابہ کو جتنی گالیاں دو گے اس سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر تم خود اپنے امام حسین علیہ السّلام سے سُن لو۔ اور بتاؤ کہ اتنے اوصاف رکھتے ہوئے بھی تمہارے گمراہ ہونے میں کچھ شبہ ہو سکتا ہے۔

امام زین العابدین

آپ نے شیعوں میں خطاب کیا۔

تم پر لعنت ہو۔ اے مکارو۔ اے غدارو۔ اب پھر دوبارہ میں تمہارے فریب میں نہ آؤں گا۔ تم چاہتے ہو کہ مجھ سے بھی وہی سلوک کرو۔ جو میرے بزرگوں سے کر چکے ہو۔ خدا کی قسم میں تمہارے قول و قرار پر ہرگز اعتبار نہ کرونگا۔ (جلاء العیون)

امام باقر

آپ نے ایک دفعہ ابو بصیر سے فرمایا۔

واللہ لو انی اجد منکم ثلاثۃ مومنین یکتمون حدیثی ما استحللت ان اکتمہم حدیثا۔

خدا کی قسم میری حدیث چھپانے والا تم میں سے تین مومن بھی پاتا تو میں اپنی حدیث تم سے نہ چھپاتا۔ (اصول کافی ص ۴۹۶)

• اس سے معلوم ہوا کہ امام صاحب کے وقت تین مومن شیعہ بھی آپ کے حدیث چھپانے والے نہ ملتے تھے۔

امام جعفر

آپ نے فرمایا۔ اگر میرے شیعہ پورے سترہ ہوتے تو میں جہاد کرتا۔ (اصول کافی ص ۴۹۶)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

معلوم ہوا کہ امام جعفر صادق کو سترہ مومن شیعہ بھی نہیں ملتے تھے۔

امام کاظم

آپ فرماتے ہیں۔

ان اللہ غضب علی الشیعۃ فخیرنی نفسی اوھم فوقیتھم واللہ بنفسی۔ (اصول کافی ص۱۵۹)

یعنے اللہ شیعوں پر غضب ناک ہوا۔ پس مجھ کو اختیار دیا کہ اپنی جان دوں۔ یا شیعے ہلاک ہو جائیں۔ واللہ میں اپنی جان دے کر شیعوں کو بچاتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ شیعہ ایسے ناپاک تھے کہ گو دنیا میں کافر۔ مشرک۔ مجوسی۔ یہودی سب تھے۔ مگر اللہ تعالےٰ کا غضب شیعوں پر آیا اور اتنا بڑا غضب تھا۔ کہ ایسے امام نے اپنی عزیز جان دی۔ تب جا کر شیعہ بچے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس طرح نصاریٰ مسیح کے کفارہ پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام نے عیسائیوں کے کفارہ میں جان دی۔ اسی طرح شیعہ بھی اپنے گناہوں کے عوض امام وقت جیسے بہترین مخلوق کو کفارہ سمجھتے ہیں۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-I-ILOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مسائل شیعہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مسئلہ نمبرا

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تحفہ اثنا عشریہ میں اس فرقہ کا اعتقاد لکھا ہے کہ بجز چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے باقی تمام صحابہ کو کافر کہتے ہیں، بالخصوص سیدنا ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کو اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو کافر کہتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

میں کہتا ہوں کہ اندھیر اور سمجھ کا پھیر ہے کہ جن لوگوں نے اسلام کے لیے جان و مال قربان کیے، جن کی کوششوں سے دنیا میں اسلام پھیلا، جن کے ذریعہ سے اسلام کی دولت ہم تک پہنچی اور جو لوگ سفر و حضر میں حضور علیہ السلام کے ساتھ رہا کرتے تھے، آج ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مسلمان نہ تھے۔ (نعوذ باللہ من ہذہ الھفوات)

اگر یہ لوگ مسلمان نہ تھے تو بتاؤ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں آکر کیا کام کیا؟ یہ تو ہر ایک منصف مانتا ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر کسی استاد کے شاگرد وحید عالم ہوں تو سمجھا جاتا ہے کہ ان کا استاد بڑا لائق ہے۔ اگر مرید پارسا ہوں تو سمجھا جائے گا کہ ان کا شیخ بڑا متقی ہے۔ تو اگر سرور عالم کے مریدوں کی یہ حالت تھی جو کہ شیعہ لوگ بیان کرتے ہیں، پھر مرید بھی وہ جو سفر و حضر میں اپنے پیر کے ساتھ رہتے تھے تو اس سے لازم آتا ہے کہ حضور علیہ السلام کی تعلیم میں (معاذ اللہ) کوئی اثر نہ تھا۔ وہ لوگ جو ہمیشہ آپ کی صحبت میں رہے وہ بھی دل سے مسلمان نہ ہو سکے، حضرت علی، حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہم تو بقول شیعہ پیدائشی مسلمان تھے۔ حضور کے اثر صحبت سے مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ تو حضور نے آکر کن لوگوں کو مسلمان کیا؟ کیا صرف ابوذر، سلمان، عمار بن یاسر اور مقداد رضی اللہ عنہم کو ہی مسلمان بنایا؟ اور یہ مسلمان بھی بقول کلینی ایسے کہ اگر ابوذر و سلمان کے دل کا معلوم ہوتا تو انہیں قتل کر دیتے۔ (اصول کافی صہ ۲۵۴)

پھر آیت یدخلون فی دین اللہ افواجا میں جن لوگوں کے اسلام لانے کا ذکر ہو رہا ہے وہ کہاں گئے اور وہ کون لوگ تھے؟

اگر خلفائے ثلثہ دل سے مسلمان نہ تھے تو اپنی اپنی خلافت کے زمانہ میں انہوں نے اپنے دین (کفر) کا کیوں اظہار نہ کیا؟ کیوں لوگوں کو مسلمان بناتے رہے؟ اپنی خلافت کے زمانہ میں ان کو کس ڈر تھا؟ کہ اپنا کفر ظاہر نہ کر سکے۔ کیا وہ حضرت علی سے ڈرتے تھے؟ اگر ان کا ڈر تھا تو وہ خلافت پر کیسے قابض ہو گئے؟ اس وقت کیوں نہ ڈرے؟

حضرت علی، ابوذر، مقداد، عمار اور حسنین ان کے پیچھے کیوں نمازیں پڑھتے رہے؟ کیا کافر یا منافق کے پیچھے نماز جائز ہے؟ خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ دنیوی کے آخری دور میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز میں امام کیوں بنایا؟ حالانکہ مومن اور منافق قرآن کی نص قطعی کے مطابق متمیز ہو چکے تھے۔ اللہ تعالے فرماتا ہے۔

ما کان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب۔

اور منافق کو بالاجماع امام بنانا جائز نہیں۔

معلوم ہوا کہ شیعوں کا یہ اعتقاد نہایت برا ہے۔ صحیح وہی ہے جو اہلسنت کا اعتقاد ہے کہ خلفائے ثلثہ اور دیگر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سب حضور علیہ السلام کے فداکار اور جانثار تھے وہ کامل الایمان تھے۔ جو ان کو برا کہتا ہے درحقیقت وہ خود برا ہے۔

مسئلہ نمبر ۲

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں:

شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرنے کا ثواب اللہ کے

ذکر کے ثواب سے بہت بڑا ہے،

حالانکہ ابلیس مردود جو کہ گمراہی کی بنیاد ہے، اس پر لعنت کرنا بھی ثواب کا کام نہیں۔ چہ جائیکہ اس کو افضل طاعت کہا جائے۔ قرآن پاک میں تصریح موجود ہے۔

ولذکر اللہ اکبر

اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔

مگر یہ شیعہ لعن طعن کرنے کو ذکر اللہ سے بھی افضل سمجھتے ہیں ؎

دشنام بمذہبے کہ طاعت باشد
مذہب معلوم واہل مذہب معلوم

جس مذہب میں گالیاں بکنا عبادت ہو، کیا وہ خدائی مذہب ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وہ شان ہے کہ رسول پاک نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا، تو وہ عمر ہوتے، ایک شخص نے حضور علیہ السلام سے صرف اتنا کہا "انصاف کیجئے" تو حضرت عمر اس کو قتل کرنے پر تیار ہو گئے۔ ایک منافق نے حضور کی عدالت کے فیصلہ کے بعد حضرت عمر کی عدالت سے رجوع کیا تو آپ نے اسے قتل کر دیا اور فرمایا "جس کو حضور کا فیصلہ منظور نہیں اس کے حق میں عمر کا یہی فیصلہ ہے۔"

اگر حضرت عمر ایسے ہوتے جیسا کہ شیعوں کا خیال ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی دختر نیک اختر کو ان کے نکاح میں کیوں دیتے؟

معلوم ہوا کہ شیعوں کا یہ عقیدہ بھی بہت برا ہے۔ صحیح یہی ہے جو اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی تھے۔ حضور کے سسر تھے۔ ضیغم اسلام تھے، اسلام کی شمشیر بے نیام تھے، عمر وہ تھے جن کو حضور نے خدا سے مانگ کر لیا تھا۔ وہ زندگی بھر حضور کی خدمت و مصاحبت میں رہے اور موت کے بعد بھی اپنے محبوب کے قدموں میں ہیں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مسئلہ نمبر ۳

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے کہ وہ اکابر مہاجرین و انصار، خلفائے ثلاثہ، عشرہ مبشرہ اور حضرت عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہم پر نماز پنجگانہ کے بعد لعنت کرنا واجب مانتے ہیں۔

ان کا یہ فعل تمام سابقہ شریعتوں کے برخلاف ہے اس لیے کہ انبیاء میں ہر ایک کے دشمن موجود تھے۔ اللہ نے فرمایا۔

وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس ۔

مثال کے طور پر فرعون کہ سالہا سال تک بنی اسرائیل کو ایذائیں دیتا رہا اور مثلاً نمرود کہ خلیل اللہ کو جلانے تک سے گریز نہ کیا۔ لیکن کسی شریعت میں کسی نبی نے اپنی امت پر فرض نہیں کیا کہ ہمارے مخالفوں پر نماز کے بعد لعنت بھیجا کرو۔ بلکہ مستحب بھی نہیں فرمایا اور نہ ہی اس پر کسی ثواب کا وعدہ فرمایا تو کیا رحمت للعالمین جو کہ اپنے قاتلوں کو معاف کر دیتے تھے، وہ پسند کر سکتے ہیں کہ عبادت الہٰی جیسے مقدس فریضہ کے بعد گالی گلوچ یا بکواس کیا جائے۔

اس لیے شیعوں کا یہ عقیدہ بھی غلط ہے۔ صحیح وہی ہے جو اہل سنت کا عقیدہ ہے۔ اہل سنت کا نماز کے بعد وہی عمل ہے جس کی تعلیم قرآن پاک نے دی ہے کہ

ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلاً للذین آمنوا ربنا انک غفور رحیم ۔

مسئلہ نمبر ۴

مسائل شیعہ میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ ۱۸ ذی الحج کو انہوں نے ایک عید بنا رکھی ہے، جس کا نام "عید غدیر" ہے۔ شاہ عبدالعزیز تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں کہ شیعہ اس عید کو عیدین پر ترجیح دیتے ہیں اور اس کو "عید اکبر"

www.waseemziyai.com
MARKAZI ISLAMIC ACADEMY

کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ حدیث غدیر خم، جس میں حضرت علی کی خلافت کا ذکر ہوا، ہرگز ہرگز صحیح نہیں۔ جو اس کو صحیح سمجھتا ہے وہ اس کی سند بیان کرے۔ پھر ہر ایک راوی کی ثقاہت ثابت کرے اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ بھی صحیح نہیں۔ پھر مولی المعنی حاکم بھی یہاں درست نہیں۔ مولی المعنی محب صحیح ہے۔ اسی حدیث میں جملہ اللھم وال من والاہ قرینہ ہے کہ یہاں مولی المعنی محب ہے پھر اس روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کرنے کا ذکر تک نہیں تو عید کیسی؟

سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص ہوتی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے موقع پر کوئی نہ کوئی صحابی اسے پیش کرتے۔ اگر یہ کہا جائے کہ وہ تو حضرت علی کے دشمن تھے تو کم از کم حضرت علی ہی اس حدیث کو پیش کر دیتے۔ حالانکہ نہ تو کسی صحابی نے اس حدیث کو پیش کیا اور نہ ہی حضرت علی نے۔

معلوم ہوا کہ شیعوں کا یہ مسئلہ بھی غلط ہے اور ان کی یہ عید ایک بناوٹی عید ہے۔

مسئلہ نمبر ۵

مسائل شیعہ میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ شیعوں نے بابا شجاع الدین کی ایک عید بنا رکھی ہے۔ ان کے نزدیک بابا شجاع، ابو لؤلو کا لقب تھا۔ ابو لؤلو حضرت عمر کا قاتل تھا۔ جو کہ مجوسی تھا۔ دراصل یہ مجوسیوں کی عید ہے کہ وہ حضرت عمر کے قتل کی خبر سن کر بہت خوش ہوئے اور اس روز کو روز مفاخرت و تسلیہ کا نام دیا۔ کیونکہ مجوسیوں کے دین پر جو گذری تھی، ان کی نسلیں یاد رکھیں گی مجوسیوں کا مغلوب ہونا اور اسلام کا غالب آنا حضرت عمر کے ہاتھوں ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

کہ مجوسی حضرت عمر کی شہادت کے دن کو اپنے لیے عید کا دن تصور کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ شیعوں اور مجوسیوں کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے اور شیعوں نے مجوسیوں کا اتباع کیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۶

ایک مسئلہ شیعوں کا ہے کہ وہ نوروز کی تعظیم کرتے ہیں اور تہوار کے طور پر مناتے ہیں، حالانکہ یہ بھی مجوسیوں کی عید ہے۔ اس دن کی تعظیم بھی رسوم جاہلیت میں شامل ہے۔ (تحفہ اثنا عشریہ ص ۲۴۷)

مسئلہ نمبر ۷

شیعوں کی اعلیٰ ترین تعلیم گالی دینا، جھوٹ بولنا اور جھوٹی تہمتیں لگانا ہے، پھر اس پر ترقی حسنات کا وعدہ ہے۔

ملاحظہ فرمائیے اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ ص ۵۵۴

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اذا رأیتم اهل الریب والبدع من بعدی فاظهروا البرأة منهم واکثروا من سبهم والقول فیهم والوقیعة وباهتوهم کیلا یطمعوا فی الفساد فی الاسلام ویحذرهم الناس ولا یتعلمون من بدعهم یکتب الله لکم بذالک الحسنات ویرفع لکم به الدرجات فی الآخرة۔

میرے بعد جب تم شک اور بدعت والوں کو دیکھو تو ان سے بیزاری ظاہر کرو۔ ان کو خوب گالیاں دو، برا کہو، بے آبروئی کرو اور ان پر بہتان باندھو تاکہ وہ اسلام میں فساد کا طمع نہ کریں، لوگ ان سے بچیں اور ان کی بدعت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کو نہ سیکھیں۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ان افعال (گالی گلوچ وغیرہ) کے عوض نیکیاں لکھے گا اور آخرت میں تمہارے درجات بلند کرے گا۔

مسلمانو! دیکھا آپ نے! یہ ہے شیعوں کی تعلیم۔ قرآن پاک تو جھوٹ بولنے گالی دینے اور تہمت لگانے سے منع فرمایا۔ مگر یہ لوگ ہیں جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ذمہ لگاتے ہیں کہ وہ اپنے معتقدین کو تعلیم دیتے تھے کہ تم اپنے مخالفین کو گالیاں دیا کرو، افترا پردازیاں کیا کرو اور بہتان لگایا کرو۔ پھر یہ ناپاک تعلیم حضرت امام جعفر صادق کے حوالے سے حضور علیہ السلام سے منسوب کی گئی ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

شیعوں کے نزدیک گالی بکنا اور بہتان طرازی عبادت شمار ہوتی ہے کہ اس سے ترقی درجات کا وعدہ ہے۔ تو صحابہ کرام سے زیادہ کون ہے جو ان کے بہتان کا نشانہ بن سکے۔ یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں نے صحابہ کرام سے بدظنی پیدا کرنے کے لیے طرح طرح کی بہتان طرازیاں تیار کر رکھی ہیں۔

مسئلہ نمبر ۸

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے جو اصول کافی میں لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

یا سلیمان انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ۔

اے سلیمان تم ایسے دین پر ہو جو اس کو چھپائے گا، اللہ تعالیٰ اسے عزت دے گا اور جو اس کو شائع کرے گا، اللہ اس کو ذلیل کرے گا۔

معلوم ہوا کہ شیعہ مذہب کی اشاعت جائز نہیں۔ جو کرے گا خدا اسے ذلیل کرے گا۔ اب شیعوں کو لازم ہے کہ اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے اپنے مذہب کی اشاعت بند کر دیں، اخبارات و رسائل نکالنا بند کر دیں۔ مجالس عزا بند کر دیں کہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

اس میں شیعہ مذہب کی اشاعت ہے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو اس کی اشاعت کرے گا، اللہ اس کو ذلیل کرے گا۔

مسئلہ نمبر ۹

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے جو اصول کافی میں ابوالحسن علیہ السلام سے منقول ہے۔

قال ان اللہ غضب علی الشیعۃ فخیرنی نفسی اوھم فوقیتھم واللہ بنفسی۔

فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰے شیعوں پر غضب ناک ہوا تو اس نے مجھے اختیار دیا میرے نفس کا یا ان کا (یعنی شیعوں کو بچا لو یا اپنے آپ کو) تو خدا کی قسم میں نے اپنی جان کے عوض شیعوں کو بچا لیا۔

دیکھئے یہ وہی مسئلہ ہے جو عیسائیوں میں کفارہ کا ہے۔ یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ اللہ شیعوں پر اتنا غضب ناک ہوا؟ حالانکہ ان کے نزدیک دین صرف محبت کا نام ہے نماز روزہ کی بھی ضرورت نہیں۔ چنانچہ فروع کافی کتاب الروضہ میں لکھا ہے۔

کہ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نمازیوں کو دوست رکھتا ہوں اور خود نماز نہیں پڑھتا۔ روزہ داروں کو بھی دوست رکھتا ہوں اور خود روزہ نہیں رکھتا تو آپ نے فرمایا۔

انت مع من احببت ولک ما اکتسبت۔

تو اسی کے ساتھ ہوگا جس کی تو محبت رکھتا ہے اور تیرے لیے ہے جو تو نے بُرا کام کیا۔

یعنی تیرا نماز نہ پڑھنا اور روزہ نہ رکھنا تیرے لیے مفید ہے یہی وجہ ہے کہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

شیعوں کی اکثریت تارکِ نماز ہوتی ہے ۔

مسئلہ نمبر ۱۰

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے کہ شیعان علی کیسے ہی بے عمل کیوں نہ ہوں۔ ان پر کوئی عتاب نہیں چنانچہ اصول کافی میں عبداللہ بن یعفور سے روایت ہے :۔

قال قلت لابی عبد الله علیہ السلام انی اخالط الناس فیکثر عجبی من اقوام لا یتولونکم ویتولون فلانا وفلانا لھم امانۃ وصدق ووفاء اقوام یتولونکم لیس لھم تلک الامانۃ ولا الوفاء ولا الصدق الخ ۔

میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں لوگوں سے ملتا جلتا ہوں تو میرے تعجب کی کوئی حد نہیں رہتی۔ جب میں ایسے لوگوں کو دیکھتا ہوں جو فلاں فلاں سے محبت رکھتے ہیں لیکن آپ سے محبت نہیں رکھتے۔ ان میں امانت، صدق اور وفا ہے اور وہ لوگ جو آپ سے محبت رکھتے ہیں ان میں نہ تو وہ امانت ہے، نہ صدق اور نہ ہی وفا۔

تو امام جعفر صادق علیہ السلام بیٹھ گئے، میری طرف غصہ کی حالت میں متوجہ ہوئے اور فرمایا۔

اس شخص کا کوئی دین نہیں جو ظالم امام کی ولایت میں اللہ کا تابعدار ہوا اور اس پر کوئی عتاب نہیں جو عادل امام کی اطاعت سے اللہ کا مطیع ہوا۔

میں نے عرض کیا کہ اُن لوگوں کا کوئی دین نہیں اور ان لوگوں پر کوئی عتاب نہیں ؟

آپ نے فرمایا ہاں! ان کا کوئی دین نہیں اور ان پر کوئی عتاب نہیں۔

یعنی جن لوگوں میں امانت، صدق اور وفاء ہے وہ بے دین ہیں اور جن میں

امانت صدق اور وفا نہیں ان پر کوئی عتاب نہیں ۔

مسئلہ نمبر ۱۱

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے کہ کسی کو شیعہ مذہب کی طرف بلانا جائز نہیں چنانچہ اصول کافی صفحہ ۴۸۰ میں امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں ۔

کفوا عن الناس ولا تدعوا احدا الی امرکم ۔

لوگوں سے ہٹ جاؤ اور کسی کو اپنے مذہب کی طرف نہ بلاؤ ۔

معلوم ہوا کہ شیعوں کا اخبارات نکالنا ، رسائل طبع کرنا ، مجالس کرنا اور مذہب کی تبلیغ کرنا امام جعفر صادق کے اس قول کے خلاف ہے اور امام جعفر صادق علیہ السلام کا قول شیعوں کی نزدیک خدا کا قول ہے ۔ چنانچہ اصول کافی صفحہ ۳۲ میں امام جعفر صادق فرماتے ہیں ۔

میری حدیث میرے باپ کی حدیث ہے ، میرے باپ کی حدیث میرے دادا کی ہے ، میرے دادا کی حدیث حضرت امام حسین کی حدیث ہے ، امام حسین کی حدیث امام حسن کی حدیث ہے ، امام حسن کی حدیث حضرت علی کی حدیث ہے ، حضرت علی کی حدیث رسول کریم کی حدیث ہے اور رسول کریم کی حدیث خدا کا فرمان ہے ۔

اس سلسلہ سے معلوم ہوا کہ آج کل کے شیعہ مجالس منعقد کر کے حضرت امام جعفر صادق کے ارشاد کے خلاف چل رہے ہیں اور امام جعفر صادق کا خلاف تمام ائمہ بلکہ رسول کریم اور پھر خدا کا بھی خلاف ہے ۔

مسئلہ نمبر ۱۲

ایک مسئلہ شیعوں کا یوں ہے کہ دین حق کا چھپانا ثواب ہے ۔ چنانچہ اصول کافی میں حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ سلیمان بن خالد کو فرماتے ہیں ۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

انکم علی دین من کتمہ اللہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ

تم ایسے دین پر ہو کہ جو اس کو چھپائے گا، اللہ اسے عزت دے گا اور جو اُسے شائع کرے گا، اللہ اس کو ذلیل کرے گا۔

اس زمانہ میں شیعہ اس حکم کا بھی خلاف کرتے ہیں۔ وہ مذہب جس کے چھپانے کا حکم تھا شیعے اسے اعلانیہ اخباروں اور وعظوں کے ذریعے شائع کر رہے ہیں۔ ان کے لیے بہتر یہی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے قول پر عمل کریں اور اس مذہب کا کسی دوسرے کے سامنے نام نہ لیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے۔

جس شخص تک ہماری بات پہنچے اور وہ شائع کر دے وہ دنیا میں ذلیل ہوگا اور آخرت کا نور اس سے کھو دیا جائے گا۔ (اصول کافی ص۴۵۸)

قرآن میں تو اللہ کا ارشاد ہے لیظہرہ علی الدین کلہ لیکن شیعوں کا دین کیسا ہے جس کی اشاعت پر اس قدر وعید ہے اے شیعو! حضرت امام کا ارشاد سنو! اور اس پر عمل کرو! اگر تم شیعہ ہو تو بنے رہو لیکن کسی اہل سنت کے سامنے ہرگز اپنے مذہب کو پیش نہ کرو ورنہ بقول حضرت امام جعفر صادق دنیا میں بھی ذلیل ہوگے اور آخرت میں بھی نور نہ ملے گا۔

مسئلہ نمبر ۱۳

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے کہ ان کے امام ایک ہی مسئلہ کے جواب میں کسی کو کچھ اور کسی کو کچھ اور بتاتے تھے۔ چنانچہ اصول کافی ص۳۷ میں زرارہ سے روایت ہے وہ ابو جعفر سے روایت کرتا ہے۔

قال سألتہ عن مسألۃ فاجابنی ثم جاءہ رجل فسألہ عنہا فاجابہ بخلاف ما اجابنی ثم جاء آخر فاجابہ بخلاف ما اجابنی واجاب صاحبی فلما خرج الرجلان قلت یا بن

رسول اللہ رجلان من اھل العراق من شیعتکم تداما

یسئلان فاجبت کل واحد منھا غیرما اجبت بہ صاحبہ

فقال یا زرارۃ ان ھذا خیر لنا وابقی لنا ولکم۔

میں نے آپ سے ایک مسئلہ پوچھا تو آپ نے مجھے جواب دیا۔ پھر ایک آدمی آیا۔ اس نے بھی وہی مسئلہ پوچھا تو آپ نے اس کو میرے جواب کے برخلاف جواب دیا۔ پھر ایک اور آدمی آیا اس نے بھی وہی مسئلہ پوچھا اس کو کچھ اور ہی جواب دیا۔ جو ہم دونوں کے خلاف تھا۔ جب وہ دونوں سائل چلے گئے تو میں نے عرض کی۔ اے فرزند رسول! اہل عراق کے دو شیعے آپ کی خدمت میں مسئلہ پوچھنے آئے۔ آپ نے ہر ایک کو الگ الگ جواب دیا۔ یہ کیا بات ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا اے زرارہ! یہی ہمارے لیے بہتر ہے اور یہی ہماری اور تمہاری بقاء کا موجب ہے۔

شیعو! صحابہ پر بہتان طرازیاں کرتے کرتے اب اپنے اماموں پر بھی الزام تراشیاں کرنے لگے ہو۔ ہم ہرگز نہیں مان سکتے کہ ائمہ اہل بیت ایسا کرتے تھے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اہل بیت کا بچہ بچہ صادق الوعد اور راسخ القول تھا۔

مسئلہ نمبر ۱۴

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے کہ ان کے امام لوگوں کو حرام گوشت کھلاتے تھے اور حرام کو بسبب تقیہ حلال کہہ دیتے تھے۔ چنانچہ فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۸ مطبوعہ نولکشور میں ہے، ابان بن تغلب سے روایت ہے۔

قال سمعت اباعبد اللہ علیہ السلام یقول کان ابی علیہ السلام

یفتی فی زمن بنی امیۃ ان ما قتل البازی والصقر فھو حلال و

کان یتقیھم وانا لا اتقیھم وھو حرام ما قتل۔

ابان نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا کہ میرے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

والد ماجد علیہ السلام بنو امیہ کے دور میں فتویٰ دیا کرتے تھے کہ جو باز اور شکرا قتل کرے
وہ حلال ہے وہ ان سے تقیہ کرتے تھے حالانکہ میں تقیہ نہیں کرتا۔
جو باز اور شکرا قتل کرے وہ حرام ہے ۔

فالوجه فی تاویل هذا الاخبار ان نحملها علی التقیه

(جن روایات میں ہمارے ائمہ نے باز کا مارا حلال کیا ہے ، وہ تقیہ پر محمول ہیں۔
حالانکہ تقیہ ائمہ کو جائز نہ تھا۔ اصول کافی صفحہ ١٧٢ میں ایک وصیت کا ذکر ہے جو اللہ
تعالیٰ نے حضور علیہ السلام پر وفات شریف سے پہلے نازل فرمائی۔ اس میں حکم ہے۔

حدث الناس وافتهم ولا تخافن الا الله عزوجل فانه لاسبیل
لاحد علیك ۔

لوگوں سے بات کر اور فتویٰ دے اور خدا کے سوا کسی سے نہ ڈر تجھ پر کسی
شخص کو غلبہ نہیں ۔

اس کے باوجود حضرت امام جعفر صادق کے والد ماجد ڈرتے ہیں اور حرام گوشت
کو حلال کہہ دیتے ہیں، لوگوں کو حرام کھلاتے ہیں اور اس وصیت کا جو کہ اللہ کی طرف
سے نازل ہوئی، دیدہ دانستہ خلاف کرتے ہیں۔

شیعو! کیا آپ کے ائمہ ایسے ہی ڈرپوک تھے۔ ہم تو اس امر کے ماننے پر ہرگز
تیار نہیں وہ تو بڑے بڑے جابروں کے سامنے کلمۂ حق کہنے سے نہیں رکتے تھے۔
اور تم کہتے ہو کہ وہ ڈرتے ہوئے حق مسئلہ بیان نہ کرتے تھے ۔

نعوذ باللہ من هذه الخرافات۔

مسئلہ نمبر ١٥

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں سے ڈرتے ہوئے احکام
شریعت جاری نہ کر سکے، یعنی اپنی خلافت کے زمانہ میں بھی ڈرتے رہے اور احکام

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

شریعت علی الاعلان جاری نہ کرسکے۔
ملاحظہ ہو فروع کافی، کتاب الروضہ صہ ۲۹۔
امیر المومنین ایک خطبہ میں فرماتے ہیں۔

قد علمت الولاۃ قبلی اعمالا خالفوا فیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متعمدین لخلافہ ناقضین لعھدہ مغیرین لسنتہ ولو حملت الناس علی ترکھا وحولتھا الی مواضعھا والی ما کانت فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتفرق عنی جندی حتی ابقی وحدی اوقلیل من شیعتی۔

میں جانتا ہوں کہ مجھ سے پہلے حکام نے دیدہ دانستہ رسول اللہؐ کا خلاف کیا عہد توڑا اور سنت کو بدلا۔ اگر لوگوں کو ان احکام کے ترک پر آمادہ کروں اور سرور عالم کے زمانہ میں جس طرح احکام تھے اسی طرح کردوں تو میرا لشکر مجھ سے الگ ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ میں اکیلا رہ جاؤں گا یا تھوڑے سے شیعے میرے ساتھ رہ جائیں گے۔

پھر اس کے آگے امیر المومنین نے وہ احکام شمار کیے ہیں جو خلفائے ثلاثہ کے زمانہ میں (بزعم شیعہ) مخالف سنت تھے۔

مگر امیر المومنین نے باوجود صاحب اقتدار خلیفہ ہونے کے ان احکام کو خلاف شریعت ہی رہنے دیا۔ حضرت علی لوگوں کے ڈر سے ان احکام کو شریعت کے موافق نہ کرسکے۔ انہی احکام میں سے فدک ہے فرماتے ہیں:

"اگر میں فدک فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وارثوں کو دے دیتا تو لوگ مجھ سے متفرق ہو جاتے"

سبحان اللہ! خلیفۂ وقت ہونے کے باوجود لوگوں کے متفرق ہونے کا ڈر۔
شیعو! آپ ہمیشہ یہی شکایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے خاتون جنت سے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

فدک چھین لیا۔ دیکھو امیر المومنین حضرت علی بھی اپنی خلافت کے زمانہ میں وہی حکم برقرار رکھتے ہیں جو صدیق اکبر نے صادر فرمایا۔ پھر تمہاری شکایت کیا معنیٰ رکھتی ہے، تم خود ہی سوچو اور انصاف کرو کہ خطبہ میں جو عذر حضرت علی نے فرمایا ہے کیا یہ عذر قابل قبول ہے؟ خلیفہ وقت ہو، صاحبِ اقتدار ہو اور اپنی نگاہوں سے ایسے امر دیکھے جو اللہ اور رسول کے خلاف ہوں۔ پھر وہ لوگوں کے ڈر سے خاموش رہے وہ خلیفہ ہی کیا ہے؟

شیعو! سنو! ہمارا ایمان ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت شیر خدا کو حق بات سے روک نہیں سکتی اور نہ ہی شیر خدا زمانہ کی مخالفت کی پرواہ کر سکتے ہیں۔ یہ تمہارا حضرت علی پر صریح الزام ہے۔ حق بات یہ ہے کہ حضرت علی نے فیصلہ کو اس لیے برقرار رکھا کہ وہ شرع کے عین مطابق تھا اور نہ حضرت علی شیر خدا صاحب اقتدار ہوتے ہوئے اس فیصلہ کو یقیناً تبدیل فرما دیتے۔

مسئلہ نمبر ۱۶

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے کہ جو قرآن اللہ تعالےٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ جبریل نازل فرمایا تھا۔ وہ سترہ ہزار آیات کا مجموعہ تھا جب کہ موجودہ قرآن میں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات ہیں۔ معلوم ہوا کہ تقریباً دس ہزار آیات اس قرآن میں نہیں ہیں۔

چنانچہ اصول کافی کتاب فضل القرآن صـ۶۷۱ مطبوعہ نولکشور میں ہے:

عن ابی عبد اللہ قال ان القرآن الذی جاء بہ جبریل علیہ السلام الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سبعۃ عشر الف آیۃ۔

امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ وہ قرآن جو بذریعہ جبریل حضور پر نازل ہوا، وہ سترہ ہزار آیت تھا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ موجودہ قرآن وہ قرآن نہیں جو جبریل لے کر آیا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ وہ ستر ہزار آیات والا قرآن شیعوں کا قرآن ہے۔ جو معلوم نہیں کہ کہاں ہے؟ آج شیعوں کے پاس خدا کی کوئی کتاب نہیں یہ قرآن جو ہمارے پاس ہے، شیعوں کے نزدیک محرّف اور مبدل ہے۔ اصلی قرآن آج کسی شیعہ کے پاس نہیں۔ تو جب ان کے پاس اللہ کی کتاب ہی موجود نہیں تو ان کا مذہب بھی ظاہر ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۱

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے کہ موجودہ قرآن میں تحریف کی گئی ہے چنانچہ فروع کافی، کتاب الروضہ صفحہ ۱۲۶ میں ہے:

ولا تلتمس دین من لیس شیعتك ولا تحبنّ دینهم فانهم خائنون الذین خانوا الله ورسوله وخانوا اماناتهم وتدری ما خانوا اماناتهم ائتمنوا علی کتاب الله فحرفوه و بدلوه الخ

موسیٰ رضا علیہ السلام فرماتے ہیں جو شخص تمہارے شیعہ میں سے نہیں ہے۔ اس کے دین کی تلاش نہ کرو اور ان کے ساتھ محبت نہ کرو۔ کیونکہ وہ لوگ خیانتی ہیں جنہوں نے اللہ و رسول سے خیانت کی اور ان کی امانتوں میں خیانت کی، وہ اللہ کی کتاب پر امین بنائے گئے تو انہوں نے تحریف کی اور (کتاب اللہ کو) بدل ڈالا۔

معلوم ہوا کہ موجودہ قرآن شیعوں کے نزدیک تحریف کیا گیا ہے۔

حیات القلوب جلد سوم صفحہ ۴۱ میں حضرت باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔

خدا را در زمین سہ حرمت است، قرآن و عترت من و کعبہ کہ خانہ محترم خدا است قرآن را پس تحریف کردند و تغیر دادند و اما کعبہ را پس خراب کردند اما عترت مرا پس کشتند۔

زمین میں اللہ کی تین چیزیں محترم تھیں۔ قرآن، عترت اور کعبہ۔ قرآن کو ان

لوگوں نے تحریف وتغیر کیا، کعبہ کو خراب کیا اور عترت کو قتل کیا۔

اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ موجودہ قرآن شیعوں کے نزدیک محرف ہے۔ سوال یہ ہے کہ پھر اصل قرآن کہاں ہے؟ اگر زمین پر اصل کتاب الٰہی موجود نہیں تو پھر کیا نئی کتاب کی ضرورت نہیں؟ اگر نئی کتاب کی ضرورت ہے تو پھر مرزا قادیانی کو تسلیم کر لیا ہوتا۔

ظاہر ہے کہ شیعوں کا یہ عقیدہ بالکل غلط ہے۔ کہ قرآن کو بدل ڈالا گیا ہے۔ کیونکہ خدا نے خود فرمایا ہے۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔

قرآن ہم نے نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

جس کی حفاظت کا ذمہ خدا نے لیا ہو تو کیا ممکن ہے کہ خدا اس کی حفاظت نہ کر سکا ہو، دنیا میں لاکھوں کی تعداد میں قرآن حکیم کے حافظ موجود ہیں اور رہیں گے جن کے سینوں میں قرآن کی دولت محفوظ ہے۔ قرآن کی حفاظت کے لیے خدا تعالےٰ نے اہل سنت کے سینے منتخب کیے ہیں۔ شیعہ آج تک قرآن کا حافظ نہ ہو سکا۔

مسئلہ نمبر ۱۸

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آئمہ کے سوا، اگر کوئی دعویٰ کرے کہ میں نے قرآن شریف جمع کیا ہے، جس طرح اترا ہے۔ تو وہ کذاب ہے۔

اصول کافی، کتاب الحجۃ ص ۱۳۹ میں ہے۔

عن جابر سمعت ابا جعفر یقول ما ادعی احد من الناس انہ جمع القرآن کلہ کما انزل الاکذاب وما جمعہ وحفظہ کما نزلہ اللہ الا علی بن ابی طالب والائمہ من بعدہ،

جابر کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو جعفر حضرت باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا کہ

کسی نے دعویٰ نہیں کیا کہ اس نے سارا قرآن جمع کیا ہے جیسے کہ اترا ہے۔ مگر کذاب نے۔ قرآن جیسے کہ اللہ نے اتارا ہے اس کو حضرت علی اور ان کے بعد کے ائمہ کے سوا کسی نے جمع نہیں کیا اور نہ ہی حفظ کیا۔

یہ حدیث ملا باقر مجلسی نے بھی حیات القلوب جلد سوم کے صـ۴۵ میں نقل کی ہے۔

معلوم ہوا کہ جو قرآن حضرت علی نے جمع فرمایا تھا، وہی تھا جو اللہ نے حضور پر نازل فرمایا تھا۔ شیعہ حضرت بتائیں کہ وہ قرآن کہاں ہے؟ تاکہ ہم بھی اس کی زیارت کر سکیں۔ اس قرآن کو صرف حضرت علی نے یا اماموں نے حفظ کیا۔ معلوم ہوا کہ چودہ صدیوں نے ایک بھی شیعہ ایسا پیدا نہ کیا جو حضرت علی کے جمع کردہ قرآن کا حافظ ہوتا۔

موجودہ قرآن جسے حضرت ابوبکر و عثمان رضی اللہ عنہم نے جمع کیا، کروڑوں کی تعداد میں موجود ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں اس کے حافظ ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔ شیعوں پر افسوس ہے کہ حضرت علی کے جمع کردہ قرآن کو نہ تو حفظ کر سکے اور نہ ہی اس کو باقی رکھ سکے۔ اگر کہا جائے کہ وہ قرآن صرف اماموں تک تھا تو سوال یہ ہے کہ جو امت کو دکھانا ہی مقصود نہ تھا تو اس کو نازل ہی کیوں کیا گیا؟

مسئلہ نمبر ۱۹

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے کہ اوصیاء کے سوا کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میرے پاس سارا قرآن ہے۔ چنانچہ اصول کافی صـ۱۳۹ میں امام باقر فرماتے ہیں۔

مایستطیع احد ان یدعی ان عندہ جمیع القرآن کلہ ظاہرہ وباطنہ غیر الاوصیاء۔

کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس کے پاس سارا قرآن ظاہر و باطن سمیت ہے۔ مگر اوصیاء (یہ دعویٰ کر سکتے ہیں)۔

MARKAZ-UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

اس روایت سے معلوم ہوا کہ سارا قرآن اوصیاء کے پاس موجود ہے۔ شیعہ حضرات سے گذارش ہے کہ وہ اوصیاء کا قرآن ہمیں دکھائیں تاکہ ہم اصل کلام الٰہی کی زیارت کر سکیں اگر آپ کے پاس وہ قرآن موجود نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ آپ بے کتاب امت ہیں۔ ائمہ اوصیاء نے آپ کو اصل قرآن کی ہوا نہ لگنے دی۔ وہ جانتے تھے کہ آپ اس امانت کے امین نہیں ہو سکتے۔

شیعوں کا عقیدہ یقیناً غلط ہے۔ آج دنیا میں ہر دین کے پیروکار اپنی کتاب رکھتے ہیں حالانکہ ان کی کتابیں محرف ہیں، پھر بھی وہ ان پر ایمان رکھتے ہیں۔ عیسائی بائبل کو اور یہودی تورات کو تسلیم کرتے ہیں۔ شیعوں پر افسوس ہے کہ وہ قرآن پاک کو تسلیم نہیں کرتے۔ یہ اسلام کی کوئی خدمت نہیں بلکہ غیر مسلموں کو اسلام پر اعتراض کرنے کا موقع فراہم کیا جا رہا ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۰

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے کہ اُن کے پاس ایک جامعہ ہے جو کہ ستّر گز لمبا ہے۔

اصول کافی ص۱۴۶ کتاب الحجہ میں ہے۔

عندنا الجامعة وما يدريهم ما الجامعة قال قلت جعلت فداك وما الجامعة قال صحيفه طولها سبعون ذراعاً بذراع رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

ہمارے پاس ایک جامعہ ہے اور وہ نہیں جانتے کہ جامعہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ آپ پر قربان، بتائیے کہ جامعہ کیا ہے۔ فرمایا کہ وہ صحیفہ ہے جس کا طول ستّر گز ہے۔

پھر اسی صفحہ میں آگے لکھا ہے۔

وان عندنا لمصحف فاطمة عليها السلام ما يدريهم ما مصحف فاطمة قال مصحف فيه مثل قرانكم هذا

ثلاث مرات واللہ ما فیہ من قرآنکم حرف واحد۔

بے شک ہمارے پاس حضرت فاطمہ علیہا السلام کا مصحف ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ مصحف فاطمہ کیا ہے۔ فرمایا تمہارے اس قرآن سے تین گنا بڑا ہے۔ خدا کی قسم اس میں تمہارے قرآن کا ایک حرف بھی نہیں ہے۔

شیعو! تمہارے عجیب وغریب مسئلے اسی قرآن میں ہوں گے۔

مسئلہ نمبر ۲۱

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے۔

جو فروغ کافی کتاب الروضہ کے ص ۱۲۵ میں ہے۔

امام ابوجعفر فرماتے ہیں۔

ان الناس کلھم اولاد بغایا ماخلا شیعتنا۔

ہمارے شیعوں کے سوا سب لوگ کنجریوں کی اولاد ہیں۔

یہ ہے شیعہ مذہب کی تہذیب! اور یہ ہے ان کا کچھ نہ کہنا اس پر طرہ یہ کہ اپنے مقالات میں اس قول کی تائید کرتے ہیں اور اس کو صحیح مانتے ہیں۔ نعوذ باللہ! میں کہتا ہوں کہ ائمہ کرام تو تہذیب اور شائستگی کے پیکر تھے۔ رسول کا گھرانا، کردار اور گفتار میں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یہ شیعوں کا اماموں پر بدترین الزام ہے کہ اپنے خبث باطن کو اماموں کے ذمہ لگا دیتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۲۲

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے جو کتاب الروضہ ص ۱۱۵ فروغ کافی جلد سوم میں ہے۔ امام ابوجعفر فرماتے ہیں۔

کان الناس اھل ردۃ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا ثلثۃ

نقلت ومن الثلاثۃ فقال المقداد بن الاسود و ابوذر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

الغفاری وسلمان الفارسی -

رسول پاک کی وفات سے تین دن بعد تین صحابہ کے سوا سب لوگ مرتد ہو گئے ہیں نے عرض کی وہ تین کون ہیں تو فرمایا مقداد، ابوذر اور سلمان -

کس قدر جرأت ہے کہ تین صحابہ کے سوا سب کو معاذ اللہ مرتد کہہ دیا۔ اس قول سے تو ائمہ اہل بیت بھی نہیں بچ سکتے کہ ان کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔

مسئلہ نمبر ۲۲

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے کہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے اپنی غلامی کا اقرار کر کے یزید سے جان بچالی چنانچہ کتاب الروضہ ص۱۱۱ میں ہے -

فقال له علی بن الحسین علیهما السلام قد اقررت لك بما سالت انا عبد مکره لك فان شئت فامسك وان شئت فبع -

حضرت علی (زین العابدین) بن حسین علیہما السلام نے یزید سے کہا کہ میں تیرا غلام مکرہ ہوں۔ چاہے تو مجھے قید رکھ اور چاہے تو بیچ دے -

ہم ہرگز یہ تسلیم کرنے کے تیار نہیں کہ ایک بہادر اور شجاع باپ کا فرزند اتنی بزدلی کا مظاہرہ کرے۔ شیعوں کا حضرت زین العابدین پر یہ الزام - ہے سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے اگر تقیہ کیا تھا تو آپ کے باپ حضرت امام حسین نے کربلا میں تقیہ کیوں نہ کیا؟ ادھر تو صرف امام زین العابدین کی ایک جان بچ رہی ہے لیکن کربلا میں بہتر جانیں کیوں نہ بچائی گئیں؟ حقیقت یہ ہے کہ شیعوں کا مسئلہ تقیہ الیاس من گھڑت عقیدہ ہے جس کی وجہ سے اہل بیت کی آبرو مجروح ہو رہی ہے شیعے کبھی تو حضرت علی کا تقیہ ثابت کرتے ہیں کبھی اماموں کا - اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ کربلا میں خون حسین نے یہ ثابت کر دیا کہ اہل بیت کا بچہ بچہ بہادر، دلیر، حق گو اور حق پرست ہے، لہذا تقیہ کو اگر درست مان لیا جائے تو ثابت کرنا پڑے گا۔

کہ کربلا میں امام حسین نے تقیہ کیوں نہ کیا؟

مسئلہ نمبر ۲۴

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے کہ پانی پلانے کے عوض کسی عورت سے جماع کرے تو وہ نکاح ہوگا زنا نہیں۔

فروع کافی جلد ۲ ص ۱۹۸ میں ہے۔

امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ ایک عورت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی کہ میں نے زنا کیا ہے۔ مجھے پاک کیجئے۔ آپ نے رجم کا حکم فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے اس عورت سے دریافت کیا کہ تو نے کس طرح زنا کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں جنگل میں تھی۔ مجھے پیاس نے غلبہ کیا۔ میں نے ایک اعرابی سے پانی مانگا۔ اس نے انکار کیا اور کہا کہ میں اس کو اپنے نفس پر اختیار دوں جب مجھے پیاس نے لاچار کیا تو میں نے منظور کیا۔ اس نے پانی پلایا اور میرے ساتھ برا کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

تزویج ورب الکعبہ۔ رب کعبہ کی قسم! یہ تو نکاح ہے۔

یہ ہے شیعوں کا پاک مذہب کہ پانی کے عوض اپنی آبرو پر غیر کو مسلط کرنا، زنا نہیں نکاح ہے۔ نہ معلوم کہ حضرت علی پر یہ اتہام لگانے کا مقصد کیا ہے؟ پیاس پانی اور جماع العیاذ باللہ۔ ہمارا ایمان ہے کہ حضرت علی کی بصیرت ایسا فیصلہ ہرگز نہیں کر سکتی۔

مسئلہ نمبر ۲۵

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے جو کتاب من لایحضرہ الفقیہ کے ص ۷ میں ہے:۔

امام باقر علیہ السلام پاخانہ میں گئے۔ وہاں نجاست میں ایک روٹی کا ٹکڑا پڑا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

ہوا دیکھا۔ آپ نے لے کر دھویا، اپنے غلام کو دیا اور فرمایا یہ تیرے پاس رہے۔ میں پاخانہ سے فارغ ہو کر اسے کھاؤں گا۔ جب آپ نکلے تو غلام سے پوچھا کہ لقمہ کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے تو کھا لیا ہے۔ فرمایا یہ لقمہ نہیں قرار پکڑتا کسی کے پیٹ میں، مگر اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ جاؤ! میں نے تمہیں آزاد کیا کیونکہ میں مکروہ سمجھتا ہوں کہ جنتی سے خدمت لوں۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

ودخل ابو جعفر الباقر علیہ السلام الخلاء فوجد لقمۃ خبز فی القذر فاخذھا وغسلھا ودفعھا الی مملوک کان معہ فقال تکون معک لاکلھا اذا خرجت فلما خرج علیہ السلام قال للمملوک این اللقمۃ قال اکلتھا یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انھا ما استقرت فی جوف احد الا وجبت لہ الجنۃ فاذھب فانت حر فانی اکرہ ان استخدم رجلا من اھل الجنۃ۔

ہم ہرگز مان نہیں سکتے کہ حضرت باقر علیہ السلام نے ایسا لقمہ کھانے کا ارادہ بھی کیا ہو اور اس کے کھانے والے کو اتنا درجہ کہ وہ جنتی ہو گیا۔ حالانکہ اس نے امام باقر کے حکم کا خلاف کیا۔ امام صاحب کی امانت کو کھا گیا پھر جنتی ہو گیا۔ اس پر طرہ یہ کہ امام صاحب جنتی کو خادم بنانا پسند نہیں کرتے جس سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ امام صاحب کے خادم جنتی نہیں ہوتے تھے۔ کیا امام صاحب کی خدمت میں رہنا بجائے خود جنتی ہونے کی ضمانت نہ تھی؟

مسئلہ نمبر ۲۶

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے جو من لا یحضرہ الفقیہ کے صفحہ ۱۳ میں ہے:۔

سال حنان بن سدیر ابا عبد اللہ علیہ السلام فقال انی

ربما بلت فلا أقدر على الماء ويشتد ذالك فقال عليه السلام اذا بلت وتمسحت فامسح ذكرك بريقك فان وجدت شيئاً فقل هذا من ذالك۔

حنان بن سدیر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ میں لبا اوقات بول کرتا ہوں اور پانی پر قادر نہیں ہوتا اور مجھ پر یہ بات ناگوار معلوم ہوتی ہے آپ نے فرمایا کہ جب تو بول کرے اور مسح کرے تو تھوک سے ذکر کو پونچھ لیا کر پھر اگر کچھ (تری) پائے تو سمجھ لو کہ یہ اسی تھوک سے ہے۔

یہ مسئلہ عجیب ہے۔ اور یہ من لا یحضرہ الفقیہ کے زمرہ میں ہی آسکتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۷

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے کہ بے وضو نماز جنازہ جائز ہے۔

من لا یحضرہ الفقیہ کے صہ ۲۳ میں ہے؛

امام جعفر صادق سے یونس بن یعقوب پوچھتے ہیں کہ بلا وضو جنازہ پڑھا جائے؟ تو آپ نے فرمایا: "ہاں"

الفاظ یہ ہیں:۔

سئل یونس بن یعقوب اباعبد الله علیه السلام عن الجنازة یصلی علی غیر وضوء فقال نعم!

مسئلہ نمبر ۲۸

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے کہ حیض والی عورت بھی جنازہ پڑھ سکتی ہے۔
من لا یحضرہ الفقیہ کے صہ ۳۳ میں ہے؛

عن ابی جعفر علیه السلام ان الحائض تصلی علی الجنازة

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

ولا تصف معهم۔

ابوجعفر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حیض والی عورت جنازہ پڑھ لے اور جماعت کے ساتھ صف میں کھڑی نہ ہو۔

مسئلہ نمبر ۲۹

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے کہ مخالف کے جنازہ کی نماز میں اس کے حق میں لعنت اور بد دعا کرو۔

تہذیب جلد اول ص۹۶ میں ہے:

لا یجوز لاحد من اہل الایمان ان یغسل مخالفا للحق فی الولایۃ ولا یصلی علیہ الا ان تدعوہ ضرورۃ الی ذالک من جہۃ التقیہ فیغسلہ تغسیل اہل الخلاف ولا یترک معہ جریدۃ واذا صلی علیہ لعنہ فی صلوتہ ولم یدع لہ فیہا۔

کسی اہل ایمان کو جائز نہیں کہ ولایت کے بارے میں جو مخالف حق ہو اسے غسل دے نہ اس پر جنازہ پڑھے۔ اگر تقیہ کے سبب کہیں جانا پڑ جائے۔ یعنی ضرورت پیش آجائے تو اسے اہل خلاف کی طرح غسل دے اور اس کے ساتھ جریدہ نہ رکھے۔ جب نماز جنازہ پڑھے تو نماز میں اس پر لعنت کرے، دعا نہ مانگے۔

تہذیب میں اس قول کی شرح میں لکھا ہے کہ ولایت کی مخالفت حق کی مخالفت ہے اور اہل حق کا مخالف کافر ہے۔ اس پر کافروں کا حکم واجب ہے۔ مرنے والا اگر کافر ہے تو اس پر جنازہ کیسا؟ تقیہ کر کے کافر کا جنازہ پڑھ لینا شیعوں کا مذہب ہو سکتا ہے۔ اسلام تو کافر کے جنازہ کی اجازت نہیں دیتا۔ پھر جنازہ میں شامل ہو کر دعا کرنے کی بجائے میت پر لعنت کرنا بھی شیعوں کا ہی مذہب ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مسئلہ نمبر ۳۰

مسئلہ نمبر ۲۹ کی تائید میں اسی تہذیب کے صـ۱۷۸ـ میں حضرت امام حسین کا واقعہ درج کیا گیا ہے۔

عن ابن عبد الله ان رجلا من المنافقین مات فخرج الحسین بن علی یمشی معهٗ فلقیهٗ مولیٰ لهٗ فقال لهٗ الحسین این تذهب یا فلان؟ فقال لهٗ مولاهٗ افر من جنازة هذا المنافق ان اصلی علیها فقال لهٗ الحسین انظر ان تقوم علی یمینی فما تسمعنی ان اقول فقل مثلهٗ فلما ان کبر علیه ولیه قال الحسین اللهم العن فلانا عبدک الف لعنة موتلفة غیر مختلفة اللهم اخز عبدک فی عبادک وبلادک واصله حر نارک واذقه اشد عذابک فانه کان یولی اعدائک ویعادی اولیائک ویبغض اهل بیت نبیک ۔

ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک منافق مر گیا۔ امام حسین اس کے جنازہ کے ساتھ ہوئے۔ آپ کا ایک غلام ملا تو آپ نے فرمایا کہ تو کہاں بھاگا جا رہا ہے۔ اس نے عرض کی کہ میں منافق کے جنازہ سے بھاگتا ہوں کہ اس پر نماز نہ پڑھنی چاہیے۔ امام حسین نے فرمایا کہ دیکھ میری دائیں جانب کھڑا ہو جا۔ جو کچھ میں کہوں، تم بھی سُن کر وہی کہتے جانا۔ جب اس میت کے ولی نے تکبیر کہی تو امام حسین نے فرمایا:

اے اللہ! اپنے اس بندہ پر لعنت کر ہزار لعنتیں جو ساتھ ساتھ ہوں مختلف نہ ہوں۔ اے اللہ! اپنے اس بندہ کو اپنے بندوں اور شہروں میں ذلیل کر۔ اس کو اپنی آگ کی سوزش میں داخل کر اور اپنے عذاب کی سختی اسے چکھا۔ بے شک

وہ تیرے دشمنوں سے دوستی رکھتا تھا تیرے ولیوں کا مخالف تھا اور تیرے نبی کے اہل بیت سے بغض رکھتا تھا۔

ہم شیعہ صاحبان سے پوچھتے ہیں کہ ایک شخص جس کے لیے مغفرت ضروری نہ تھی تو حضرت امام حسین نے اس کا جنازہ ہی کیوں پڑھا عام لوگوں اور اہل محبت والوں کو مغالطہ میں کیوں ڈالا؟

ہم یہ کیسے تسلیم کرلیں کہ کعبہ رُخ ہو کر، حضرت امام حسین جنازہ کی نماز میں بجائے کلام الٰہی پڑھنے کے، گالی گلوچ کرنے لگے؟

سنی مسلمانوں کے لیے بھی مقام غور ہے کہ شیعہ اگر جنازہ میں آجائے تو اپنے مذہب کے مطابق دعائے مغفرت نہیں کرے گا بلکہ میت پر لعن طعن کرے گا۔

مسئلہ نمبر ۳۱

تہذیب جلد ا صـ۱۷۸ کی ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیے:

لما مات عبد اللہ بن ابی بن سلول حضر النبی صلی اللہ علیہ وسلم جنازتہ، فقال عمر لرسول اللہ الم ینہک اللہ ان تقوم علی قبرہ فقال ویلک ما یدریک ما قلت انی قلت اللھم احش جوفہ نارا واملأ قبرہ نارا واصلہ نارا قال ابو عبد اللہ فابدا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کان یکرہ۔

عبد اللہ بن ابی بن سلول کا انتقال ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جنازہ پر حاضر ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالےٰ نے آپ کو اس کی قبر پر کھڑا ہونے سے منع نہیں کیا؟ حضور نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے تو کیا جانے کہ میں نے کس طرح دعا کی؟ میں نے تو یہ کہا اے اللہ اس کے پیٹ کو آگ سے بھر دے۔ اس کی قبر کو آگ سے بھر دے، اس کو دوزخ میں پہنچا دے امام جعفر صادق

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

نے فرمایا کہ عمر نے رسول اللہ کا وہ راز ظاہر کر دیا جس کے ظاہر ہونے کو وہ بُرا سمجھتے تھے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ منافقین پر جنازہ پڑھنے کی ممانعت آچکی تھی، پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو منع نہ کیا۔ حالاں کہ پیغمبر پر تبلیغ احکام فرض ہے۔ اس سے لازم آتا ہے کہ حضور نے تبلیغ کو چھپایا اور جنازہ میں شرکت فرمائی۔ حضور کی وجہ سے مسلمانوں نے بھی جنازہ پڑھا۔ تو اس گناہ میں معاذ اللہ حضور نے سب کو مبتلا کیا۔ نعوذ باللہ من ہذہ الاعتقاد۔

اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ معاذ اللہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تقیہ کرتے تھے اور آپ کا ظاہر کچھ اور تھا اور باطن کچھ اور۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس بُرے عقیدے سے محفوظ رکھے۔

اس روایت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضرت عمر کا ظاہر باطن ایک تھا اور آپ کو منافقوں سے سخت عداوت تھی۔ ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا آپ پسند نہیں فرماتے تھے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت عمر اس حکم خداوندی سے واقف تھے۔ کہ منافقوں کی نمازِ جنازہ نہیں۔

شیعو! تمہاری اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاذ اللہ پیغمبر خدا نے لوگوں کو دھوکا دیا۔ بظاہر جنازہ پڑھا لیکن درحقیقت میت کو گالیاں دے کر آگئے۔ معاذ اللہ سنی بھائیو! کیا آپ جائز رکھتے ہو کہ شیعہ تمہاری کسی میت کے جنازہ میں شامل ہو کر میت کے لیے ایسی بری دعائیں مانگیں جن کی ان کے مذہب کی رو سے ہدایت کی جا رہی ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۲

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے کہ اگر کوئی نماز میں اپنے . . . کے ساتھ کھیلے تو کوئی حرج نہیں۔

تہذیب جلد ا صـ۹۹ میں ہے۔

امام جعفر صادق سے معاویہ بن عمار پوچھتے ہیں کہ فرض نماز میں...... کے ساتھ کھیلنا کیا حکم رکھتا ہے؟ فرمایا کوئی ڈر نہیں۔

اصل عبارت یہ ہے:

عن معاویة ابن عمار قال سألت یا عبد الله علیه السلام عن الرجل یعبث بذکره فی الصلوٰة المکتوبة فقال لا بأس به۔

سبحان اللہ! کیسے خشوع کی نماز ہے!

مسئلہ نمبر ۳۳

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے کہ جنبی اور حائض کو قرآن پڑھنا جائز ہے۔

تہذیب جلد ا صـ۳۶ میں ہے۔

عن ابی جعفر لا بأس ان یتلو الحائض والجنب القرآن۔

امام ابو جعفر فرماتے ہیں کہ حائضہ اور جنبی کے قرآن پڑھنے میں کوئی حرج نہیں

مسئلہ نمبر ۳۴

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے کہ جنبی کو مضمضہ اور استنشاق ضروری نہیں۔

تہذیب جلد ا صـ۳۶ میں ہے۔ امام جعفر صادق سے کسی نے سوال کیا کہ جنبی کلی کرے تو فرمایا، لا انما یجنب الظاهر، نہ کرے کیونکہ ظاہر جنبی ہوتا ہے۔ (منہ ظاہر نہیں بلکہ جوف ہے)

مسئلہ نمبر ۳۵

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے کہ پاخانہ میں آیۃ الکرسی کی مقدار قرآن یا

الحمد للہ رب العالمین پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں۔

من لایحضرہ الفقیہ میں ہے۔

سأل عمر بن یزید اباعبد اللہ علیہ السلام عن التسبیح فی المخرج وقرأۃ القرآن فقال لم یرخص فی الکنیف اکثر من آیۃ الکرسی ویحمد اللہ او آیۃ الحمد للہ رب العالمین

عمر بن یزید نے امام جعفر صادق سے دریافت کیا کہ پاخانہ میں قرآن پڑھنے یا تسبیح کرنے کا کیا حکم ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ پاخانہ میں اس سے زیادہ کی اجازت نہیں کہ آیۃ الکرسی کی مقدار قرآن پڑھ لے اور خدا کی حمد کرے یا الحمد للہ رب العالمین پڑھے۔

مسئلہ نمبر ۳۶

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے کہ نفاس والی عورت اور پاخانہ پھرتے ہوئے قرآن پڑھ لیں۔

استبصار جلد اول میں ہے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال سالتہ اتقرأ النفساء و الحائض والجنب والرجل یتغوط القرآن فقال یقرؤن ماشاؤا۔

عبید اللہ بن علی حلبی کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ کیا نفاس والی عورت، حیض والی عورت، جنبی اور پاخانہ پھرتے ہوئے آدمی قرآن پڑھ لیں۔ آپ نے فرمایا، پڑھ لیں جو چاہیں۔

سبحان اللہ قرآن کی یہ عزت ہے؟ شیعہ دوستو! یہ روایات تم نے اماموں کے ذمہ لگا دی ہیں۔ تمہارا اصل مقصد تو صرف یہ ہے کہ وہ قرآن جس کو ابوبکر اور عثمان رضی اللہ عنہما نے جمع فرمایا۔ اس کی توہین کرائی جائے۔

مسئلہ نمبر ٣٧

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے جو استبصار کے صہ ٢٦ میں ہے ۔

عن ابی عبداللہ قال سألتہ کم یجزی من الماء فی الاستنجاء من البول فقال مثلا ما علی الحشفۃ من البلل ۔

امام جعفر صادق سے پوچھا کہ بول کے استنجاء کے لیے کتنا پانی کافی ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ جس قدر حشفہ تری باقی ہے اس سے دگنا پانی ہو تو کافی ہے ۔

معلوم ہوا کہ ایک قطرہ سے بھی کم پانی بول کے استنجاء کے لیے کافی ہے ۔

انصاف فرمائیے کہ یہ استنجاء ہوا یا کہ زیادہ پلید کرنا ہوا ؟

مسئلہ نمبر ٣٨

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے کہ بول کر کے تین دفعہ ذکر کو نچوڑے پھر اگر ساق تک بہتا چلا جائے تو کچھ پروا نہیں ۔

استبصار صہ ٢٦ میں اصل عبارت یوں ہے :

عن ابی عبداللہ علیہ السلام فی الرجل یبول قال ینترہ ثلاثا ثم ان سال حتی یبلغ الساق فلا یبالی ۔

عجیب بات یہ ہے کہ اس کے آگے ایک اور روایت ہے جس میں ذکر ہے کہ بعد استبراء اگر ذکر سے کچھ نکلے تو وضو کرنا واجب ہوتا ہے ۔

صاحب استبصار ان دونوں روایتوں میں اس طرح تطبیق کرتے ہیں کہ دوسری روایت استحباب پر محمول ہے یا تقیہ پر ۔

میں کہتا ہوں کہ استحباب پر محمول کرنے سے تو حدیث کے الفاظ انکاری ہیں اور تقیہ پر حمل کرنے سے ائمہ پر ایک بدنما دھبہ لگتا ہے کہ معمولی خوف کے سبب ان کے ائمہ حق کو چھپاتے ہیں ۔

MARKAZ-UL-ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

مسئلہ نمبر ۳۹

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے کہ خنزیر کے چمڑے کا ڈول بنا کر کنواں سے پانی نکالنا جائز ہے۔

کتاب من لایحضرہ الفقیہ کے صہ میں ہے۔

سئل الصادق علیہ السلام عن جلد الخنزیر یجعل دلوا یستقیٰ بہ الماء فقال لا بأس بہ۔

صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ خنزیر کے چمڑے کا ڈول بنا کر پانی نکالا جائے یا نہ؟ فرمایا کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ نمبر ۴۰

ایک مسئلہ شیعوں کا یہ ہے جو من لایحضرہ الفقیہ کے صہ میں ہے۔

سئل الصادق علیہ السلام عن جلود المیتۃ یجعل فیہ اللبن والماء والسمن ما تریٰ فیہ؟ فقال لا بأس تجعل فیہا ما شئت من ماء اولبن اوسمن وتتوضا منہ وتشرب ولٰکن لا تصل فیہا۔

امام صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ مردار کے چمڑہ میں دودھ یا پانی یا گھی ڈالا جائے تو کیا حکم ہے؟ فرمایا کوئی ڈر نہیں چاہے اس میں پانی ڈالو یا دودھ گھی چاہے اس (پانی) سے وضو کرو اور پیو مگر اس میں نماز نہ پڑھو۔

سبحان اللہ! کیا پاک مذہب ہے! اگر اس میں پانی پینا اور وضو کرنا جائز ہو تو نماز پڑھنے میں کیا فرق لازم آتا ہے!

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

ماتم کا شرعی حکم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ہم مسلمانوں کو دیکھتے ہیں کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو اس کے ماتم میں شرعی حکم کی پروا نہیں کرتے۔ شریعت کے برخلاف مدتوں ماتم رکھتے ہیں حالاں کہ حدیث شریف میں تین دن سے زیادہ سوگ رکھنے کی ممانعت آئی ہے البتہ عورت کو شوہر کے مرجانے پر چار مہینہ دس دن کی اجازت ہے۔ کسی اور کو نہیں ۔

روایت اہل سنّت

زینب بنت ابی سلمہ کہتی ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی جب کہ ان کا باپ ابو سفیان بن حرب فوت ہوا تو انہوں نے خوشبو منگوا کر استعمال کی اور فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے منبر پر فرمایا :

لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر ان تحد على ميت فوق ثلث الا على زوج اربعة اشهر وعشرا۔

کسی عورت پر جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے، حلال نہیں کہ تین دن سے زیادہ میت پر سوگ کرے۔ مگر خاوند پر چار مہینہ اور دس دن جائز ہے۔

زینب کہتی ہے پھر میں زینب بن جحش کے پاس گئی جب کہ ان کا بھائی فوت ہوا تو انہوں نے بھی خوشبوئی استعمال کی اور یہی فرمایا کہ مجھے کچھ حاجت نہ تھی صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ منبر پر فرماتے ہیں" لا يحل لامرأة (الحدیث بخاری ومسلم)

اسی طرح ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

لا تحد امرأة على ميت فوق ثلث الا على زوج اربعة اشهر وعشرا (متفق علیہ)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماتم کا شرعی حکم یہ ہے کہ تین دن سے زیادہ کسی میت پر سوگ نہ کیا جائے۔ البتہ عورت کو شوہر کے مرجانے پر چار ماہ اور دس دن تک سوگ کی اجازت ہے۔ اس سے زیادہ اس کو بھی اجازت نہیں۔ مرد پر ترکِ لذائذ و ترکِ زینت اور عورتوں کی طرح سوگ کرنا، شریعتِ محمدیہ میں ہرگز ثابت نہیں، معلوم ہوا کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ تین دن کے بعد ماتم ختم کردیں اور کسی مرد یا عورت کو سوگ کے لیے نہ بیٹھنے دیں۔ الا التی مات زوجھا۔

روایت شیعہ

شیعہ کی نہایت معتبر کتاب من لا یحضرہ الفقیہ کے صفحہ ۳۶ میں حضرت صادق علیہ السلام سے آیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

لیس لاحد کم ان یحد اکثر من ثلثة ایام الا المراۃ علی زوجھا حتی تقضی عدتھا۔

تہذیب ص۲۳۸ اور وسائل الشیعہ جلد ۳ ص۱۷۳ میں محمد بن مسلم سے روایت ہے:

قال لیس لاحد ان یحد اکثر من ثلاث الا المرأۃ علی زوجھا حتی تنقضی عدتھا۔

کسی کو جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ سوگ کرے مگر عورت کو اپنے خاوند کی موت پر عدت گذرنے تک سوگ کی اجازت ہے۔

یہ محمد بن مسلم نہایت ثقہ ہیں۔ حضرت امام باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے راوی ہیں۔ رجال کشی میں ان کی بہت تعریف ہے۔

اہل سنت و شیعہ صاحبان کو ان متفقہ روایات پر عمل کرنا چاہیے اور ماتم کا وہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے جو ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔

(واللہ الموفق)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

خاتونِ جنّت کو صبر کا حکم

مشکوٰۃ شریف کے ص۵۶۹ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کوئی پوشیدہ بات کی تو آپ بہت روئیں۔ پھر آپ نے ان کا حزن معلوم کر کے دوبارہ پوشیدہ بات کی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہنس پڑیں۔ میں نے دریافت کیا تو انہوں نے نہ بتایا۔ پھر جب حضور کا وصال ہوا تو میں نے پھر دریافت کیا۔ فرمایا اب بتاتی ہوں پہلی بار آپ نے یہ خبر دی تھی کہ جبریل ہر سال میرے ساتھ قرآن شریف کا ایک بار ورد کیا کرتے تھے۔ اب اس نے میرے ساتھ دو دفعہ ورد کیا ہے۔ میں گمان کرتا ہوں کہ اب موت قریب ہے۔

فاتقی اللہ واصبری

پس اللہ سے ڈرنا اور صبر کرنا

تو میں رو پڑی تھی۔ جب آپ نے میرا رونا دیکھا تو فرمایا تھا۔ "اے فاطمہ! کیا تو راضی نہیں کہ تو اہل جنت کی تمام بیبیوں کی سردار ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تو سب اہل بیت سے پہلے میرے پیچھے آئے گی تو میں ہنس پڑی تھی۔ (متفق علیہ)

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو صبر کی وصیت فرمائی۔

روایات شیعہ

حیات القلوب جلد دوم ص۲۵۲ میں ہے:

"حضرت رسول فرمود اے فاطمہ توکل کن بر خدا و صبر کن چنانچہ صبر کردند پدران تو کہ پیغمبران بودند و مادران تو کہ زنہائے پیغمبران

بودند"۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ خدا پر توکل کرو اور صبر کرو۔ تیرے آباء، جو کہ پیغمبر تھے صبر کرتے رہے اور تیری مائیں جو کہ پیغمبروں کی بیویاں تھیں، صبر کرتی رہیں۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۶۵۳ میں فرمایا:

"بدان اے فاطمہ کہ برائے پیغمبر گریبان نمی باید درید و رونمی باید خراشید و واویلا نمی باید گفت"۔

اے فاطمہ جان لو کہ پیغمبر کے لیے گریبان نہیں پھاڑنا چاہیے اور چہرہ نہیں پیٹنا چاہیے اور واویلا نہیں کرنا چاہیے۔

اور صفحہ ۶۵۴ میں ہے:

"ابن بابویہ بسند معتبر از محمد باقر روایت کردہ است کہ حضرت رسول در ہنگام وفات خود بحضرت فاطمہ گفت کہ اے فاطمہ چوں بمیرم روئے خود را برائے من مخراش وگیسوئے خود را پریشان مکن و واویلا مگو و بر من نوحہ مکن و نوحہ گراں را مطلب"۔

ابن بابویہ معتبر سند سے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ اے فاطمہ جب میں وصال پاؤں تو میرے لیے اپنے چہرہ پر خراش نہ ڈالنا اور اپنے بال نہ بکھیرنا اور واویلا نہ کرنا اور مجھ پر نوحہ نہ کرنا اور نوحہ گروں کو نہ بلانا۔

پھر ایک دو سطر کے بعد لکھا ہے:

"پس حضرت فرمود کہ اے فاطمہ گریہ مکن و صبر را پیشہ کن"۔

پس حضرت نے فرمایا کہ اے فاطمہ رونا نہیں اور صبر کو اختیار کرنا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

فروع کافی جلد ۲ صـ ۲۲۸ میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا:

اذا انا مت فلا تخمشی علیّ وجھا ولا ترخی علی شعرا ولا تنادی بالویل ولا تقیمی علیّ نائحۃ

جب میں فوت ہو جاؤں تو منہ نہ چھیلنا، بال نہ نوچنا، واویلا نہ کرنا اور نوحہ کرنے والیاں نہ بلانا۔

پھر فرمایا یہی وہ معروف ہے جس کے متعلق اللہ نے فرمایا ہے۔

المعروف ان لا یشققن جیبا ولا یلطمن خدا ولا یدعون ویلا ولا یتخلفن عند قبر ولا یسودن ثوبا ولا ینشرن شعرا

معروف یہ ہے کہ نہ گریبان پھاڑیں نہ رخسار پیٹیں نہ واویلا کریں نہ قبر کے پاس جمع ہوں نہ کپڑے سیاہ کریں اور نہ بال بکھیریں۔

مندرجہ بالا روایات سے معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وصیت فرمائی کہ خدا پر بھروسہ رکھیں اور صبر کریں۔ نہ گریبان پھاڑیں نہ منہ چھیلیں نہ واویلا کریں نہ اپنے بال بکھیریں نہ بَین کریں نہ بَین کرنے والوں کو بلائیں۔

ہمارا ایمان ہے اور سب مسلمانوں کا یہی ایمان ہونا چاہیے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر یقیناً عمل کیا اور آپ کے بعد نہ گریبان پھاڑا، نہ پیٹا نہ واویلا کیا نہ نوحہ کیا اور نہ ہی نوحہ گروں کو بلایا۔

لہٰذا ہمیں بھی اسی وصیت پر عمل کرنا چاہیے۔

حضرت علی کو صبر کا حکم

حیات القلوب جلد ۲ صـ ۶۹۳ میں ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل سے فارغ ہوئے تو:

"جامہ را از روے مبارک دور کرد و گفت پدر و مادرم خدائے تو باد

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

طیب و نیک و پاکیزہ بودی در حیات و بعد از موت، و منقطع شد بوفات تو احدے از خلق از پیغمبری و نازل شدن وحی ہا آسمانی مصیبت اند در تعزیت تو و اگر نہ آں بود کہ امر کردی بصبر کردن و نہی نمودی از جزع نمودن ہر آئینہ آبہائے سر خود را در مصیبت تو فرو می ریختم و ہر آئینہ درا و مصیبت تر ہر گز دوائی کردم الخ،

حضرت علی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے مبارک سے کپڑا ہٹایا اور عرض کیا میرے ماں باپ قربان آپ زندگی بھر میں اور موت کے بعد بھی پاکیزہ اور طیب ہیں۔

آپ کی وفات سے وہ چیز بند ہو گئی جو کسی پیغمبر کی وفات سے بند نہ ہوتی تھی یعنی نبوت اور وحی کا نازل ہونا۔ آپ کی مصیبت اس قدر عظیم ہے کہ دوسروں کی مصیبت سے ہمیں مطمئن کر دیا۔ آپ کی مصیبت ایک عام مصیبت ہے کہ سب لوگ یکساں دلگیر ہیں۔

اگر آپ صبر کا حکم نہ دیتے اور جزع فزع سے منع نہ کرتے تو ہم اس مصیبت پر تمام سر کا پانی بہا دیتے اور تیری مصیبت کے درد کی کوئی دوا نہ کرتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ حضرت علی کو بھی یہی وصیت تھی کہ میری وفات پر جزع فزع نہ کرنا۔ تو اب سوچنا چاہیے کہ رسول کریم کی وفات پر جزع فزع کی ممانعت ہے تو کسی اور کی یاد میں رونا پیٹنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ القرآن

اے ایمان والو!

اللہ سے ڈرو، اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

راہنمائے شیعہ

تالیفِ لطیف

مولانا افتخار احمد حبیبی قادری

شعبۂ نشر و اشاعت

جامعہ اسلامیہ نوریہ (ٹرسٹ)

منوجان روڈ

ھدہ، کوئٹہ

فون ــــــــ ۸۲۲۸۴۱

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ـــــــــــــــ راہنمائے شیعہ

مؤلف ـــــــــــــــ مولانا افتخار احمد جیلبی

کتابت ـــــــــــــــ محمد افضل منیر، CB-۴۹ بیت الکرم
ولی قندھاری روڈ منیر آباد، لالہ رخ واہ کینٹ

ناشر ـــــــــــــــ شعبہ نشر و اشاعت، جامعہ اسلامیہ نوریہ
منوجان روڈ، ہدہ، کوئٹہ

پریس ـــــــــــــــ الکریم پرنٹرز کوئٹہ

ملنے کا پتہ ـــــــــــــــ جامعہ اسلامیہ نوریہ (ٹرسٹ)
منوجان روڈ، ہدہ، کوئٹہ

قیمت ـــــــــــــــ ۲۵/ روپے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	لفظِ شیعہ کی تحقیق	۸
۲	اصلی کلمۂ اسلام	۱۸
۳	مسئلہ خلافت بلافصل و خلفاء ثلاثہ	۳۱
۴	مسئلہ بناتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)	۴۰
۵	مسئلہ تحریفِ قرآنی	۵۸

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! بزمِ جبلبی اپنی ایک اور کاوش راہنمائے شیعہ کے نام سے اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب بھی دیگر سابقہ کتابوں کی طرح قارئین کرام کی توقعات پر پوری اترے گی اور وہ اس سے بھرپور استفادہ کریں گے۔ کتاب ہٰذا بس حتی الوسع تصحیح کی کوشش کی گئی ہے۔ اگر پھر بھی کہیں کوئی غلطی نظر آجائے تو ادارے کو مطلع کر کے عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں۔ فقط

خیر اندیش

مولانا محمد حفیظ اللہ جبلبی

صدر بزمِ جبلبی۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

شرفِ انتساب

میں اپنی اس کاوش کو خلیفۂ اوّل امیر المؤمنین
و خلیفۂ بلافصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و خلفاء ثلاثہ اور جمیع صحابہ
کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عِفّت مآب عظمتوں
کے نام کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

افتخار احمد حبیبی قادری
۱۵ر جنوری ۲۰۰۰ء

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

اِبتدائیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ہ

حضرت مولانا الحافظ القاری افتخار احمد حبیبی قادری ایک جید عالم، ممتاز محقق اور بلند پایہ دانشور ہیں۔ اپنے معاصرین میں آپ کو ایک نمایاں مقام اور منفرد حیثیت حاصل ہے۔ بلوچستان کے صوبائی دارالحکومت کوئٹہ میں علم دین کی تبلیغ و ترویج میں ہمہ تن مصروف و مشغول ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ بلوچستان علمی و ادبی ترقی کے حوالے سے نہایت پس ماندہ علاقہ ہے اور مستزاد یہ کہ یہاں وسائل و ذرائع کی کمی بھی علمی ترقی کے لئے بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ اس کے باوجود حضرت موصوف اپنے گرامی مرتبت والدِ بزرگوار اور برادرِ ذی وقار کی معیت میں علم دین کی شمع کو روشن کئے ہوئے ہیں، جو کہ ایک جہادِ اکبر سے کم نہیں ہے۔

حضرت علّامہ موصوف متعدد تحقیقی کتابوں کے مصنف ہیں۔ زیر نظر کتاب ”راہنمائے شیعہ“ بھی اسی سلسلۂ زرّیں کی ایک کڑی ہے۔ حضرت موصوف اپنے پہلو میں ایک دردمند دل رکھتے ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ حق کا بول بالا ہو، نور کا اُجالا ہو۔ آفتابِ اسلام کی ضیاء بار کرنیں ہر طرف پھیل جائیں اور پوری دُنیا کو منور کرکے باطل کی تاریکیوں کو ختم کردیں۔ اسی مقصد کی خاطر درس و تدریس کے ساتھ تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے، تاکہ حق کی آواز موثر انداز میں لوگوں کے کانوں تک پہنچے۔ آپ کا اندازِ تحریر انتہائی سادہ، باوقار اور سلیس ہونے کے علاوہ نہایت شگفتہ اور دلنشین ہے۔ مشکل تراکیب اور مغلق کلمات سے کلیتۂ اجتناب کیا گیا ہے تاکہ ہر سطح کا قاری اس علمی اور تحقیقی کاوش سے بھرپور استفادہ کرسکے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

"رہنمائے شیعہ" میں چند ایسے بنیادی مسائل پر تحقیق کی گئی ہے، جن کی وجہ سے اہل سنّت اور اہل تشیع کے درمیان اختلاف کی ایک گہری خلیج حائل ہے۔ ان مسائل پر نہایت دھیمے اور دردمندانہ لب و لہجے میں گفتگو کر کے حقیقت کو روزِ روشن کی طرح یوں بے نقاب کر دیا گیا ہے کہ کوئی بھی ذی شعور اور حقیقت پسند انسان اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ تعصب، ضد اور ہٹ دھرمی کا تو کوئی علاج نہیں، لیکن حق کی جستجو کا جذبہ دل میں موجود ہو تو یہ کتاب راہنمائی کے لئے کافی ہے۔

ان مسائل میں سے ہر ایک مسئلہ پہ ویسے تو ایک ضخیم کتاب ترتیب دی جا سکتی ہے، لیکن مؤلف علّام نے اختصار کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے ایک مختصر سا مجموعہ تیار کیا ہے۔ کیونکہ خَیْرُ الْکَلَامِ مَاقَلَّ وَدَلَّ۔ (بہترین کلام وہ ہے، جو قلیل الفاظ و کلمات پر مشتمل ہو، لیکن اپنے معنیٰ و مفہوم پر بھرپور دلالت کرے۔) سمجھنے والوں کے لئے تو یہی کافی ہے، البتہ نا سمجھنے والوں کے لئے دفتر بھی ناکافی ہے۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پہ کلامِ نرم و نازک بے اثر

اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ہ اٰمِیْنَ یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ بِجَاہِ حَبِیْبِكَ الْمَبْعُوْثِ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَخُلَفَائِہِ الْمَھْدِیِّیْنَ وَسَآئِرِ الصَّحَابَةِ اَجْمَعِیْنَ ہ

خادمِ اَھْلِ سُنَّت
محمد افضل منیر، ایم اے۔ عفی عنہ
فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف ضلع سرگودھا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMI ISLAMIA ACADEMY

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

لفظِ شیعہ کی تحقیق

سوال

قرآن حکیم میں شیعوں کی بڑی تعریف آئی ہے۔ نبیوں اور ان کے پیروکاروں کو شیعہ کہا گیا ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مذکور ہے کہ جب آپ شہر میں داخل ہوئے تو آپ نے دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے دیکھا۔ ان دونوں کا تعارف خدا تعالیٰ نے ان الفاظ میں کرایا:۔

ھٰذَا مِنۡ شِیۡعَتِہٖ وَھٰذَا مِنۡ عَدُوِّہٖ۔ (القرآن)

(کہ ایک تو موسیٰؑ کا شیعہ تھا اور دوسرا موسیٰؑ کا دشمن تھا۔)

معلوم ہوا کہ جو نبی کو مانے وہ شیعہ ہے اور جو نہ مانے وہ شیعہ نہیں ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّ مِنۡ شِیۡعَتِہٖ لَاِبۡرَاھِیۡمَ ؕ (القرآن)

(کہ حضرت ابراہیمؑ بھی حضرت نوحؑ کے شیعہ تھے۔)

لہٰذا اب سُنیوں کو چاہیئے کہ شیعوں کو بُرا نہ کہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ:۔

قُلۡ اِنَّنِیۡ ھَدٰنِیۡ رَبِّیۡۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ دِیۡنًا قِیَمًا مِّلَّۃَ اِبۡرٰھِیۡمَ حَنِیۡفًا وَمَا کَانَ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ؕ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

(یعنی تم فرما دو ، بے شک میرے رب نے مجھے سیدھی راہ دکھائی ۔
ٹھیک دینِ ابراہیم کی ملّت ، جو ہر باطل سے جُدا ہے ، اور وہ مشرک نہ تھے ۔)
اس سے معلوم ہوا کہ رب نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ تم یُوں کہو کہ مجھے اللہ تعالیٰ عزّ وجلّ نے دینِ ابراہیم علیہ السّلام کی راہ دکھائی ۔ اور یہی راہِ مستقیم ہے ۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام شیعہ تھے ، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی شیعہ تھے ۔ اب شیعوں کو گالی دینا نبیوں کو گالی دینا ہے ۔ اور جو نبیوں کو گالی دیتا ہے ، وہ جہنمی ہے ۔ معلوم ہوا ، کہ سُنّی جہنمی ہیں ۔

جواب

شیعہ عربی زبان کا لفظ ہے ، جس کا معنیٰ جماعت ، گروہ اور ٹولہ کے آتے ہیں ۔ ہر گروہ کو شیعہ کہہ سکتے ہیں ۔ خود شیعہ حضرات کی معتبر تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ

وَ الشِّیَعُ الْفِرَقُ ۔ وَکُلُّ فِرْقَةٍ شِیْعَةٌ عَلیٰ حِدَةٍ
سُمُّوْا بِذٰلِكَ لِاَنَّ بَعْضَهُمْ یُشَیِّعُ بَعْضًا عَلیٰ مَذْهَبِهٖ ۔
(تفسیر مجمع البیان ج ۴ ص ۳۰۴)

(یعنی شیعہ فرقوں کو کہتے ہیں ۔ اور ہر فرقہ مستقل طور پر شیعہ ہے ، اور ہر فرقے کا نام شیعہ اس لئے رکھا گیا ، کیونکہ بعض لوگ بعض کی مذہب کے مسئلہ میں تابعداری کرتے ہیں ۔)

وَ اِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرَاهِیْمَ ۔ میں تو صرف یہ کہا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام بھی حضرت نوح علیہ السّلام کے گروہ میں سے ہیں ۔ یہ کہاں مذکور ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شیعہ تھے ؟ اور هٰذَا مِنْ شِیْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۔ کا معنیٰ صرف یہ ہے کہ ایک آدمی حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے گروہ میں سے تھا اور دوسرا اِن کا دشمن تھا ۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ وہ حضرت

علی کرم اللہ وجہہ کا شیعہ تھا۔

اب اگر شیعوں کو اس بات پر اصرار ہے کہ سورہ قصص میں اللہ تعالیٰ نے جس کو ھٰذَا مِنْ شِیْعَتِہٖ کہا ہے، وہ قابلِ اتباع ہے، تو چشمِ ماروشن دلِ ماشاد، آئیے دیکھیں کہ وہ آدمی کون تھا؟ تفسیر منہج الصادقین میں ہے:-

ھٰذَا مِنْ شِیْعَتِہٖ، آں یکے از پیروانِ موسیٰ بود،

از بنی اسرائیل، نام او سامری بود۔

(منہج الصادقین ج ۷، ص ۷۹)

یعنی وہ بنی اسرائیل میں سے تھا۔ اس کا نام سامری تھا۔ مندرجہ بالا شیعی تفسیر سے معلوم ہوا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے مذہب پر نہ تھا۔ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھا۔ اگر وہ موسیٰ علیہ السلام کے مذہب پر ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اُسے کبھی یہ نہ فرماتے۔ اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ۔ (بیشک تو گمراہ آدمی ہے۔)

نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوہِ طور پر تشریف لے جانے کے بعد اسی شیعہ نے بچھڑا بنایا تھا، اور اسی شیعہ نے قوم کو شرک کی ترغیب دی تھی تو رب ذوالجلال نے اس شیعہ کو لَا مِسَاسَ کے عذاب میں گرفتار کیا تھا۔

کیا اب بھی شیعہ اس پر فخر کریں گے؟

اب ہم علاج بالمثل کے طور پر عرض کرتے ہیں کہ قرآنِ کریم میں اکثر مقامات پر شیعہ کا لفظ بدکاروں، کافروں، مشرکوں اور جہنمیوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:-

آیت ۱ اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَكَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ۔ (الانعام: ۱۵۹)

(بیشک جن لوگوں نے دین کے ٹکڑے کئے، وہ شیعہ تھے،

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

اے محبوب! آپ کا ان لوگوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ۔)
شیعی تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ یہاں جن لوگوں کو شیعًا کہا گیا ہے، وہ مندرجہ ذیل گروہ ہیں :

(۱) اِنَّھُمُ الْکُفَّارُ وَالْمُشْرِکِیْنَ ۔ کہ یہ کافر اور مشرک ہیں ۔
(۲) اِنَّھُمُ الْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی ۔ کہ بیشک یہ یہودی اور عیسائی ہیں ۔
(۳) اِنَّھُمْ اَھْلُ الضَّلٰلَۃِ وَ اَصْحَابُ الشُّبُھَاتِ وَالْبِدَعِ مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ ۔ (اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کو شیعہ کہا گیا ہے، جو ہیں تو اس امت سے، لیکن بدعتی، گمراہ اور اصحاب شبہات ہیں)
اور یہ تیسرا قول امام باقر سے منقول ہے ۔
(مجمع البیان ج ۲ ص ۳۸۹ ، تفسیر منہج الصادقین ج ۳ ص ۴۷۵)

آیت ۲ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَھْلَھَا شِیَعًا ۔ (پارہ ۲۰، قصص ۴،)

ترجمہ : (بیشک فرعون نے زمین پر غلبہ حاصل کر لیا، اور وہاں کے لوگوں کو شیعہ بنا دیا ۔)
معلوم ہوا کہ اس آیت میں فرعون کے حواریوں کو شیعہ کہا گیا ہے ۔

آیت ۳ قُلْ ھُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓی اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِکُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِکُمْ اَوْ یَلْبِسَکُمْ شِیَعًا ۔
(الانعام، ۶۵، پ ۷،)

ترجمہ، (اے محبوب! صلی اللہ علیہ وسلم، فرما دیجئے، کہ اللہ تعالٰی اس بات پر قادر ہے کہ وہ تمہارے اوپر سے عذاب نازل کرے یا نیچے سے عذاب نازل کرے یا تم کو شیعہ بنا دے ۔)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

تفسیر قمی میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے۔

اَوْ یَلْبِسَکُمْ شِیَعًا ہ وَھُوَ الْاِخْتِلَافُ فِی الدِّیْنِ

وَطَعْنُ بَعْضِکُمْ عَلٰی بَعْضٍ ط

(تَفْسِیْر قُمِّی ج ۱ صـ۲۰۴)

(شیعہ وہ ہے، جو دین میں اختلاف کرے اور ایک دوسرے پر طعن کریں۔)

موجودہ شیعہ بعینہٖ اسی تفسیر کے مطابق قرآنِ حکیم سے اختلاف کرتے ہیں، اور اصحابِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کے منکر ہیں اور ان پر زبانِ طعن دراز کرنے کو عبادت سمجھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ عذابِ الٰہی کی ایک مجسم شکل کا نام شیعہ ہے۔

آیت ۴ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ

مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا ہ

(پارہ ۲۱، سورہ الروم آیت: ۳۱ - ۳۲)

ترجمہ: (نماز قائم کرو، مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ یعنی ان لوگوں میں سے جنہوں نے دین میں تفرقہ ڈالا، اور وہ شیعہ تھے۔)

آیت ۵ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ فِیْ شِیَعِ الْاَوَّلِیْنَ الخ

(پارہ ۱۴، آیت: ۱۰)

ترجمہ: (اور اے محبوب! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ سے پہلے زمانے کے شیعوں کے پاس رسول بھیجے۔ جو رسول بھی ان کے پاس گیا وہ شیعہ اس رسول کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے۔)

تفسیر منہج الصادقین میں ہے کہ شیع جمع شیعہ است۔

(منہج الصادقین ج ۵ صـ۱۵۴)

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

آیت ۶ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ۝ (پارہ ۱۶، آیت ۶۹)

ترجمہ، (پھر ہم ہر شیعہ کو جو کہ رحمٰن کا سرکش اور نافرمان تھا جہنم میں الگ کر کے ڈالیں گے۔)

شیعہ تو وہ قوم ہے کہ خود نبیؐ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا۔

هُمْ شِيْعَتُكَ فَسَلِّمْ وُلْدَكَ اَنْ يَقْتُلُوْهُمْ۔

(اے علی! اپنے شیعوں سے اپنی اولاد کو بچا۔ یہ تیری اولاد کو قتل کریں گے۔) (کافی، کتاب الروضۃ ج ۸ ص ۲۶۰)

نیز خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:۔

لَوْ تَمَيَّزَتْ شِيْعَتِيْ لَمْ اَجِدْهُمْ اِلَّا وَاصِفَةً وَلَوْ اِمْتَحَنْتُهُمْ لَمَا وَجَدْتُهُمْ اِلَّا مُرْتَدِّيْنَ ۝

(اگر میں اپنے شیعوں کو الگ کروں تو یہ منافق ہیں۔ اور اگر ان کا امتحان لوں تو سب کو مرتد پاؤں۔)

(کافی، کتاب الروضہ ج ۸ ص ۲۲۸)

جواب ۲

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرَاهِيْمَ ۝ میں ابراہیم کا دین شیعہ قرار نہیں دیا گیا، نہ ہی ان کی ملّت کو شیعہ قرار دیا گیا: جب کہ قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو حنفی مسلمان اور ان کی ملّت کو ملّتِ حنیف کہا گیا ہے۔

ارشادِ ربّانی ہے:۔

قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا ۝ (البقرۃ: ۱۳۵)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

(تم فرماؤ، بلکہ ہم تو ابراہیم کا دین لیتے ہیں، جو ہر باطل
سے جُدا ہے۔)

اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ ہم سب دینِ ابراہیم پر ہیں اور اسی کو دینِ حنیف بھی کہا جاتا ہے۔ اسی بات کو خداوندِ قدوس نے متعدد مقامات پر بیان فرمایا ہے۔

1. مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ
حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ پ۳، آیت ۶۷
(ابراہیم (علیہ السلام) نہ یہودی تھے، نہ نصرانی بلکہ (حنفی مسلم) ہر
باطل سے جُدا مسلمان تھے۔ اور مشرکوں سے نہ تھے۔)

2. قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۟ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَ
مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (پ۴، آلِ عمران ۹۵)
تم فرماؤ، اللہ سچا ہے، تو ابراہیم (علیہ السلام) کے دین پر چلو جو
(حنیف) ہر باطل سے جُدا تھے، اور شرک کرنے والوں میں سے
نہ تھے۔)

3. وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ
مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ
اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝ (پ۵، النساء آیت ۱۲۵)
(اور اس سے بہتر کس کا دین ہے، جس نے اپنا منہ اللہ کیلئے
جُھکا دیا، اور وہ نیکی والا ہے، اور ابراہیم کے دین پر چلا، جو
ہر باطل سے جُدا تھا۔ اور اللہ نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنالیا۔)

4. اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
حَنِيْفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (پ۷، سورہ انعام: ۷۹)

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

(حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اعلان کیا) میں نے اپنا منہ اس ذات کی طرف کیا، جس نے آسمان وزمین بنائے، (حنیف ہوکر) ایک اسی کا ہوکر، اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

5. قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ (پ ۸، انعام، ۱۶۱)

تم فرماؤ، بیشک مجھے میرے رب نے سیدھی راہ دکھائی ٹھیک دین ابراہیم کی ملت، جو (حنیف) ہر باطل سے جدا تھے، اور مشرک نہ تھے۔

6. وَ اَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ (پ ۱۱، یونس، ۱۰۵)

(اور مجھے حکم دیا گیا ہے) کہ اپنے منہ کو دین کے لئے سیدھا رکھ (حنفی ہوکر) ہر باطل سے الگ ہوکر اور ہر گز شرک کرنے والوں میں سے نہ ہونا۔

7. اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِیْفًا وَ لَمْ یَكُ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ (پ ۱۴ النحل، ۱۲۰)

بیشک ابراہیم ایک امام تھا اللہ کا فرمانبردار (حنفی) ہر باطل سے جدا اور مشرک نہ تھا۔

8. ثُمَّ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ (پ ۱۴، النحل، ۱۲۳)

پھر ہم نے تمہیں وحی بھیجی کہ دینِ ابراہیم کی پیروی کرو، جو حنیف (ہر باطل سے الگ تھا اور مشرک نہ تھا۔

۹۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا (پ ۲۱، الروم ۳۰)

اپنا منہ سیدھا کرو اللہ کی اطاعت کے لئے (حنیف ہو کر) اکیلے اسی کے ہو کر۔

قرآنِ حکیم میں دو مقامات پر لفظ حنیف کی جگہ حُنَفَاء بھی استعمال ہوا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:۔

۰۔ حُنَفَاۗءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۔ (پ ۱۷، حج ۳۱)

ایک اللہ کے ہو کر رہو کر اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

۰ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاۗءَ (پ ۳۰، البینۃ: ۵)

اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا ہے کہ اللہ کی بندگی کریں خالص اُسی کے لئے دین اختیار کرتے ہوئے ہر باطل سے الگ ہو کر۔

قرآنِ حکیم کی مندرجہ بالا آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ ہم اُمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو کر بھی دینِ ابراہیم پر ہیں، جو کہ دین حنیف کہلاتا ہے۔ جس طرح دینِ اسلام یعنی دینِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اور دینِ حنیف یعنی دینِ ابراہیم میں اس اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے کہ دینِ مصطفیٰ دینِ ابراہیم کو اپنے ضمن میں لئے ہوئے ہے۔ اسی طرح حنفی مذہب اور دینِ اسلام میں بھی کوئی فرق نہیں ہے اسلئے کہ حنفی مذہب دینِ اسلام (قرآن و سُنّت) کا صحیح نچوڑ ہے۔ اور ہم اپنے آپ کو اسی ملّتِ ابراہیم کی وجہ سے حنفی کہلواتے ہیں۔

سیدنا امام اعظم نعمان بن ثابت کو ابو حنیفہ اس لئے نہیں کہا جاتا کہ آپ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OQOMIL ISLAMIA ACADEMY

کی کسی صاحبزادی کا نام حنیفہ تھا۔ بلکہ آپ کو ابو الملّۃ الحنفیۃ، کہا جاتا تھا۔ جو کہ کثرت استعمال کی وجہ سے تخفیف کی خاطر ابو حنیفہ رہ گیا۔

مشہور مؤرخ علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ نعمان کی کنیت جو نام سے زیادہ مشہور ہے، حقیقی کنیت نہیں ہے۔ امام کی کسی اولاد کا نام حنیفہ نہ تھا۔ یہ کنیت وصفی معنی کے اعتبار سے ہے یعنی کہ ابو الملّۃ الحنفیۃ۔

(سیرۃ نعمان، از شبلی نعمانی ص ۲۴)

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے،

فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ؕ

(سو ابراہیم کے طریقہ کی پیروی کرو، جو ایک خدا کے ہو رہے تھے۔)

امام ابو حنیفہ نے اسی نسبت سے اپنی کنیت ابو حنیفہ اختیار کی۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

اصلی کلمۂ اسلام

شیعہ حضرات، اہلِ سُنّت کے ساتھ اکثر مسائل میں اختلاف کرتے چلے آئے ہیں اور اہلِ سُنّت کی جانب سے مدلّل و مسکت جوابات پاتے رہے ہیں۔ کچھ عرصہ سے موجودہ شیعہ حضرات نے کلمۂ طیّبہ، کلمۂ اسلام پر بھی اختلاف شروع کر دیا ہے اور کہنا شروع کر دیا ہے کہ :۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، عَلِيٌّ وَلِيُّ اللّٰهِ وَصِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَخَلِيْفَتُهٗ بِلَا فَصْلٍ۔

ہی اصلی کلمہ ہے، جب تک عَلِيٌّ وَلِيُّ اللّٰهِ وَصِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَخَلِيْفَتُهٗ بِلَا فَصْلٍ کا اقرار نہ کیا جائے گا، آدمی کا اسلام اور ایمان کامل نہ ہوگا۔ ناقص ہی رہے گا۔ ہم دلائل کی روشنی میں عرض کریں گے کہ ان کا یہ دعویٰ بالکل بے بنیاد ہے۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

دلیل ۱

اگر ان الفاظ کا اقرار مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے ساتھ ضروری ہوتا تو خداوند قدّوس اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تبلیغ کا حکم فرماتا اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بھی یہی کلمہ پڑھا کر کافروں کو مسلمان کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شیعہ حضرات کے مزعومہ بارہ (۱۲) معصوم آئمہ بھی یہی کلمہ پڑھا کر کافروں کو مسلمان کرتے۔ لیکن نہ تو خدا نے شیعوں کے کلمہ کی تبلیغ کا حکم دیا اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمہ پڑھا کر کسی کافر کو مسلمان کیا اور نہ ہی آئمہ اطہار نے۔ معلوم ہوا کہ شیعہ حضرات کا کلمۂ اسلام میں یہ اضافہ من گھڑت ہے۔

دلیل ۲۔ قلم نے سب سے پہلے خدا کے حکم سے خالص کلمۂ اسلام لکھا۔

شیعہ حضرات کے مشہور مجتہد ملا باقر مجلسی اپنی مشہور کتاب حیات القلوب میں لکھتے ہیں کہ:

"واز نور لوح قلم را آفرید و بسوئے قلم وحی نمود کہ بنویس توحید مرا۔ پس قلم ہزار سال مدہوش گردید از شنیدن کلام الٰہی۔ وچوں بہوش باز آمد، گفت پروردگارا! چہ چیز بنویسم؟ فرمود بنویس لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ پس قلم چوں نام محمدؐ را شنید، بسجدہ افتاد وگفت، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ، سُبْحَانَ الْعَظِیْمِ الْاَعْظَمِ۔ پس سر برداشت وشہادتین را بنوشت وگفت، پروردگارا کیست محمدؐ کہ نام اُو را بنام خود و یاد اُو را بیاد خود مقرون گردانیدی۔ حق تعالیٰ فرمود کہ اے قلم! اگر او نمی بود ترا خلق نمی کردم و دنیا فریدم خلق را مگر برائے اُو۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۸ مطبوعہ تہران)

ترجمہ:۔ اور خدا نے لوح کے نور سے قلم کو پیدا فرمایا اور قلم کی طرف وحی کی کہ میری توحید لکھ۔ پس قلم کلامِ الٰہی سن کر ہزار سال تک مدہوش رہی

اور جب دوبارہ ہوش میں آئی تو عرض کی اے پروردگار! کونسی چیز تحریر کروں؟ فرمایا لکھ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ پس جب قلم نے نامِ مُحَمَّد سنا سجدہ میں گری اور کہا سُبْحَانَ اللّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ، سُبْحَانَ الْعَظِيْمِ الْاَعْظَمِ۔ پس اس نے سجدہ سے سر اُٹھا کر شہادتین کو لکھا، اور عرض کیا، اے مولا! یہ محمدؐ کون ہیں کہ جس کے نام کو تو نے اپنے نام کے ساتھ اور جن کی یاد کو تو نے اپنی یاد کے ساتھ مقرون فرمایا ہے۔ حق تعالےٰ نے وحی فرمائی، اے قلم! اگر مُحَمَّد نہ ہوتے، تو تجھ کو پیدا نہ کرتا، اور مخلوق کو صرف اسی کے لئے میں نے پیدا کیا ہے۔

دلیل ۳: آدم علیہ السّلام نے عرش پر سُنّیوں والا کلمہ لکھا دیکھا۔

علامہ مجلسی حیات القلوب میں تحریر کرتے ہیں کہ:۔

چوں آدم نظر کرد بسُوئے بالا، دید بر عرش نوشتہ است۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۹)

جب حضرت آدم علیہ السلام نے اوپر نگاہ اٹھائی عرش پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، لکھا نظر آیا۔

دلیل ۴:

در حدیثِ دیگر از حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم منقول است کہ چوں حضرت آدم از درخت خورد، سر بسُوئے آسمان بلند کرد و گفت، سوال می کنم از تو بحق محمدؐ

کہ مرا رحم کنی۔ پس حق تعالیٰ وحی کرد بسوئے اُو کہ محمّد کیست؟ آدم گفت خداوندا، چوں مرا آفریدی، نظر نمودم بسوئے عرش و دیدم کہ در آں نوشتہ بود۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ پس دانستم کہ بعد قدرش عظیم تر نیست ازاں کہ نامِ او را بنامِ خود قرار دادہ ای۔ پس خدا وحی نمود با او کہ اے آدم کہ اُو آخرِ پیغمبراں است از ذریّتِ تو۔ اگر او نمی بود، ترا خلق نمی کردم۔

(حیات القلوب جلد دوم صـ ۱۴۲)

ترجمہ: ایک اور حدیث میں رسولِ اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے منقول ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السّلام نے درخت کا پھل کھایا، تو سر کو آسمان کی طرف بلند کیا، اور عرض کیا کہ اے پروردگار! محمدؐ کے وسیلے سے تجھ سے رحم کا سوال کرتا ہوں۔ پس حق تعالےٰ نے آدمؑ کی طرف وحی فرمائی کہ محمدؐ کون ہے؟ آدمؑ نے عرض کی، اے اللہ! جب تو نے مجھ کو پیدا فرمایا تھا، تو میں نے عرش کی طرف نظر کی تو وہاں پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ، لکھا دیکھا۔ پس میں سمجھ گیا کہ ان سے کسی کا مرتبہ زیادہ نہیں، جن کے نام کو تو نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ نے وحی فرمائی، کہ اے آدمؑ! وہ تیری اولاد میں سے آخری پیغمبر ہیں، اگر وہ نہ ہوتے تو میں تجھ کو بھی پیدا نہ کرتا۔

دلیل ۵: حضرت آدم علیہ السّلام کی انگوٹھی پر بھی یہی کلمہ نقش تھا۔

یہی علّامہ مجلسی اپنی ایک اور کتاب حلیۃ المتقین میں لکھتے ہیں کہ:۔

نقشِ نگین حضرت آدمؑ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

اللہِ بود۔ (حلیۃ المتقین صنہ ۲۰)

ترجمہ: حضرت آدم علیہ السلام کی انگوٹھی کے نگینے میں یہ نقش تھا،
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط

دلیل ۶۔ نارِ نمرود میں جبرئیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک انگوٹھی دی جس پر یہی کلمہ نقش تھا۔

مشہور شیعی تفسیر قمی میں ہے کہ:۔
فَدَفَعَ اِلَیْہِ خَاتَمًا عَلَیْہِ مَکْتُوْبٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط (تفسیر قمی جلد دوم صنہ ۷۳)

ترجمہ: (حضرت جبرئیل امین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نارِ نمرود میں) ایک انگوٹھی دی جس پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا تھا۔

نوٹ:۔ یہی روایت حیات القلوب۔ ج ۱ صنہ ۱۲۱ پر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور حضرت امام رضا سے بسند معتبر منقول ہے اور حلیۃ المتقین صنہ ۲۰ پر بھی یہ روایت دیکھی جا سکتی ہے۔

دلیل ۷

حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کے تذکرہ میں ہے کہ خضرؑ نے ایک گاؤں میں ایک دیوار کو درست کیا، جو گرنے والی تھی۔ حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰؑ سے عرض کیا کہ میں نے اس دیوار کو اس لئے درست کیا ہے کہ اس دیوار کے نیچے دو یتیم بچوں کا خزانہ ہے جن کا باپ نیک تھا۔ اس بات کو خداوند قدوس بیان فرماتا ہے:۔

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَکَانَ لِغُلٰمَیْنِ یَتِیْمَیْنِ فِی الْمَدِیْنَۃِ
وَکَانَ تَحْتَہٗ کَنْزٌ لَّھُمَا وَکَانَ اَبُوْھُمَا صَالِحًاۚ

دیوار کے نیچے وہ کنز یعنی خزانہ کیا تھا؟ اس کے متعلق شیعی تفسیر قمی میں موجود ہے۔ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّہٗ قَالَ کَانَ ذٰلِکَ الْکَنْزُ [illegible]

مِنْ ذَهَبٍ فِيْهِ مَكْتُوْبٌ بِسْمِ اللّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ (تفسیر قمی ج ۲ ص۴۰)

ترجمہ، امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ وہ خزانہ سونے کی ایک تختی تھی، جس پر لکھا ہوا تھا: بِسْمِ اللّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

تفسیر قمی کے حوالے سے یہی روایت تفسیر صافی ج ۲ ص۲۵ اور تفسیر مجمع البیان جلد ۶ ص۴۸۸ پر بھی موجود ہے۔

(تفسیر منہج الصادقین جلد ۵ ص۳۷۴، رجال الکشی ص۴۹۸)

دلیل ۸

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت با سعادت کے وقت ملائکہ کو جو نورانی قندیلیں دے کر بھیجا تھا، ان میں بھی اہلِ سُنّت والا کلمہ روشن تھا، شیعہ کی معروف کتاب حیات القلوب میں ہے کہ:۔

چوں نو ماہ گذشت، حق تعالیٰ با ملائکہ ہر آسمان وحی نمود کہ فرو روید بسوئے زمین دہ ہزار مَلَک نازل شدند و بدستِ ہر ملک قندیلِ روشن از نور بود، روشنی می داد بے روغن و بر ہر قندیل نوشتہ بود، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

ترجمہ: جب حمل کو نو ماہ گزر گئے، تو حق تعالیٰ نے ہر آسمان کے فرشتوں کی طرف وحی کی زمین کی طرف نیچے جاؤ، دس ہزار فرشتے نازل ہوئے ہر فرشتے کے ہاتھ میں نور کی ایک قندیل تھی، جو بغیر تیل کے روشنی دے رہی تھیں اور ہر قندیل پر لکھا ہوا تھا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ (حیات القلوب جلد ۲ ص۵۸)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

دلیل ۹

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ نے جو جھنڈا کوہ قاف پر نصب کرایا، اس پر بھی یہی کلمہ تحریر تھا۔ حیات القلوب میں ہے کہ:۔

حق تعالیٰ جبریل را امر فرمود کہ چار عَلَم از بہشت بریں آورد و عَلَم سبزہ را بر کوہ قاف نصب کرد و برآں عَلَم بسفیدی دو سطر نوشتہ بود۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ بہشت سے چار جھنڈے لائیں اور سبز جھنڈا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کوہ قاف پر نصب کیا اور اس جھنڈے پر سفید رنگ کی دو سطروں میں لکھا ہوا تھا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۵۹)

دلیل ۱۰

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ لوگوں کو سنیوں والا کلمہ پڑھائیں۔ حیات القلوب میں ہے کہ:۔

پس وحی نمود کہ اے محمدؐ! برو بسوئے مردم و امر کن ایشاں را کہ بگویند لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے محمدؐ! لوگوں کی طرف جائیں، اور انہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے کا حکم دیجئے۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۳۰)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

دلیل ۱۱۱

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ کو بھی کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا۔ مجمع الفضائل مناقب ابنِ شہر آشوب میں ہے کہ پہلی وحی نازل ہونے کے بعد، جب آپ گھر کی طرف چلے تو ہر شئے آپ کو سجدہ کرتی تھی اور سلام کی آواز آتی تھی، جب گھر میں داخل ہوئے، تو سب گھر منوّر ہو گیا۔ جناب خدیجہ نے پوچھا کہ یہ کیسا نور ہے، فرمایا کہ یہ نورِ نبوت ہے۔ کہو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ جناب خدیجہ نے یہ کہا اور اسلام لے آئیں۔

(مجمع الفضائل ج ۱ ص ۱۸)

حیات القلوب میں حضرت امام حسن عسکری کی روایت مذکور ہے کہ:-

پس چوں ملائکہ بالا رفتند و آں حضرت از کوہِ حرا بزیر آمد، انوارِ جلال او را فرو گرفتہ بود و ہیچ کس را یارا نبود کہ بآں حضرت نظر کند و بر ہر درخت و گیاہ و سنگ کہ می گذشت آں جناب را سجدہ می کردند و بزبانِ فصیح می گفتند اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ۔ و چوں داخل خانۂ خدیجہ شد، از شعاعِ خورشیدِ جمالش خانہ منوّر شد۔ خدیجہ گفت، یا محمدؐ! ایں چہ نور است کہ در تو مشاہدہ می کنم۔ فرمود کہ ایں نورِ پیغمبری است۔ بگو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ خدیجہ گفت، سالہا کہ من پیغمبری ترا می دانم۔ پس شہادت گفت و بآں حضرت ایمان آورد۔

ترجمہ: پس جب فرشتے اوپر چلے گئے اور آں حضرت کوہِ حرا سے نیچے تشریف لائے۔ انوارِ جلال آپ سے نمایاں ہو رہے تھے۔ اور کسی شخص

میں اتنی طاقت نہ تھی کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر کرتا اور جس بھی گھاس درخت اور پتھر کے قریب سے گزرتے، وہ آپ کو سجدہ کرتا اور فصیح زبان سے عرض کرتا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ اور جب آپ حضرت خدیجہ کے گھر میں داخل ہوتے، تو آپ کے رخِ منوّر کی شعاعوں سے گھر روشن ہو گیا۔ حضرت خدیجہ نے عرض کی کہ اے محمدؐ! میں آپ میں یہ کیسا نور مشاہدہ کر رہی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نورِ نبوت ہے۔ کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ تب حضرت خدیجہ نے کہا میں کئی سالوں سے آپ کی نبوت کو جانتی ہوں۔ پس انہوں نے کلمہ پڑھا، اور ایمان لے آئیں۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۲۶)

دلیل ۱۲

جب آیت مبارکہ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ۔ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان والوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ میں تمہیں دو ایسے کلموں کی طرف بلاتا ہوں، جو زبان پر بہت آسان ہیں لیکن میزان میں بہت بھاری ہیں۔ ان دونوں کلموں کی بدولت تم عرب و عجم کے بادشاہ بن جاؤ گے۔ اقوام تمہاری مطیع ہو جائیں گی۔ اور انہی دونوں کی بدولت تم جنت میں داخل ہو گے اور جہنم سے نجات پاؤ گے۔ ان میں سے ایک کلمہ اس بات کی شہادت دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور دوسرا، اس بات کی گواہی دینا کہ یقیناً میں اللہ کا رسول ہوں۔ (شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔)

(الارشاد للشیخ مفید ص ۲۹)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

دلیل ۱۳

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ عرب کو بھی اسی کلمہ کی تبلیغ فرمائی۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پتھر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا، اے گروہِ قریش، اے گروہِ عرب!

اَدْعُوْکُمْ اِلٰی شَہَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔

میں تم کو اس بات کی گواہی دینے کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، اور بیشک میں اللہ کا رسول ہوں۔ اور میں تم کو شرک اور بتوں کے چھوڑنے کا حکم دیتا ہوں۔ پس تم میری بات کو مانو۔ اس سے تم عرب کے مالک بن جاؤ گے۔ عجم تمہارا فرمانبردار ہوگا، اور تم جنت میں بادشاہت کرو گے۔

(تفسیر قمی ج ۱ ص ۳۷۹، تفسیر صافی ج ۱ ص ۹۱۵، حیات القلوب ج ۲ ص ۲۶۲)

دلیل ۱۴

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا۔ مجمع الفضائل میں ہے کہ:۔

"ابوذر سے مروی ہے کہ میں بطنِ مرا میں اپنی بکریاں چرا رہا تھا، کہ ایک بھیڑیا آیا اور بکری لے گیا۔ میں نے شور غل مچایا اور بکری چھین لی۔ اس نے کہا، تو خدا سے نہیں ڈرتا کہ میرے اور میرے رزق کے درمیان حائل ہو گیا۔ میں نے کہا، اس سے زیادہ عجیب بات نہیں؟ اس نے کہا، اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نخلات میں لوگوں کو ماضی اور مستقبل کے درمیان بتا رہے ہیں اور تم اپنی

بکری کا بچہ چرایا کرتے ہو۔ میں نے کہا میرا قائم مقام کون ہے؟ کہ میری جگہ بکری کو چرائے اور میں وہاں جاؤں اور حضرت پہ ایمان لاؤں۔ بھیڑیے نے کہا، میں حفاظت کروں گا۔

پس میں مکہ آیا۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں کے حلقہ میں ہیں اور وہ آپؐ کو بُرا بھلا کہہ رہے ہیں۔ ناگاہ ابو طالب آ گئے۔ ان کو دیکھ کر لوگوں نے کہا، چھُپ رہو۔ اس کا چچا آ گیا۔ میں ابو طالب کے پاس گیا۔ مجھ سے انہوں نے پوچھا، تم کیسے آئے۔ میں نے کہا، میں ان نبی سے ملنا چاہتا ہوں، جو تم میں مبعوث ہوئے ہیں۔ پوچھا، کس لئے؟ میں نے کہا ان پر ایمان لاؤں گا۔ اور ان کی تصدیق کروں گا۔ ان کے حکم کی اطاعت کروں گا۔

پس علی (رضی اللہ عنہ) مجھے اس گھر میں لے گئے، جہاں رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے۔ حضرت نے فرمایا، تم کیسے آئے؟ میں نے کہا آپ پر ایمان لانے اور تصدیق کرنے کے لئے۔ فرمایا، کہو:- اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ میں نے یہ کلمات زبان پر جاری کئے۔ حضرت نے فرمایا، اب تم اپنے شہر کو جاؤ۔

(مناقب شہر آشوب، مجمع الفضائل ج ۱ صـ ۳۸، روضہ کافی ج ۸ صـ ۲۹۸)

یہی روایت کچھ تفصیل کے ساتھ حیات القلوب میں بایں طور مندرج ہے:۔

"کلینی بسندِ معتبر از حضرت امام جعفر صادق روایت کردہ است۔" (حیات القلوب ج ۲ صـ ۶۵۷)

ترجمہ: کلینی نے معتبر سند کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

دلیل ۱۵

براق کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

(حیات القلوب ج ۲ ص۱۳۳)

دلیل ۱۶

پس اسرافیل نے ایک مہر باہر نکالی جس میں دو۲ سطروں میں لکھا ہوا تھا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ پس اس مہر کو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دو کندھوں کے درمیان لگایا۔ یہاں تک کہ نقش ہوگئی۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ مہر آپ کے دل میں لگائی، یہاں تک کہ وہ پُر نور ہوگیا۔

(حیات القلوب ج ۲ ص۷۴)

دلیل ۱۷

مدینہ منورہ پہنچ کر بھی جو پہلا خطبۂ جمعہ ارشاد فرمایا، اس میں بھی یہی کلمہ تھا۔ بہر حال پہلا جمعہ جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے اصحاب کو پڑھایا، پس جیسا کہ روایت ہے کہ جب حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) ہجرت فرما کر قباء میں عمرو بن عوفؓ کے تشریف فرما ہوئے تو وہ پیر کا دن تھا۔ چاشت دوپہر کا وقت تھا۔ اور ماہ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ تھی۔ آپؐ نے قبا میں پیر، منگل، بدھ اور جمعرات تک قیام فرمایا اور وہاں مسجد تعمیر فرمائی۔ پھر اہلِ قباء سے مدینہ منورہ کو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) جمعہ کے روز چلے۔ راستہ میں بنی سالم بن عوف کی وادی میں ہی جمعہ کا وقت ہوگیا، تو حضورؐ نے

اس روز اسی جگہ کو مسجد قرار دیا۔ اور اسلام میں یہ پہلا جمعہ تھا، جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پڑھایا۔ پس آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا، اور یہیں مدینہ منورہ کا پہلا خطبہ تھا۔ آپ نے فرمایا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ .... وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

(تفسیر مجمع البیان ج ۱۰ ص ۲۸۶)

دلیل ۱۸، ۱۹

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے صرف ایک انگوٹھی چھوڑی جس پر لکھا ہوا تھا۔
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ (تفسیر قمی ج ۲ ص ۲۷۱)

اسی طرح حلیۃ المتقین میں بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی پہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نقش تھا۔ (حلیۃ المتقین ص ۲۰)

دلیل نمبر ۲۰

روزِ قیامت لوائ الحمد پر بھی یہی کلمہ لکھا ہوگا۔ لوائ الحمد پر تین سطریں لکھی ہوں گی پہلی سطر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ دوسری سطر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اور تیسری سطر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

(امالی شیخ صدوق ص ۳۲۴)

ان مندرجہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوا، کہ اصلی کلمۂ اسلام سنّیوں والا ہی کلمہ ہے۔ شیعوں کے من گھڑت کلمہ خَلِیْفَتُہٗ بِلَافَصْلٍ کا کہیں اتا پتہ نہیں ہے۔

٭

مسئلہ خلافت بلا فصل و خلفاء ثلاثہ

اہل سنّت و جماعت کا ایمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ برحق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ چاروں خلفاء برحق ہیں۔

جبکہ شیعہ حضرات کے نزدیک سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ بلافصل و برحق حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں، اور خلفاء ثلاثہ (معاذ اللہ) منافق فاسق غاصب اور اہلِ بیت کے جانی دشمن تھے۔

اِنشاء اللہ العزیز ہم دلائل کے ساتھ ذکر کرکے ثابت کریں گے کہ خلفاء اربعہ کی خلافت برحق تھی۔ اور چاروں خلفاء پکے اور سچے مومن و مسلمان تھے۔ ان چاروں سے اللہ تعالیٰ راضی اس کا محبوب راضی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد راضی تھی۔

دلیل ۱

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا ؕ یَعْبُدُوْنَنِیْ وَلَا یُشْرِکُوْنَ
بِیْ شَیْئًا ؕ وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

(پ: ۱۸، سورۃ نور، ۵۵)

ترجمہ: اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا، جیسے ان سے پہلوں کو دی۔ اور ضرور ان کے لئے جما دے گا، ان کا وہ دین جو ان کے لئے پسند فرمایا ہے۔ اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدلے گا۔ میری عبادت کریں۔ میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں۔ اور جو اس کے بعد ناشکری کریں تو وہی لوگ بے حکم ہیں۔

(اہلِ شیعہ کی مشہور ترین تفسیر مجمع البیان میں اس آیت کا شانِ نزول یہ بیان کیا گیا)

شانِ نزول: صحابہ کرامؓ جب مدینہ منورہ میں آئے تو راتوں کو ہتھیار باندھ کر سویا کرتے تھے۔ صبح بھی ہتھیار باندھے ہوتے۔ آخر کار یہ کہنے لگے کہ کیا ہم پر وہ وقت بھی آئے گا کہ ہم بے خوف ہو کر مطمئن زندگی گزاریں گے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور ان کو تسلی دی گئی کہ ایک وقت آئے گا، کہ ایک وقت آئے گا کہ تم ہی حاکمِ وقت بنو گے۔ (تفسیر مجمع البیان ج ۷، ص ۱۵۲)

یہاں چند چیزیں قابلِ غور ہیں:-

۱۔ وعدہ کس نے کیا، ۲۔ وعدہ کن لوگوں سے ہوا، اور ۳۔ وعدہ کس چیز کا ہوا۔

(۱) وعدہ کرنے والی ذات اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہے، جس کا وعدہ کبھی غلط نہیں ہوتا۔ کیونکہ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ ۔ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا ۝ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا ۝

(۲) وعدہ کن لوگوں سے ہوا؟ اس آیت میں خدا نے ان مسلمانوں سے وعدہ کیا جو

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

نزول کے وقت زمین پر موجود تھے۔ مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم میں سے جو لوگ ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا چکے اور عمل صالح کر چکے، ان سے ہمارا وعدہ ہے۔

اس آیت میں اَلَّذِیْنَ اور اٰمَنُوْا جمع کے صیغے ہیں، جو کم از کم تین افراد پر دلالت کرتے ہیں اور لفظ مِنْکُمْ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وعدہ موجود لوگوں میں سے ایک جماعت کے ساتھ تھا۔

(۲) وعدہ کس چیز کا ہوا، وعدہ تین چیزوں کا ہوا۔

۱۔ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ۔ کہ میں ان کو ضرور بالضرور زمین میں خلیفہ بناؤں گا۔ وَالْمَعْنٰی لَیُوْرِثَنَّهُمْ اَرْضَ الْکُفَّارِ مِنَ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ فَیَجْعَلُهُمْ سُکَّانَهَا وَ مُلُوْکَهَا۔ معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور ان کو عرب و عجم کے کافروں کا وارث بنائے گا۔ پس ان کو وہاں کا بادشاہ اور رہائشی (باشندہ بنائیگا۔

مجمع البیان از طبرسی۔

شیعہ حضرات کی ایک اور معتبر تفسیر منہج الصادقین میں ہے:۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وعدہ داد خدا آنہارا کہ گرویدہ اند (مِنْکُمْ) از شمار وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ) وکردند کارہائے شائستہ کہ (لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ) ہر آئینہ البتہ خلیفہ کردند ایشاں را۔ ایں جواب قسم مضمر است۔ تقدیر او وَعَدَهُمُ اللّٰهُ وَ اَقْسَمَ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ ویا جواب وعدہ است کہ در تحقق نازل منزلہ قسم است و بہر تقدیر حق تعالیٰ وعدہ دادہ قسم یاد فرمودہ کہ مومناں را خلیفہ کردہ اند (فِی الْاَرْضِ) در زمین کفار از عرب و عجم۔ و نزد بعض مراد زمین مکہ است (کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ) ہمچناں کہ خلیفہ کردانید شدند۔ و حفص

(اِسْتَخْلَفَ) بفعل معلوم خوانند یعنی ہمچناں کہ خلیفہ کردانید خدا آنہا را کہ بودند (مِنْ قَبْلِهِمْ) پیش از ایشاں یعنی بنی اسرائیل کہ زمین مصر و شام بدیشاں داد بعد از ہلاک جبابرہ تا تصرف کردند در آں چنانکہ تصرف ملوک در ممالکِ خود و در اندک فرصت حق تعالیٰ بوعدہ مومناں وفا نمود جزائر عرب و دیار کسریٰ و بلادِ روم بر ایشاں ارزانی داشت۔

(تفسیر منہج الصادقین ج ۶ ص ۲۳۵)

ترجمہ: وعدہ دیا اللہ نے ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کیے۔ کہ البتہ ضرور بالضرور خلیفہ بنائے گا۔ یہ قسم مضمر کا جواب ہے۔ اس کی تقدیر یہ ہے کہ اللہ نے ان سے وعدہ کیا اور بقسم کہا کہ البتہ ضرور بالضرور خلیفہ بنائے گا ان کو۔ یا۔ وعدہ کا جواب ہے، جو کہ حقیقت میں قسم کے قائمقام ہے۔ اور ہر تقدیر پر اللہ نے وعدہ فرمایا ہے۔ اور قسمیہ طور پر ارشاد فرمایا، کہ مومنوں کو عرب و عجم کے کافروں کی زمین میں خلیفہ بناؤں گا۔ اور بعض کے نزدیک مکہ کی زمین مراد ہے۔ (کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ) اور حفص نے اس کو فعل معروف کے ساتھ پڑھا ہے۔ یعنی جیسے خلیفہ بنایا ان کے پہلوں کو یعنی بنی اسرائیل کو کہ مصر و شام کی زمین جبابرہ کے ہلاک کرنے کے بعد دے دی یہاں تک کہ انہوں نے اس میں تصرف کیا جیسے کہ بادشاہ اپنے ملکوں میں تصرف کرتے ہیں۔ تھوڑی مدت میں خدا تعالیٰ نے مومنوں کے ساتھ وعدہ کو پورا کرتے ہوئے عرب کے جزیرے، کسریٰ کے محلات اور روم کے شہر ان کے قبضے میں دے دیئے۔

اس عبارت کے نیچے جو حاشیہ ہے، وہ بھی ملاحظہ ہو:۔

ایں خبر غیب از معجزات قرآن است و آیات دیگر و روایاتِ

بسیار در این معنیٰ وارد شدہ است وآں گاہ کہ ایں خبر داد غیر شہر مدینہ ونواحی آں جائے در تصرف مسلماناں نبودہ۔ وآں شہر بسیار خورد بود واہالی آں فقیر و بسیار اندک کہ از شش ہزار از لشکر احزاب فرومانند و خندق کنند و محصور نشستند تا باد دشمنان آنہا را متفرق کرد و درآں حال خدا دند نوید فتح جہاں داد۔

(منہج الصادقین ج ۶ ص ۳۳۵)

ترجمہ: یہ غیب کی خبر قرآن کا معجزہ ہے۔ دوسری آیتیں اور کئی روایتیں اسی مضمون کی آئی ہیں، جس وقت قرآن نے یہ خبر دی مسلمانوں کے قبضے میں شہر مدینہ اور اس کے گرد ونواح کے بغیر کوئی جگہ نہ تھی اور شہر بہت چھوٹا تھا۔ اور وہاں کے رہنے والے فقیر اور تعداد میں کم تھے۔ چھ ہزار لشکر کے گروہ سے عاجز آ گئے۔ خندق کھودی اور محصور ہو کر بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ ہوا نے ان کے دشمنوں کو بکھیر دیا۔ اور اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے جہان کی فتح کی خوشخبری دی۔

یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایران اور روم کی فتح کے بارے میں یہاں تک فرمایا کہ خدا نے میرے ہاتھ پر روم فتح کیا۔ میرے ہاتھ پر ایران فتح کیا۔ ظاہر بات یہ ہے کہ روم اور ایران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں فتح ہوئے۔ گویا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ اور ان کی فتح کو اپنی فتح قرار دیا تھا۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۲۹۵) مطبوعہ ایران

یہی روایت کافی کتاب الروضہ کے اندر بھی موجود ہے۔ حضرت سیدنا امام

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

جعفر صادقؓ فرماتے ہیں:۔

فَضَرَبَ بِهَا ضَرْبَةً فَتَفَرَّقَتْ بِثَلَاثِ فِرَقٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) لَقَدْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيَّ فِي ضَرْبَتِي هٰذِهٖ كُنُوْزَ كِسْرٰى وَقَيْصَرَ۔

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوۂ خندق میں) ایک کدال ماری جس سے پتھر تین ٹکڑے ہو گیا اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں پر میری اس ضرب میں قیصر و کسریٰ کے خزانے فتح کر دیئے۔

(کتاب الروضہ ج ۲ ص ۲۱۶)

سوال:۔

آپ نے پورا حوالہ کیوں نقل نہیں کیا؟ کیا اس لئے کہ بعد والے الفاظ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی منافقت ظاہر کر رہے ہیں۔ (العیاذ باللہ) اگلے الفاظ یہ ہیں:۔

فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ يَعِدُنَا بِكُنُوْزِ كِسْرٰى وَقَيْصَرَ وَمَا يَقْدِرُ اَحَدُنَا اَنْ يَّخْرُجَ يَتَخَلّٰى۔

(کافی، کتاب الروضہ ج ۲ ص ۲۱۶) مطبوعہ ایران

ترجمہ: (جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت دی تو) ان دونوں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ یہ ہم سے قیصر و کسریٰ کے خزانوں کا وعدہ کرتے ہیں اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم اکیلے رفع حاجت کے لئے بھی نہیں جا سکتے۔

حیات القلوب ج ۲ ص ۲۹۵ میں یہ بھی روایت موجود ہے اور اس میں یہ صراحت موجود ہے کہ یہ بات حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمر فاروقؓ سے کی تھی۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

جواب ۱

کتاب الروضہ ہو یا حیات القلوب ہو، یہ اہل سنت کے مسلمات میں سے نہیں ہیں۔ اس لئے ان کتابوں کی کوئی بات ہمارے خلاف پیش نہیں کی جاسکتی۔ چونکہ یہ شیعہ کے مسلمات میں سے ہیں، اس لئے ان کتابوں کے مندرجات ان کے سامنے بطورِ دلیل پیش کئے جاسکتے ہیں۔

جواب ۲

سوال میں درج کئے گئے الفاظ من گھڑت ہیں۔

جواب ۳

علیٰ وجہ التسلیم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے استہزاء نہیں فرمایا تھا بلکہ اسی بات کو نبوت کی دلیل قرار دیا تھا، جس کو شیعہ مصنفین نے چابک دستی سے استہزاء کا رنگ دے دیا۔

جواب ۴

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہی اس آیت کی تفسیر پوچھ لیتے ہیں کہ وہ اس آیت میں کئے گئے وعدہ کا حقدار کس کو سمجھتے ہیں، نہج البلاغۃ میں ہے (شیعہ کے نزدیک قرآن کے بعد سب سے معتبر کتاب یہی ہے۔) کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جنگِ فارس میں شریک ہونے کیلئے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا۔

إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ لَمْ يَكُنْ نَصْرُهُ وَخِذْلَانُهُ بِكَثْرَةٍ وَ
لَا بِقِلَّةٍ وَهُوَ دِيْنُ اللّٰهِ الَّذِيْ أَظْهَرَهُ وَجُنْدُهُ الَّذِيْ أَعَدَّهُ
وَأَمَدَّهُ حَتّٰى بَلَغَ مَا بَلَغَ وَطَلَعَ حَيْثُ مَا طَلَعَ وَنَحْنُ عَلٰى
مَوْعُوْدٍ مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مُنْجِزٌ وَعْدَهُ وَنَاصِرٌ جُنْدَهُ وَمَكَانُ
الْقَيِّمِ بِالْأَمْرِ مَكَانُ النِّظَامِ مَكَانُ الْقَيِّمِ مَكَانُ النِّظَامِ
مِنَ الْخَرَزِ يَجْمَعُهُ وَيَضُمُّهُ فَإِذَا (رفانت) انْقَطَعَ النِّظَامُ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMI ISLAMIA ACADEMY

تَفَرَّقَ الْخَرَزُ وَذَهَبَ ثُمَّ لَمْ يَجْتَمِعْ بِحَذَافِيْرِهِ اَبَدًا وَالْعَرَبُ الْيَوْمَ وَاِنْ كَانُوْا قَلِيْلًا فَهُمْ كَثِيْرُوْنَ بِالْاِسْلَامِ عَزِيْزُوْنَ بِالْاِجْتِمَاعِ فَكُنْ قُطْبًا وَاسْتَدِرِ الرَّحَا بِالْاَرْضِ بِالْعَرَبِ

(نہج البلاغۃ خطبہ ۱۴۴ بمعہ ترجمہ) ص ۳۶۳

ترجمہ: اس امر میں کامیابی وناکامی کا دارومدار فوج کی کمی وبیشی پر نہیں رہا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا دین ہے، جسے اس نے سب دینوں پر غالب رکھا ہے اور اسی کا لشکر ہے جسے اس نے تیار کیا ہے اور اس کی ایسی نصرت کی ہے کہ وہ بڑھ کر اپنی موجودہ حد تک پہنچ گیا اور پھیل کر اپنی موجودہ حالت پر آگیا ہے۔ اور ہم سے اللہ کا ایک وعدہ ہے، اور وہ اپنے وعدہ کو پورا کرے گا، اور اپنے لشکر کی خود ہی مدد کرے گا۔ امورِ سلطنت میں حاکم کی حیثیت وہ ہوتی ہے جو مہروں میں ڈوری کی، جو انہیں سمیٹ کر رکھتا ہے۔ جب ڈوری ٹوٹ جائے تو سب مہرے ٹوٹ جائیں گے اور بکھر جائیں گے۔ اور کبھی سمٹ نہ سکیں گے۔ آج عرب والے اگرچہ گنتی میں کم ہیں مگر اسلام کی وجہ سے بہت ہیں اتحاد باہمی کی وجہ سے غلبہ وفتح پانے والے۔ تم اپنی جگہ کھونٹی کی طرح جمے رہو اور عرب کا نظم ونسق برقرار رکھو۔

ترجمہ از مفتی جعفر حسین ص ۳۶۴

مطبوعہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔

امیر المومنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا ارشادِ گرامی ہے:۔

مَنْ لَمْ يَقُلْ اَنِّيْ رَابِعُ الْخَلِيْفَةِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ۔

ترجمہ: جو مجھے چوتھا خلیفہ نہ مانے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مجمع الفضائل ترجمہ مناقب شہر آشوب ص۲۷۶
شمیم بک ڈپو، ناظم آباد، کراچی۔

سوال:

پہلے خلیفہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں ارشادِ ربانی ہے۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ط دوسرے خلیفہ حضرت ہارون علیہ السلام ہیں۔ قرآنِ پاک میں ہے۔ قَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ ۔ اور تیسرے خلیفہ حضرت داؤد علیہ السلام ہیں۔ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ ط اور چوتھے خلیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اسی اعتبار سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان بالکل صحیح ہے۔

جواب

گفتگو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء میں ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کے خلفاء میں۔ حضرت آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔ حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ ہیں۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام بھی اللہ کے خلیفہ ہیں۔ اور سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ قرار پائیں گے، اور نہ ہی محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس لئے لامحالہ ارشادِ مرتضوی کا یہی مفہوم متعین ہو گا کہ جو شخص مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چوتھا خلیفہ نہ کہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت۔

شیعہ حضرات کو سوچنا چاہیئے کہ وہ خَلِیْفَةٌ بِلَا فَصْلٍ ط کا نعرہ لگا کر اس لعنت کی زد میں تو نہیں آ رہے ہیں؟ اگر تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلا فصل مانتے ہو تو اس دعویٰ پر ایک ہی صحیح نص پیش کرو، جس میں یہ بالکل ظاہر ہو کہ اس نص (قرآن و حدیث) کی عبارت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بلا فصل ہونا ظاہر ہو رہا ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-E ISLAMIA ACADEMY

مسئلہ بناتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے چار صاحبزادیاں عطا فرمائیں۔ زینب، رقیہ، اُمّ کلثوم اور حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہن اجمعین۔ لیکن شیعہ حضرات صرف ایک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تسلیم کرتے ہیں۔ باقیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سگی اولاد صرف اس لئے نہیں مانتے کہ کہیں حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے لئے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف ثابت نہ ہو جائے۔ اس مسئلہ کو ہم دو بابوں میں بیان کریں گے۔ باب اوّل میں اپنے دلائل اور باب دوم میں شیعہ سوالات کے جوابات دیئے جائیں گے۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۝

دلیل ۱

خداوندِ قدوس قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:۔

يَآاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (پ ۲۲، سورۃ الاحزاب: ۵۹)

ترجمہ: ۱ اے حبیب! تم اپنی ازواج سے اور اپنی بیٹیوں سے

اور اہلِ ایمان کی عورتوں سے یہ کہہ دو۔

(ترجمہ مقبول)

ترجمہ:۲ اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی لڑکیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دو۔

(ترجمہ فرمان علی شیعہ)

ترجمہ:۳ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اے پیغمبر برگزیدہ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ بگو مر زنانِ خودرا۔ وَبَنٰتِكَ و مردختران خودرا وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ و زنان مومنان را۔

(تفسیر منہج الصادقین جلد۷ ص۳۶۸)

اس آیتِ کریمہ میں لفظ بَنَات جمع ہے۔ اس کا واحد بِنْتٌ ہے۔ اور یہ کاف ضمیرِ خطاب کی طرف مضاف ہے۔ جس کا صاف اور صریح یہ مطلب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں بہرحال دو سے زائد ہیں کیونکہ عربی لغت میں جمع کا اطلاق دو سے زاید پر ہوتا ہے۔ اور یہ بات کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی صرف ایک نہیں، مندرجہ بالا تینوں معتبر شیعی ترجموں سے بھی ظاہر ہے۔

اعتراض

قرآن حکیم میں اکثر مقامات پر جمع کا صیغہ بول کر ذاتِ واحد مراد لی گئی ہے جب کہ عزت و تکریم کا مسئلہ ہو۔ مثلاً:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۝

ترجمہ: بیشک ہم نے ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

یہاں پر اِنَّا ۔ نَحنُ ۔ نَزَّلنَا ۔ حٰفِظُوْنَ ۔ چاروں جمع کے صیغے ہیں ۔لیکن یہاں ذاتِ واحد مراد ہے ۔ جمع مراد لینا شرک ہے ۔

اسی طرح یَآ اَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ (اے پیارے رسول! طیبات میں سے کھاؤ۔) الرُّسُل ، جمع کا صیغہ ہے ۔لیکن مراد ذات واحد جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔ اسی طرح اگرچہ لفظ بَنات اگرچہ جمع ہے، لیکن اس سے مُرادِ فردِ واحد یعنی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہے ۔ زیادہ بیٹیاں مراد لینا گناہ ہے ۔اس سے سیدہ کی توہین ہوتی ہے ۔

جواب

جہاں بھی قرآنِ حکیم میں لفظ جمع آیا ہے، اس سے فردِ واحد مراد ہرگز نہیں لے سکتے ، جب تک کہ قرینہ موجود نہ ہو ۔ مندرجہ بالا دونوں آیات میں قرینہ موجود ہے ، پہلی آیت میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۝ اِنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۝ قرینہ موجود ہے ۔ اور دوسری آیت میں الرُّسُل سے ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مراد لینے پر آیتِ ختمِ نبوّت قرینہ موجود ہے ۔لیکن (بَنَاتِكَ) میں ایک بیٹی مراد لینے پر کونسا قرینہ موجود ہے ؟

اعتراض

یہ تو صحیح ہے کہ بَنَات سے مراد بیٹیاں ہی ہیں لیکن سگی نہیں کیونکہ بعض اوقات سوتیلیوں اور قوم کی عورتوں کو بھی بنات کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔ جیسا کہ قرآنِ حکیم میں ہے :

هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ ۝

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

(یہ میری بیٹیاں ہیں، جو تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ ہیں۔)

یہاں بھی لفظ بنات جمع ہے اور (ی) ضمیر متصل کی طرف مضاف ہے۔ لیکن مفسرین کی تصریح کے مطابق حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹیاں صرف دو تھیں، لیکن نبی چونکہ اپنی قوم کا باپ ہوتا ہے، اس لئے قوم کی بیٹیوں کو اپنی بیٹیاں کہہ دیا۔ تو جیسے بَنَاتِیْ میں سگی بیٹیاں مراد نہیں، اسی طرح بَنَاتِکَ میں بھی سگی بیٹیاں مراد نہیں ہیں۔

الجواب بعونِ الوھّاب

هٰؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ میں سگی بیٹیوں کے مراد نہ لینے پر زبردست قرینہ عقلی موجود ہے، اور وہ یہ کہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹیاں تو دو تھیں، لیکن قوم کے بے شمار افراد حضرت لوط علیہ السلام کے روبرو تھے۔ ایک بیٹی کا نکاح چونکہ صرف ایک مرد سے ہوتا تھا۔ اور دو نکاح، دو سے زیادہ نکاح تو ممکن ہی نہیں تھا، اس لئے لامحالہ ماننا پڑے گا کہ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کے افراد سے کہا کہ تمہارے گھروں میں جو تمہاری بیویاں ہیں، وہ ایک طرح میری بیٹیاں ہی ہیں۔ اور وہ اَطْهَرُ لَكُمْ بھی۔ اس لئے فَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ۔ (مجھے اپنے مہمانوں کے سامنے رسوا نہ کرو۔) لیکن بَنَاتِکَ میں سگی بیٹیاں دو سے زائد نہ لینے پر کونسا قرینہ عقلی موجود ہے۔ جبکہ بَنَاتِکَ کے بعد نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ سے مراد قوم کی بیٹیاں ہی ہیں۔ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ اس بات کا قرینہ ہے کہ بَنَاتِکَ سے مراد حقیقی بیٹیاں ہیں۔ اور بَنَاتِکَ میں حقیقی بیٹیاں مراد لینے پر مندرجہ ذیل دلائل موجود ہیں۔

دلیل ۱

فروع کافی میں ہے کہ:-

www.waseemziyai.com
MARKAZ ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وَسَلَّمَ) اَبَا بَنَاتٍ۔

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم کئی بیٹیوں کے باپ تھے۔

(فروع کافی ج ۴ ص۳ کتاب العقیقہ)

مَنْ لَا یَحْضُرُہُ الْفَقِیْہُ ج ۳ ص۱۰۱ میں بھی روایت اس طرح مذکور ہے۔

کَانَ اَبَا بَنَاتٍ۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کئی بیٹیوں کے باپ تھے۔)

دلیل ۲:

فروع کافی میں ہی ہے۔

عَنِ الْجَارُوْدِ بْنِ مُنْذِرٍ قَالَ قَالَ لِیْ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ بَلَغَنِیْ اَنَّہٗ وُلِدَ لَکَ اِبْنَۃٌ فَتَسْخَطُہَا وَمَا عَلَیْکَ مِنْہَا رَیْحَانَۃٌ تَشُمُّہَا فَقَدْ کُفِیْتَ رِزْقَہَا وَقَدْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَبَا بَنَاتٍ۔

ترجمہ: جارود بن منذر سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ مجھے حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تیرے ہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے، اور تو اس سے خوش نہیں ہے، حالانکہ وہ تجھ پر بوجھ نہیں وہ ایک پھول ہے، جس کو تو سونگھے گا، اور تجھے اس کا رزق کفایت کیا گیا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹیوں کے باپ تھے۔

(فروع کافی ج ۶ ص۶ کتاب العقیقہ باب فضل البنات)

یہ دونوں روایتیں اس بات کی شاہد عادل ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کی ایک بیٹی نہ تھی بلکہ کئی تھیں۔

دلیل ۳

حمّاد بن عیسیٰ کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ میرے باپ حضرت امام محمّد باقر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام بیٹیوں اور اپنی کسی بھی زوجہ کا نکاح بارہ اوقیہ اور نش سے زائد پر نہیں کیا۔ ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور ایک نش بیس درہم کا۔)

(فروع کافی جلد ۵، صـ۳۷۶، کتاب النکاح باب السنۃ فی المہور)

اس روایت میں امام محمد باقر کا سَائِرَ بَنَاتِهٖ (اپنی تمام بیٹیوں) کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک بھی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شہزادیاں کئی تھیں صرف ایک نہ تھی۔

دلیل ۴

یزید بن خلیفہ کہتا ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ قمؔ کے ایک آدمی نے (جس کا نام عیسیٰ بن عبداللہ تھا) مسئلہ پوچھا کہ عورتیں جنازہ کی نماز پڑھ سکتی ہیں، تو امام جعفر صادق نے فرمایا کہ بلاشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغیرہ بن عاص کے خون ضائع ہونے کی بات کر رہے تھے۔ اور ایک طویل حدیث امام نے بیان کی۔ اور بے شک نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیّدہ زینب کا انتقال ہوا تو سیّدہ فاطمہ نے عورتوں کے ساتھ چل کر جنازہ پڑھا۔

(الاستبصار ج ۱ صـ۴۸۵، باب الصلوٰۃ علیٰ جنازۃ معہا امرأۃ۔)

یہ روایت بھی صاف طور پر واضح کر رہی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ایک اور بھی بہن تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھی اور ان کا نام زینب تھا۔
یہی روایت تہذیب الاحکام جلد ۳ ، ص ۲۲۳ پر بھی موجود ہے۔

ذیل ۳

حضرت خدیجۃ الکبرٰی رضی اللہ عنہا کے بطن سے نبیٔ مکرم کی جو اولاد اعلانِ نبوّت سے پہلے پیدا ہوئی، وہ ہے، قاسم، رقیہ، زینب، اُمّ کلثوم، اور جو اولاد حضرت خدیجۃ الکبرٰی کے بطن سے اعلانِ نبوّت کے بعد پیدا ہوئی، وہ ہے طیّب وطاہر اور فاطمہ۔
اور یہ بھی مروی ہے کہ اعلانِ نبوّت کے بعد صرف حضرت فاطمہ کی ولادت ہوئی، جب کہ طیّب و طاہر کی ولادت اعلانِ نبوّت سے پہلے ہی ہو چکی تھی۔

(اصول کافی جلد ۱ ص ۴۳۹ ، کتاب الحجۃ۔)

یاد رہے کہ اصول کافی وہ کتاب ہے، جس کے متعلق بعض شیعہ علماء کا یہ عقیدہ ہے کہ

اِنَّهٗ عُرِضَ عَلَى الْقَآئِمِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَاسْتَحْسَنَهٗ وَقَالَ، هٰذَا كَافٍ لِشِيْعَتِنَا۔

(اصول کافی جلد ۱ ص ۲۵ ، شافی شرح کافی جلد ۱ ص ۱۷)

ترجمہ: یہ کتاب امام مہدی کے سامنے پیش کی گئی، تو آپ نے اس کی تعریف کی، اور کہا، یہ ہمارے شیعوں کو کافی ہے۔)
گویا کہ شیعوں کے بارھویں امام نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی، حضرت خدیجۃ الکبرٰی کے بطن سے چار صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔
یہ بھی یاد رہے کہ اصول کافی شیعوں کے بڑے مجتہد یعقوب کلینی کی کتاب ہے اور اس نے اپنی کتاب میں وہی باتیں درج کی ہیں، جن پر اُسے خود بھی پورا یقین تھا۔ تفسیر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

صافی میں ہے کہ:-

اِنَّهٗ ذَكَرَ فِيْ اَوَّلِ الْكِتٰبِ اَنَّهٗ يَثِقُ بِمَا دَوَّاهُ فِيْهِ۔

(کلینی نے اپنی کتاب کی ابتدا میں ذکر کیا ہے کہ اس نے اس کتاب میں صرف وہی چیزیں ذکر کی ہیں، جن پر اسے پورا وثوق ہے۔)

(تفسیر صافی جلد ۱ صفحہ ۳۴)

دلیل ۶

صاحب قرب الاسناد کہتا ہے کہ مجھے مصعدہ بن صدقہ نے بتایا کہ وہ کہتا ہے مجھے امام جعفر صادق نے اپنے باپ محمد باقر سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے مندرجہ ذیل اولاد پیدا ہوئی۔ قاسم، طاہر، ام کلثوم، فاطمہ، رقیہ اور زینب۔

(قرب الاسناد صفحہ ۶)

معلوم ہوا کہ امام باقر اور امام جعفر صادق کا بھی یہی اعلان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں چار ہیں۔

اعتراض

مشہور شیعی مناظر مولوی اسماعیل گوجروی نے اس روایت پر اپنی کتاب فتوحات شیعہ صفحہ ۳۱ پر ایک عجیب فکر آمیز اعتراض کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

حضور! یہ روایت سُنیوں کی ہے شیعوں کی نہیں۔ ضعیف ہے۔ صحیح نہیں۔

رَوَى الْحِمْيَرِيُّ فِيْ قُرْبِ الْاَسْنَادِ عَنْ هَارُوْنَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ مِصْعَدَةَ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْهِ۔

اس سند میں ایک راوی حمیری شارب الخمر ہے۔ اَنَّہٗ کَانَ یَشْرَبُ الْخَمْرَ حمیری ہمیشہ شراب پیتا تھا حتیٰ کہ اس کا چہرہ سیاہ ہو چکا تھا۔ پھر ہمارے ملنگوں پر بھنگ نوشی کا الزام لگاتے ہو۔ اور خود شرابیوں کی روایات پیش کرتے ہو، اور انہیں اپنا دین وایمان بنائے پھرتے ہو۔ اور دوسرا راوی اس سند میں مصعدہ بن صدقہ ہے۔ جو سُنّی تبرّی ہے۔ یہ روایت سُنّیوں کی ہے، کسی شیعہ راوی کی عبارت پیش کرو۔

الجواب

اس سند پر مولوی اسماعیل صاحب نے دو۲ اعتراض کئے ہیں، اور دونوں ہی غلط ہیں۔ پہلا جھوٹ حمیری کے متعلق بولا گیا۔ وہ شرابی تھا، اس کا منہ کالا ہو گیا تھا۔
جناب! جس حمیری کی بات آپ کرتے ہیں، وہ اور ہے، اور جس کی بات ہم کرتے ہیں، وہ اور ہے۔ آپ کے حمیری کا نام اسماعیل بن محمد تھا اور لقب تھا السیّد، دیکھئے رجال الکشی، ص۲۴۳، اور جس حمیری کی روایت ہم پیش کرتے ہیں، وہ تو خود کتاب قرب الاسناد کا مؤلف ہے۔ اگر آپ قرب الاسناد کا ٹائیٹل ہی ملاحظہ فرما لیتے تو آپ کو نظر آتا۔

قرب الاسناد لِاَبِی الْعَبَّاسِ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ جَعْفَرِ الْحِمْیَرِیِ الْقُمِّیِ مِنْ اَصْحَابِ الْاِمَامِ الْعَسْکَرِیِ۔

جناب! یہ تو آپ کے گیارہویں امام حسن عسکری کا صحابی ہے۔ اگر آپ کی پھر بھی تسلّی نہ ہو تو اپنے مذہب کی اسماء الرجال کی کتابیں اٹھائیں۔ ہمارے دعویٰ کی خود بخود تصدیق ہو جائے گی۔

عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ حُسَیْنِ الْحِمْیَرِیِ اَبُو الْعَبَّاسِ الْقُمِّیِ شَیْخُ الْقُمِّیِّیْنَ وَوَجْھُھُمْ ثِقَۃٌ مِنْ

اَصْحَابِ اَبِی مُحَمَّدٍ الْعَسْکَرِیِّ۔

(رِجَالُ الْعَلَّامَۃِ الْحِلِّی ص۱۰۶)

رجالِ طوسی سے امام حسن عسکری کے اصحاب کے ذکر میں باب عین نکال لیجئے، اس میں دوسرے نمبر پر یوں تحریر ہے،

عبد الله بن جَعفر الحمیری قمی ثقۃ۔

(رجال الطّوسی ص۴۳۲)

عبد الله بن جعفر بن حسین بن مالک بن جامع الحمیری ابو العبّاس شَیْخ القمیین و وجههم وصنف کتبا کثیرۃ ..... قرب الاسناد۔

(رجال النجاشی ص۱۵۲)

دوسرا راوی جس کو مولوی اسماعیل نے سُنّی بنایا ہے، اس کا نام ہے مصعدۃ صداقہ۔ اس کے متعلّق بھی کتب رجال ملاحظ فرمائیے۔

مصعدۃ بن صدقۃ رواہ عن ابی عبد الله وابی الحسن لہ کتب۔

(رجال النجاشی ص۲۹۵)

رجال الطوسی میں اصحاب صادق کی فہرست میں ۵۴۵ نمبر ملاحظ فرمائیے۔

مصعدۃ بن صدقہ العبسی البصری ابو محمّد

(رجال الطوسی ص۳۱۴)

نیز اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ یہ راوی سُنّی تھا، ماننا پڑے گا کہ آئمّہ کے اصحاب سُنّی تھے، جن سے آئمّہ روایتیں بیان فرماتے تھے۔ نیز پھر یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا، کہ اگر راوی سُنّی ہو تو سند معتبر، اگر شیعہ ہو تو غیر معتبر۔ کیونکہ علامہ مجلسی نے جب

حیات القلوب میں اس روایت کو نقل کیا تو لکھا۔

در قرب الاسناد بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است از برائے رسولِ خدا از خدیجہ متولّد شدند طاہر، قاسم، فاطمہ، امّ کلثوم، رقیہ، زینب۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۵۸۸)

ترجمہ:۔ قرب الاسناد میں معتبر سند کے ساتھ، حضرت جعفر صادق سے روایت کیا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ اولاد پیدا ہوئی۔ طاہر، قاسم، فاطمہ، ام کلثوم رقیہ، زینب۔

نیز یہ راوی سُنّی کس طرح ہوگیا؟ کیونکہ اس کے حالات میں صاف لکھا ہوا ہے۔ (تبرّیؔ) یعنی وہ تبرّا کرنے والا تھا۔ حالانکہ کوئی بھی سُنّی شیخین پر تبرّا کرنے کا تصور بھی نہیں رکھتا۔

دلیل ۷

تہذیب الاحکام میں رمضان المبارک کی یومیہ دعاؤں کا ذکر کرتے ہوئے ایک درود شریف لکھا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُقَیَّۃَ بِنْتِ نَبِیِّكَ وَالْعَنْ مَنْ اٰذٰی نَبِیَّكَ فِیْھَا۔

اے اللہ! اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صاحبزادہ رقیہ پر رحمت نازل فرما اور اس آدمی پر لعنت فرما، جس نے رقیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تیرے نبی کو ایذاء پہنچائی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اُمِّ کُلْثُوْمِ بِنْتِ نَبِیِّکَ
وَالْعَنْ مَنْ اٰذٰی نَبِیَّکَ فِیْھَا۔

اے اللہ! اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا پر رحمت نازل فرما، اور اس آدمی پر لعنت فرما جس نے اُمِّ کلثوم کے بارے میں تیرے نبی کو ایذا پہنچائی۔

(تہذیب الاحکام ج ۳ صفحہ ۱۲۰)

آپ نے غور فرمایا کہ شیعہ متقدمین رمضان شریف جیسے مقدس مہینے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دونوں شہزادیوں پر درود پڑھتے ہیں، جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، لیکن آج کے شیعہ حضرات اپنے بزرگوں کے فیصلوں اور معمولات کے برخلاف ان دونوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادی تسلیم کرنے پر ہی تیار نہیں۔ نیز اس درود میں ان لوگوں پر لعنت کی گئی ہے، جو ان دونوں شہزادیوں کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دیتے ہیں۔ اور وہ موذی کون ہیں؟ اگر کسی آدمی کو اس کی بیٹی کے بارے میں کہا جائے کہ یہ اس کا باپ نہیں، تو اس آدمی کے لئے اس سے بڑی گالی اور کوئی نہیں۔ اور اس سے اس کو سخت ایذا پہنچتی ہے۔ اس درود میں انہی لوگوں پر لعنت کی گئی ہے، جو ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں نہ کہہ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں۔

دلیل ۸

حیات القلوب میں حضرت امام جعفر صادق سے ایک معتبر حدیث منقول ہے، جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا:

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ALOOMIL ISLAMIA ACADEMY

خدیجہ، خدا اُو را رحمت کند از من، طاہر مطہر را بہم رسانید کہ نام او عبداللہ بود، و قاسم را آورد و فاطمہ و رقیہ و زینب و ام کلثوم از بہم رسیدند۔

ترجمہ: حضرت خدیجہ پر خدا کی رحمت ہو کہ اس نے مجھے طاہر و مطہر دیا، جس کا نام عبداللہ تھا۔ قاسم کو پیدا کیا۔ اور فاطمہ، رقیہ، زینب، اور ام کلثوم اس سے پیدا ہوئیں۔

(حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۸۷)

دلیل ۹

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ:

وَقَدْ نِلْتَ مِنْ صِهْرِهٖ مَا لَمْ يَنَالَا۔

(نہج البلاغہ، خطبہ ۱۶۳، ص ۵۲۵)

ترجمہ:۔ اور تو نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف بھی حاصل کیا ہے، جو ان دونوں (ابوبکر و عمر) نے نہیں پایا۔

معلوم ہوا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دامادِ نبی سمجھتے تھے، اور دامادِ نبی تب ہی ہو سکتے ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی اور بیٹی موجود ہو۔

اعتراض

مولوی اسماعیل نے فتوحاتِ شیعہ کے ص ۳۳ پر اس حوالہ کے متعلق ایک

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

عجیب جاہلانہ اعتراض کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

یہ کتاب نہج البلاغت کلامِ امیرؑ ہے۔ باب مدینۃ العلم کا کلام ہے۔ نہج البلاغت اس کا نام ہے۔ اور فصاحت و بلاغت تو آپ کے بزرگوں کو نہ آئی۔ اس کا ترجمہ چار بیٹیاں کہاں، پورا داماد کہاں۔ حضرت کی اولاد کہاں۔ اس میں تو لفظِ مِنْ موجود ہے۔ جو تبعیض کا حرف ہے۔ یعنی تو نے دامادی میں سے بھی تھوڑی نسبت پائی ہے، جو شیخین نے نہیں پائی۔ مِنْ تبعیض کا ہے، جس کا معنی بعض کے ہیں۔ اگر پورا داماد ہوتا تو لفظِ مِنْ کیوں آتا۔ اور داماد پورا نب ہوتا، جب بیٹیاں پوری حقیقی ہوتیں۔ بیٹیاں ربیبہ، نسبت کمزور، جیسی بیٹیاں، ویسا داماد۔ نہ بیٹیاں پوری نہ داماد

جواب

مولوی اسماعیل نے اس جگہ عبارت کا مطلب تبدیل کرنے کے لئے حیلے تو بہت کئے عیاری سے بھی کام لیا۔ پھر عبارت کا مطلب تو نہ بدلنا تھا، علمیت کا بھانڈا تو ضرور پھوٹ گیا۔

کیوں جناب! ہر جگہ مِنْ تبعیض کے لئے آتا ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے، تو دلیل؟

المنجد عربی اردو میں ہے کہ:

نَالَنِیْ مِنْ فُلَانٍ مَعْرُوْفٌ (المنجد ص ۱۳۲۷)

ترجمہ: فلاں کی طرف سے مجھ کو بھلائی پہنچی۔

جناب! یہاں بھی فعل نَالَ ہے اور اس کے بعد مِنْ ہے۔ وہاں بھی فعل نَالَ ہے اور اس کے بعد مِنْ۔ اگر نَالَنِیْ مِنْ فُلَانٍ مَعْرُوْفٌ کا ترجمہ، اس کی طرف سے مجھے سوتیلی غیر حقیقی بھلائی پہنچی، نہیں ہو سکتا، تو

نِلْتَ مِنْ صِهْرِہٖ مَالَمْ یَنَالَا۔ میں بھی غیر حقیقی سوتیلی دامادی، ترجمہ نہیں ہو سکتا۔ لسان العرب میں ہے کہ:۔

نَالَنِیْ مِنْ فُلَانٍ مَعْرُوْفٌ یَنَالُنِیْ۔ اَیْ وَصَلَ اِلَیَّ مِنْہُ مَعْرُوْفٌ۔

(لسان العرب ج ۱۱ ص ۶۸۵)

پھر جناب! نہج البلاغت کے تمام مترجمین وشارحین نے اس کا ترجمہ داماد، ہی کیا ہے۔ مولوی اسماعیل والا ترجمہ نہیں کیا۔ ملاحظہ ہو:۔

و از دامادیٔ آنحضرت ؐ بمقام رسیدہ ای کہ آنہاں نرسیدند۔

(ترجمہ وشرح نہج البلاغہ بقلم محمد علی انصاری قم ص ۴۲۵)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہونے کے باعث آپ اس مقام پر پہنچے کہ جہاں وہ (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) نہ پہنچے۔

ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو:۔

و بدامادیٔ پیغمبر مرتبہ یافتہ ای کہ ابوبکر وعمر نیافتند۔ (عثمان رقیہ وام کلثوم را۔ این بنا بر مشہور دختران پیغمبر بودند۔ بہ ہمسری خود در آورد۔ در اول رقیہ را وبعد از چند گاہ کہ مظلومہ وفات نمود، ام کلثوم را بجائے خواہر باو دادند۔ واز این روح است کہ باپیش عامہ وسنی ہا بذی النورین ملقب گشتہ۔

ترجمہ: دامادیٔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے باعث آپ نے وہ مرتبہ حاصل کیا کہ ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہما) نے حاصل نہیں کیا۔ یعنی عثمان نے۔ رقیہ اور ام کلثوم مشہور قول کے مطابق پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں تھیں۔ پہلے رقیہ کو حضرت عثمان کے نکاح

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

میں دیا۔ کچھ عرصہ بعد ان کی وفات ہو گئی تو ام کلثوم کو ان کی ہمشیرہ کی جگہ دیا۔ اسی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا لقب عام لوگوں اور سنیوں کے نزدیک ذوالنورین پڑ گیا۔

(ترجمہ و شرح نہج البلاغۃ بقلم فیض الاسلام ص ۵۲۸)

مولوی اسماعیل کا یہ کہنا کہ یہ بیٹیاں سوتیلی غیر حقیقی تھیں بالکل بے دلیل ہے۔

شیعہ حضرات کا مجتہد اعظم علامہ مجلسی لکھتا ہے کہ:۔

و جمع از علمائے خاصہ و عامہ را اعتقاد آن است کہ رقیہ و ام کلثوم دختران خدیجہ بودند از شوہر دیگر کہ پیش از شوہری رسول خدا داشتہ حضرت ایشاں را تربیت کردہ بود۔ دختر حقیقی آنجناب نبودند و بعضے گفتہ اند کہ دختران آں خواہر خدیجہ بودہ اند و بر نفی این ہر دو قول روایت معتبرہ دلالت می کند۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۵۸۹ باب ۵۱)

ترجمہ: علماء خاصہ اور عامہ کی ایک جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ رقیہ اور ام کلثوم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اس شوہر سے بیٹیاں تھیں جس کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے شادی کی تھی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پالا تھا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سگی بیٹیاں نہ تھیں۔ اور بعض نے یہ کہا ہے کہ یہ لڑکیاں حضرت خدیجہ کی ہمشیرہ ہالہ کی تھیں۔ لیکن ان دونوں اقوال کی نفی پر معتبر روایتیں دلالت کرتی ہیں۔

ہماری تشریح و توضیح سے مولوی اسماعیل صاحب کی انوکھی اور بھونڈی تاویل کی حقیقت یقیناً قارئین پر بے نقاب ہو گئی ہو گی۔

دلیل نمبر۱۰

شیعہ حضرات کے ثقۃ المحدثین شیخ عباس قمی نے اپنی مشہور کتاب منتہی الآمال میں حضور ختمی المرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد و امجاد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا:-

از حضرت صادق (ع) روایت شدہ است کہ از برائے رسولِ خدا از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ و امّ کلثوم و رقیہ و زینب، و تزویج نمود فاطمہ را بہ حضرت امیر المؤمنین (ع) و زینب را بہ ابی العاص بن ربیع کہ از بنی امیہ بود۔ و امّ کلثوم را بعثمان بن عفان۔ و پیش از آں کہ بخانہ عثمان برود برحمتِ الٰہی واصل شد۔ و بعد از او حضرت رقیہ را با او تزویج نمود۔ پس از برائے حضرت رسول اللہ در مدینہ ابراہیم متولد شد از ماریہ قبطیہ۔

(منتہی الآمال ص۱۳۲ فصل ہشتم در بیان احوال و امجاد آنحضرت است)

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوتے طاہر، قاسم، فاطمہ، امّ کلثوم، رقیہ اور زینب۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ سے کی اور زینب رضی اللہ عنہا کی شادی ابو العاص بن ربیع سے کی جو کہ خاندان بنو امیہ سے تھے اور حضرت امّ کلثوم رضی اللہ عنہا کی عثمان بن عفان سے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر جانے سے پہلے ہی ان کا وصال ہو گیا۔ اور اس کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی کر دی پھر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

مدینہ منورہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے۔

٭

قارئین کرام

الحمد للہ! ہم نے دس قوی دلائل سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں۔ اور جو لوگ اس سلسلے میں شک و شبہ میں مبتلا تھے، امید ہے کہ ہماری اس مختصر لیکن مدلل تحریر سے شکوک و شبہات کے بادل چھٹ جائیں گے اور حق پوری آب و تاب کے ساتھ نکھر کر سامنے آجائے گا۔ لیکن "نہ مانوں" کے مریض کا کوئی علاج نہیں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مسئلہ تحریفِ قرآنی

شیعوں کے نزدیک موجودہ قرآن ناقص ہے۔ اس میں سے جامعینِ قرآن نے کئی آیات گرادی ہیں اور کئی مطلب کی آیات بڑھادی ہیں۔ لیکن موجودہ زمانے کے شیعوں کے سامنے یہ روایات پیش کی جاتی ہیں، تو جان چھڑانے کے لئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ تم اہلِ سُنّت بھی تحریف کے قائل ہو۔ حالانکہ ہم اہلِ سُنّت و جماعت تحریفِ قرآن کے قائل پر کروڑہا بار لعنت بھیجتے ہیں۔

شیعہ حضرات میں اگر یہ ہمت ہے تو وہ بھی اس بات کا اعلان کریں۔ لیکن شیعہ ہمارے کسی بزرگ کا نام پیش نہیں کرسکتے، جو تحریفِ قرآن کا قائل ہو۔ ہمارے نزدیک تو تحریفِ قرآن کا قائل کافر ہے۔ جبکہ شیعہ قائلینِ تحریف کے بارے میں فتویٰ جاری کرنے کے لئے تیار نہیں۔

ہمارے دعویٰ پر دلائل ملاحظہ ہوں:۔

حضرت امام باقرؒ فرماتے ہیں کہ جو آدمی یہ دعویٰ کرے کہ میں نے تنزیل کے مطابق سارا قرآن جمع کیا (جو میرے پاس ہے۔) تو وہ جھوٹا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کو تنزیل کے مطابق صرف حضرت علی اور ان کے مابعد آئمہ نے جمع کیا ہے اور یاد کیا ہے۔

(تفسیر صافی جلد ۱، صہ ۱۲ المقدمۃ الثانیہ۔)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

سالم بن سلمہ کہتا ہے کہ امام جعفر کے پاس ایک آدمی نے قرآن پڑھا۔ جو قرآن پڑھتے ہیں، وہ اس کے مطابق نہ تھا۔ تو امام جعفر نے فرمایا، یہ پڑھنے سے باز آجاؤ، بلکہ ویسے ہی پڑھو جیسے کہ لوگ پڑھتے ہیں۔ یہاں تک کہ امام مہدیؑ کا ظہور ہو جائے۔ جب امام مہدی تشریف لائیں گے، تو وہ صحیح قرآن پڑھیں گے۔ اس کے بعد امام جعفر صادقؑ نے وہ مصحف لیا، جو حضرت علی نے لکھا تھا، اور فرمایا، جب حضرت علی اس کی کتابت سے فارغ ہوئے تو آپ اس قرآن کو لوگوں کے پاس لے گئے اور فرمایا۔

"یہ اللہ عزّ و جلّ کی کتاب ہے اور میں نے اس کو لوحین کے درمیان جمع کیا ہے۔" (اس کو لے لو۔)

تو لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس قرآن موجود ہے۔ ہمیں تیرے اس قرآن کی کوئی ضرورت نہیں۔ تو آپ نے فرمایا، اچھا، مجھے قسم ہے اللہ کی۔ آج کے بعد تم اس کو کبھی بھی نہیں دیکھ سکو گے۔ میرا یہ فرض تھا کہ جب میں نے اسے جمع کیا تو تمہیں بتاؤں تاکہ تم اس کو پڑھ سکو۔

(اصول کافی جلد ۲، ص ۴۳۳، کتاب فضل القرآن)

(تفسیر صافی جلد ۱، ص ۲۵، المقدمۃ السادسۃ)

حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا کہ اگر اللہ کی کتاب میں کمی بیشی نہ کی جاتی، تو صاحبِ عقل لوگوں پر ہمارا حق مخفی نہ رہتا۔

(تفسیر صافی جلد ۱، ص ۲۵ مقدمہ سادسہ)

امام ابی جعفر صادق محمّد باقر نے فرمایا کہ قرآن مجید میں سے بہت سی آیتیں گرا دی گئی ہیں۔ لیکن کوئی کوئی حرف بڑھا دیا گیا ہے۔

(تفسیر صادی جلد ۱ ص ۲۵ المقدمۃ السادسۃ)

حضرت علی مرتضیٰ نے زندیق کو فرمایا کہ پھر جب ان منافقوں سے وہ مسئلے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

پوچھے جانے لگے، جن کو وہ نہیں جانتے تھے، تو وہ مجبور ہوئے کہ قرآن جمع کریں، اس کی تاویل کریں اور اس میں وہ باتیں بڑھائیں جن سے وہ اپنے کفر کے ستون قائم کر سکیں۔

(احتجاج طبرسی ج ۱ ص ۳۸۳، تفسیر صافی جلد ۱ ص ۲۰ مقدمہ سادسہ)

تُقَات رسم خط کے قاعدے سے اس صورت میں اس لئے لکھا جاتا ہے کہ بعض قاریوں نے حسب تنزیلِ خدا اس کو تَقِیَّہ پڑھا ہے۔ اگر تُقَات بھی پڑھا جائے، تب بھی معنیٰ اس کے تَقِیَّہ ہی ہوں گے۔ صرف چالاکی یہ کی گئی ہے کہ تُقَات پڑھنے سے مقصد یہ ہے کہ عوام النّاس کو دھوکہ دیا گیا کہ لفظِ تقیہ قرآن مجید میں نہیں ہے۔

(ترجمہ مقبول مطبوعہ افتخار بک ڈپو لاہور، حاشیہ زیر آیت

(اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقَاتً پ ۳، آل عمران: ۲۸)

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ ...... الخ تفسیر قمی میں وارد ہے کہ یہ آیت اس طرح تھی:۔

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرَانَ وَاٰلَ مُحَمَّدٍ .... الخ

لوگوں نے اس کتاب سے لفظِ اٰلَ مُحَمَّدٍ کو گرا دیا ہے۔ تفسیر عیّاشی میں ہے کہ لفظ "آلِ محمّد" اس آیت میں موجود تھا، لوگوں نے مٹا دیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اصل کتاب یوں تھی، اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَاٰلَ مُحَمَّدٍ بجائے لفظ مُحَمَّدٍ کے عِمْرَانَ بنا دیا گیا۔

(ترجمہ مقبول ص ۱۰۳

(پ ۳، سورہ آلِ عمران آیت ۳۳)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ ...... الخ

جناب امام محمّد باقر سے اس آیت کے مبسوط معنیٰ لکھنے کے بعد ذکر کیا ہے کہ ان حضرات کا قول یہ ہے کہ اصل تنزیل خدا اس طرح تھی :-

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ اُمَمِ النَّبِیّٖنَ .... الخ

مگر بعد میں لفظ اُمَم گرا دیا گیا۔

(ترجمہ مقبول پارہ ۳ ، سورہ آلِ عمران آیت ۸۱)

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ ۔ تفسیر قمّی میں حضرت جعفر سے منقول ہے کہ کسی نے ان کے سامنے پڑھا، کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ ، تو حضرت نے فرمایا۔ کیا وہ اُمت خیر امّت ہے ، جس نے جناب امیرالمومنین اور حسنین کو قتل کیا تھا؟ اس پڑھنے والے نے عرض کیا کہ میں آپ پر فدا ہوں ، یہ آیت کیونکر نازل ہوئی تھی؟ فرمایا ، اس طرح نازل ہوئی ،

اَنْتُمْ خَیْرُ اَئِمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ط

(حاشیہ ترجمہ مقبول پارہ ۴ سورہ آلِ عمران آیت ۱۱۰)

امیرالمومنین سے ایک روایت منقول ہے کہ میں نے اپنے حبیب اکرم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اگر مؤمن دُنیا سے اس حالت میں مرجائے کہ کل اہلِ زمین کے گناہوں کے برابر ہوں تو بھی موت اس کے گناہوں کا کفّارہ ہوجائے گی۔ پھر فرمایا، جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سچّے دل سے کہے گا وہ شرک سے بری ہے۔ اور جو دنیا سے اس حال میں جائے گا کہ کسی شئ کو خدا کا شریک نہ ٹھہرایا ہو گا وہ جنّت میں داخل ہوگا۔ پھر آنحضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی :-

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ شِیْعَتِكَ وَ مُحِبِّیْكَ یَا عَلِی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

(ترجمہ مقبول پارہ ۵ سورہ نساء آیت ۴۸)

موجودہ قرآن میں لفظ شِیْعَتِكَ وَ مُحِبِّیْكَ یا عَلِی نہیں ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ ۔ تفسیر قمی میں بیں ہے کہ اصل تنزیل میں جَآءُوْكَ کے بعد یَا عَلِی ہے۔

(ترجمہ مقبول ص۱۰۵ ، پارہ ۵ سورہ نساء آیت ۶۴)

وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا یُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۔ کافی میں جناب امام باقرؑ سے منقول ہے، اصل تنزیل یوں تھی۔ مَا یُوْعَظُوْنَ بِهٖ فِیْ عَلِیٍّ ۔

(ترجمہ مقبول ص۱۰۵ ، پارہ ۵ ، آیت ۶۶)

ترجمہ مقبول میں تحریفِ قرآن کے مزید حوالے دیکھنے ہوں تو دیکھیں:۔

۱۲۴ ، ۱۲۵ ، ۱۴۵ ، ۳۵۴ ، ۵۱۲ ، ۴۸۱

اصولِ کافی میں ہے، جو قرآنِ حکیم حضرت جبریلؑ حضورؐ پر لائے تھے، اس کی سترہ ہزار آیتیں تھیں۔

(اصول کافی جلد ۲ ، ص۶۳۴)

جبکہ موجودہ قرآن میں کل آیات صرف ۶۶۶۶ ہیں۔

ایک آدمی کو امام حسن نے قرآن دیا، اور کہا، اس کو نہ دیکھنا۔ میں نے کھولا۔ اس میں پڑھا۔ لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ۔ تو اس میں ستر قریشی آدمیوں کے نام اور ان کے آباء کے ناموں سمیت میں نے پڑھا۔

(اصول کافی ج ۲، ص۶۳۱)

حضرت علی نے فرمایا:۔

اَنَّهُمْ اَثْبَتُوْا فِی الْكِتَابِ مَا لَمْ یَقُلْهُ اللّٰهُ لِیَلْبِسُوْا عَلَى الْخَلِیْقَةِ ۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ترجمہ: ان منافقوں نے قرآن میں وہ باتیں بڑھا دیں، جو اللہ نے نہیں فرمائیں، تاکہ مخلوق کو دھوکہ دیں۔

(احتجاج طبرسی ج ۱ ص ۳۷۱ مطبوعہ بیروت لبنان)

اصول کافی جلد ۱ ص ۴۱۲، ۴۱۴، ۴۱۸، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۴، ۴۲۵۔

شیعہ حضرات کی معتبر تفسیر صافی جلد اوّل ص ۲۴ اَلْمُقَدَّمَۃُ السَّادِسَۃُ کا عنوان یوں ہے:

المقدمۃ السادسۃ فی نبذ مما جاء فی جمع القران و تحریفہ و زیادتہ و نقصہ و تاویل ذٰلک۔

اور اسی مقدمہ میں متعدد روایات تحریف درج کرنے کے بعد شیعوں کے مجتہدِ اعظم ملا فیض کاشانی لکھتا ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے۔

(ان تمام روایات سے (اور روایات بھی وہ جو اہلِ بیت سے مروی ہیں۔) معلوم ہوتا ہے کہ یہ قرآن ہمارے پاس موجود ہے، یہ مکمل نہیں ہے، بلکہ اس میں اللہ کی تنزیل کے مخالف چیزیں ہیں۔ اور یہ قرآن مغیّر محرّف ہے اور اس قرآن میں اکثر چیزیں حذف کی گئی ہیں۔ کئی مقامات سے حضرت علی کا نامِ نامی گرا دیا گیا ہے اور کئی جگہ سے لفظ آلِ محمّد گرا دیا گیا ہے۔ اور منافقوں کے نام گرا دیئے گئے ہیں اور اس کے علاوہ بھی بہت کچھ کہا گیا ہے۔ اب یہ بات بھی ہے کہ موجودہ قرآن کی ترتیب اللہ اور اس کے رسول کی پسندیدہ ترتیب نہیں ہے۔ اور یہی بات علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں کی ہے۔

(تفسیر صافی ج ۱ ص ۳۲)

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اور اسی تفسیر صافی کے صت ۲۴ پر لکھا ہے، جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

(بہر حال ہمارے مشائخ کا عقیدہ) ظاہر بات یہ ہے کہ ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی قرآن میں تحریف اور نقصان کا عقیدہ رکھتا تھا۔ اسی لئے کہ انہوں نے اس مطلب کی روایات اپنی کتاب کافی میں بیان کی ہیں، اور ان روایات پر کوئی اعتراض بھی نہیں کیا باوجودیکہ انہوں نے اپنی کتاب کی ابتداء میں لکھا ہے کہ وہ اس کتاب میں وہی روایات درج کریں گے، جن پر ان کو وثوق ہوگا، اور ایسے ہی ان کے استاد علی بن ابراہیم کا عقیدہ ہے۔ ان کی تفسیر روایات تحریف سے بھری پڑی ہے، اور قمی اس مسئلہ میں بہت غلو کرتا تھا۔ اور ایسے ہی شیخ احمد بن طالب طبرسی، وہ بھی ان دونوں کے نقش قدم پر اپنی کتاب احتجاج میں چلا ہے۔

(تفسیر صافی صت ۲۴)

www.waseemziyai.com
MARKAZUL OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مذہب شیعہ

سیالوی

تصنیف

حضرت شیخ الاسلام علامہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور ۔ کراچی ○ پاکستان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	مذہب شیعہ
مصنف	حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ
ناشر	محمد حفیظ البرکات شاہ
	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
سال اشاعت	اپریل 2014ء
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	AD2

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔37221953 فیکس:۔042-37238010

9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔37247350۔فیکس042-37225085

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:۔021-32212011-32630411۔فیکس:۔021-32210212

e-mail:- info@zia-ul-quran.com

Website:- www.ziaulquran.com

MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com

فہرست مضامین

حضور شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ	7
نادر اساس	19
ایمان کی بنیاد، تقیہ	20
عمدہ استدلال	23
قرآن کے متعلق عقیدہ	24
شاید کے اتر جائے......	25
مذہب شیعہ کی اساس	26
نکتہ	28
شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ممدوح	30
کشف الغمہ کا تعارف	32
کشف الغمہ کی گواہی	35
ایک اور معتبر گواہ	37
رافضی کون ہیں	38
رافضیوں کو قتل کر دو	41
ہاں وہ صدیق ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)	42
ہے کوئی ذی شعور؟	43
صاحب کشف الغمہ	44
معصوم ائمہ پر اعتراض	45
تو فتنہ باز ہے	47
عمر بزبان علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)	48
خلفاء ثلاثہ بزبان ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)	49

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ذرا غور فرمائیں	51
شہید کربلا کی بے خبری	53
نصیب اپنا اپنا	53
شیر خدا بیعت کرتے ہیں	54
الٹی منطق	55
سوچیں ذرا	57
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام خطوط	59
اخلاق کا نادر نمونہ	62
ایک اور مثال	64
تو پھر شور کیسا؟	66
خلافت فاروق بزبان علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)	68
غصب یا رضا	69
خلافت علی کی وصیت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)	71
حضرت علی کا جواب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)	73
بیعت صدیق کا وعدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)	76
خلفاء ثلاثہ بزبان حضرت حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)	78
واقعہ ہجرت	79
تحریف کا نادر نمونہ	83
فضیلت والا کون	84
عمر، داماد علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)	85
نیاز مندانہ مشورہ	86
انتظار کس بات کا	88

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

حدیث قرطاس	89
خم غدیر	90
ناطقہ سر بگریباں ہے	92
لطیفہ	94
یہ استدلال اور طرز استدلال	95
قرآن کا انکار	98
اپنوں کی مخالفت کیوں	101
مذہب شیعہ کا بانی	102
ذکر پدید آمدن مذہب رجعت در سال سی و پنجم ہجری	103
۳۵ ہجری میں رجعی مذہب پیدا ہونے کا ذکر	104
بہت بڑا افتراء پرداز	107
شیعہ منافق ہیں	109
قاتلین امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ	110
تقیہ کی ضرورت	112
باغ فدک	113
راویوں کا تجزیہ	116
حدیث کو پرکھنے کی کسوٹی	117
نماز جنازہ میں تکبیریں	119
برے نام سے اجتناب	123
عجیب لطیفہ	123
وائے افسوس!	124

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIE ISLAMIA ACADEMY

بندۂ پروردگارم امتِ احمد نبی

دوستدارم چاریار تابعِ اولادِ علیؓ

مذہبِ حنفیہ دارم ملتِ حضرتِ خلیلؑ

خاکِ پائے غوثِ اعظم زیرِ سایہ ہر ولی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

حضور شیخ الاسلام

حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ

برصغیر پاک وہند میں بسنے والے فرزندان اسلام کے لئے انیسویں صدی بڑے درد و کرب کی صدی تھی۔ ہندوستان کی وسیع و عریض مسلم مملکت بیسیوں چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹ چکی تھی۔ ہر ریاست کا حکمران اپنی ذاتی وجاہت کے لئے یوں از خود رفتہ ہو چکا تھا کہ اسے نہ ملت کا غم تھا۔ نہ ہی قوم کے آفتاب اقبال کے غروب ہونے کا کوئی دکھ تھا۔ مسلمان اب آپس میں دست و گریبان تھے۔ دہلی شہر جو صدیوں سے ہندوستان میں اسلامی سلطنت کا مرکز رہا تھا، اپنے فرمانرواؤں کی نااہلی کے باعث اپنا اثر ورسوخ کھوتا جارہا تھا، اس سے بھی زیادہ المناک بات یہ تھی کہ بندہ مومن کا رشتہ اپنے کریم رب اور اپنے رؤف و رحیم مرشد سے کمزور ہوتا جا رہا تھا عقیدے اور عمل کی مختلف بدعتوں نے اسلامی معاشرہ کو نڈھال کر دیا تھا۔ مسجدیں ویران تھیں، مدرسے بے چراغ تھے۔ خانقاہیں جہاں کبھی اللہ تعالیٰ کے شیر تشریف فرما ہوا کرتے تھے، اب روباہ کیش اور حقیقت اسلام سے بالکل بے بہرہ ملنگوں اور قلندروں کے تصرف میں تھیں۔

نور معرفت سے منور چہرے اور سجدوں کے نشانوں سے تابندہ پیشانیاں خال خال نظر آجاتی تھیں۔ وہ چشمے خشک ہوتے جارہے تھے جو قدموں کی کشت حیات کو سیراب کرتے ہیں۔ وہ تارے یکے بعد دیگرے ڈوبتے چلے جارہے تھے جو زندگی کے صحراؤں میں بھٹکنے والے راہروؤں کو اپنی منزل کا نشان بتاتے تھے۔

آپ خود سوچئے جہاں امراء ایک دوسرے کو پچھاڑنے کی سازشوں میں رات دن سرگرم ہوں، جہاں عوام اپنے منبع حیات سے روز بروز دور ہوتے جارہے ہوں،

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

وہاں عوام کی ذلت ونکبت، زوال وادبار کے علاوہ اور کس چیز کی توقع کی جاسکتی ہے وہ قوم جو اپنی تعداد کی قلت کے باوجود محض اپنے حسن عمل کے بل بوتے پر اتنے بڑے ملک پر صدیوں سے حکمرانی کرتی رہی تھی آج اس قوم میں وہ خوبیاں قصہ ماضی بن چکی تھیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلامی حکومت کا آفتاب 1857ء کی ایک شام کو غروب ہو گیا، ان محلات کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی جن میں بسنے والے اپنے خالق کو بھول چکے تھے۔ جن کے رات دن عیش و عشرت میں بسر ہوتے تھے ۔جن کے ایوانوں میں ہر لحہ ناؤونوش اور رقص و موسیقی کی محفلیں بپا رہتی تھیں۔ چھ ہزار میل دور سے آئے ہوئے انگریز نے اپنے خالق کے باغیوں کو بھیڑ بکری کی طرح ذبح کر دیا۔ علماء کرام کو تختہ دار پر لٹکا دیا۔ مدرسوں کو مقفل کر دیا گیا۔ علم و حکمت کے قیمتی نوادرات کو نذر آتش کر دیا گیا اور عام مسلمان، انگریز اور ہندو کی دوہری غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا۔

ہر طرف مایوسی کا اندھیرا چھایا ہوا تھا امید کی کوئی کرن کسی گوشہ سے بھی جھانکتی نظر نہیں آتی تھی لوگوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اب اسلام کا چراغ اس ملک میں دوبارہ روشن نہیں ہو گا مسلمان کا وجود حرف غلط کی طرح اس ملک کی تاریخ سے محو کر دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے انداز بھی بڑے نرالے ہیں۔ جب مایوسیاں چاروں طرف سے گھیرا تنگ کر لیتی ہیں، جب محرومیاں زندہ رہنے کی حسرت بھی دل سے چھین لیتی ہیں۔ عین اس وقت رحمت الٰہی ایک ایسے آفتاب کے طلوع ہونے کا اہتمام فرماتی ہے جو اس شب دیجور کو صبح سعید سے بہرہ ور کرنے کا باعث بن جاتی ہے۔ اس کی شعاعوں کو وہ تابشیں مرحمت فرماتا ہے جس کی شوخیوں کو دیکھ کر سارا عالم تصویر حیرت بن کر رہ جاتا ہے۔

پنجاب کے ضلع شاہ پور کے ایک گاؤں کو جس کا نام بھی کسی کو معلوم نہ تھا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

قدرت نے اپنے ایک مقبول بندے کی پیدائش کے لئے پسند فرمایا۔ "سیال" کی چھوٹی سی بستی میں حضرت میاں محمد یار رحمتہ اللہ علیہ کے گھر میں ایک ایسا چراغ معرفت روشن ہوا۔ جس نے غم و حرماں کی اس تاریک رات میں چراغاں کر دیا۔ گھنے درختوں کے جھرمٹ میں چند کچے کوٹھے تھے۔ اس میں ایک ایسا مرد سعید پیدا ہوا۔ جس نے ایک عالم کے سوئے ہوئے بخت کو بیدار کر دیا اور لاکھوں کی بگڑی ہوئی تقدیروں کو سنوار دیا۔ ماں باپ نے اس فرزند ارجمند کا نام شمس الدین تجویز کیا۔ رحمت خداوندی نے اس کو شمس العارفین کے منصب جلیل پر فائز کیا۔ اس کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہونے والے ذکر الٰہی اور سنت نبوی ﷺ کی پیروی کا ذوق فراواں اور اسلام کے پرچم کو پھر اونچا لہرانے کا عزم جواں لے کر واپس لوٹتے۔ چند سالوں میں ملک کے طول و عرض میں ایسی خانقاہوں کا ایک جال بچھ گیا جہاں خود فراموش انسانوں کو خود شناسی اور خدا شناسی کی منزل تک پہنچانے کا اہتمام کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پاک ہستی سے احیائے دین اور ملت کی شیرازہ بندی کا جو کام لیا تو اس کو دیکھ کر زمانہ ماضی کے اولوالعزم اولیاء کرام کے کارناموں کی یاد تازہ ہو گئی۔

حضرت خواجہ شمس العارفین قدس سرہ کے بعد آپ کے فرزند جلیل حضرت خواجہ محمد دین اپنے والد بزرگ کی خوبیوں کا پیکر جمیل بن کر زینت بخش سجادۂ فقر ہوئے آپ نے اپنے پدر بزرگوار کی اس تحریک کو مزید پختگی اور توانائی بخشی یہ سلسلہ فقر و درویشی رفتہ رفتہ بڑے بڑے شہروں سے گزر کر ان دور افتادہ دیہات تک پھیل گیا جو پہاڑوں اور صحراؤں میں گھرے ہوئے تھے۔

حضرت ثانی غریب نواز علیہ الرحمتہ کے بعد آپ کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ ضیاء الملت والدین قدس سرہ نے صرف آستانہ عالیہ سیال شریف کو ہی نہیں صرف سلسلہ چشتیہ نظامیہ کو نہیں بلکہ جملہ سلاسل فقر و درویشی کو چار چاند لگا دیئے اور انگریز کے تسلط اور کفر کے تغلب کے خلاف اجتماعی جدوجہد کا آغاز ہوا۔ اسلام کا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

یہ شیر دل مجاہد جس نے تمام عمر انگریز کے اقتدار کو ہر میدان میں للکارا تھا صرف پینتالیس سال کی عمر میں فردوس بریں کو سدھارا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے خلوص کو اس طرح نوازا کہ حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہٗ جیسا فرزند عظیم مرحمت فرمایا۔ پون صدی تک آپ زندگی کے افق پر چودھویں کا چاند بن کر چمکتے رہے، نور بکھیرتے رہے، ہر قسم کی ظلمتوں کو شکست پر شکست دیتے رہے اور آپ کے وصال پر ساری ملت اشکبار ہے آپ کے نیاز مند مختلف انداز سے اپنی نیاز مندیوں کا اظہار کر رہے ہیں۔

آپ کی ہمہ صفت موصوف شخصیت کے کس پہلو کا ذکر کیا جائے اور کس کا ذکر نہ کرنے پر قناعت کی جائے، اس گلستان جمال و کمال کے گل چینوں کے لئے یہ مرحلہ بڑا صبر آزما ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو ظاہری حسن عطا فرمایا تھا اس کی ہمیں تو کہیں نظیر نہیں ملتی، روشن چہرہ، اونچی بینی، چمکتی ہوئی غزالی آنکھیں، جبین سعادت کی کشادگی، داڑھی مبارک کا بانکپن قلب و نظر کو اسیر کر لینے والی تابدار زلفیں، جمال کی رعنائیوں کے باوجود جلال الٰہی کا ایسا پرتو چہرے پر ضوفگن رہتا تھا کہ بارگاہ اقدس میں لب کشائی کی ہمت نہ ہوتی تھی۔

جذبہ جہاد رگ و پے میں ہر لحظہ موجزن رہتا تھا جہاد کی تیاری کے لئے جسمانی ورزش اور شکار آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ آپ کو قیمتی اور خوب صورت گھوڑوں سے بڑی محبت تھی۔ انمول نسل کی اپنی پسندیدہ گھوڑی کی پشت پر بیٹھ کر صبح سے شام تک ہرنوں کے تعاقب میں صحرا نوردی آپ کی بہترین تفریح تھی۔ کچھ عرصہ بازوں کے شکار کا بڑا شوق رہا۔ ان تمام مشاغل کے پیچھے حظ نفس نام کی کوئی چیز نہ تھی محض جہاد کی تیاری کے لئے جسمانی ریاضت مقصد اولین تھا۔ گھوڑوں سے محبت بھی صرف اس لئے تھی کہ یہ جہاد فی سبیل اللہ کا ذریعہ ہے۔ بہترین بندوق بہترین

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

رائفل اور بہترین ریوالور سے آپ کا شوق دیدنی تھا۔ بھاگتے ہوئے ہرنوں کو، اڑتے پرندوں کو گولی کا نشانہ بنانا۔ آپ کے نزدیک ایک معمولی بات تھی۔ آپ کا نشانہ خطا ہو جائے یہ ممکن ہی نہ تھا۔

میں یقین سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان تمام سرگرمیوں کی روح کفار اور انگریز کے خلاف جذبہ جہاد تھا جو آخر وقت تک آپ کے دل میں چٹکیاں لیتا رہا۔ اپنے رب کریم کی بارگاہ میں آپ شہادت کے لئے ہمیشہ دست بدعا رہا کرتے۔ جب کشمیر کو آزاد کرانے کے لئے جہاد شروع ہوا تو آپ نے اپنے عقیدت مندوں کو اس جہاد میں حصہ لینے کی ترغیب دی۔ جو سینکڑوں کی تعداد میں سب سے اگلے مورچوں پر بھارت کی فوجوں سے برسرپیکار رہے، اور ان کے چھکے چھڑا دیئے۔ مجاہدین کشمیر کی مالی خدمت کرنے کے علاوہ آپ نے بے شمار سپاہیوں کو اسلحہ اور بارود اپنی گرہ سے خرید کر مہیا کیا اور اس کی کبھی نمائش نہ کی۔ جب 1965ء کی جنگ شروع ہوئی تو آپ نے اپنے کاشانہ اقدس کی تمام خواتین کے تمام زیورات افواج پاکستان کی خدمت میں پیش کر دیئے اور اس بے مثال قربانی کا کبھی اظہار نہ ہونے دیا۔

لنگر شریف میں اللہ تعالیٰ کی بڑی برکت تھی روز و شب سینکڑوں مہمانوں کو کھانا دیا جاتا۔ رقم جمع کرنے کا آپ کو قطعاً شوق نہ تھا جو آیا، خرچ ہو گیا۔ یحییٰ خاں دور میں جب کالے دھن پر قابو پانے کے لئے حکومت نے اعلان کیا کہ فلاں تاریخ تک پانچ پانچ سو اور سو سو کے نوٹ واپس کر دیئے جائیں تو لوگ اپنے نوٹوں کو تبدیل کرنے کے چکر میں رات دن سرگرداں اور پریشان تھے۔ قبلہ حضرت خواجہ صاحب نے خود مجھے بتایا کہ میری جیب میں اس وقت صرف آٹھ آنے تھے اس لئے مجھے قطعاً کوئی فکر نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ کے بندے صرف اپنے دلوں کو ہی نہیں اپنی جیبوں کو بھی دولت سے پاک رکھتے ہیں۔

ملک میں جب کوئی دینی یا ملی تحریک اٹھی اور اس کے لئے جانی مالی قربانی کی

ضرورت محسوس ہوئی تو اللہ تعالیٰ کا یہ بندہ اپنی ساری بے نیازیوں کے باوصف السابقون الاولون کے زمرہ میں ہمیشہ پیش پیش نظر آتا ہے آپ کا جہاد صرف سیف وسنان کے جہاد تک محدود نہ تھا، بلکہ قلم وزبان سے بھی آپ حق کی سربلندی کے لئے ساری عمر مصروف عمل رہے باطل کسی روپ میں اور ملک کے کسی کونہ میں اگر سر اٹھاتا تو حضرت خواجہ محمد قمرالدین کا ڈنڈا اس کی کھوپڑی پر پٹاخ پٹاخ برسنے لگتا۔

انگریزی دور میں فتنوں کا سیلاب امڈ کر آ گیا کہیں عیسائیت کے نام نہاد مبلغ، اسلام کی حقانیت پر اپنے طعن و تشنیع کے تیر برساتے، کہیں ختم نبوت کے انکار کا فتنہ، کہیں شان رسالت میں گستاخی کرنے والوں کی ہرزہ سرائیاں، کہیں صحابہ کرام کی بارگاہ اقدس میں گستاخی کرنے کے لئے منظم سازشیں، کہیں اہل بیت کرام کی عظمت و ناموس پر زباں درازیاں الغرض اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول ﷺ کا یہ محبوب مجاہد سب سے لڑا۔ سب کے سامنے سینہ سپر ہوا اور سب کو بتائید الٰہی شکست فاش سے دوچار کیا۔

ہندوستان کی آزادی کے لئے جب تحریک چلی تو کانگریس پیش پیش تھی جس کی قیادت متعصب اور تنگ نظر ہندوؤں کے ہاتھ میں تھی۔ لیکن ہندو مہاشوں کی مکاری نے بہت سے مسلمانوں کو اپنا ہمنوا بنالیا تھا۔ بڑے بڑے علماء، زعماء، فضلاء بھی ہندوستانی قومیت کے پرستار اور ہندو لیڈروں کے ہمنوا تھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے ملت مصطفویہ کو انگریز اور ہندو کی غلامی کے شکنجے سے بچانے کے لئے انتظام فرمایا۔

قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ نے پاکستان کا مطالبہ کیا تو حضور خواجہ صاحب نے اپنے نور فراست سے قائداعظم کے موقف کی حقانیت کو بھانپ لیا اور ملک کے بڑے بڑے دانشور یہ فیصلہ نہیں کر پائے تھے کہ قائداعظم کے دعویٰ میں کوئی معقولیت ہے یا نہیں، یا یہ قابل عمل بھی ہے یا نہیں آپ نے ڈنکے کی چوٹ پر پورے عزم و یقین کے ساتھ پاکستان کے حصول کے لئے جہاد میں قائداعظم کی

رفاقت اور اعانت کا اعلان کر دیا اور تاریخ کے صفحات اس بات کے گواہ ہیں کہ اس مرد حق نے جو قدم اٹھایا وہ اس وقت تک نہیں رکا جب تک منزل نے بڑھ کر قدم نہیں چومے۔

صوبہ سرحد میں ریفرنڈم کی مہم از بس خطرناک تھی۔ خان برادران کا یہاں طوطی بول رہا تھا وہ گاندھی کے اندھے پرستار تھے اور سرخ پوش تحریک کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ صوبہ سرحد کے ہر شہر اور ہر گاؤں میں اس کے سرخ پرچم لہرا رہے تھے اگر اس ریفرنڈم میں مسلم لیگ شکست کھا جاتی تو پاکستان کا خواب تعبیر سے پہلے ہی منتشر ہو جاتا۔ جن لوگوں کی جوانمردی نے ملت مسلمہ کے لئے سرحد میں کامیابی کے راستے ہموار کئے بلاشبہ ان مجاہدین کی صف اول میں حضرت خواجہ محمد قمر الدین کا چمکتا ہوا چہرہ آپ کو نمایاں نظر آئے گا۔

پاکستان معرض وجود میں آنے کے بعد اگرچہ عرصہ دراز تک موت وحیات کی کشمکش میں رہا۔ جن لوگوں کو اس کی زمام اقتدار سونپی گئی انہوں نے اپنی نااہلی یا خیانت مجرمانہ کے باعث اس نوزائیدہ مملکت کی مشکلات میں اضافہ ہی کیا، لیکن 1970ء کا وہ دور ساری ملت کے لئے بے حد تشویشناک تھا۔ اس وقت یہاں ایسی تحریک شروع ہوئی جو اسلام کے بجائے سوشلزم کو ملک کا دستور حیات بنانے کا عزم کرکے اٹھی تھی اس سے قبل جو حکمران آئے انہوں نے بھی اگرچہ نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے لئے کوئی قابل ذکر خدمت انجام نہیں دی تھی۔ اور اگر کوئی قدم اس سمت میں اٹھایا بھی تو بڑی بے دلی سے، لیکن یہ دور تو اپنے دامن میں ہنگامہ رستاخیز سمیٹ کر لایا تھا۔

بھٹو کی عیاریوں نے قوم کے ذہنوں میں اشتراکیت کا نقش اس طرح ثبت کر دیا کہ اب عام شاہراہوں پر اسلام مردہ باد کے نعرے سنائی دینے لگے۔ اب خوف آنے لگا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جو ملک لاکھوں شہیدوں نے اپنا خون بہا کر اور اپنی رنگ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

رنگیلی جوانیاں لٹا کر اسلام کی خاطر حاصل کیا تھا۔ اس میں کہیں مارکس اور لینن وغیرہ یہودیوں کا ابلیسی نظام نہ نافذ ہو جائے۔

بھٹو کے ساتھیوں کے نعرے بڑے گرجدار تھے ساری فضا سہمی سہمی تھی۔ بڑے بڑے سیاستدان منقار زیر پر تھے۔ کئی علماء بھی بایں جبہ و دستار اسلام کے (کے نام پہ حاصل کردہ) اس وطن میں سوشلزم کے کانٹے بونے کے لئے بھٹو کا ساتھ دے رہے تھے خوف و ہراس، دہشت و یاس کے اس ماحول میں ایک آواز بلند ہوئی کہ "پاکستان سوشلزم کا قبرستان بنے گا۔" ساری قوم چونک اٹھی اور بیگانے اس نعرہ لگانے والے کی جرأت و بسالت پر انگشت بدنداں رہ گئے وہ آنکھیں مل مل کر اس جوانمرد کا چہرہ دیکھنے کے لئے بے تاب تھے جس نے اپنی صدائے دلنواز سے ملک بھر میں ہلچل پیدا کر دی تھی۔

وہ نعرہ لگانے والا کون تھا؟

وہ ہم سنیوں کا آقا، ہم چشتیوں کا مرشد، حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی تھا۔ اس نعرہ نے صور اسرافیل کا کام کیا۔ اور سوئی ہوئی ملت بیدار ہو گئی اور اس کے بیدار ہونے کی دیر تھی کہ باطل کے نعروں کی وہ کڑک ختم ہو گئی وہ طلسم ٹوٹ گیا، جس نے ساری قوم خصوصاً نوجوان نسل کو بری طرح اپنی گرفت میں لے لیا تھا۔ ایسے نازک دور میں کالعدم جمعیت علماء پاکستان کی قیادت اور اسلام کی عظمت کا جھنڈا جب حضرت شمس العارفین کے خانوادے کے اس اولوالعزم مرد حق نے اپنے ہاتھ میں اٹھالیا تو میدان جنگ (عمل) کا نقشہ پلٹ کر رکھ دیا۔ اور بھٹو اور اس کے حواریوں کے وہ ارادے خاک میں مل گئے جو اس گلشن اسلام کو ویران کر کے اسے اشتراکیت کا مرکز بنانا چاہتے تھے۔

غلامان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پہلے انگریز کے خلاف برسر پیکار تھے۔ پھر ہندو سے جنگ آزما ہوئے۔ پھر داخلی فتنوں نے ان کی ساری توجہ اپنی طرف مبذول

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

رکھی۔اس عرصہ میں فتنہ مرزائیت ہر قسم کی مزاحمت سے بے خوف ہو کر اپنے پاؤں پھیلاتا رہا، اپنی بنیادیں مضبوط کرتا رہا۔ انہیں اپنے وسائل کو منظم کرنے، اپنی سازشوں کو مرتب کرنے کے لئے طویل فرصت مل گئی۔ سول کے محکموں میں پہلے ہی ان کے لوگ کلیدی آسامیوں پر قابض تھے اس عرصہ میں انہوں نے بری، بحری اور ہوائی افواج میں بھی اپنی پوزیشن مستحکم کرلی۔ یہاں تک کہ پاکستانی فضائیہ کا سربراہ اعلیٰ ایک قادیانی (ظفر چوہدری) بننے میں کامیاب ہو گیا اور اس میں اتنی جرأت پیدا ہو گئی کہ ماہ دسمبر میں ربوہ میں ان کی جو سہ روزہ کانفرنس ہوئی۔ اس موقع پر اس نے پاکستانی فضائیہ کے طیاروں کو حکم دیا کہ وہ اس کے جھوٹے نبی جھوٹے خلیفہ کو سلامی دیں۔

انہیں یہ توقع تھی کہ ایک جست میں وہ پاکستان کے اقتدار پر قبضہ کرلیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کی امت کو انگریزوں کے ان پٹھوؤں، اسلام اور ملت اسلامیہ کے دشمنوں کی خطرناک سازشوں سے بچانے کے لئے ربوہ کے ریلوے سٹیشن پر رونما ہونے والے ایک معمولی سے واقعہ کو اس کا ذریعہ بنا دیا۔ پھر ختم نبوت کی تحریک ملک کے کونہ کونہ میں پھیل گئی۔ یہاں تک کہ حکومت مجبور ہو گئی کہ وہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے۔ اس وقت بھی حضرت شیخ الاسلام نے جو قائدانہ اور مجاہدانہ کردار انجام دیا وہ محتاج بیان نہیں۔

تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں بھی آپ کی خدمات تا ابد تابندہ و درخشندہ رہیں گی۔

رمضان المبارک کی چودہ تاریخ تھی جمعہ کا دن تھا زائرین کے ہجوم سے آستانہ عالیہ کا کونہ کونہ بھرا ہوا تھا۔ یہ جمعہ حضرت غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی مسجد میں ادا فرمایا اور اپنے خدام کو اور اپنے پروانوں کو دعاؤں کے ساتھ الوداع کیا۔ اس دن خلاف معمول روزہ گھر میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ افطار فرمایا۔ رات سیال

شریف میں بسر کی۔ حضرت صاحبزادہ غلام نصیر الدین صاحب کے صاحبزادے علاج کے لئے لاہور گئے ہوئے تھے ان کی مزاج پرسی کے لئے لاہور جانے کا پروگرام بنایا۔ سحری تناول فرمانے کے بعد حضرت غریب نواز نے، حضرت شمس العارفین کے روضہ مقدسہ پر حاضری دی اور دعائے خیر کے بعد اپنی زندگی کے آخری سفر پر روانہ ہوئے۔

سرگودھا لاہور سڑک پر (سرگودھا سے چند میل کے فاصلے پر) چک نمبر 11 کا پل ہے۔ آپ کا عمر بھر کا ڈرائیور غلام حیدر جو پینتالیس سال سے آپ کا ڈرائیور تھا، کار چلا رہا تھا، صبح کے سات بج رہے تھے۔ سورج طلوع ہو چکا تھا ہر طرف روشنی ہی روشنی تھی کہ چک نمبر 11 کے پل کے قریب غلام حیدر نے سامنے سے ایک ٹرک آتا ہوا دیکھا وہ غلط سمت سے آ رہا تھا محتاط ڈرائیور نے اپنی سابقہ روایات کے مطابق گاڑی کو اور بائیں جانب کر لیا، لیکن ٹرک نے اپنی سمت درست نہ کی تو غلام حیدر نے حضرت کی گاڑی کو کچے راستے پر اتار لیا لیکن ٹرک کا ڈرائیور معلوم نہیں نشہ میں دھت تھا یا سو رہا تھا اپنے ٹرک کو کنٹرول نہ کر سکا۔ اچانک ایک دھماکہ ہوا۔ قیامت خیز دھماکہ، جس نے گاڑی کا کچومر نکال دیا ڈرائیور غلام حیدر اپنے آقا کے قدموں میں نذرانہ جان پیش کر کے وہیں سرخرو ہوا۔

ایک دوسرا خادم اللہ بخش، جس کی چند روز بعد شادی ہونے والی تھی، وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کو شہادت کا تاج پہنا دیا گیا۔ شاید ایسے جان نثار اور جان باز خدام کے لئے ہی حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ؎

بنا کردند خوش رسمے بہ خون و خاک غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

باقی دو ساتھی حاجی محمد نواز جو حضرت کا دیرینہ اور رازدار خادم ہے اس کا بازو کئی جگہ سے ٹوٹ گیا۔ چوتھا ساتھی محمد اسلم بری طرح زخمی ہوا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL-ISLAMIA ACADEMY

حضرت قبلہ غریب نواز ڈرائیور کے ساتھ پہلی نشست پر تشریف فرما تھے۔
دھماکہ سن کر ارد گرد سے لوگ دوڑے ہوئے آئے حضرت کو باہر نکالا گیا آپ کی دائیں ٹانگ کی پنڈلی کی ہڈی گریک ہوئی تھی۔ چہرہ مبارک اور جسم کے دوسرے حصے بالکل صحیح سلامت تھے آپ کو کار سے نکال کر جب باہر چارپائی پر ڈالا گیا تو ایک آدمی نے پانی پیش کیا۔ آپ نے پینے سے انکار کر دیا۔ فرمایا: میں روزہ سے ہوں۔ پھر ٹرک میں چارپائی بچھا کر لٹا دیا گیا اور ڈسٹرکٹ ہسپتال سرگودھا لایا گیا۔
اس المناک حادثہ کی خبر، جنگل کی آگ کی طرح آناً فاناً پھیل گئی۔ لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ ہسپتال میں جمع ہو گئے۔
بھیرہ میں ہمیں شام کے بعد اس حادثہ کی اطلاع ملی، لیکن اطلاع دینے والے نے ساتھ یہ بھی بتایا: حضور بخیر وعافیت ہیں۔ دوسری صبح سویرے عیادت اور زیارت کے لئے میں مع اپنے عزیزوں کے سرگودھا پہنچا۔ اس وقت ڈاکٹر صاحبان مرہم پٹی کر رہے تھے۔ ہسپتال کا سارا کھلا میدان نیاز مندوں اور عقیدت مندوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ سب کی زبان پر کلمات شکر تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کریم آقا کو اس جانکاہ حادثہ سے بچا لیا ہے۔
ہم لوگ خوش تھے کہ تقدیر کی کمان کا تیر خطا ہوا، لیکن تقدیر ہماری کم نگاہی پر مسکرا رہی تھی۔
دو روز تک آپ ڈسٹرکٹ ہسپتال سرگودھا میں زیر علاج رہے۔ صدر محترم جنرل محمد ضیاء الحق کو جب اس سانحہ کا علم ہوا تو بے چین ہو گئے، ہر دس پندرہ منٹ کے بعد حضرت کی خبر گیری کے لئے فون کرتے رہے اور ڈاکٹروں کو تاکید کرتے رہے کہ علاج معالجہ میں کسی قسم کی کوتاہی نہ ہو۔
سترہ رمضان المبارک کو ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ آپ کو علاج کے لئے سی ایم ایچ لاہور لے جایا جائے۔ چنانچہ آپ کو وہاں لے جایا گیا وہاں کے ڈاکٹروں نے جب

www.waseemziyai.com
MARKAZ UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

انگلیوں کے ناخنوں کی رنگت دیکھی تو سراپا یاس بن گئے اور کہا کہ بہت لیٹ آئے ہو۔ سی ایم ایچ کے قابل ڈاکٹروں کی جملہ مساعی کے باوجود حکم الٰہی پورا ہوا اور وہ عظیم ہستی جو پون صدی تک چودھویں کا چاند بن کر زندگی کے افق پر نور افشانیاں کرتی رہی تھی۔ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گئی اور دار فانی سے رخت سفر باندھ کر اپنے محبوب حقیقی کی بارگاہ صمدیت میں نعمت حضوری سے شرفیاب ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

زمانہ اپنی شب غم کو منور کرنے کے لئے ایسے قائد کی تلاش میں سرگرداں رہا، لیکن صد حیف کہ اس کی یہ سعی بار آور نہ ہوئی۔ امت مسلمہ اپنے اس قائد کی یاد کو ہمیشہ سینوں سے لگائے رکھے گی جس نے ہر مشکل مرحلہ پر بڑی جرأت کے ساتھ اس کی راہنمائی فرمائی۔

حلقہ مریدین اپنے شیخ کے نورانی چہرہ کی زیارت کے لئے تڑپتے ہی رہیں گے۔ طالب علموں کے ساتھ محبت کرنے والے، علماء کی قدر و منزلت کو پہچاننے والے، اہل بیت نبوت کے ادب و احترام کا حق ادا کرنے والے، صحابہ کرام کی ناموس کے پاسبان اور شمع جمال محمدی علیہ کے ایسے دلسوختہ پروانہ، اور ذکر الٰہی سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ ہونے والے، اہل دل کی آنکھوں کے نور، اہل خرد کے پیشوا اور کاروان عشق و مستی کے قافلہ سالار، شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ محمد قمر الدین رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ بظاہر ہماری آنکھوں سے نہاں ہو گئے، لیکن ان کی عقیدت و محبت کے چراغ ہمیشہ جگمگاتے رہیں گے۔

ماخوذ مقالات

از

ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ رحمتہ اللہ علیہ

آستانہ عالیہ بھیرہ شریف

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ!

آج کل خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خلافت راشدہ کے انکار میں جس شور و شر کے مظاہرے کئے جا رہے ہیں اور امت مرحومہ کی آخرت تباہ کرنے اور اس دنیا میں افتراق و انشقاق اور فتنہ و فساد کی آگ مشتعل کرنے میں جو ہنگامے بپا کئے جا رہے ہیں اور اس تمام فتنہ پردازی اور شر انگیزی پر پردہ ڈالنے کے لئے محبت و تولی اہل بیت (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کا دعویٰ کیا جاتا ہے اور ائمہ معصومین و صادقین (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی اقتداء اور پیروی کا دم بھرا جاتا ہے۔ اگر اہل بصیرت فرقہ اہل تشیع کے نظریات کا بغور مطالعہ کریں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات گرامی اور سلف صالحین کے ایمانی جذبات اور ان کی محیر العقول اسلامی خدمات کی انجام دہی اور ان کی عقل و ادراک سے بالاتر قربانیاں بھی مطالعہ کریں تو وہ حضرات نہایت آسانی کے ساتھ یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اہل تشیع کے نظریہ اور شریعت اسلامیہ کے درمیان مکمل مخالفت اور مناقضت کی نسبت ہے اور ان کا دعویٰ محبت اہل بیت کرام سراسر بلا دلیل ہے۔

نادر اساس

مذہب شیعہ کی ابتداء کیسے اور کب ہوئی اس کے متعلق انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ صفحات میں عرض کیا جائے گا۔ سر دست یہ گذارش کرنا ہے کہ اہل تشیع نے اپنے مخصوص مذہب کی بنیاد ایسی روایات پر رکھی ہے، جو انتہائی محدود ہیں کیونکہ احادیث کے عینی شاہد یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جن کی تعداد تاریخ کی رو

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

سے ڈیڑھ لاکھ کے قریب ہے اور بجز اہل تشیع کے باقی تمام اقوامِ عالم، پیغمبر اسلام ﷺ کے ساتھ ایمان لانے والوں کی تعداد اس سے کم نہیں بتاتے تو اس قدر تعداد میں سے صرف چار یا پانچ آدمیوں کی روایات قابل تسلیم اور باقی تمام کے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی روایات ناقابل تسلیم کرتے ہیں۔ دوسرا جن اصحاب اور اماموں سے روایتیں لینا جائز بتاتے ہیں۔ ان کے متعلق اس ضروری عقیدہ کا دعویٰ کرتے ہیں کہ تقیہ اور کذب بیانی ان کا دین اور ایمان تھا (معاذاللہ ثم معاذاللہ)

ایمان کی بنیاد۔ تقیہ

اہل تشیع کی انتہائی معتبر کتاب کافی، مصنفہ (اہل تشیع کے مجتہد اعظم) ابو جعفر یعقوب کلینی، میں مستقل باب تقیہ کے لئے مخصوص ہے اور اس کو اصول دین میں شمار کیا ہے۔ نمونہ کے طور پر ایک دو روایتیں جو امام ابو عبداللہ جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہیں پیش کرتا ہوں۔

عَنْ اِبْنِ اَبِیْ عُمَیْرٍ الْاَعْجَمِیِّ قَالَ قَالَ لِیْ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَا اَبَا عُمَیْرٍ اِنَّ تِسْعَةَ اَعْشَارِ الدِّیْنِ فِی التَّقِیَّةِ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا تَقِیَّةَ لَهٗ۔

یعنی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک شیعہ ابن ابی عمیر الاعجمی سے فرمایا کہ ...... دین میں نوے فیصد تقیہ اور جھوٹ بولنا ضروری ہے اور فرمایا کہ جو تقیہ (جھوٹ) نہیں کرتا وہ بے دین ہے (باقی دس کی کسر بھی نہ رہی)

اصولِ کافی ص ۴۸۲ اور ص ۴۸۳ پر بھی کثرت کے ساتھ روایات ہیں جن میں سے دو تین نمونہ کے طور پر پیش کرتا ہوں۔

عَنْ اَبِیْ بَصِیْرٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ علیه السلام التَّقِیَّةُ مِنْ دِیْنِ اللّٰهِ قُلْتُ مِنْ دِیْنِ اللّٰهِ؟ قَالَ اِیْ وَاللّٰهِ مِنْ دِیْنِ اللّٰهِ

یعنی ابو بصیر جو امام عالی مقام امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وزیر و

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

مشیر تھا اور روایت میں اہل تشیع کا مرکز ہے کہتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تقیہ کرنا اللہ کا دین ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ کا دین ہے؟ تو امام صاحب نے فرمایا۔ اللہ کی قسم ہاں تقیہ (جھوٹ) اللہ کا دین ہے۔

عن عَبْدِاللّٰهِ ابنِ اَبِیْ یَعْفُورٍ عن عبداللّٰه علیه السلام قَالَ اِتَّقُوْا عَلٰی دِیْنِکُمْ وَاحْجَبُوْهُ بِالتَّقِیَّةِ فَاِنَّهٗ لاَ اِیْمَانَ لِمَنْ لاَّ تَقِیَّةَ لَهٗ۔

یعنی ابن ابی یعفور جو امام عالی مقام صادق علیہ السلام کا ہر وقت حاضر باش خادم تھا۔ وہ کہتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنے مذہب پر خوف رکھو اور اس کو ہمیشہ جھوٹ اور تقیہ کے ساتھ چھپائے رکھو کیونکہ جو تقیہ نہیں کرتا اس کا کوئی ایمان نہیں۔

اور صفحہ ۴۸۴ کی روایات میں سے بھی ایک دو روایتیں پیش کرتا ہوں۔

عن معمر ابن خلاد قَالَ سَأَلْتُ اَبَا الْحَسَنِ علیه السّلام عَنِ الْقِیَامِ لِلْوُلاَةِ فَقَالَ قَالَ اَبُوْ جَعْفَرَ عَلَیْهِ السّلام اَلتَّقِیَّةُ مِنْ دِیْنِیْ وَدِیْنِ آبَائِیْ وَلاَ اِیْمَانَ لِمَنْ لاَّ تَقِیَّةَ لَهٗ۔

یعنی حضرت امام موسیٰ کاظم کا خاص شیعہ معمر بن خلاد کہتا ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ ان امیروں اور حاکموں کے استقبال کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ تقیہ کرنا میرا مذہب ہے اور میرے آباؤ اجداد کا دین ہے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اور جو تقیہ نہیں کرتا ہے وہ بے دین ہے۔

اسی طرح اسی صفحہ پر محمد بن مروان اور ابن شہاب زہری کی روایتیں بھی قابل دید ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس صفحہ ۴۸۵، ۴۸۶ اور ۴۸۷ تمام کے تمام یہ صفحات تقیہ، مکر و

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

فریب اور کذب بیانی پر مشتمل روایات سے بھرے ہوئے ہیں۔
صفحہ ۴۸۶ پر معلّٰی بن الخنیس کی ایک روایت بھی یاد رکھیں۔ کہتے ہیں۔

عن معلّٰی بن خنیس قال قال ابو عبداللہ علیہ السلام یَا مُعَلّٰی اُکْتُمْ اَمْرَنَا وَلاَ تُذِعْهُ فَاِنَّهُ مَنْ كَتَمَ اَمْرَنَا وَلَمْ يُذِعْهُ اَعَزَّهُ اللّٰهُ بِهٖ فِي الدُّنْيَا وَجَعَلَهُ نُوراً بَيْنَ عَيْنَيْهِ فِي الْاٰخِرَةِ تَقُوْدُهُ اِلَى الْجَنَّةِ يَا مُعَلّٰى وَمَنْ اَذَاعَ اَمْرَنَا وَلَمْ يَكْتُمْهُ اَذَلَّهُ اللّٰهُ بِهٖ فِي الدُّنْيَا وَ نَزَعَ نُوراً مِنْ بَيْنِ عَيْنَيْهِ فِي الْاٰخِرَةِ وَجَعَلَهُ ظُلْمَةً تَقُوْدُهُ اِلَى النَّارِ يَا مُعَلّٰى اِنَّ التَّقِيَّةَ مِنْ دِيْنِيْ وَ دِيْنِ آبَائِيْ — وَلاَ دِيْنَ لِمَنْ لاَ تَقِيَّةَ لَهُ۔

یعنی امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاص شیعہ اور امام صاحب موصوف سے کثرت سے روایت کرنے والا معلّٰی بن خنیس کہتا ہے کہ امام صاحب نے مجھے فرمایا کہ ہماری باتوں کو چھپاؤ ان کو ظاہر مت کرو کیونکہ جو شخص ہمارے دین کو چھپاتا ہے اور اس کو ظاہر نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ چھپانے کے سبب سے اس کو دنیا میں عزت دے گا اور قیامت کے دن اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نور پیدا کرے گا۔ جو سیدھا جنت کی طرف اس کو لے جائے گا۔ اے معلّٰی! جو شخص بھی ہماری باتوں کو ظاہر کرے گا اور ان کو نہ چھپائے گا تو دنیا میں اللہ تعالیٰ اس سبب سے اس کو ذلیل کرے گا اور آخرت میں اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان میں سے نور سلب کرلے گا اور اس کی بجائے ظلمت اور اندھیرا بھر دے گا جو اس کو جہنم کی طرف لے جائے گا۔ اے معلّٰی تقیہ کرنا میرا دین ہے اور میرے آباؤ اجداد کا دین ہے اور جو تقیہ نہیں کرتا وہ بے دین ہے۔

غرضیکہ ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر روایتیں ہیں۔ کس کس کو لکھیں۔ اہل تشیع کی تو جس کتاب کو بھی دیکھیں تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ صادقین معصومین کی طرف

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

حق کو چھپانے اور تقیہ اور کذب بیانی پر مشتمل روایات منسوب کرنے کی غرض سے یہ کتاب تصنیف فرمائی گئی ہے۔ چونکہ کتاب "کافی کلینی" اہل تشیع کی تمام کتابوں کا منبع اور ماخذ ہے اور تمام کتابوں کی نسبت ان کے نزدیک زیادہ معتبر ہے۔ حتی کہ اس کتاب کے شروع میں اس کی وجہ تسمیہ میں جلی قلم سے یہ لکھا ہوا ہے۔ "قَالَ اِمَامُ الْعَصْرِ وَحُجَّةُ اللّٰهِ الْمُنْتَظَرُ عَلَيْهِ سَلَامُ اللّٰهِ الْمَلِكِ الْاَكْبَرِ فِيْ حَقِّهٖ هٰذَا كَافٍ لِشِيْعَتِنَا" یعنی اس کتاب کے متعلق امام حجتہ اللہ المنتظر مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے شیعوں کے لئے یہی کتاب کافی ہے۔

تو اسی لئے اس ضروری مسئلہ تقیہ و کتمانِ حق کے ثبوت میں اسی کافی کی روایات کو کافی سمجھتا ہوں۔ دل تو یہی چاہتا ہے کہ ہر ایک کتاب سے بطور نمونہ ایک ایک روایت پیش کرتا مگر طوالت کے خوف سے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

عمدہ استدلال

میں یہ کہہ رہا تھا کہ جن اصحاب سے یہ روایتیں کرنا اہل تشیع جائز سمجھتے ہیں یا بتاتے ہیں۔ ان کے متعلق کہتے ہیں کہ تقیہ اور کتمان حق ان کا عقیدہ تھا۔ اب اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ ایک انتہا درجہ محبّ اور علمبردار تشیّع جو نہی ان حضرات سے کوئی حدیث سنے گا اور کسی امر کا اظہار معلوم کرے گا تو اس کے لئے یہ یقین کرنا ضروری ہے کہ صحیح اور حق بات تو قطعاً انہوں نے فرمائی ہی نہیں۔ جو بھی ان سے روایت کی گئی ہے سراسر بے حقیقت اور واقعات کے خلاف ہے اور نفس الامر کے عکس ہے وہ بھلا اپنا اور اپنے آباؤاجداد کا دین کیسے چھوڑ سکتے ہیں یا ان کے وہ حاضر باش اور رات دن ان کے خدمت گزار جنت کو چھوڑ کر جہنم کا راستہ کیسے اختیار کر سکتے ہیں تو لہٰذا جو روایات بھی اہل تشیع کی کتابوں میں لکھی گئی ہیں اور جلسوں اور محفلوں میں بلکہ آج کل تو لاؤڈ سپیکروں کے ذریعہ بلند آہنگی کے ساتھ بیان کی جاتی ہیں سراسر کذب اور واقعات کے خلاف ہیں کون محبّ اہل بیت اور کون شیعہ ائمہ طاہرین کے صریح اور واضح و غیر مبہم

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

تاکیدی حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بے دین و ایمان و جہنمی اور ذلیل ہونا پسند کرے گا۔ اس مقدمہ کو اہل فکر کے غور و خوض کے سپرد کرتا ہوں اور گذارش یہ کرتا ہوں کہ بانیان مذہب تشیع نے اصل اور حقیقت پر مبنی دین اسلام کو ختم کر دینے اور شریعت مقدسہ کو کلیۃً فنا کر دینے کے لئے یہ سیاسی چال چلی۔ کون شخص یہ نہیں سمجھ سکتا کہ حضور اقدس ﷺ ہی اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے مابین جس طرح واسطہ ہیں اسی طرح رسول اللہ ﷺ اور حضور ﷺ کی قیامت تک آنے والی ساری امت کے درمیان حضور ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی واسطہ ہیں۔ انہی مقدس لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی کلام کی تفسیر اللہ کے رسول ﷺ سے پڑھی اور انہی مقدس لوگوں نے صاحب اسوۂ حسنہ ﷺ کے ارشاداتِ گرامیہ اور اعمال عالیہ اور سیرت مقدسہ کی دولت کو براہ راست حضور کی ذات سے حاصل کیا۔ جس کو ان کے شاگردوں یعنی تابعین نے ان سے حاصل کیا علیٰ ہذا القیاس وہ مقدس شریعت ہم تک پہنچی۔ اب جبکہ ابتدائی واسطہ یعنی صحابہ کرام ہی کی ذات قدسی صفات کو قابل اعتماد تسلیم نہ کیا جائے یعنی تین چار کے بغیر باقی ظاہری مخالفت کی بناء پر قابل اعتبار نہ رہیں اور یہ تین چار باوجود انتہائی دعویٰ محبت و تولی کے سخت ناقابل اعتماد ثابت کئے جائیں کہ جو بھی ان کی روایات ہوں گی یقیناً غلط اور خلاف واقعہ امر کی طرف راہنمائی کریں گی۔ یا تو خود ان ہستیوں نے ہی تقیۃً و کتماناً للحق غلط اور خلاف واقعہ فرمایا اور یا ان کے محبان خدمت گاران شیعوں نے بہ تعمیل ائمہ کذب، جھوٹ اور خلاف واقعہ روایت فرمائی۔ بہر صورت ان روایات کو صحیح کہنا اپنی بے دینی اور بے ایمانی پر واضح دلیل پیش کرنا ہے۔

قرآن کے متعلق عقیدہ

اب رہا قرآن کریم تو اس کے متعلق بانیان مذہب تشیع و رازداران فرقہ مذکورہ اس قرآن کریم کا صراحتاً انکار کرتے نظر آتے ہیں۔ نمونہ کے طور پر اسی اصول کافی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

صفحہ ۱۷۱ پر یہ روایت دیکھیں کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کریم کو جمع کرنے اور اس کی کتابت سے فارغ ہوئے تو لوگوں سے کہا کہ اللہ عزوجل کی کتاب یہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد (ﷺ) پر اس کو نازل فرمایا ہے اور میں نے ہی اس کو اکٹھا کیا ہے۔ جس پر لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس قرآن شریف موجود ہے ہمیں کسی نئے قرآن کی کیا ضرورت ہے۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم آج دن کے بعد تم اس قرآن کو کبھی نہ دیکھو گے۔ اسی صفحہ پر امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ایک روایت اور بھی ملاحظہ فرمالیں کہ جو قرآن حضور ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبریل علیہ السلام لائے تھے اس کی سترہ ہزار (17000) آیتیں تھیں اور غریب اہل السنت والجماعت کے پاس تو صرف چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (6666) آیات والا قرآن کریم ہے۔ اسی اصول کافی کے صفحہ ۶۷۰ پر بھی نظر ڈالتے جایئے اور اگر اس قرآن کریم سے صراحتاً انکار کی شان کسی حد تک تفصیل کے ساتھ دیکھنا چاہیں تو اصول کافی صفحہ ۲۶۱ تا ۲۶۸ و ۶۷۱ اور ناسخ التواریخ جلد ۲ صفحہ ۴۹۳ و ۴۹۴ اور تفسیر صافی جلد اول ص ۱۴ مطالعہ فرمائیں اور بانیان مذہب تشیع کی سیاست کی داد دیں کہ کس طرح صراحت اور وضاحت کے ساتھ اس فرقہ نے سرے سے قرآن شریف ہی کا انکار کیا ہے۔

شاید کہ اتر جائے......

اے میرے محترم بھائیو! حدیث کا اس طریقے سے انکار اور قرآن کا اس طرح انکار ہو تو کوئی بتائے کہ مذہب اسلام اور شریعت مقدسہ کسی طرح بھی ممکن الوجود ہوسکتی ہے؟ ممکن ہے میری اس تحریر کا جواب یا جو آگے عرض کرنے والا ہوں اس کا رد اہل تشیع حضرات لکھنے کی زحمت کریں تو میں سفارش کرتا ہوں کہ اپنے اس رسالہ میں جتنے حوالے میں نے پیش کئے ہیں ان کا مطالعہ فرمالینے کے بعد یہ تکلیف کریں تاکہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اہل علم حضرات بھی صحیح اور غلط کا اندازہ لگا سکیں اور حق و باطل میں تمیز کر سکیں اور اہل تشیع کے ذاکرین صاحبان کی زحمت بھی اکارت نہ جائے جس صاحب کو کتاب کے حوالہ دیکھنے کی ضرورت محسوس ہو تو سیال شریف آکر کتابیں دیکھ کر اپنی تسلی کر سکتا ہے۔

اہل تشیع حضرات کی مذہبی روایات اگرچہ پیش کرنا عقل اور انصاف کے لحاظ سے بالکل بے فائدہ ہے۔ کیونکہ ان کی کسی روایت کا صحیح اور مطابق واقعہ ہونا ممکن نہیں کیونکہ میں یہ نہیں مان سکتا کہ اہل تشیع نے ائمہ کرام کی اصل اور صحیح روایت بیان کی ہو اور اپنے لئے بے ایمانی اور بے دینی منتخب کی ہو اور جہنمی ہونا اختیار کیا ہو۔ بلکہ خود ائمہ کرام نے بھی حسب تصریح اصول کافی وغیرہ کوئی سچی بات ظاہر نہیں فرمائی اور اپنے آباؤاجداد کے مذہب کو نہیں چھوڑا تو پھر ایسی روایات لکھنے لکھانے کا کیا فائدہ؟ اور اہل تشیع کے خلاف ایسی روایات ان کے تیار کردہ مذہب کو کیا نقصان پہنچا سکتی ہیں یا ہمیں کیا فائدہ بخش سکتی ہیں مگر میں جو اہل تشیع کی کتابوں سے روایتیں پیش کر رہا ہوں تو میرا مقصد فقط یہ ہے کہ وہ سادہ لوح مسلمان جو ان کی ہنگامہ آرائی اور مجالس میں شرکت کرتے ہیں یا اہل تشیع کے مذہب کو بھی کسی طرح صحیح تصور کرتے ہیں۔ ان کو سوچنے اور غور کرنے کا موقع مل سکے تاکہ سوچ سمجھ کر قدم اٹھائیں اور چلنے سے پہلے منزل مقصود کا نقشہ ملاحظہ کرلیں۔ اسی غرض کے تحت یہ رسالہ لکھ رہا ہوں اور شروع سے آخر تک تمام کی تمام روایات صرف اہل تشیع کی معتبر ترین و مسلم ترین کتابوں سے لکھ رہا ہوں اور حوالہ دکھانے کا ذمہ دار ہوں۔

مذہب شیعہ کی اساس

خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خلافت کا انکار اور ان مقدس ہستیوں کی شان میں گستاخی اس تبرائی گروہ کا مابہ الامتیاز (امتیازی شان) ہے۔ اور صراحتاً خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور باقی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حق میں سب و شتم اور حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور ان کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

تمام اولاد طاہرین ائمہ معصومین کی شان میں اشارۃً و کنایۃً سب و شتم اور کذب بیانی و مکر و فریب اور کتمان حق کی نسبت کرنا اس فرقے کا خاصا لازمہ ہے جو کسی بھی عقل مند انسان سے پوشیدہ نہیں، اس مذہب کا دار و مدار جن مسائل پر ہے ان میں سب سے بڑا مسئلہ خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خلافت راشدہ کا انکار ہے۔ ان کا مذہب ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین خلفاء بر حق نہیں تھے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت غصب کر لی تھی اور حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ڈرا دھمکا کر اپنی بیعت کرنے پر مجبور کر لیا تھا اور تمام عمر اسی خوف کی وجہ سے حضرت علی شیر خدا نے ان کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ ان کی مجلس شوریٰ کے ممبر بنے رہے اور مال غنیمت منظور کرتے رہے وغیرہ وغیرہ۔ قبل اس کے کہ اہل تشیع کی معتبر ترین کتابوں سے یہ ثابت کروں کہ اہل تشیع کے تمام دعوے جھوٹے اور خلاف واقعہ ہیں یہ عرض کرتا ہوں کہ خلافت راشدہ کا زمانہ اقدس آج سے تقریباً ساڑھے تیرہ سو سال پہلے گزر چکا ہے۔ اس وقت ان کی خلافت پر اعتراض یا اس کی ناپسندیدگی کا شور و غوغا اور بے فائدہ مظاہرے بجز اس کے کہ فتنہ و شرارت پیدا کر سکیں اور ملک کے امن و امان کو متزلزل کریں اور کیا نتیجہ بر آمد ہو سکتا ہے؟ ہے کوئی بڑی سے بڑی حکومت یا کوئی بڑی سے بڑی عدالت جو ان کے غیر مستحق خلافت ہونے کی صورت میں کوئی تدارک کر سکے اور مستحق کو اس کا حق واپس دلا سکے۔ اگر وہ مقدس ہستیاں مستحق خلافت تھیں یا بقول اہل تشیع مستحق نہیں تھیں۔ بہر صورت وہ خلیفے بنے اور امور خلافت باحسن وجوہ سر انجام دیئے۔ اب ان کی شان اقدس میں سب و شتم گالی گلوچ کیا معنی رکھتا ہے اگر ان تمام لوگوں کو جو خلفائے راشدین کو بر حق اور مستحق خلافت یقین کرتے ہیں یک قلم تختہ دار پر کھینچ دیا جائے یا قتل کر دیا جائے یا خلفائے راشدین کے ساتھ بغض و عداوت غل و غش، کینہ رکھنے والے اپنے سینوں کو پیٹ پیٹ کر اڑا دیں تو بھی ان سماء رفعت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کے چمکتے ہوئے تاروں کو اور ان کی خلافتِ راشدہ کو پر کاہ کے برابر بھی نقصان نہیں پہنچ سکتا تو پھر یہ منافرت و مخاصمت اور یہ سب و شتم، یہ فتنہ پردازی اور فساد انگیزی سے کیا حاصل؟ بہتر صورت یہی تھی کہ جب ایک ہی ملک میں بسیرا کرنے کا موقع ملا تھا تو باہمی منافرت و مناقشت کو کنارے رکھ کر گزارہ کرتے اور کسی قسم کا مذہبی تخالف تھا بھی تو فریضہ تقیہ کی ادائیگی کے ساتھ ملکی امن و امان کا بھی لحاظ رہتا آخر ائمہ کرام کی تقلید بھی ضروری امر تھا جو کس طرح تصریح فرماتے ہیں کہ "اَلتَّقِيَّةُ مِنْ دِيْنِيْ وَ دِيْنِ آبَائِيْ" یعنی امام عالی مقام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب روایت کہ تقیہ کرنا میرا اور میرے آباؤاجداد کا مذہب ہے۔" اور لَا دِيْنَ لِمَنْ لَا تَقِيَّةَ لَهٗ وَلَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا تَقِيَّةَ لَهٗ۔ یعنی جو تقیہ نہیں کرتا نہ اس کا دین ہے نہ اس کا ایمان ہے۔ ایسی صورت میں تقیہ سے کام لینا ایک تو اہل تشیع کو بے ایمانی و بے دینی سے بچاتا دوسرا بلاوجہ وبلا فائدہ شرارت و فتنہ پردازی سے دور رکھتا اور باقی مسلمان غریب بھی سکھ و آرام کا منہ دیکھتے مگر وائے برحال پاکستان کہ آئے دن نئے نئے اڈے اکابر امت کی شان اقدس میں بکواس و سب و شتم بکنے کے لئے مقرر کئے جا رہے ہیں اور ملکی تعمیری اسباب ان کو یقین کیا جا رہا ہے۔ اب فقیر چاہتا ہے کہ اہل تشیع کی خدمت میں ان مقدس ہستیوں کی تصریحات پیش کرے جو اہل تشیع کے دعویٰ کے مطابق بھی پیشوا اور امام ہیں جن تصریحات کے ملاحظہ کرنے کے بعد اہل فکر و ہوش حضرات خود ہی فیصلہ فرما سکیں کہ ائمہ اور پیشوایان امت کے بالمقابل موجودہ ذاکروں ماکروں کی کچھ وقعت نہیں۔ اور ائمہ کرام کی تصریحات کے مقابلہ میں ان ذاکروں کے تخمینے اور ٹوٹل سخت خوار بیہودہ ہیں۔

نکتہ:۔ یہ بات بھی قابل گزارش ہے کہ جن مقدس ہستیوں نے اللہ اور اس کے سچے رسول ﷺ کی خوشنودی اور رضا کیلئے اپنا تن، من، دھن قربان کیا اور ایسے میں محبوب کبریا ﷺ کے ساتھ ایمان لائے کہ جب حضور ﷺ کے ساتھ ایمان لانا اور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

کائنات عالم کی دشمنی مول لینا ایک معنی رکھتا تھا اور ایسے وقت میں حضور کا ساتھ دیا جس وقت حضور کا ساتھ دینے میں مستقبل کی تمام دنیوی منزلوں میں غربت اور مصائب و آلام و تکالیف کے سوا عالم اسباب میں اور کچھ نظر نہ آتا تھا تو ایسے حالات میں ان مقدس ہستیوں نے تمام دنیوی تکالیف کو بطیب خاطر برداشت کیا اور اللہ کے سچے رسول ﷺ کے نام پر گھر بار، مال و عیال عزت و ناموس قربان کئے اور حضور ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑا تو ایسی مقدس ہستیوں کے خلوص، ان کے صدق و صفا ان کے ایمان و تصدیق کے متعلق کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ ایسے حالات میں دوسرا کون سا داعیہ ہو سکتا تھا جس کے زیر نظر ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اس قدر دکھ برداشت کئے؟ پھر ایسے جان نثاروں اور وفاداروں کی جان نثاری اور قربانی کا بدلہ جو اللہ ارحم الراحمین کی جناب سے ضروری اور لازمی ہے اس کی کیفیت اور کمیت کو بھی مد نظر رکھنا چاہئے۔ قرآن کریم کی بیسیوں آیات اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ہجرت کرنے والوں اور انصار و مہاجرین کے حق میں نازل ہوئی ہیں کہ اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے ان کے لئے جنت کے اعلیٰ و ارفع مراتب اور نعمتیں مہیا ہیں۔ ان کو بھی سامنے رکھنا چاہئے اور اس بات کو بھی پورے نظر و فکر کے ساتھ دیکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کو فرماتا ہے۔ "یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ، یعنی اے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی آپ کافروں اور منافقوں کے خلاف جہاد فرماؤ اور ان پر سختی کرو۔ اس حکم کے بعد جن مقدس ہستیوں کو اللہ کے پیارے نبی ﷺ نے اپنا ہمراز و دمساز قرار دیا سفر و حضر، ہجرت و جہاد، ہر معاملہ میں اور ہر حالت میں اپنا وزیر و مشیر مقرر فرمایا اور اپنا ساتھی و رفیق قرار دیا۔ ان ہستیوں کی شان میں گستاخی کرنا (معاذ اللہ) اور ان ہستیوں کی طرف کفر و نفاق کی نسبت کرنا کون سی دیانت ہے اور کون سا ایمان ہے۔ ذرا سوچو تو ان مقدس ہستیوں کے صدق و صفا کا انکار براہ راست مہبط وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

گستاخی کو مستلزم نہیں؟ یقیناً ہے۔ محبوب رب العالمین علیہ و آلہ واصحبہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام صحابہ مہاجرین وانصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضائل ومناقب میں آیاتِ کلام اللہ اور احادیث صحیحہ اس کثرت کے ساتھ وارد ہیں کہ جنہیں لکھا جائے تو ایک بہت بڑی مستقل کتاب بن جائے گی۔

شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ممدوح

اہل تشیع حضرات کی معتبر ترین تصانیف بھی اگر غور سے مطالعہ کی جائیں تو جھگڑا ختم ہو جاتا ہے۔ بطور نمونہ چند روایات اہل بصیرت کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور بغور مطالعہ کرنے کی درخواست کرتا ہوں۔

(۱) حضرت سیدنا امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خلافت کے زمانہ میں خطبہ میں فرماتے ہیں۔

لَقَدْ رَاَیْتُ اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صلی اللّٰه علیه وآله وسلم فَمَا اَرٰی اَحَدًا مِّنْکُمْ یَشْبَهُهُمْ لَقَدْ کَانُوْا یُصْبِحُوْنَ شُعْثًا غُبْرًا قَدْ بَاتُوْا سُجَّدًا وَّقِیَامًا یُرَاوِحُوْنَ بَیْنَ جِبَاهِهِمْ وَخُدُوْدِهِمْ وَیَقِفُوْنَ عَلٰی مِثْلِ الْجَمَرِ مِنْ ذِکْرِ مَعَادِهِمْ کَاَنَّ بَیْنَ اَعْیُنِهِمْ رُکَبُ الْمَعْزِ مِنْ طُوْلِ سُجُوْدِهِمْ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ هَمَلَتْ اَعْیُنُهُمْ حَتّٰی تَبُلَّ جُیُوْبُهُمْ وَمَادُوْا کَمَا یُمِیْدُ الشَّجَرُ یَوْمَ الرِّیْحِ الْعَاصِفِ خَوْفًا مِّنَ الْعِقَابِ وَرِجَاءً لِلثَّوَابِ۔

"حضور اقدس ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو میں نے دیکھا ہے میں تم میں سے کسی کو بھی ان کے مشابہ نہیں دیکھتا۔ وہ تمام رات سجدوں اور نماز میں گذارتے صبح کو اس حالت میں ہوتے کہ ان کے بال پریشان اور غبار آلودہ ہوتے تھے، (شب کو) ان کا آرام جبینوں اور رخساروں میں (طویل سجدوں کی وجہ سے) ہوتا تھا۔ اپنی عاقبت کی یاد سے دہکتے ہوئے

کوئلے کی طرح (بھڑک) اٹھتے سے زیادہ اور لمبے لمبے سجدوں کی وجہ سے ان کے ماتھے دنبوں کے گھٹنوں کی طرح ہو گئے تھے۔ اللہ کا نام جب (ان کے سامنے) لیا جاتا تو ان کی آنکھیں بہہ پڑتیں یہاں تک کہ ان کے گریبان بھیگ جاتے اور اللہ کے عذاب کے خوف اور ثواب کی امید میں اس طرح کانپتے جیسے آندھی میں درخت کانپتا ہے۔"

(نہج البلاغۃ خطبہ ۹۶ مطبوعہ ایران، تہران)

(۲) حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اپنے زمانہ خلافت میں فرماتے ہیں:۔

وَاعْلَمُوْا عِبَادَاللّٰهِ اَنَّ الْمُتَّقِيْنَ ذَهَبُوْا بِعَاجِلِ الدُّنْيَا وَآجِلِ الْآخِرَةِ فَشَارَكُوْا اَهْلَ الدُّنْيَا فِیْ دُنْيَاهُمْ وَلَمْ يُشَارِكْهُمْ اَهْلُ الدُّنْيَا فِیْ اٰخِرَتِهِمْ سَكَنُوا الدُّنْيَا بِاَفْضَلِ مَاسُكِنَتْ وَاَكَلُوْهَا بِاَفْضَلِ مَا اُكِلَتْ فَحَظُوْا مِنَ الدُّنْيَا بِمَا حَظِیَ بِهِ الْمُتْرَفُوْنَ وَاَخَذُوْا مِنْهَا مَا اَخَذَهُ الْجَبَابِرَةُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ ثُمَّ انْقَلَبُوْا عَنْهَا بِالزَّادِ الْمُبَلِّغِ وَالْمُتْجَرِ الرَّابِحِ اَصَابُوْا لَذَّةَ زُهْدِ الدُّنْيَا فِیْ دُنْيَاهُمْ وَتَيَقَّنُوْا اَنَّهُمْ جِيْرَانُ اللّٰهِ غَدًا فِیْ اٰخِرَتِهِمْ لَا تُرَدُّ لَهُمْ دَعْوَةٌ وَلَا يَنْقُصُ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنْ لَذَّةٍ ۱۲

"اللہ کے بندو! جان لو کہ متقی پرہیزگار لوگ (وہی تھے جو) دنیا و آخرت کی نعمتیں حاصل کر کے گزر چکے ہیں، وہ ہستیاں اہل دنیا کے ساتھ ان کی دنیا میں شریک ہوئیں لیکن اہل دنیا ان کی آخرت میں ان کے ساتھ شریک نہ ہو سکے وہ مقدس ہستیاں دنیا میں سکونت پذیر اس طرح ہوئیں جیسا کہ سکونت اختیار کرنے کا حق تھا اور دنیا کی نعمتوں سے کھایا جیسا کہ حق تھا اور دنیا کی ہر اس نعمت سے ان ہستیوں نے حصہ پایا جس سے بڑے بڑے متکبرین اہل دنیا نے حصہ پایا۔ اور دنیوی مال و دولت جاہ و حشمت جس قدر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بھی بڑے بڑے جابرین متکبرین نے حاصل کی ہے اتنی ہی انہوں نے حاصل کی، پھر یہ ہستیاں صرف زاد آخرت لے کر اور آخرت میں نفع دینے والی تجارت کو ساتھ رکھ کر دنیا سے بے رغبت ہوئے۔ یہ لوگ دنیا کی بے رغبتی کی لذت کو اپنی دنیا میں حاصل کر چکے اور یقین کر چکے تھے کہ کل اللہ سے ملنے والے ہیں۔ اپنی آخرت میں یہ وہ لوگ تھے جن کی کوئی دعا نامنظور نہیں ہوتی تھی۔ اور ان کی آخرت کا حصہ دنیاوی لذات کی وجہ سے کم نہیں ہوگا۔ (نہج البلاغہ خطبہ ۲۷)

(۳) حضرت سیدنا و مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اپنے زمانہ خلافت میں فرماتے ہیں:۔

فَاِنَّ اَهْلَ السَّبْقِ بِسَبْقِهِمْ وَ ذَهَبَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ بِفَضْلِهِمْ۔

(اسلام اور اعمال صالحہ کے ساتھ) سبقت لینے والے اپنی سبقت کے ساتھ فائز المرام ہو چکے اور مہاجرین اولین گذر چکے۔ (نہج البلاغہ خطبہ ۱۷)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ. وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

اگرچہ اجماعی طور پر مہاجرین اوّلین اور انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مدح و ثنا اور منقبت کے بارے میں اہل تشیع کی تقریباً ہر کتاب میں ائمہ معصومین طاہرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خطبات اور ملفوظات موجود ہیں لیکن خصوصیت کے ساتھ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مناقب اور رفعت شان کے متعلق اہل تشیع کی مسلم اور معتبر کتابوں کی عبارات بھی بطور نمونہ ملاحظہ فرمادیں۔

کشف الغمہ کا تعارف

کتاب کشف الغمہ فی مناقب الائمہ مصنفہ عیسیٰ ابن ابی الفتح الاربلی جو اہل تشیع کی مستند اور معتبر ترین کتاب ہے اور مصنف مذکور غالی شیعہ ہے جس کے غلو فی التشیع کا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

نمونہ ہدیہ قارئین کرتا ہوں:۔

وَمِنْ اَغْرَبِ الْاَشْيَاءِ وَاَعْجَبِهَا اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ قَوْلَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ مَرَضِهٖ مُرُوْا اَبَابَكْرٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ نَصٌّ خَفِيٌّ فِيْ تَوْلِيَةِ الْاَمْرِ وَتَقْلِيْدِهٖ اَمْرَ الْاَئِمَّةِ وَهُوَ عَلٰى تَقْدِيْرِ صِحَّةٍ لَا يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ وَمَتٰى سَمِعُوْا حَدِيْثًا فِيْ اَمْرِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَقَلُوْهُ عَنْ وَجْهِهٖ وَصَرَفُوْهُ عَنْ مَدْلُوْلِهٖ وَاَخَذُوْا فِيْ تَاْوِيْلِهٖ بِاَ بْعَدِ مُتَحَمَّلَاتِهٖ مُنْكِبِّيْنَ عَنِ الْمَفْهُوْمِ مِنْ صَرِيْحَةٍ اَوْ طَعَنُوْا فِيْ رَاوِيْهِ وَضَعَّفُوْهُ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَعْيَانِ رِجَالِهِمْ وَذَوِي الْاَمَانَةِ فِيْ غَيْرِ ذٰلِكَ عِنْدَهُمْ هٰذَا مَعَ كَوْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ وَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَالْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَعِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ الْخَارِجِيْ وَغَيْرِهِمْ مِنْ اَمْثَالِهِمْ مِنْ رِجَالِ الْحَدِيْثِ عِنْدَهُمْ وَ رِوَايَاتُهُمْ فِيْ كُتُبِ الصِّحَاحِ عِنْدَ هُمْ ثَابِتَةٌ عَالِيَةٌ يُقْطَعُ بِهَا وَ يُعْمَلُ عَلَيْهَا فِيْ اَحْكَامِ الشَّرْعِ وَقَوَاعِدِ الدِّيْنِ وَمَتٰى رَوٰي اَحَدٌ عَنْ زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَعَنِ ابْنِهِ الْبَاقِرِ وَابْنِهِ الصَّادِقِ وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْاَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ نَبَذُوْا رِوَايَتَهٗ وَاَطْرَحُوْهَا وَاَعْرَضُوْا عَنْهَا فَلَمْ يَسْمَعُوْهَا وَقَالُوْا رَافِضِيٌّ لَا اعْتِمَادَ عَلٰى مِثْلِهٖ وَاِنْ تَلَطَّفُوْا قَالُوْا شِيْعَةٌ مَا لَنَا وَلِنَقْلِهٖ مُكَابَرَةٌ لِلْحَقِّ وَعُدُوْلًا عَنْهُ وَرَغْبَةً فِي الْبَاطِلِ وَ مَيْلًا اِلَيْهِ وَاتِّبَاعًا لِقَوْلِ مَنْ قَالَ اِنَّا وَجَدْنَا آبَائَنَا عَلٰى اُمَّةٍ اَوْ لِعِلْمٍ رَاَوْمَا جَرَتِ الْحَالُ عَلَيْهِ اَوَّلًا مِنَ الْاِسْتِبْدَادِ بِمَنْصَبِ الْاِمَامَةِ فَقَامُوْا بِنَصْرِ ذٰلِكَ مُحَامِيْنَ عَنْهُ غَيْرَ مُظْهِرِيْنَ لِبُطْلَانِهٖ وَلَا مُعْتَرِفِيْنَ بِهٖ اِسْتِنَانًا بِحَمِيَّةِ الْجَاهِلِيَّةِ الخ

"سب سے زیادہ عجیب وغریب یہ بات ہے کہ یہ لوگ (اہل السنۃ والجماعۃ) کہتے ہیں کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی حالت بیماری میں فرمانا

کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ان کی امر خلافت کے لئے اور حضور ﷺ کی امت کی امامت و امارت کے لئے نص خفی ہے اس روایت کو اگر سچا بھی مان لیا جائے تو بھی یہ روایت خلافت پر دلالت نہیں کرتی۔ اور یہ لوگ جب علی علیہ السلام کی خلافت کے بارے میں کوئی حدیث سنتے ہیں تو اس حدیث کو صحیح توجیہ سے ہٹا دیتے ہیں اور اس کے اصل معنے سے اس کو پھیر دیتے ہیں اور اس میں تاویلیں کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اس کے بعید تر احتمالات کی وجہ سے اس کو صریح مفہوم سے پھیر دیتے ہیں یا اس حدیث کے راویوں پر اعتراض کرتے ہیں اگرچہ وہ راوی ان کے مشہور رواۃ میں سے ہوں اور باقی روایتوں میں ان کے نزدیک ثقہ اور امانت دار ہی کیوں نہ ہوں باوجود اس کے کہ معاویہ ابن ابی سفیان اور عمرو بن عاص و مغیرہ بن شعبہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور عمران بن حطان ان کے نزدیک حدیث کے راوی ہیں اور ان کی روایتیں ان کے نزدیک جو صحیح کتابیں ہیں ان میں درج ہیں۔ جن کے ساتھ استدلال کیا جاتا ہے اور شرعی احکام اور قواعد دین میں ان پر عمل کیا جاتا ہے اور جب کوئی امام زین العابدین علی بن حسین اور ان کے صاحبزادے امام محمد باقر اور ان کے صاحبزادے امام جعفر صادق علیہم السلام سے روایت کرتا ہے تو اس کو پھینک دیتے ہیں اور اس سے روگردانی کرتے ہیں پس وہ نہیں سنتے اور کہتے ہیں کہ یہ راوی رافضی ہے۔ اس قسم کے راوی پر بھروسہ نہیں اور اگر مہربانی سے کام لیں تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ راوی شیعہ ہے اس کی روایت نقل کرنے سے ہمیں کیا واسطہ۔ یہ جو کرتے ہیں تو حق سے مقابلہ کرنے اور حق سے روگردانی کرنے اور باطل کی طرف میل و رغبت کرنے کی وجہ سے اور ان لوگوں کی اتباع کرتے ہوئے جنہوں نے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کہا کہ ہم نے اپنے آبا کو ایک طریقے پر دیکھا ہے اور ہم انہی کی پیروی کریں گے یا شاید ان لوگوں نے منصب امامت کے ساتھ ابتداء ہی میں ظلم شروع ہو جانے کو دیکھا تو اسی ظلم کی اعانت کے لئے کھڑے ہو گئے ایسی حالت میں اس سے الگ رہنے والے نہیں تھے اور اس کے بطلان کو ظاہر نہیں کرتے تھے اور نہ اس کو تسلیم کرتے تھے۔ (کشف الغمۃ فی مناقب الائمۃ ص ۸۵ مطبوع دار الطباعۃ کو لائی محمد حسین تہرانی سنۃ ۱۲۹۴ ہجری)

کشف الغمہ کی گواہی

اس عبارت کے بعد کتاب کشف الغمہ کے متعلق مزید تحقیق کی ضرورت نہیں رہتی کہ اس کا مصنف سخت غالی شیعہ خلافت راشدہ کا منکر ہے اور اہل السنۃ والجماعۃ اس کے نزدیک گمراہ ہیں اور اس کا ایک ایک لفظ اہل السنۃ والجماعۃ پر آتشبازی کی مثال ہے اس دعویٰ کی صداقت یا کذب کے متعلق تو اہل فکر و ہوش خود ہی فیصلہ کریں گے۔ اس موقع پر اسی کتاب کے چند حوالے جو حضرت امام عالی مقام زین العابدین علی بن الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے صاحبزادے امام عالی مقام سیدنا محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے مروی ہیں۔ اس توقع کے ساتھ پیش کرتا ہوں کہ مدعیان محبت وولا تو کسی صورت میں بھی ان کی روایات کو رد نہ فرمائیں گے اور نہ پھینکیں گے اور نہ ہی ان سے روگردانی فرمائیں گے بلکہ سنیں گے اور سن کر ایمان لائیں گے۔ ذرا باادب ہو کر سنئے!!

وَقَدِمَ عَلَيْهِ نَفَرٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَقَالُوْا فِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تعالیٰ عنهم فَلَمَّا فَرِغُوْا مِنْ كَلَامِهِمْ قَالَ لَهُمْ اَلَا تُخْبِرُوْنِيْ اَنْتُمُ الْمُهَاجِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصَّادِقُوْنَ قَالُوْا لَا قَالَ فَاَنْتُمُ الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَلاَ یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ قَالُوْا لاَ قَالَ اَمَّا اَنْتُمْ قَدْ تَبَرَّأْتُمْ اَنْ تَکُوْنُوْا مِنْ اَحَدِ هٰذَیْنِ الْفَرِیْقَیْنِ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنَّکُمْ لَسْتُمْ مِّنَ الَّذِیْنَ قَالَ اللّٰهُ فِیْهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلاَ تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلاًّ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اُخْرُجُوْا عَنِّیْ فَعَلَ اللّٰهُ بِکُمْ ۱۲

اور امام زین العابدین کی خدمت اقدس میں عراقیوں کا ایک گروہ حاضر ہوا۔ آتے ہی (حضرت) ابو بکر (حضرت) عمر (حضرت) عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں بکواس بکنا شروع کر دیا۔ جب چپ ہوئے تو امام عالی مقام نے ان سے فرمایا کہ کیا تم یہ بتا سکتے ہو کہ تم وہ مہاجرین اولین ہو جو اپنے گھروں اور مالوں سے ایسی حالت میں نکالے گئے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رضا چاہنے والے تھے۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد و اعانت کرتے تھے اور وہی سچے تھے تو عراقی کہنے لگا کہ ہم وہ نہیں، امام عالی مقام نے فرمایا کہ پھر تم وہ لوگ ہو گے جنہوں نے اپنے گھربار اور ایمان ان مہاجروں کے آنے سے پہلے تیار کیا ہوا تھا ایسی حالت میں کہ وہ اپنی طرف ہجرت کرنے والوں کو دل سے چاہتے تھے اور جو کچھ مال و متاع مہاجرین کو دیا گیا تھا اس کے متعلق اپنے دلوں میں کسی قسم کا حسد یا بغض اور کینہ محسوس نہ کرتے تھے اگرچہ وہ خود حاجت مند تھے مگر (پھر بھی) مہاجرین کو اپنے پر ترجیح دیتے تھے؟ تو اہل عراق کہنے لگے کہ ہم وہ بھی نہیں ہیں۔ امام عالی مقام نے فرمایا کہ تم اپنے اقرار سے ان دونوں جماعتوں (مہاجرین و انصار) میں سے ہونے کی براءۃ کر چکے ہو اور میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ تم ان مسلمانوں میں سے بھی نہیں جن کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "اور وہ مسلمان لوگ جو مہاجرین وانصار کے بعد آئیں گے وہ یہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ سبقت لے چکے ہیں اور ایمان والوں کے متعلق ہمارے دلوں میں کسی قسم کا کھوٹ، بغض اور کینہ حسد یا عداوت نہ ڈال۔" (یہ فرما کر امام عالی مقام نے فرمایا) میرے یہاں سے نکل جاؤ۔ اللہ تمہیں ہلاک کرے۔ (آمین ثم آمین)
(کشف الغمۃ ص ۱۹۹ مطبوعہ ایران)

ایک اور معتبر گواہ

کتاب ناسخ التواریخ جلد ۲۔ کتاب احوال امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفحہ ۵۹۰ سطر نمبر ۱۳، پر امام الساجدین زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گرامی بھی ملاحظہ فرمالیں اور اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ (الحدیث) پر حق الیقین کریں۔

طائفہ از حد معارف کوفہ با زید بیعت کردہ بودند در خدمتش حضور یافتہ گفتند رحمک اللہ در حق ابی بکر (الصدیق) و عمر چہ گوئی؟ فرمودہ در بارۂ ایشاں جز بخیر سخن نکنم و از اہل خود نیز در حق ایشاں جز سخن خیر نشنیدہ ام و ایں سخناں منافی آں روایتے است کہ از عبداللہ بن العلا مسطور افتاد بالجملہ زید فرمود ایشاں بر کسے ظلم و ستم نراندند و بکتاب خدا و سنت رسول کار کردند۔

"یعنی کوفہ کے مشہور ترین لوگوں کے ایک گروہ نے جس نے حضرت زید ابن زین العابدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے بیعت کی ہوئی تھی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اللہ آپ پر رحمت کرے۔ ابو بکر صدیق اور عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ میں ان کے حق میں سوائے کلمہ خیر کے اور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کچھ کہنے کے لئے تیار نہیں اور اپنے خاندان سے بھی ان کے حق میں سوائے خیر کے میں نے کچھ نہیں سنا۔ (صاحب ناسخ التواریخ کہتے ہیں) عبداللہ بن علا سے جو روایت کی جاتی ہے۔ امام کا یہ فرمان اس روایت کے سراسر خلاف ہے حاصل یہ ہے کہ حضرت زید بن علی نے فرمایا کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کسی پر بھی ظلم و ستم نہیں کیا اور اللہ کی کتاب اور سنت رسول ﷺ پر کاربند رہے۔

رافضی کون ہیں

کتاب ناسخ التواریخ جلد ۲۔ احوال زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفحہ ۵۹۱ سطر ۱۱ تا ۱۷ کا بھی مطالعہ فرمائیں۔ اور الولد سر لابیہ کی تصدیق فرماویں:۔

بالجملہ چوں مردماں در حق عمر و ابو بکر (صدیق) (رضی اللہ عنہما) آں کلمات را از زید بشنیدند گفتند ہمانا تو صاحب نیستی، امام از دست برفت و مقصود ایشاں امام محمد باقر علیہ السلام بود۔ آنگہ از اطراف زید متفرق شدند زید فرمود "رَفَضُوْنَا الْیَوْمَ۔" یعنی ما را امروز گذاشتند و گزشتند و ازاں ہنگام ایں جماعت را رافضیہ گفتند رفض بتحریک و تسکین ماندن چیزے را و بجبر گذاشتن ستور است و رفیض و مرفوض بمعنی متروک است۔ روافض گروہے را گویند کہ رہبر خود را راندند، وازوے باز گشتند و جماعت از شیعاں باشند۔ در مجمع البحرین مذکور است کہ رافضہ و روافض کہ در حدیث وارد است۔ فرقہ از شیعہ ہستند کہ رفضوا یعنی ترکوا زید ابن علی ابن الحسین علیہم السلام راہر گاہے کہ ایشاں را از طعن در حق صحابہ منع فرمود وچوں مقالہ او را بشنیدند معلوم ساختند کہ از شیخین تبری نجست او را بگذاشتند و بگذشتند و ازیں پس ایں لفظ در حق کسے استعمال میشود کہ و دریں مذہب [illegible] طعن درباره صحابہ رانیز جائز بشمارد

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

(حاصل یہ کہ) جب ان عراقیوں نے حضرت امام زین العابدین کے صاحبزادے حضرت زید کی زبان فیض ترجمان سے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تعریف سنی تو کہنے لگے کہ یقیناً آپ ہمارے امام نہیں ہیں اور امام (بھی آج کے دن سے) ہمارے ہاتھ سے گیا ان کا مقصود تھا۔ امام محمد باقر علیہ السلام۔ اس وقت زید کی طرف داری سے اور ان کی حاضری سے الگ ہوگئے جس پر حضرت زید نے فرمایا کہ آج سے یہ لوگ رافضی بن گئے ہیں یعنی ہمیں آج کے دن سے ان لوگوں نے چھوڑ دیا اور چلے گئے اس وقت سے اس جماعت کو رافضی کہتے ہیں۔ رَفض اور رَفض کا معنی ہے کسی چیز کا رہ جانا اور رِفض کا معنی ہے سواری کو واگزار کرنا۔ اور رفیض اور مرفوض کا معنی ہے متروک ہونا۔ روافض اس گروہ کو کہتے ہیں جس نے اپنے امام اور رہبر کو چھوڑ دیا اور اس سے منہ پھیر لیا اور شیعوں کی جماعت سے ہو گیا۔ اور مجمع البحرین میں ہے کہ رافضہ اور روافض جو حدیث شریف میں آیا ہے اس سے مراد شیعوں کا فرقہ ہے کیونکہ یہ رافضی بن گئے اور انہوں نے امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت زید کا انکار کر دیا اور ان کو چھوڑ دیا کیونکہ آپ نے ان کو صحابہ کرام کی شان میں طعن کرنے سے منع فرمایا تھا۔ جب ان لوگوں نے اپنے امام کا ارشاد سمجھ لیا اور معلوم کر لیا کہ وہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے بارے میں تبرا برداشت نہیں کرتے تو ان لوگوں نے ان کو چھوڑ دیا اور نکل گئے اس کے بعد لفظ رافضی اس شخص کے حق میں استعمال ہونے لگا کہ جو اس مذہب میں غلو کرتا ہے اور صحابہ کرام کے حق میں طعن کرنا جائز سمجھتا ہے۔

بھائیو! جب حضرت امام عالی مقام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام

کے حق میں طعن کرنے والوں کو اپنی مجلس سے نکال دیا اور دفعہ کیا اور فرمایا کہ نکل جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں ہلاک کرے تو ان کے صاحبزادے اپنے والد ماجد کی سنت کو کیوں نہ اپناتے اور کیوں نہ سختی کے ساتھ اس پر عمل فرماتے الولد سر لابیہ کا یہی معنی ہے۔ یوں رفض اور تشیع کا ہم معنی ہونا، مصداقاً متحد ہونا تو اہل تشیع کی اس معتبر ترین کتاب نے پوری اور مکمل تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا جو کسی تبصرہ کا محتاج نہیں۔

رہا یہ امر کہ جس حدیث کی طرف اہل تشیع کی معتبر کتاب مجمع البحرین نے اشارہ کیا اور صاحب ناسخ التواریخ نے اس کا ذکر کیا وہ کون سی حدیث ہے تو یہ وہی حدیث ہے جس حدیث کے متعلق کافی (کتاب الروضہ) ص ۱۶ میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم ان لوگوں نے تو تمہارا نام رافضی نہیں رکھا بلکہ تمہارا نام اللہ تعالیٰ نے رافضی رکھا ہے۔ کافی کی بعینہٖ عبارت پیش کرتا ہوں۔

(کافی شیعہ کی معتبر ترین کتاب ہے جس کے متعلق کئی دفعہ حوالے گزر چکے ہیں)

قَالَ قُلْتُ جَعَلْتُ فِدَاكَ فَاِنَّا قَدْ نَبَذْنَا نَبزاً انْكَسَرَتْ لَهُ ظُهُوْرُنَا وَمَاتَتْهُ اَفْئِدَتُنَا وَاسْتَحَلَّتْ لَهُ الْوُلَاةُ دِمَاءَ نَا فِىْ حَدِيْثٍ رَوَاهُ لَهُمْ فُقَهَاءُ هُمْ قَالَ فَقَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ عليه السّلام اَلرَّافِضَةُ؟

قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَاهُمْ سَمَّاكُمْ بَلِ اللّٰهُ سَمَّاكُمْ ط

یعنی ابو بصیر نے (جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاص الخاص شیعہ ہے) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان جاؤں ہمیں ایک ایسا لقب دیا گیا ہے جس لقب کی وجہ سے ہماری ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ چکی ہے اور جس لقب کی وجہ سے ہمارے دل مردہ ہو چکے ہیں اور اس کی وجہ سے حاکموں نے ہمیں قتل کرنا مباح اور جائز قرار دیا ہے وہ لقب ایک حدیث میں ہے جس حدیث کو ان کے فقہاء نے روایت کیا ہے ابو بصیر کہتے ہیں کہ امام جعفر

صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رافضہ کے متعلق حدیث؟ ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ امام صاحب نے فرمایا کہ خدا کی قسم ان لوگوں نے تمہارا نام رافضی نہیں رکھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام رافضی رکھا ہے۔

رافضیوں کو قتل کر دو

یہی رافضیوں والی حدیث احتجاج طبرسی مطبوعہ ایران میں بھی موجود ہے۔ اگرچہ اہل تشیع کی کتاب کافی کی روایت کے بعد اہل تشیع کی خدمت میں اس حدیث کی توثیق کے متعلق مزید شہادت کی ضرورت نہیں علی الخصوص ایسی حالت میں کہ جب امام صاحب اس حدیث کی تفسیر میں اور اس کی توثیق میں یہ فرمادیں کہ اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام رافضی رکھا ہے مگر ہم چاہتے ہیں کہ مؤمنین کو خوش کرنے کے لئے بطور استشہاد ایک حدیث پیش کر ہی دیں:۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ لَهُمْ نَبزٌ يُقَالَ لَهُمُ الرَّافِضَةُ يُعْرَفُوْنَ بِهِ يَنْتَحِلُوْنَ شِيْعَتَنَا وَلَيْسُوْا مِنْ شِيْعَتِنَا وَآيَةُ ذٰلِكَ أَنَّهُمْ يَشْتِمُوْنَ اَبَابَكْرٍ وَّ عُمَرَ اَيْنَمَا اَدْرَكْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّهُمْ مُشْرِكُوْنَ ۔

”حضرت سیدنا علی المرتضیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک فرقہ نکلے گا جس کا خاص لقب ہوگا جس کو لوگ رافضی کہیں گے۔ اسی لقب کے ساتھ ان کی پہچان ہوگی۔ وہ لوگ ہمارے شیعہ ہونے کا دعویٰ کریں گے درحقیقت وہ ہماری جماعت سے نہیں ہوں گے اور ہماری جماعت سے نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وہ لوگ ابو بکر (صدیق) اور عمر (فاروق اعظم) (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے حق میں سب بکیں گے تو ان کو قتل کر دینا کیونکہ وہ مشرک ہوں گے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اس حدیث کی صحت کے متعلق صرف اس قدر گزارش کافی ہے کہ بعینہ وہی الفاظ اور وہی مضمون جو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش ہوا اور جس کی تصدیق حضرت امام جعفر صادق نے فرمادی۔ اس حدیث میں موجود ہے۔ اس لئے اگرچہ یہ حدیث ہم کتاب کنزالعمال سے پیش کر رہے ہیں اور یہ کتاب اہل تشیع کے نزدیک معتبر نہیں مگر اس حدیث کا ان کے نزدیک بھی صحیح ہونا کسی مزید دلیل کی طرف محتاج نہیں۔ جیسا کہ عرض کر چکا ہوں۔ کنزالعمال میں یہ حدیث اور اس کے ہم معنی باقی احادیث ملاحظہ فرمانا ہو تو جلد ۶ صفحہ ۸۱ پر دیکھیں۔

اب مسلمانوں کے کس گروہ سے بھی امام صاحب نے جن کو شمار نہیں کیا وہ کون ہیں؟ جن کو امام عالی مقام نے اپنی مجلس سے دفع فرمایا اور ان کے ساتھ وہی سلوک فرمایا جو کفار کے ساتھ کرنا واجب ہے (واغلظ علیھم) ان کا عقیدہ اور مذہب کیا تھا؟ ان کے حق میں یہ فرمانا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ہلاک کرے کس نظریہ کے تحت ہے؟ مدعیان محبت و تولی تو امام عالی مقام سیدنا زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ جھٹلائیں گے بلکہ ان پر ایمان لائیں گے اور ان کے مذہب اور عقیدہ کی تقلید کریں گے اور ان کے صاحبزادے امام عالی مقام سیدنا محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید بن امام زین العابدین کا ارشاد اقدس بھی مشعل راہ بنائیں گے۔

ہاں! وہ صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں

امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب اقدس اور آپ کا نظریہ بھی اسی کتاب (کشف الغمہ) کے صفحہ ۲۲۰ میں ملاحظہ فرمادیں:۔

وعن عروة عن عبداللّٰه قَالَ سَألتُ اَبَا جَعْفَرَ مُحمد بن علی علیهما السّلام عَنْ حِلْیَةِ السُّیُوْفِ فَقَالَ لاَ بَاْسَ بِهٖ قَدْ حَلّٰی اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ رَضِی اللّٰه عَنْه سَیْفَهٗ قُلْتُ فَتَقُوْلُ الصِّدِّیْقُ؟ قَالَ فَوَثَبَ وَثْبَةً وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَقَالَ نَعَمْ الصِّدِّیْقُ نَعَمْ الصِّدِّیْقُ نَعَمْ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

الصِّدِّیْقُ فَمَنْ لَمْ یَقُلْ لَهُ الصِّدِّیْقُ فَلاَ صَدَقَ اللّٰهُ لَهُ قَوْلاً فِی الدُّنْیَا وَلاَ فِی الْاٰخِرَۃِ۔ ۱۲

"امام عالی مقام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شیعہ صاحب نے مسئلہ دریافت کیا کہ یا حضرت تلواروں کو زیور لگانا جائز ہے یا نہیں؟ امام صاحب نے فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تلوار کو زیور لگایا ہوا تھا۔ شیعہ صاحب نے عرض کیا کہ آپ بھی ان کو صدیق کہتے ہیں۔ اس پر امام عالی مقام اچھل پڑے اور قبلہ شریف کی طرف رخ انور کر کے فرمایا کہ ہاں وہ صدیق ہیں۔ ہاں وہ صدیق ہیں۔ ہاں وہ صدیق ہیں جو ان کو صدیق نہیں کہتا اللہ اس کے کسی قول کو نہ دنیا میں سچا کرے نہ آخرت میں۔ ۱۲ (کشف الغمہ ص ۲۲۰)

ہے کوئی ذی شعور؟

اب ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ امام عالی مقام کے ارشاد گرامی پر کس کا ایمان ہے اور کون ان کے ارشاد کو نہیں مانتا؟ اہل السنۃ والجماعت غریب تو امام عالی مقام کے ایک دفعہ فرمانے پر آمنا وصدقنا کا نعرہ لگاتے ہیں۔ مدعیان محبت وتولی کے انتظار میں ہیں کہ پانچ دفعہ فرمانے کے باوجود بھی ایمان لاتے ہیں یا نہیں؟

کیوں جناب امام عالی مقام کا نظریہ کیا تھا؟ اور ان کے سچے غلام اور سچے حلقہ بگوش کون ہیں؟ اب رہا یہ امر کہ جو شخص صدیق اکبر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق نہیں کہتا اس کے متعلق امام عالی مقام کی یہ بد دعا کہ "اللہ تعالیٰ اس کے کسی قول کو دنیا و آخرت میں سچا نہ کرے۔" خطا تو جا نہیں سکتی۔ غالباً بلکہ یقیناً یہی تقیہ کی لعنت ہی ہو سکتی ہے جس سے کوئی شخص ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق نہ کہنے والا خالی نہیں۔ غرضیکہ تمام ائمہ معصومین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک ابو بکر صدیق ہیں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بہت ممکن ہے کہ مدعیان محبت اہل بیت اپنے عقیدے پر امام عالی مقام کے مذہب اوران کے عقیدے کو قربان کرتے ہوئے یہ کہنا شروع کردیں کہ امام صاحب نے قبلہ رو ہو کر عمداً جان بوجھ کر خلاف واقعہ فرمایا۔ مگر کوئی مسلمان ان علمبر داران صدق وصفا کی شان اقدس میں اس قسم کی گستاخی کی جرأت نہیں کرسکتا۔

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کذب بیانی اور خلاف واقعہ امر کا اظہار ان کی شان ارفع سے بہت دور ہے بلکہ منا قض ہے۔

دوسرا نقل کفر کفر نباشد۔ اگر کذب بیانی یا تقیہ جائز سمجھتے تو کسی مخالف کے سامنے نہ کہ اپنے شیعہ کے سامنے جو منکر خلفائے راشدین تھا۔ بلکہ اہل تشیع کے نظریہ کے تحت تو برعکس تقیہ کرتے کیونکہ ایک ہمراز ودمساز کے سامنے تقیہ کرنا سخت بے محل بات ہوتی ہے اور یہاں الٹا معاملہ تھا۔ شاید شیعہ مذہب میں قسم اٹھا کر ہمیشہ اور ہر بات میں ہر جگہ جھوٹ بولنا عبادت ہو؟

صاحب کشف الغمہ

یہ بلاث بھی عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کا مصنف کوئی معمولی ذاکر ماکر نہیں بلکہ اہل تشیع میں ساتویں صدی کا مجتہد اعظم گزرا ہے۔ مجتہدین ایران نے ان کی منقبت میں جو الفاظ لکھے ہیں ان میں سے چند بطور نمونہ پیش کرتا ہوں۔

شیعوں کے ایک مجتہد اعظم مجد الدین الفضل جو ۶۹۲ ہجری میں مصنف سے ملے بھی ہیں ان کے حق میں لکھتے ہیں۔ "ملک الفضلاء غرۃ العلماء قدوۃ الادباء نادرۃ عصرہ، نسیج وحدہ المولیٰ الصاحب المعظم فی الدنیا والدین فخر الاسلام والمسلمین جامع شتات الفضائل البرز فی حلبات السبق علی الآواخر والاوائل ابی الحسن علی بن السعید فخر الدین بن عیسیٰ ابی الفتح الاربلی امد اللہ الکریم فی شریف عمرہ"۔ اسی طرح مجتہد ایران محمد باقر بن محمد ابراہیم خونسازی اور کربلائی محمد حسین طہرانی وغیرہ نے ان کو مجتہد اعظم بلکہ ملک الفضلاء، وغرۃ العلماء کے القاب کے ساتھ لکھا ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

زیادہ غور طلب بات یہ ہے کہ یہ روایات جو آئمہ صادقین سے اس مصنف نے اپنی کتاب میں لکھی ہیں ان کے متعلق کسی قسم کا تبصرہ یا رائے زنی کی جرأت نہیں کی۔ اس زمانہ کے مدعیان محبت و تولے کو اپنے دعویٰ محبت و تولی پر بطور دلیل ائمہ طاہرین معصومین صادقین رضوان، اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مذہب کی تقلید اور ان کے فرمان کی تعمیل ضروری ہے ورنہ دعوے بلادلیل کی زندہ مثال اہل تشیع کا ایک ایک فرد ثابت ہوگا۔ جب کتاب کا مصنف مسلم شیعہ ان کا ملک الفضلاء غرۃ العلماء نادرۃ العصر ان کا مولی معظم ان کا فخر الاسلام والمسلمین جامع شتات الفضائل اور جانے کیا کیا ہے اور کتاب بھی ان کی مسلم حدیث کی ہے جو شروع سے آخر تک آئمہ طاہرین کی روایتیں لاتا ہے اور جہاں کہیں بھی ذرہ برابر گنجائش دیکھتا ہے، تشیع پرور رفض نوازی سے نہیں چوکتا۔ تو ایسی کتاب کی روایت اور وہ بھی ائمہ طاہرین سے اور پھر ذرہ برابر گنجائش نہ ملنے کے باعث ذرہ برابر اپنی طرف سے کوئی تبصرہ اور کوئی جواب یا کسی قسم کی رائے زنی نہیں کرتا تو برادران وطن بھی ان احادیث کو صحیح توجیہہ سے ہٹانے کی زحمت گوارا نہ فرمائیں اور اس کے واضح غیر مبہم معنی سے اس کو نہ پھیریں اور بعید از قیاس احتمالات کے ساتھ اس کی تاویلیں کرنے کی بے فائدہ تکلیف نہ فرماتے ہوئے امام کے ارشاد کو بگاڑنے کی ناکام کوشش نہ کریں نہ ہی اس کے راویوں کو ناصبی یا از راہ رفتہ کہیں۔

معصوم ائمہ پر اعتراض

علم الصدق والصفی سیدنا امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صریح اور واضح و غیر مبہم ارشاد کی شان دیکھئے اور روایت بھی تمام تر ائمہ صادقین طاہرین معصومین سے ہے۔ میں انتظار میں ہوں کہ محبت و تولے کے دم بھرنے والے اس فرمان پر کہاں تک ایمان لانے کے لئے تیار ہوتے ہیں؟ ایک عجیب و غریب اعتراض بھی اس روایت پر سن لیں جو شیعوں کے محقق طوسی نے یہ روایت اپنی کتاب تلخیص

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

الشافی میں لکھ کر کیا ہے۔ کہتا ہے کہ روایت بیشک ائمہ کرام سے ہے مگر اس کے راوی ایک ایک ہیں۔ اس لئے اس پر اعتبار نہیں کرنا۔ یعنی امام جعفر صادق صاحب اکیلے اپنے والد امام محمد باقر سے روایت کرتے ہیں اور صرف امام محمد باقر صاحب اپنے والد امام زین العابدین سے روایت فرماتے ہیں اور صرف امام زین العابدین اس روایت کو حضرت علی سے بیان فرماتے ہیں لہٰذا یہ خبر احاد اور نا قابل اعتماد الشیعہ ہے مگر غالباً یہ کہنا بھول گیا کہ صرف حضرت علی خلفائے راشدین کو امام الہدیٰ اور شیخ اسلام اور مقتدیٰ و پیشوا کہہ رہے ہیں اور صرف وہی ان کو اپنے پیارے فرما رہے ہیں لہٰذا اس پر کیا اعتبار؟

مگر ہم شیعوں کی تسلی کے لئے چودہ آدمیوں سے بیک وقت روایت پیش کرتے ہیں جو کتاب الشافی جلد ۲ صفحہ ۴۲۸ مطبوعہ نجف اشرف میں موجود ہے۔

اِنَّ عَلِیًّا علیه السّلام قَالَ فِیْ خُطْبَتِهٖ خَیْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَ فِیْ بَعْضِ الْاَخْبَارِ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ خَطَبَ بِذٰلِكَ بَعْدَ مَا اُنْهِیَ اِلَیْهِ اَنَّ رَجُلاً تَنَاوَلَ اَبَابَکْرٍ وَ عُمَرَ بِالشَّتِیْمَةِ فَدَعٰی بِهٖ وَتَقَدَّمَ بِعَقُوْبَتِهٖ بَعْدَ اَنْ شَهِدُوْا عَلَیْهِ بِذٰلِكَ۔ ۱۲

"یعنی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خطبے میں فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد حضور کی تمام امت میں سے افضل ابو بکر اور عمر ہیں بعض روایتوں میں واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ حضرت شیر خدا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اطلاع پہنچی کہ ایک شخص نے (غالباً کسی شیعہ نے) حضرت ابو بکر (صدیق) اور حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی شان میں سب بکا ہے جس پر امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو بلایا اور اس کے سب بکنے پر شہادت طلب فرمائی (یعنی باقاعدہ مقدمہ چلایا) اور شہادت گزرنے کے بعد اپنے دست حیدری کے ساتھ اس کو واصل جہنم فرمایا اور مبتلاء عقوبات گردانا۔

(شافی و تلخیص الشافی جلد ۲ صفحہ ۴۲۸۔ مطبوعہ نجف اشرف)

تو فتنہ باز ہے

اسی کتاب کے اسی صفحہ پر ایک اور روایت بھی ملاحظہ فرمادیں۔

وَرَوٰی جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَلَیْهِم السَّلام قَالَ لَمَّا اسْتُخْلِفَ اَبُوْبَکْرٍ جَاءَ اَبُوْسُفْیَانَ فَاسْتَاذَنَ عَلٰی عَلِیّ علیه السّلام قَالَ اُبْسُطْ یَدَكَ اُبَایِعْكَ فَوَاللّٰهِ لَاَمْلَأَنَّهَا عَلٰی اَبِیْ فَیْصَلٍ خَیْلاً وَّ رِجْلاً فَانْزَوٰی عَنْهُ علیه السّلام وَقَالَ وَیْحَكَ یَا اَبَا سُفْیَانَ هٰذِهٖ مِنْ دَوَاهِیْكَ وَقَدِ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ مَا زِلْتَ تَبْغِی الْاِسْلَامَ عِوَجًا فِی الْجَاهِلِیَّةِ وَالْاِسْلَامِ وَوَاللّٰهِ مَاضَرَّ الْاِسْلَامُ ذٰلِكَ شَیْئًا مَازِلْتَ صَاحِبَ فِتْنَةٍ۔ ۱۲

"امام جعفر صادق اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں اور وہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں اور وہ اپنے والد (امام زین العابدین) سے روایت فرماتے ہیں کہ جب (حضرت) ابو بکر (صدیق) خلیفہ بنے تو ابو سفیان نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی (اور حاضر ہوا) اور عرض کی کہ آپ ہاتھ بڑھائیں میں آپ سے بیعت کرتا ہوں۔ خدا کی قسم اس علاقہ کو سواروں اور پیدلوں سے بھر دوں گا۔ (اگر حضور خوف کی وجہ سے خلافت کا اعلان نہیں فرمارہے اور تقیۃً خاموش ہیں) یہ سن کر حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس سے روگردانی فرمائی اور فرمایا کہ ابو سفیان تیرے لئے سخت افسوس ہے یہ خیالات تیری تباہ کاریوں کی دلیل ہیں حالانکہ ابو بکر (صدیق) کی خلافت پر صحابہ کا متفقہ اور اجماعی فیصلہ ہو چکا ہے تو تو ہمیشہ کفر اور اسلام کی حالت میں فتنہ اور کجروی ہی تلاش کرتا رہا ہے۔ خدا کی قسم (صدیق اکبر) ابو بکر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کی خلافت کسی طرح بھی اسلام کے لئے غیر مفید نہیں ہو سکتی اور تو تو
ہمیشہ فتنہ باز ہی رہے گا۔ ۱۲

لیجئے جناب! یہ حدیث بھی امام عن امام عن امام عن امام غرضیکہ اس حدیث کی
سند بھی تمام تر ائمہ معصومین صادقین پر مشتمل ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ ان کے ساتھ
دوسرا شاہد موجود نہیں۔ ورنہ شیعوں کے محقق طوسی ان پر ایمان لا چکے ہوتے کاش!
شیعوں کا پیشوا اس بات پر ایمان رکھتا کہ ائمہ ہدیٰ کے ارشاد سے زیادہ اور کوئی چیز قابل
یقین اور لائق اعتبار نہیں ہو سکتی۔ اور ان کے ارشاد پر یقین کرنے کے لئے کسی
دوسری شہادت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

عمر بزبان علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ایک روایت اور بھی ملاحظہ فرماتے جایئے۔ کتاب الشافی لعلم الہدیٰ جلد ۲ صفحہ
۴۲۸ مطبوعہ نجف اشرف۔

وروی جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر بن عبداللّٰہ لَمَّا غُسِلَ
عُمَرُوَ كُفِّنَ دَخَلَ عَلِيٌّ عليه السلام فقال صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ مَا عَلَى
الْاَرْضِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَلْقَى اللّٰهَ بِصَحِيْفَةِ هٰذَا الْمُسْتَجٰى بَيْنَ
اَظْهُرِكُمْ۔ ۱۲

امام جعفر صادق، امام محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ جب (امیر
المومنین) عمر شہید ہوئے اور ان کو کفن پہنایا گیا۔ تو حضرت علی المرتضیٰ
تشریف لائے اور فرمایا اس پر اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ (رحمتیں و برکتیں) ہوں۔
تمام روئے زمین پر میرے نزدیک کوئی چیز اس سے زیادہ پسندیدہ نہیں کہ
میں اللہ سے ملوں اور میرا اعمال نامہ بھی اس کفن پوش کے اعمال نامہ کی
طرح ہو جو اس وقت تمہارے سامنے موجود ہے۔ ۱۲

سبحان اللہ! مولیٰ مرتضیٰ تو ان کے اعمال نامہ کے ساتھ رشک فرما رہے ہیں اور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OVAIS
ISLAMIA ACADEMY

مدعیان تولی ان کو غاصب اور ظالم کہہ رہے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کس کی سنیں اور کس کی نہ سنیں؟ مولیٰ مشکل کشاء کو سچا مانیں یا ان مدعیان محبت وتولے کو؟ اس سے زیادہ بھی کوئی تعجب انگیز صورت پیدا ہوسکتی ہے۔ کہ کتابیں بھی اہل تشیع کی نہایت معتبر اور روایات بھی شروع سے آخر تک ائمہ صادقین طاہرین معصومین کی اور ان کتابوں کی کتابت بھی تہران یا نجف اشرف میں مشہور غالی شیعوں کی زیر نگرانی اور پھر روایات پر اہل تشیع ایمان نہ لائیں تو کہنا پڑتا ہے کہ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ۔ یہ بھی یاد رکھئے کہ سید مرتضیٰ مصنف کتاب شافی کے متعلق ملا مجلسی نے اپنی کتاب حق الیقین صفحہ ۱۵۰ مطبوعہ ایران میں لکھا ہے کہ ''از اکابر علمائے امامیہ است'' (یعنی شیعوں کے بہت بڑے علماء میں سے ہے) اور ابو جعفر طوسی کے متعلق بھی تمام مجتہدین شیعہ امام الطائفہ لکھتے ہیں۔ اس کی اپنی کتاب بھی اس کے غالی شیعہ ہونے کی تصدیق کرتی ہیں۔

خلفاء ثلاثہ بزبان ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اہل تشیع کی معتبر ترین کتاب ناسخ التواریخ جلد ۵ کتاب ۲ صفحہ ۱۴۳، ۱۴۴ (قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

فِیْ اَبِیْ بَکْرٍ (اَلصِّدِیْقِ) رَحِمَ اللّٰہُ اَبَابَکْرٍ کَانَ وَاللّٰہِ لِلْفُقَرَآءِ رَحِیْمًا وَّلِلْقُرْآنِ تَالِیًا وَعَنِ الْمُنْکَرِ نَاهِیًا وَبِدِیْنِہٖ عَارِفًا وَّمِنَ اللّٰہِ خَائِفًا وَّعَنِ الْمَنْهِیَّاتِ زَاجِراً وَّبِالْمَعْرُوْفِ آمِرًا وَّبِالَّیْلِ قَائِمًا وَّبِالنَّهَارِ صَائِمًا فَاقَ اَصْحَابَہٗ وَرْعًا وَکَفَافًا وَسَادَهُمْ زُهْدًا وَّعَفَافًا فَغَضِبَ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ یُّنَقِّصُہٗ وَیَطْعَنُ عَلَیْہِ

اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے ابوبکر (صدیق) پر کہ اللہ کی قسم وہ فقیروں کے لئے رحیم اور قرآن کریم کی ہمیشہ تلاوت کرنے والے، بری باتوں سے منع کرنے والے، اپنے دین کے عالم، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے، ناپسندیدہ اعمال

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

سے ہٹانے والے، اچھی چیزوں کا حکم دینے والے، رات کو خدا سے لو لگانے والے، اور دن کو روزہ رکھنے والے تھے تمام صحابہ پر پرہیزگاری اور تقویٰ میں فوقیت حاصل کر چکے تھے دنیا سے بے رغبتی اور پاکدامنی میں سب سے زیادہ تھے پس جو شخص ان کی شان میں تنقیص کرے یا ان پر طعن کرے تو ان کی شان میں تنقیص کرنے والے پر خدا کا غضب۔ ۱۲

شان فاروقی میں بھی ایک تصریح ملاحظہ ہو (ناسخ التواریخ جلد ۵ کتاب ۲ صفحہ ۱۴۴)

رَحِمَ اللّٰهُ اَبَاحَفْصٍ كَانَ وَاللّٰهِ حَلِيْفَ الْاِسْلَامِ وَمَاْوٰى الْاَيْتَامِ وَمُنْتَهٰى الْاِحْسَانِ مَحَلَّ الْاِيْمَانِ وَكَهْفَ الضُّعَفَاءِ وَمَعْقِلَ الْحُنَفَاءِ وَقَامَ بِحَقِّ اللّٰهِ صَابِراً مُّحْتَسِبًا حَتّٰى اَوْضَحَ الدِّيْنَ وَفَتَحَ الْبِلَادَ وَآمَنَ الْعِبَادَ اَعْقَبَ اللّٰهُ مَنْ يُنَقِّصُهُ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

یعنی اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے ابا حفص عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خدا کی قسم کہ وہ اسلام کے سچے ہمدرد تھے۔ یتیموں کے آسرا تھے۔ احسان کے اعلیٰ مرتبہ پر متمکن تھے۔ ایمان کا مرکز تھے۔ ضعیفوں کی جائے پناہ تھے۔ متقی اور پرہیزگاروں کے ملجاء و ماویٰ تھے اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت فرمائی۔ جس میں تکلیفوں اور مصیبتوں پر صبر کرنے والے تھے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہنے والے تھے یہاں تک کہ دین روشن کیا۔ ملکوں کو فتح کیا اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو خوف سے بچا کر امن میں رکھا۔ جو شخص بھی ان کی شان کو گھٹائے وہ قیامت تک اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق ہے۔ ۱۲

اسی طرح شان ذی النورین سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ملاحظہ فرماویں۔

(ناسخ التواریخ جلد ۵ کتاب ۲ صفحہ ۱۴۴)

رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ كَانَ وَاللّٰهِ اَكْرَمَ الْهَفَدَةِ وَاَفْضَلَ الْبَرَرَةِ هَجَّاداً

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

بِالْاَسْحَارِ كَثُرَ الدُّمُوْعِ عِنْدَ ذِكْرِ النَّارِ نَهَّاضًا عِنْدَ كُلِّ مَكْرُمَةٍ سَبَّاقًا اِلٰى كُلِّ مُنْجِيَةٍ حَبِيْبًا وَّفِيًّا صَاحِبَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ وَحِمُوًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَعْقَبَ اللّٰهُ مَنْ يَّلْعَنُهٗ لَعْنَةَ الّلَاعِنِيْنَ

اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر اللہ کی قسم وہ رسول اللہ ﷺ کے شریف ترین داماد تھے۔ اور مقدس لوگوں سے افضل تھے۔ بہت تہجد پڑھنے (نماز) والے تھے۔ نار جہنم کی یاد کرتے وقت بہت رونے والے تھے۔ ہر بہترین کام میں، ہر نجات دینے والے پہلو کی طرف سب سے زیادہ سبقت کرنے والے تھے۔ غزوۂ تبوک میں اسلامی لشکر کی اعانت کرنے والوں کے سردار تھے اور رسول اللہ ﷺ کے قریبی رشتہ دار تھے جو ان کی شان میں سبّ کرتا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہے اور ان لوگوں کی لعنت ہے جو لعنت کرنے والے ہیں۔

ذرا غور فرمائیں

محترم بھائیو! میں خدا کو حاضر و ناظر یقین کرتے ہوئے مذہبی تعصب کو درکنار رکھ کر محض حق پسندی اور انصاف سے عرض کرتا ہوں کہ ائمہ طاہرین کی اس قدر واضح اور غیر مبہم تصریحات سے انکار کرنا اور ان کی بعید از قیاس تاویلیں کرنا ان کے اصل مفہوم اور معنی سے انحراف کر کے عقل اور صحیح نظر و فکر کے خلاف توجیہیں کرنا صرف اس شخص سے ممکن ہے جو دل سے ان کے ساتھ ایک رائی کے برابر بھی الفت نہیں رکھتا اور اس کے دل میں ان مقربین بارگاہ صمدی کی ذرہ بھر وقعت نہیں۔ صرف زبانی دعویٰ یا محرم کے چند دنوں میں ہنگامہ آرائی ائمہ صادقین کے صریح ارشادات کی خلاف ورزی کا تدارک نہیں کر سکتی۔ اور ان ائمہ ہُدیٰ کے واضح تر احکامات اور ان کے حلفیہ بیانات اور قسمیہ تصریحات کو خلاف واقعہ اور جھوٹ یقین کرنے والا محب اور مومن نہیں ہو سکتا۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کافی کتاب الروضہ مطبوعہ لکھنو صفحہ ۹۹ بھی مطالعہ فرماتے جایئے۔

یُنَادِی مُنَادٍ فِیْ اَوَّلِ النَّهَارِ اَلاَ اِنَّ فُلاَنَ بْنَ فُلاَنٍ شِیْعَتُهُمْ هُمُ الْفَائِزُوْنَ وَیُنَادِی اٰخِرَ النَّهَارِ اَلاَ اِنَّ عُثْمَانَ وَشِیْعَتَهُمْ هُمُ الْفَائِزُوْنَ

یعنی صبح کو ندا دینے والا ندا دیتا ہے کہ ہوش سے خبردار ہو کر سنو کہ فلاں ابن فلاں اور ان کا گروہ وہی ہیں۔ جو فائز المرام ہیں اور شام کو ایک ندا دینے والا یہ ندا دیتا ہے۔ ہوش سے خبردار ہو کر سنو کہ عثمان اور ان کا گروہ وہی ہیں جو فائز المرام ہیں۔

"فلاں" سے کون مراد ہیں؟ تو اہل تشیع کی عادت ہے کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی اگر ناچار لکھنا پڑ جائے تو "فلاں" لکھ کر سبکدوش ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کے سائے سے بھی اس طرح بھاگتے ہیں کہ دوسرا راستہ اختیار کرتے ہوئے فلاں کہہ دیتے ہیں۔ اہل تشیع نے اپنی کتابوں میں کئی جگہ یہ طرز اختیار کیا ہے۔ مثلاً کتاب نہج البلاغۃ خطبہ ۲۱۹۔ مطبوعہ ایران۔

اَللّٰهُ بِلاَدُ فُلاَنٍ فَلَقَدْ قَوَّمَ الْاَعْوِجَاجَ وَدَوٰی الْجَهْلَ اَقَامَ السُّنَّةَ وَخَلَّفَ الْفِتْنَةَ وَذَهَبَ نَقِیَّ الثَّوْبِ قَلِیْلَ الْعَیْبِ اَصَابَ خَیْرَهَا وَسَبَقَ شَرَّهَا اَدّٰی اِلَی اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ طَاعَتَهٗ وَتَقْوٰتَهٗ بِحَقَّةِ رَجُلٍ وَتَرَکَهُمْ فِیْ طُرُقٍ مُّتَشَعِّبَةٍ لاَیَهْتَدِیْ فِیْهَا الضَّالُّ وَلاَ یَسْتَیْقِنُ الْمُهْتَدٰی۔ ۱۲

یعنی اللہ تعالیٰ ہی جزائے خیر عطا فرمائے فلاے لوبس نے کجروی کو قطعی طور پر درست کیا اور جہالت کی مرض کی دوا کی جس نے سنت کو قائم کیا اور فتنہ کو پیچھے دھکیلا۔ دنیا سے پاکدامن اور بے عیب ہو کر گیا۔ بھلائی اور خیر کو حاصل کیا اور فتنہ و شر سے پہلے چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی عبادت کماحقہٗ ادا

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

کی۔ وہ رخصت ہوگیا اور لوگوں کو اس طرح پریشان حالت میں چھوڑ گیا کہ گمراہ ہدایت نہیں پاسکتا اور ہدایت یافتہ یقین نہیں کرسکتا۔

حضرت امام الائمہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس خطبے کی شرح میں صاحب بحتہ الحدائق اور ابن ابی الحدید اور منہاج البراعتہ اور لاہجی اور ابن میثم تصریح کرتے ہیں کہ ''فلاں'' سے مراد عمر ہیں البتہ ابن میثم ابوبکر (الصدیق) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بھی کہتے ہیں۔ الدرۃ النجفیہ میں ہے کہ ابوبکر صدیق مراد ہیں۔

شہید کربلا کی بے خبری؟

نہج البلاغۃ کی یہ شروح متعصب اور غالی اہل تشیع نے کی ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ صاحب بحتہ الحدائق اس خطبے کی شرح میں آخر میں کہتے ہیں شیر خدا نے بطور ''تقیہ'' امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس قدر تعریف فرمائی ہے۔ بہرحال ہم نے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی کلام پاک اور ان کا ارشاد گرامی پیش کرنا ہے۔ ان کے مافی الضمیر المنیر کے متعلق خدا جانے اور وہ جانیں شاید امام عالی مقام علیم الصدق والصفا شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تقیہ کرنے کا مسئلہ معلوم نہ ہوگا ورنہ جب گھر میں تقیہ ضروری امر تھا تو غربت وسفر میں علی الخصوص عترت معصومین کے ساتھ تو ضرور وہ بھی تقیہ کرتے اور خانوادۂ نبوت کو شہید نہ کراتے اور بامن وامان مدینہ طیبہ تشریف لے جاتے۔ اہل تشیع کو یہ لدنی اور صدری علوم زندہ جاوید ہستیوں کا ماتم منانے اور مقتدایانِ امت کے حق میں سب وشتم بکنے سے حاصل ہوگئے۔

نصیب اپنا اپنا

بھائی یہ تو اپنی اپنی قسمت کی بات ہے۔ اگر باب مدینۃ العلم کا نظریہ، ان کا مذہب، ان کا عقیدہ، ان کی رازداری کا شرف اور ان کے باطنی علوم نہ معلوم ہوسکے تو مظلوم کربلا کو اور ان کے افکار واسرار مافی الضمیر کا علم حاصل ہوگیا تو شیعہ کو مگر

سر داد نداد دست در دست یزید　　　　حقا کہ بنائے لا الہ است حسین

تقیہ نہ کرنے والے پر جو بے پناہ فتوے اور ان کی تکفیر اہل تشیع کی ام الکتب یعنی کافی کلینی میں موجود ہیں کہ اس کا مستقل باب باندھا ہے جس کو دیکھ کر الاماں والحفیظ بے ساختہ منہ سے نکل جاتا ہے اور اہل تشیع کے صدق وصفا اور ان کی صاف باطنی کی داد دینی ضروری ہو جاتی ہے۔ جس کا نمونہ عرض کر چکا ہوں۔

حضرت امام حسین حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فرزند، ان کے شاگرد، ان کے خلیفہ، ان کے فیض یافتہ اور یہ شیعہ حضرات ان تمام نعمتوں سے محروم تو پھر یہ نعمت عظمٰی ان کو نصیب ہوگئی کہ باطنی علوم سے صرف اور صرف یہی فیض حاصل کر سکے اور امام (معاذ اللہ) محروم رہ گئے تلک اذاً قسمۃ ضیزی۔

بہر حال ہم ظاہر بینوں کو مدعیان محبت و تولی کی انتہائی معتبر کتابوں میں ائمہ طاہرین معصومین صادقین کی سند سے جو روایات پہنچی ہیں۔ ہم تو انہی پر اکتفا کرتے ہوئے گزارش کرنے کے اہل ہیں اور امام عالی مقام شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ظاہری طرز عمل اور ان کی ظاہری تعلیم کو اہل بیت کرام کے صدق وصفا کا علم سمجھتے ہیں اور اسی پر قناعت کر سکتے ہیں۔ میدان کربلا کا ذرہ ذرہ ہمیں جس صاف باطنی اور غیر خدا کے خوف سے بے دھڑک ہو کر صدق بیانی کی طرف بلاتا رہے گا۔ ہم تو بھائی اسی کو شیر خدا کا نظریہ یقین کرتے رہیں گے اور جب تک روضہ اطہر کو میدان کربلا میں دیکھتے رہیں گے ہماری آنکھیں تو کسی دوسرے صدری علم کو دیکھ نہیں سکتیں۔ اپنی اپنی استعداد ہے۔

شیر خدا بیعت کرتے ہیں

حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات اور وہ بھی ائمہ معصومین کی سند کے ساتھ۔ آپ ان کا نمونہ تو دیکھ ہی چکے۔ اب ہم آپ کو شیر خدا کا طرز عمل بھی پیش کرتے ہیں۔ ناسخ التواریخ جلد ۲۔ صفحہ ۴۲۳ مطبوعہ ایران۔

''پس از ہفتاد شب با ابو بکر بیعت کرد و بروایتے پس از شش ماہ با ابو بکر بیعت کرد۔''
یعنی ستر دنوں کے بعد حضرت علی المرتضٰی نے حضرت ابو بکر کے ساتھ بیعت کی (رضی اللہ عنہما) اور ایک روایت میں ہے کہ چھ ماہ کے بعد بیعت کی۔

ہاں جی ضرور کی، اگر چھ سال کے بعد ہی بیعت کرتے تو بھی اس کو بیعت کرنا ہی کہا جاتا۔ اب اس تاخیر کے اسباب تو اس واقعہ کو تیرہ سو سڑسٹھ سال ہو گئے ہیں۔ جو راوی دو ماہ دس دن سے کھینچ تان کر چھ ماہ تک لے جاسکتے ہیں۔ وہ ایک آدھ دن سے دو ماہ تک بھی لے جاسکتے ہیں۔ دوسرا چھ ماہ کے عرصہ تک جس نے کربلا کا سامان مہیا نہیں فرمایا اور آخر پورے غور و خوض کے بعد بیعت ہی کو اختیار فرمایا۔ انہی کی رائے عالی صائب تھی۔

الٹی منطق

تیسرا کتاب شافی لعلم الہدیٰ جو غالی ترین شیعہ کی تصنیف ہے اور کتاب تلخیص جو شیعوں کے محقق طوسی کی تصنیف ہے جن کا حوالہ گزر چکا ہے ان میں صاف صاف روایت امام جعفر صادق، امام محمد باقر سے اور وہ امام زین العابدین سے فرماتے ہیں کہ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو ابوسفیان نے ان کی خلافت کو ناپسند کر کے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر کرنے کی انتہائی کوشش کی۔ جس پر شیر خدا نے ان کو وہ ڈانٹ دی کہ تا قیامت عبرت رہے گی۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کو سراہا۔ اور اس کو برحق تسلیم فرمایا۔ اس واقعہ سے تقیہ یا جبراً بیعت کا سوال ہی اٹھ جاتا ہے۔ جب اس قدر فوج مہیا تھی تو پھر خوف کاہے کا تھا؟ نیز جبراً بیعت کا فائدہ ہی کیا تھا۔ جب جبراً ووٹ کی پرچی بھی حاصل نہیں کی جاسکتی تو وعدۂ اطاعت و وفا جبراً حاصل کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ اور پھر تقیہ اور جبراً بیعت کرنا بھی انوکھی منطق کا قضیہ ہے۔

بھائی تقیہ کا تو معنی ہی یہی ہے کہ ظاہر میں طرفدار اور دل سے بیزار۔ تو پھر مجبور ہونا اور نقل کفر کفر نباشد، گھسیٹنے کی نوبت آنا اور (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) گلے میں رسا ڈلوا کر گھسیٹنے کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

حالت میں مسجد میں جانا بھی عجیب رضا مندی اور طرف داری کا اظہار ہے۔ دراصل اہل تشیع بیعت نہ کرنے اور ناخوشنودی کے جتنے احتمالات ہو سکتے ہیں بیک وقت پیش کر کے محبوب خدا ﷺ کے صحابہ میں باہمی اختلافات ثابت کرتے وقت عقل سے بھی تقیہ کر جاتے ہیں اور یہی ایک تقیہ تمام تر شیعہ مذہب کے درد کی دوا ہے شیعوں کی کتاب کافی میں کئی جگہ شیر خدا کا خلفائے راشدین سابقین کے ساتھ بیعت کرنے کا ذکر ہے۔ مگر اکثر مقامات پر یہی لکھا ہوا ہے کہ مجبور ہو کر اور (معاذ اللہ العظیم) گلے میں رسا ڈلوا کر کشاں کشاں وعدۂ اطاعت کیلئے بیعت کرنے کی خاطر شیر خدا تشریف لے گئے اور شیر خدا نے تقیہ کیا ہوا تھا۔ یعنی ظاہر میں ان کے ساتھ تھے اور اندرونی طور پر بیعت کرنا نہیں چاہتے اہل تشیع کے فضلا سے کوئی پوچھے کہ ظاہراً طرفداری اور جبر و اکراہ کی باہمی آمیزش و امتزاج تو سمجھاؤ کہیں آپ اجتماع نقیضین کی مثال تو نہیں دے رہے؟ یا مانعۃ الجمع کو محقق الوجود تو نہیں بتا رہے؟ اس جبر و اکراہ اور تقیہ کی باہمی امتزاج اور آمیزش کی شان دیکھنی ہو تو ناسخ التواریخ جلد ۲ صفحہ ۶۲، ۴۴۹ اور کتاب حملہ حیدری مصنفہ علامہ باذل کا مطالعہ فرماویں۔ کافی کتاب الروضہ مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۱۳۹ کی عبارت بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔

عن ابی جعفر علیه السلام قَالَ اِنَّ النَّاسَ لَمَّا صَنَعُوْا اِذْ بَايَعُوْا اَبَابَكْرٍ لَمْ يَمْنَعْ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ علیه السّلام اَنْ يَدْعُوَ اِلٰى نَفْسِهٖ اِلَّا نَظْراً لِلنَّاسِ وَتَخَوُّفًا عَلَيْهِمْ اَنْ يَرْتَدُّوْا عَنِ الْاِسْلَامِ فَيَعْبُدُوْا اَوْثَانًا وَّلَا يَشْهَدُوْا اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَكَانَ الْاَحَبُّ اِلَيْهِ اَنْ يُقِرَّهُمْ عَلٰى مَاصَنَعُوْا مِنْ اَنْ يَّرْتَدُّوْا عَنْ جَمِيْعِ الْاِسْلَامِ وَاِنَّمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ رَكِبُوْا فَاَمَّا مَنْ لَمْ يَصْنَعْ ذٰلِكَ وَدَخَلَ فِيْمَا دَخَلَ فِيْهِ النَّاسُ عَلٰى غَيْرِ عِلْمٍ وَلَا عَدَاوَةٍ لِاَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ علیه السلام فَاِنَّ ذٰلِكَ لَايُكَفِّرُهٗ وَلَا يُجَحِّدُهٗ مِنَ الْاِسْلَامِ فَلِذٰلِكَ كَتَمَ

www.waseemziyai.com
MARKAZ ULOOMIL ISLAMIA ACADEMY

عَلِیٌّ علیه السلام اَمرَہٗ وَبَایَعَ مُکْرَھًا حَیْثُ لَمْ یَجِدْ اَعْوَانًا۔ ۱۲
یعنی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیعت کرنا شروع کیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھ بیعت کرنے کیلئے لوگوں کو اس خوف سے نہ بلایا کہ لوگ مرتد ہو جائیں گے اور بت پرستی شروع کر دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا چھوڑ دیں گے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں کے مرتد ہو جانے سے زیادہ پسند یہ بات تھی کہ صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بیعت کرنے پر لوگوں کو برقرار رکھیں۔ کیونکہ صدیق اکبر کے ساتھ بیعت نہ تو لوگوں کو کافر بناتی تھی اور نہ ہی اسلام سے خارج کرتی تھی اس لئے حضرت علی علیہ السلام نے اپنے امر کو چھپایا اور مجبور ہو کر بیعت کی۔

سوچیں ذرا

سب سے بڑی بات تو شان حیدری کا لحاظ رکھنا ہے کہ وہ شیر خدا کسی خوف یا ڈر کی بنا پر بیعت کرنے والے تھے یا نہ؟ دوسرا امام حسین کا اسی بیعت کے سوال میں سر دے دینا اور بیعت کیلئے ہاتھ نہ دینا نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور ان باپ بیٹے کے نظریات میں خلاف و تضاد تصور نہیں کیا جا سکتا۔ تیسرا شان حیدری کے برعکس اگر تقیہ و مجبوراً بیعت کا انعقاد فرض بھی کر لیا جاوے تو حسب ارشاد مرتضوی (نہج البلاغۃ خطبہ نمبر ا و ناسخ التواریخ جلد ۳ حصہ ۲ صفحہ ۳۲، ۴۸ پر جو آگے مذکور ہوگا) کہ زبیر یہ خیال کرتا ہے کہ اس نے صرف ہاتھ سے بیعت کی ہے اور دل سے نہیں کی تو بیعت کرنے کا اس نے یقیناً اقرار کیا اور بیعت کرنے والے زمرہ میں داخل ہو گیا الخ۔ چوتھا حضرت زبیر نے جو بیعت کی تھی جس کو حضرت علی صحیح

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بیعت قرار دے رہے ہیں وہ بھی حسب تصریح ناسخ التواریخ جلد ۳، حصہ نمبر ۲ صفحہ ۷ انتہائی جبر و اکراہ کی بنا پر تھی دیکھو اصل عبارت ناسخ التواریخ۔

از پس او اشتر روئے بازبیر کرد فقال قم یا زبیر واللہ لا ینازع احد الا وضربت قرطہ بھذا السیف علی، گفت اے زبیر برخیز و بیعت کن۔ سوگند با خدائے ہیچکس از منازعت بیروں نشود الا آنکہ سرش برگیرم پس زبیر برخواست و بیعت کرد۔ الخ

یعنی حضرت علی کے خادم خاص اشتر نے حضرت زبیر کی طرف منہ کر کے کہا کہ اٹھ اور بیعت کر خدا کی قسم جو شخص بھی بیعت کرنے سے انکار کرے گا تو میں اس کا سر قلم کر کے رکھ دونگا۔ پس زبیر اٹھے اور حضرت علی سے بیعت کی۔

اب اس جبر و اکراہ کے ساتھ بھی بیعت صحیح بیعت کی طرح ہے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلفائے راشدین کے ہاتھ پر بیعت کرنا اسی طرح صحیح بیعت ہی تسلیم کر لیا جائے تو کیا مضائقہ ہے۔

اہل بصیرت کے سامنے اس پر تبصرہ تحصیل حاصل ہوگا لیکن سوال یہ ہے کہ حضرت علی کے ساتھ بیعت کرنے سے لوگ (معاذ اللہ) مرتد ہو جاتے ہیں اور صدیق اکبر کے ساتھ بیعت کرنے سے نہ اسلام سے خارج تھے اور نہ کافر بنتے تھے یہ کیوں؟

پھر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یہ جانتے تھے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت سے اگر لوگوں کو ہٹایا جائے تو مرتد ہو جائیں گے تو پھر حسب روایات ناسخ التواریخ و حملہ حیدری وغیرہ چھ ماہ تک یا (بروایت) دو ماہ تک توقف کیوں فرمایا؟ اور جب ارتداد جیسے فتنے کو روکنا تھا۔ تو (نقل کفر کفر نباشد) ریسماں اندازی (رسہ ڈالنا) اور کشاکشی کی تہمت کیوں لگائی گئی؟ اور جب (حسب روایت ناسخ التواریخ و شافی وغیرہ) ابوسفیان اور ان کے ساتھی ایک بے پناہ لشکر لے کر امداد کے لئے حاضر ہوئے تو

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

مجبوری کا کیا معنی اور بے یار و مددگار ہونے کا کیا مطلب؟

مسلمان بھائیو!! شیر خدا کی شان ہی جب ان مدعیان تولی کو معلوم نہیں تو اس قسم کی بے سرو پا روایات نہ گھڑتے تو کیا کرتے۔ شاید امام عالی مقام شہید کربلا سے زیادہ شیر خدا بیعت پر مجبور تھے۔ (نعوذ بالله ان نکون من الجاهلین) یا یہ کہ میدان کربلا میں خانوادۂ نبوت کی شہادت اور گلستان نبوت اور چمنستان رسالت کا (معاذ الله ثم معاذ الله) نذر خزاں ہونا مجاہد کربلا کی بیعت کر لینے سے روکا نہیں جا سکتا تھا اور معاندین اور شہید کنندگان سید شباب اہل الجنۃ اور حضور کے سارے خاندان عالی شان کو شہید کرنے والوں نے مرتد اور اسلام سے خارج نہیں ہونا تھا جن کو کفر اور ارتداد سے روکنا امام عالی مقام شہید کربلا کا اولین فریضہ تھا اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت اقدس پر عمل کرنا اپنی جگہ پر ضروری تھا اور ہم خرما ہم ثواب فی حد ذاتہ ایک مصلحت موجود تھی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام خطوط

اہل تشیع کے علامہ متبحر ابن میثم شرح نہج البلاغۃ میں حضرت سیدنا امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں جو بصورت کتاب حضرت معاویہ کی طرف ارسال فرمایا اور جس کو جامع نہج البلاغۃ نے بمقتضائے صداقت و دیانت قطع و برید اور تحریف سے خالی نہیں چھوڑا۔ ابن میثم وہ تمام ارشاد نقل مطابق اصل کرتے ہیں۔ جن کو جامع نہج البلاغۃ (رضی) نے قطع و برید کر دیا اور بعض کتاب سے ایمان اور بعض کے ساتھ کفر کی یاد تازہ کی۔

وَذَكَرْتَ اَنْ اِجْتَبٰى لَهٗ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَعْوَانًا اَيَّدَهُمْ بِهٖ فَكَانُوْا فِيْ مَنَازِلِهِمْ عِنْدَهٗ عَلٰى قَدْرِ فَضَائِلِهِمْ فِي الْاِسْلَامِ وَكَانَ اَفْضَلُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ كَمَا زَعَمْتَ وَاَنْصَحُهُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ اَلْخَلِيْفَةُ الصِّدِّيْقُ وَخَلِيْفَةُ الْخَلِيْفَةِ الْفَارُوْقُ وَلَعَمْرِيْ اَنَّ مَكَانَهُمَا فِي الْاِسْلَامِ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

لَعَظِيْمٌ وَاَنَّ الْمُصَابَ بِهِمَا لَجُرْحٌ فِی الْاِسْلَامِ شَدِیْدٌ یَرْحَمُهُمَا اللّٰهُ وَجَزَاهُمُ اللّٰهُ بِاَحْسَنِ مَا عَمِلَا۔

یعنی اے معاویہ تم یہ بیان کرتے ہو کہ اللہ تعالٰی نے اپنے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معاون و مددگار مسلمانوں سے منتخب فرمائے اور ان کو حضور کے ساتھ تائید بخشی تو وہ لوگ اللہ تعالٰی کے نزدیک اپنے مرتبوں میں وہی قدر رکھتے ہیں۔ جس قدر کہ اسلام میں ان کے فضائل ہیں۔ اور ان سب سے اسلام میں افضل اور سب سے اللہ اور اس کے رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا سچا خیر خواہ خلیفہ صدیق (ابوبکر) اور حضور کے خلیفہ کے خلیفہ فاروق (عمر) ہیں۔ جیسا کہ تو خود تسلیم کرتا ہے اور مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے کہ ان دونوں (خلیفوں) کا رتبہ اسلام میں بہت بڑا ہے اور ان دونوں کی وفات اسلام کے لئے ایک شدید زخم ہے۔ اللہ تعالٰی ان دونوں پر رحمت فرمائے اور ان کو اچھے اعمال کی جزا بخشے۔

(ابن میثم شرح نہج البلاغۃ مطبوعہ ایران صفحہ ۴۸۸، سطر ۵)

حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ایک اور ارشاد گرامی جو اپنے زمانہ خلافت میں آپ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف مکتوب گرامی میں تصریح فرماتے ہیں۔

اِنَّهٗ بَایَعَنِی الْقَوْمُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا اَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ وَ عُثْمَانَ عَلٰی مَا بَایَعُوْهُمْ عَلَیْهِ فَلَمْ یَکُنْ لِّلشَّاهِدِ اَنْ یَّخْتَارَ وَلَا لِلْغَائِبِ اَنْ یَّرُدَّ وَاِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی رَجُلٍ وَسَمَّوْهُ اِمَامًا کَذٰلِکَ اللّٰهُ رَضِیٌّ فَاِنْ خَرَجَ مِنْ اَمْرِهِمْ خَارِجٌ بِطَعْنٍ اَوْ بِدْعَةٍ رَدُّوْهُ اِلٰی مَاخَرَجَ مِنْهُ فَاِنْ اَبٰی قَاتَلُوْهُ عَلٰی اِتِّبَاعِهٖ

غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَوَلَّاہُ مَاتَوَلّٰی الخ (نہج البلاغۃ کتاب ۶)
یعنی میرے ساتھ انہی لوگوں نے بیعت کی ہے جن لوگوں نے ابوبکر (صدیق) اور عمر (فاروق) اور (سیدنا) عثمان کے ساتھ بیعت کی تھی۔ پس کسی حاضر کو یہ حق نہیں کہ میرے بغیر کسی دوسرے شخص کو خلیفہ بنائے اور نہ ہی کسی غائب کو یہ حق پہنچتا ہے کہ (ایسی خلافت) رد کرے اور مشورہ دینے کا حق بھی صرف مہاجرین اور انصار ہی کو ہے پس جس آدمی پر ان کا اتفاق اور اجماع ہو جائے اور اس کو امام و امیر کے نام سے موسوم کرلیں تو انہی کا اجماع اور امیر بنانا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا سے ہوتا ہے پس جو شخص بھی ان کے اجماعی فیصلہ پر طعن کرتے ہوئے یا کوئی نیا راستہ اختیار کرتے ہوئے اس سے الگ ہونا چاہے تو اس کو اسی اجماعی فیصلے کی طرف لوٹانے کی کوشش کرو۔ اور اگر واپس آنے سے انکار کرے تو اس کے خلاف اس بنا پر جنگ کرو۔ کہ اس نے مسلمانوں کے راستہ کے بغیر کوئی دوسرا راستہ اختیار کرلیا ہے اور جس طرف اس کا منہ پھرا ہے اسی طرف اللہ نے اس کو جانے دیا ہے۔ (یعنی یہ نہ سمجھو کہ وہ کسی صحیح نظریہ کے تحت مسلمانوں سے الگ ہوا ہے)

اور ناسخ التواریخ جلد ۳ حصہ ۲ کی عبارت بھی ملاحظہ کریں:۔

خَطَبَہٗ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ علیہ السلام اَنَّکُمْ بَایَعْتُمُوْنِیْ عَلٰی مَا بُوْیِعَ عَلَیْہِ مَنْ کَانَ قَبْلِیْ وَاِنَّمَا الْخِیَارُ لِلنَّاسِ قَبْلَ اَنْ یُّبَایِعُوْا فَاِذَا بَایَعُوْا فَلَاخِیَارَلَھُمْ الخ۔

یعنی تم لوگوں نے میرے ہاتھ پر اسی بنا پر بیعت کی ہے جس بنا پر مجھ سے پہلے خلفاء کے ساتھ بیعت کی گئی تھی۔ اور جز این نیست کہ (یقیناً) لوگوں کو کوئی خلیفہ منتخب کرنے کا اختیار بیعت کرنے سے پہلے ہوتا ہے۔ پس جب وہ بیعت کر چکے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

تو پھر ان کو کوئی اختیار باقی نہیں کہ وہ کوئی دوسرا راہ اختیار کریں۔

ان ارشادات گرامی پر کسی قسم کا تبصرہ اور اس کی تفسیر لکھنے پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ خلافت کا انعقاد اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی احقیت خلافت اور مدلل طور پر اس کا ثبوت اور مہاجرین وانصار کے متفقہ فیصلے سے خلفائے راشدین کی خلافت کا ثابت ہونا۔ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنی خلافت کی احقیت پر خلفائے سابقین کی احقیت خلافت کو بطور دلیل پیش کرنا اور مہاجرین وانصار جس شخص کو امام وامیر بنائیں۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضاء کے مطابق اس کا امام اور امیر ہونا اور حضرت علی المرتضیٰ کا یہ حکم دینا کہ جو ایسے امیر کی خلافت سے انکار کرے وہ واجب القتل ہے۔ یہ سب تصریحات اظہر من الشمس ہیں۔ اب ان تصریحات اور واضح اشارات کو غلط اور غیر ناشی عن دلیل احتمال اور نامعقول توجیہوں کے ساتھ بگاڑنے کی کوشش نہ فرمائی جائے ورنہ حسب تصریح صاحب کشف الغمہ حق سے روگردانی ہی ہوگی۔ اور آفتاب کو مکڑی کے جالے سے روپوش کرنے کی مثال زندہ ہوگی۔

اخلاق کا نادر نمونہ

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نظریہ اور عقیدہ جو خلفائے راشدین کے متعلق تھا۔ بہت کچھ واضح ہو چکا ہے۔ تاہم حضور کے ایک اور ارشاد کا بھی مطالعہ فرمالیں۔

نہج البلاغۃ خطبہ امیر علیہ السلام نمبر ۱۲۸

وَقَدْ شَاوَرَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي الْخُرُوْجِ عَلٰى غَزْوَةِ الرُّوْمِ بِنَفْسِهٖ (فَقَالَ) وَقَدْ تَوَكَّلَ اللّٰهُ لِاَهْلِ هٰذَا الدِّيْنَ بِاِعْزَازِ الْحَوْزَةِ وَسَتْرِ الْعَوْرَةِ وَالَّذِىْ نَصَرَهُمْ وَهُمْ قَلِيْلٌ لَا يَنْتَصِرُوْنَ وَمَنَعَهُمْ وَهُمْ قَلِيْلٌ لَا يَمْتَنِعُوْنَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ اِنَّكَ مَتٰى تَسِرُّ اِلٰى هٰذَا الْعَدُوِّ بِنَفْسِكَ وَتَلْقَاهُمْ بِشَخْصِكَ فَتَنْكَبُ لَاتَكُنْ لِلْمُسْلِمِيْنَ

كَانِفَةٌ دُوْنَ اَقْصٰى بِلاَدِ هِمْ لَيْسَ بَعْدَكَ مَرْجِعٌ يَرْجِعُوْنَ اِلَيْهِ فَابْعَثْ اِلَيْهِمْ رَجُلاً مُجَرَّبًا وَاحْفِزْ مَعَهُ اَهْلَ الْبَلاَءِ وَالنَّصِيْحَةِ فَاِنْ اَظْهَرَ اللّٰهُ فَذٰلِكَ مَاتُحِبُّ وَاِنْ تَكُنِ الْاُخْرٰى كُنْتَ رِدْءً لِلنَّاسِ مُثَابَةً لِلْمُسْلِمِيْنَ.

یعنی امیر المومنین عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضرت امیر المومنین علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ) سے روم کے خلاف جہاد میں خود شریک ہونے کے متعلق مشورہ طلب فرمایا۔ حضرت علی المرتضیٰ جواباً فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو غلبہ دینے اور ان کی عزت کی حفاظت فرمانے کا کفیل اور ذمہ دار ہے۔ وہ ذات (جل جلالہ) جس نے مسلمانوں کو ایسی حالت میں فتح و نصرت عطا فرمائی ہے کہ مسلمان تعداد میں کم تھے (اور کمی کی وجہ سے) فتح حاصل نہیں کرسکتے تھے اور ان کے دشمنوں کو ایسی حالت میں ان سے رد فرمایا کہ یہ تھوڑے تھے اور خود رد نہیں کرسکتے تھے۔ وہ ذات زندہ ہے فوت نہیں ہوگئی۔ آپ اگر بذات خود دشمن کی طرف جائیں اور بذات خود اس کے خلاف جنگ میں شرکت کریں اور ایسی حالت میں آپ شہید ہوجائیں تو پھر روئے زمین پر مسلمانوں کا کوئی آسرا اور ان کی کوئی جائے پناہ نہ ہوگی۔ آپ کے بعد ان کا کوئی ملجا و ماویٰ باقی نہ رہے گا۔ جس کی طرف مسلمان رجوع کرسکیں اور اس کے ساتھ پناہ لیں۔ آپ ایسا کریں کہ کوئی تجربہ کار آدمی دشمن کی طرف روانہ فرمائیں اور اس کے ساتھ جنگ آزمودہ لشکر بھیجیں۔ پس اگر اللہ نے فتح نصیب فرمادی تو آپ کا عین منشا یہی ہے اور اگر (خدانخواستہ) کوئی دوسری بات ہوگئی تو آپ کی ذات تو مسلمانوں کے ملجا و ماویٰ اور ان کے لئے آسرا اور جائے پناہ موجود ہوگی۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ہے کوئی اہل تشیع کے مذہب میں نہج البلاغۃ سے زیادہ معتبر کتاب؟ جس کی تصریحات پر اہل تشیع کا اطمینان ہو سکے۔ برادران وطن اچھی طرح حضرت مولیٰ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات کا مطالعہ فرمالیں اور اس کے بعد اگر یہی ثابت ہو کہ جن ہستیوں کی خیر مولیٰ مرتضیٰ منا رہے ہیں۔ جن کو مسلمانوں کا ملجا و ماویٰ قرار دے رہے ہیں۔ جن کو مسلمانوں کا آسرا اور جائے پناہ بیان فرما رہے ہیں۔ جن کے بعد مسلمان بے آسرا و بے یارو مددگار یقین فرما رہے ہیں۔ تو ان کی خلافت راشدہ سے پھر انکار کیوں؟ ان کی شان اقدس میں سب وشتم کا کیا معنی؟ ہاں اگر یہود و نصاریٰ ان کی شان اقدس میں سب وشتم کریں تو وہ دشمنان اسلام ہیں۔ ان کی سلطنتوں کو دولتِ فاروقی نے تباہ و برباد کیا۔ ان کے گرجوں کو مسجدوں کی شکل بخشی۔ ان کے آتش کدوں کو ٹھنڈا کیا۔ ان کی تمام ہیبت و دبدبے کو اسلام کی چوکھٹ کے سامنے سرنگوں فرمایا تو ان کا حق ہے مسلمان زادوں کو یہ حق کہاں سے پہنچتا ہے کہ شیر خدا کے نظریہ کے برعکس تاریخ عالم کے برخلاف صرف چندروزہ آزادی اور عشرت سے مست ہو کر اپنے بزرگوں اور پیشواؤں کا مذہب چھوڑ کر مقتدایان اسلام کے حق میں سب وشتم شروع کردیں۔

ایک اور مثال

اہل عقل ودانش کے لئے اسی کتاب میں سے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اور ارشاد بھی مطالعہ کے لئے پیش کرتا ہوں۔ نہج البلاغۃ خطبہ ۱۴۶

وَقَدِ اسْتَشَارَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي الشُّخُوصِ لِقِتَالِ الْفُرْسِ بِنَفْسِهِ (قَالَ) إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ لَمْ يَكُنْ نَصْرُهُ وَلَا خِذْلَانُهُ بِكَثْرَةٍ وَلَا بِقِلَّةٍ وَهُوَ دِينُ اللّٰهِ الَّذِي أَظْهَرَهُ وَجُنْدُهُ الَّذِي أَعَدَّهُ وَأَمَدَّهُ حَتّٰى بَلَغَ مَا بَلَغَ وَطَلَعَ حَيْثُ مَا طَلَعَ وَنَحْنُ عَلٰى مَوْعُودٍ مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَاللّٰهُ مُنْجِزٌ وَعْدَهُ وَنَاصِرٌ جُنْدَهُ وَمَكَانُ الْقَيِّمِ بِالْأَمْرِ مَكَانُ النِّظَامِ مِنَ الْخَرَزِ يَجْمَعُهُ وَيَضُمُّهُ فَإِنِ انْقَطَعَ النِّظَامُ تَفَرَّقَ

MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

وَذَهَبَ ثُمَّ لَمْ يَجْتَمِعْ بِحَذَا فِيْرِهٖ اَبَدًا وَالْعَرَبُ الْيَوْمُ وَاِنْ كَانُوْا قَلِيْلاً فَاِنَّهُمْ كَثِيْرُوْنَ بِالْاِسْلَامِ عَزِيْزُوْنَ بِالْاِجْتِمَاعِ فَكُنْ قُطْبًا وَاسْتَدِرِ الرَّحٰى بِالْعَرَبِ وَاَصْلِهِمْ دُوْنَكَ نَارَ الْحَرْبِ فَاِنَّكَ اِنْ شَخَصْتَ مِنْ هٰذَا الْاَرْضِ اِنْقَطَبَتْ عَلَيْكَ الْعَرَبُ مِنْ اَطْرَافِهَا وَاَقْطَارِ هَا حَتّٰى يَكُوْنَ مَاتَدَعُ وَرَائَكَ مِنَ الْعَوْرَاتِ اَهَمَّ اِلَيْكَ مِمَّا بَيْنَ يَدَيْكَ اِنَّ الْاَعَاجِمَ اِنْ يَنْظُرُوْا اِلَيْكَ غَداً يَقُوْلُوْا هٰذَا اَصْلُ الْعَرَبِ فَاِذَا اقْتَطَعْتُمْ اِسْتَرَحْتُمْ فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ اَشَدَّ لِكُلْبِهِمْ عَلَيْكَ وَطَمْعِهِمْ فِيْكَ۔ الخ

یعنی جب امیر المومنین عمر نے امیر المومنین علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے فارس کے [illegible] در شریک ہونے کا مشورہ طلب فرمایا تو حضرت علی المرتضیٰ نے مشورہ دیا کہ مسلمانوں کی فتح و شکست کثرت و قلت افراد کی وجہ سے کبھی نہیں ہوئی۔ یہ اللہ کا دین ہے اس کو اللہ ہی نے غالب کیا ہے اور تیار فرمایا ہے اور اس کو امداد دی ہے۔ یہاں تک کہ جہاں اس دین نے پہنچنا تھا پہنچا اور جہاں تک اس نے چمکنا تھا چمکا اور ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے وعدے کے مطابق ہیں اور اس پر مقرر ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ شانہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا ہے اور اپنے لشکر کو فتح دینے والا ہے اور مسلمانوں کے امیر کا مرتبہ ایسا ہے جیسے تسبیح کا رشتہ ہوتا ہے جو اس کے دانوں کو اکٹھا اور اپنے اپنے مرتبے میں رکھتا ہے پس اگر وہ رشتہ ٹوٹ جائے تو پھر تمام دانے بکھر جاتے ہیں پھر وہ اکٹھے نہیں ہو سکتے اور اہل اسلام اگرچہ بہ نسبت دشمن کے کم ہیں مگر دولتِ اسلام کی وجہ سے زیادہ ہیں اور اپنے اجتماع کی وجہ سے غالب ہیں۔ آپ قطب بن کر ایک ہی جگہ رہیں اور لشکر اسلام کی چکی کو گھمائیں اور جنگ کی آگ کو اپنے ملک

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

سے دور رکھ کر دشمن تک پہنچائیں۔ اگر آپ بذات خود اس ملک عرب
سے چلے گئے تو قبائل عرب (جو دبے ہوئے ہیں) ہر طرف سے ٹوٹ
پڑیں گے۔ پھر مسلمانوں کی عزت و ناموس کی حفاظت آپ کو فارس کے
خلاف جہاد کرنے سے زیادہ اہم محسوس ہو گی (اور) عجمی لوگ جب آپ کو
میدان جنگ میں کل دیکھیں گے تو یہی کہیں گے کہ عرب کا سردار یہی
ہے اسی کو ختم کرو تو پھر خیر ہی خیر ہے پھر یہ بات دشمن کو آپ کے خلاف
جنگ کرنے میں سخت حریص کر دے گی۔ اور آپ کے خلاف لڑنے میں
ان کے طمع کو بڑھائے گی۔

مسلمان بھائیو! اور نہیں تو اتنا کم از کم سوچو کہ اس قسم کے مشورے دوست اور خیر خواہ دیا اور لیا کرتے ہیں یا دشمن؟ اور لفظ "قیم بالامر" پر غور کرو جس کا صاف معنی "امیر المومنین" ہے۔ جو حضرت علی، حضرت عمر کے حق میں فرما رہے ہیں۔

تو پھر شور کیسا؟

اب یہ شور کہ وہ مستحق خلافت نہیں تھے وغیرہ وغیرہ تو اس بات کا قطعی علم آج کل کے ذاکرین شیعہ کو زیادہ ہو سکتا ہے یا جناب مرتضیٰ کو؟ کم از کم یہ خیال کرنا چاہئے کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے حالات کو بچشم خود ملاحظہ فرمانے والے تھے۔ ان کے طرز عمل کو ہر وقت محسوس کرتے تھے اور یہ زمانہ کتنا بعید تر ہے تو بہر صورت شاہد کا بیان ہی قابل قبول ہو سکتا ہے۔ اہل تشیع کی معتبر ترین کتاب "ناسخ التواریخ جلد ۲ صفحہ ۳۹۵) میں بھی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد موجود ہے اور حضور کے یہ جملے کہ "وَنَحْنُ عَلٰی مَوْعُوْدٍ مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ" (اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ہمارے ساتھ غلبہ کا وعدہ کیا گیا ہے) الخ۔ ان کے معنی اور تفسیر میں صاحب ناسخ التواریخ لکھتا ہے۔

وانیک ما بر وعدہ خداوند ایستادہ ایم چہ مومناں را وعدہ نہاد کہ در ارض خلیفتی

دہد۔ چنانچہ پیشینان را و دین ایشاں را استوار دارد و خوف ایشاں را مبدل بایمنی فرماید تا برھمہ ادیان غلبہ جوید و خداوند بوعدہ وفا کند و لشکر خود را نصرت دہد ہمانا فرمان گزار امور رشتہ را ماند کہ مہرہا بدو پیوستہ شدند الخ

یعنی اس وقت ہم اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر کھڑے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ زمین میں ان کو اپنے رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے خلیفے بنائے گا۔ اس طرح جیسا کہ پہلے پیغمبروں کے خلیفے بنائے گئے اور ان کے دین کو تمکنت اور پختگی دے گا۔ ان کے خوف کے بعد اس کے بدلے انہیں امن دے گا۔ تاکہ مذاہب عالم پر غلبہ تلاش کریں اور اللہ تعالیٰ وعدہ کو وفا کرتا ہے اور اپنے لشکر کو فتح و نصرت دیتا ہے جبکہ امر کرنے والے (امیر المومنین) ایسے رشتہ (لڑی) کی مثال ہیں جس کے ساتھ دانے پیوستہ ہیں۔ الخ

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر مقرر ہوئے ہیں۔ صاحب ناسخ التواریخ اسی طرح باقی شراح نہج البلاغۃ حضو، کے ان جملوں کی تفسیر میں تصریح کرتے ہیں کہ حضور نے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ؕ

تم میں سے مومنین اور صالحین کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ ان کو زمین میں اسی طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح پہلے پیغمبروں کے صحابہ کو خلیفہ بنایا تھا اور اس بات کا وعدہ کرتا ہے کہ ان کے لئے ان کے

اس دین کو استحکام و تمکنت بخشے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور ان کے خوف کو امن و سلامتی کے ساتھ بدلے گا۔ وہ میری ہی عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں گے اور ان تمام باتوں کے بعد جو انکار اور کفر کریں گے۔ تو وہی فاسق ہوں گے۔

حضرت شیر خدا کے ان جملوں کا مطلب کہ ہم اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر قائم ہوئے ہیں اور مقرر ہوئے ہیں۔ اسی آیت وعدہ یعنی آیت استخلاف (خلیفے مقرر کرنے والی آیت) کے ترجمہ کو پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ اہل تشیع کا مجتہد اعظم علامہ ابن میثم شرح کبیر نہج البلاغۃ (صفحہ ۳۰۷ مطبوعہ ایران) میں انہی ارشادات مرتضوی کی شرح و تفسیر میں تصریح کرتا ہے۔

وَيُوْعِدُ اللّٰهُ تَعَالٰى الْمُسْلِمِيْنَ بِالْاِسْتِخْلَافِ فِى الْاَرْضِ وَتَمْكِيْنِ دِيْنِهِمُ الَّذِىْ ارْتَضٰى لَهُمْ وَتَبْدِيْلِهِمْ بَخَوْفِهِمْ اَمْنًا كَمَا هُوَ مُقْتَضَى الْآيَةِ۔ ۱۲

یعنی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد کہ نحن علی موعود من اللہ (ہم اللہ کی طرف سے وعدے پر ہیں) دین مقدس اور لشکر اسلام کی فتح مندی کے اسباب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت اور اعانت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کئے گئے وعدہ کو بیان فرمارہے ہیں جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے بعد زمین پر خلیفہ بنانے اور ان کے اس دین کو جس سے وہ راضی ہوا تمکنت اور استقلال بخشنے اور ان کے خوف کو امن کے ساتھ بدلنے کے متعلق فرمایا ہے جیسا کہ آیت کریمہ کا مقتضیٰ ہے۔

خلافت فاروق بزبان علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما

بہر صورت تمام شراح نہج البلاغۃ یہی تصریح کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے امیر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کو اسی آیت استخلاف کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ساتھ برحق ثابت کیا ہے اور ان کے زمانہ خلافت کو اور ان کے دین کو اسی آیت کریمہ کے مقتضی سے بیان فرمایا کہ وہ برحق ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہے واقعات بھی اسی امر کے موید ہیں۔ کہ وہ زمانہ جو جزیرۂ عرب میں بھی مخالف قبائل کی آئے دن فتنہ پردازیوں اور خطرناک سازشوں سے سخت پریشانی اور بے چینی کا زمانہ یقین کیا جاتا تھا اور ہر وقت ان کی طرف سے خوف و خطر مسلمانوں کو لاحق تھا۔ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں تمام جزیرہ عرب کو یہود و نصاریٰ سے پاک کیا گیا اور تمام مخالف عنصر یا حلقہ بگوش اسلام ہوا یا ختم ہو گیا۔ اور اسلام کی سلطنت نے بہت بڑی (زیادہ) وسعت اختیار کی۔ سلطنت ایران جیسی بارعب اور پرہیبت حکومت نے اسلام کی چوکھٹ کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔ تقریباً افریقہ، مصر، شام، عراق، خراسان اور باقی تمام قبائلی علاقے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اور یوں مسلمانوں کا خوف امن کے ساتھ متبدل (تبدیل) ہوا۔ اور یہ تمام تر آیت کریمہ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم الخ الآیۃ۔ کے حرف بحرف مطابق ہوا۔ میرے خیال میں اس آیت کریمہ سے زیادہ احقیت خلافت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اور کون سی دلیل ہو سکتی ہے۔ یہ غصب خلافت کے بے بنیاد دعوے حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی تصریحات اور آئمہ کرام کی توضیحات اور ان کے طرز عمل کے مقابلے میں کیا وقعت رکھتے ہیں۔

غصب یا رضا

آیئے! اب ہم آپ کو حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا کھلا فیصلہ سنائیں جس کو اہل تشیع کے مجتہد اعظم یعنی صاحب ناسخ التواریخ نے اپنی کتاب ناسخ التواریخ جلد ۲ صفحہ ۵۱۹ میں درج کیا ہے۔

اگر ابو بکر و عمر سزاوار نہ بودند چگونہ بیعت کردی واطاعت فرمودی و اگر لائق بودند من از شاں فروتر نیستم چناں باش از برائے من کہ از برائے ایشاں بود)۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

فَقَالَ عَلِیٌّ علیہ السّلام

اَمَّا الْفِرْقَةُ فَمَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ اَفْتَحَ لَهَا بَابًا وَاُسْهِلَ اِلَيْهَا سَبِيْلاً وَلٰكِنِّی اَنْهٰكَ عَمَّا يَنْهَاكَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ عَنْهُ وَاَهْدِيْكَ اِلٰی رُشْدِكَ وَاَمَّا عَتِيْقٌ وَابْنُ الْخَطَّابِ فَاِنْ كَانَ اَخَذَا مَاجَعَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِیْ فَاَنْتَ اَعْلَمُ بِذٰلِكَ وَالْمُسْلِمُوْنَ وَمَالِیْ وَلِهٰذَا الْاَمْرِوَقَدْ تَرَكْتُهٗ مُنْذُحِيْنٍ فَاِمَّا اَنْ لَايَكُوْنَ حَقِّیْ بَلِ الْمُسْلِمُوْنَ فِيْهِ شَرْعٌ فَقَدْ اَصَابَ السَّهْمُ الثُّغْرَةَ وَاِمَّا اَنْ يَكُوْنَ حَقِّیْ دُوْنَهُمْ فَقَدْ تَرَكْتُ لَهُمْ طِبْتُ نَفْسًا وَنَفَضْتُ يَدِیْ عَنْهُ اِسْتِصْلاَحًا۔

یعنی (حضرت امیر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا) کہ اگر ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خلافت کے مستحق نہ تھے تو آپ نے ان کی بیعت کس طرح کی اور ان کی فرمانبرداری کیوں کرتے رہے؟ اور اگر مستحق خلافت تھے تو میں ان سے کم نہیں ہوں۔ میرے ساتھ آپ اس طرح ہو کر رہیں جیسا کہ ان کے زمانے میں ان کے ساتھ رہے ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ تفرقہ اندازی؟ تو اللہ تعالیٰ مجھے اس بات سے بچائے کہ میں تفرقہ اندازی کا دروازہ کھولوں یا فتنہ کا راستہ آسان کروں۔ میں آپ کو صرف اس چیز سے منع کرتا ہوں۔ جس چیز سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے اور میں آپ کو رشد و ہدایت دکھاتا ہوں۔ لیکن (باقی رہا) ابو بکر صدیق اور عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا معاملہ تو اگر انہوں نے اس چیز کو مجھ سے غصب کیا ہوتا جس کو رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے مختص فرمایا تھا تو آپ اور باقی لوگ اس کو زیادہ جانتے ہوتے اور مجھے اس خلافت کے ساتھ واسطہ ہی کیا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

ہے حالانکہ میں نے تو خلافت کے خیال کو ذہن سے نکال دیا ہوا ہے۔ پس خلافت کے متعلق دو ہی احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ حضور ﷺ کے بعد خلافت صرف میرا حق نہ تھا۔ بلکہ سارے صحابہ مساوی طور پر اس میں حق دار تھے۔ تو اس صورت میں جس کا حق تھا اس کو مل گئی اور حق بحق دار رسید۔ دوسری یہ صورت تھی کہ خلافت صرف میرا حق تھا اور باقی کسی کا حق نہ تھا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں نے اپنی خوشی اور رضا کے ساتھ اور بطیب خاطر ان کو بخش دیا تھا اور صلح صفائی کے ساتھ ان کے حق میں دست بردار ہو گیا تھا۔

لیجئے صاحب!! یہ ہے مولیٰ مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حتمی اور قطعی فیصلہ۔ اب مولا مشکل کشا تو فرمائیں کہ اگر صرف میرا حق تھا تو میں نے صلح و صفائی کے ساتھ اور خوشی اور رضا کے ساتھ امر خلافت ان کو بخش دیا اور ان کے حق میں دست بردار ہو گیا۔ اور آج کل کے ذاکروں کا یہ (ٹوں ٹوں) کہ حیدر کرار شیر خدا سے صحابہ کرام نے خلافت چھین لی، غصب کر لی۔ اب انصاف سے کہئے کہ کس کو صحیح اور درست مانا جائے۔ ذاکر لوگ اپنی لمبی لمبی اذانوں میں وصی رسول اللہ و خلیفتہ بلافصل اور خدا جانے کیا کیا کلمات گانٹھتے چلے جاتے ہیں۔ کیا اس سے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی صاف صاف تکذیب لازم نہیں آتی۔ منبروں پر چڑھ کر شیر خدا کو جھٹلانا، ان کی تکذیب کرنا کس محبت اور تولّی کا تقاضا ہے۔ اگر یہی محبت ہے تو دشمنی کس کو کہتے ہیں؟ اگر زحمت نہ ہو تو وصیت کے بارے میں بھی ایک دو روایتیں ملاحظہ فرمالیجئے۔

خلافت علی کی وصیت

روح کون و مکاں حضور اکرم ﷺ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے متعلق ہرگز ہرگز وصیت نہیں فرمائی۔ اس کے ثبوت کے لئے شیعہ کی معتبر ترین کتاب تلخیص الشافی مطبوعہ نجف اشرف مصنفہ (شیعوں کے) محقق

طوسی امام الطائفہ جلد ۲ صفحہ ۷۲۳۔

وَقَدْ رُوِیَ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ وَالْحَکِیْمِ عَنْ عَلِیِّ اِبْنِ اَبِیْ طَالِبٍ علیه السلام اَنَّهٗ قِیْلَ لَهٗ اَلَا تُوَصِّیْ؟ قَالَ مَا اَوْصٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ (ﷺ) فَاُوْصِیَ وَلٰکِنْ قَالَ اِنْ اَرَادَاللّٰهُ خَیْراً فَیَجْمَعُهُمْ عَلٰی خَیْرِهِمْ بَعْدَ نَبِیِّهِمْ۔ الخ

یعنی حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے آخری وقت میں عرض کیا گیا کہ حضور اپنے قائم مقام کے لئے وصیت کیوں نہیں فرماتے؟ جواب میں فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے (جب) وصیت نہیں (کی) تو میں کیسے وصیت کروں۔ البتہ حضور ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا ارادہ فرمایا تو میرے صحابہ کا اجماع میرے بعد ان میں سب سے اچھے آدمی پر ہو جائے گا۔

اسی طرح ایک اور روایت بھی ملاحظہ ہو (یہی کتاب اسی صفحہ پر)

رَوٰی صَعْقَبَةُ بْنُ صُوْخَانَ اَنَّ ابْنَ مُلْجَمٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ لَمَّا ضَرَبَ عَلِیًّا علیه السلام دَخَلْنَا عَلَیْهِ فَقُلْنَا یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِسْتَخْلِفْ عَلَیْنَا قَالَ لَا فَاِنَّا دَخَلْنَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ علیه وعلٰی آلہٖ وسلم حِیْنَ ثَقُلَ فَقُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِسْتَخْلِفْ عَلَیْنَا فَقَالَ لَا اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ تَتَفَرَّقُوْا کَمَا تَفَرَّقَتْ بَنُوْا اِسْرَائِیْلَ عَنْ هَارُوْنَ وَلٰکِنْ اِنْ یَعْلَمِ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ خَیْراً اِخْتَارَکُمْ

یعنی صعقبہ بن صوخان روایت کرتے ہیں کہ جب ابن ملجم ملعون نے حضرت علی علیہ السلام کو زخمی کیا تو ہم حضرت شیر خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور اپنا خلیفہ مقرر فرمائیں تو اس کے جواب میں آپ نے فرمایا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

مرض جب زیادہ ہو گیا تو ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ہمارے لئے کوئی اپنا خلیفہ مقرر فرمائیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں۔ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ اگر میں خلیفہ مقرر کردوں تو تم اختلاف کرو گے۔ جیسا کہ بنی اسرائیل نے ہارون کے متعلق اختلاف کیا تھا لیکن یہ یقین رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں بہتری دیکھی تو تمہارے لئے خود ہی بہتر خلیفہ مقرر کردے گا۔

ایک اور روایت بھی سن لیں صفحہ ۱۷۱ (یہی کتاب)

وَفِی الْخَبَرِ الْمَرْوِیِّ عَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ علیه السّلام لَمَّا قِیْلَ لَهٗ اَلَاتُوْصِیْ؟ فَقَالَ مَا اَوْصٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاُوْصِیْ وَلٰکِنْ اِذَا اَرَادَاللّٰهُ بِالنَّاسِ خَیْراً اِسْتَجْمَعَهُمْ عَلٰی خَیْرِ کَمَا جَمَعَهُمْ بَعْدَ نَبِیِّهِمْ عَلٰی خَیْرِهِمْ۔ (وکذا فی الشافی ص ۱۷۱)

یعنی حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی گئی کہ حضور آپ وصیت کیوں نہیں فرماتے؟ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے وصیت نہیں فرمائی تھی تو میں کیسے وصیت کروں لیکن جب اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے گا تو ان کو ان میں سے جو اچھا ہے اس پر اتفاق بخشے گا۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد لوگوں میں سے جو اچھا تھا۔ اسی پر اجماع اور اتفاق بخشا تھا۔

یہی روایات شیعوں کے علم الہدیٰ نے اپنی کتاب شافی مطبوعہ نجف اشرف ص ۱۷۱ میں لکھی۔ اسی طرح ایک اور روایت بھی مطالعہ کیجئے! اسی صفحہ ۱۷۱ پر ہے۔

وَالْمَرْوِیُّ عَنِ الْعَبَّاسِ اَنَّهٗ خَاطَبَ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ مَرَضِ النَّبِیِّ (ﷺ) اَنْ یَسْأَلَ عَنِ الْقَائِمِ بِالْاَمْرِ بَعْدَهٗ وَاَنَّهٗ اِمْتَنَعَ مِنْ ذٰلِكَ خَوْفًا اَنْ یَصْرِفَهٗ عَنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ فَلَا یَعُوْدُ اِلَیْهِمْ اَبَداً

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کی مرض کی حالت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ حضور سے پوچھ لیں کہ حضور ﷺ کے بعد کون امیر المومنین ہوگا تو حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اس خوف سے نہ پوچھا کہ حضور ﷺ اپنی اہل بیت سے امیر المومنین نہ بنائیں گے (اور اس تصریح کی وجہ سے) پھر کبھی اہل بیت میں خلافت آ بھی نہ سکے گی۔

حضرت علی کا جواب

ملاحظہ فرمالیا آپ نے! یہ ہیں وصیت اور خلافت بلا فصل کے متعلق نصوص قطعیہ جن کی تکذیب کو نہ ختم ہونے والی اذانوں میں بیان کیا جاتا ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اور فرمان بھی پڑھ لیجئے جو نہج البلاغۃ خطبہ ۵ میں درج ہے۔ جس میں درج ہے کہ حضرت عباس اور ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی خدمت میں حضور اکرم ﷺ کی وفات کے دن حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ آپ کے ساتھ ہم خلافت کی بیعت کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں مولا علی نے فرمایا:

اَیُّھَا النَّاسُ شُقُّوْا اَمْوَاجَ الْفِتَنِ بِسُفُنِ النَّجَاۃِ وَعَرِّجُوْا عَنْ طَرِیْقِ الْمُنَافَرَۃِ وَضَعُوْا تِیْجَانَ الْمُفَاخَرَۃِ اَفْلَحَ مَنْ نَھَضَ بِجَنَاحٍ اَوِاسْتَسْلَمَ فَاَرَاحَ (اَلْاِسْتِخْلَافُ) مَاءٌ آجِنٌ وَلُقْمَۃٌ یَغَصُّ بِھَا اٰکِلُھَا وَمُجْتَنِی الثَّمَرَۃِ بِغَیْرِ وَقْتِ اِیْنَاعِھَا وَکَالزَّارِعِ بِغَیْرِ اَرْضِہٖ فَاِنْ اَقُلْ یَقُوْلُوْا حَرَصَ عَلَی الْمُلْکِ وَاِنْ اَسْکُتْ یَقُوْلُوْا جَزِعَ مِنَ الْمَوْتِ ھَیْھَاتَ بَعْدَ اللَّتَیَّا وَالَّتِیْ وَاللہِ لَابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اٰنَسُ بِالْمَوْتِ مِنَ الطِّفْلِ بِثَدْیِ اُمِّہٖ۔

لوگو! تم فتنوں کی موجوں کو نجات کی کشتیوں کے ذریعے طے کرو اور

منافرت و مخالفت کے طریقے چھوڑ دو۔ تکبر کے تاجوں کو پھینک دو۔ جو شخص بال و پر کے ساتھ بلند ہوا۔ وہ فلاح پاچکا، یا جس نے اطاعت کر لی، اس نے امن و امان حاصل کر لیا۔ مجھے خلیفہ بنانے کی پیشکش ایک مکدر پانی کی طرح ہے یا ایسا لقمہ ہے جو کھانے والے کے گلے میں پھنس جائے میرے خلیفہ بننے کا سوال ایسا ہے جیسے کوئی کچے پھل کو قبل از وقت توڑ لے یا جیسے کوئی دوسرے کی زمین میں کھیتی باڑی کرنے لگے۔ پس اگر میں تمہارے کہنے کے مطابق خلافت کا دعویٰ کردوں تو فتنہ باز لوگ کہیں گے کہ اس نے ملک کے لئے لالچ کیا ہے اور اگر چپ رہوں۔ تو یہی لوگ کہیں گے کہ موت سے ڈر گیا۔ حالانکہ موت کا خوف وغیرہ میری شان سے کس قدر بعید ہے۔ اللہ کی قسم علی ابن ابی طالب موت کو اپنی ماں کے دودھ کی طرف رغبت کرنے والے بچے سے بھی زیادہ پسند کرتا ہے۔

اس روایت نے بیعت میں توقف کرنے کا تخمینہ بھی اڑادیا۔

اس خطبے کو خلط ملط کرنے کے لئے شیعوں کے مجتہد اعظم نے انتہائی کوشش کی ہے مگر شیر خدا کا یہ واضح ارشاد نہیں چھپ سکا۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی خلافت حضور علیہ السلام کے بعد قبل از وقت کچے پھل توڑنے والے شخص کے مشابہ اور کسی دوسرے شخص کی زمین میں کھیتی باڑی شروع کر دینے والے کی مثل صرف اسی صورت میں ہی متصور ہو سکتی ہے کہ ابھی ان کی خلافت کا زمانہ نہیں آیا۔ اور ابھی وہ خلافت کے حق دار نہیں ہوئے اور ڈر کی وجہ سے بھی بیعت کرنا واضح ہو گیا۔ کہ شیر خدا قسم کھا کر فرما رہے ہیں کہ میں موت سے نہیں ڈر سکتا۔ خدا کے شیر کی شان میں ایک اور خطبہ اسی نہج البلاغۃ کا ملاحظہ فرماویں۔

أَتَرَانِیْ أَكْذِبُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ (ﷺ) وَاللّٰهِ لَأَنَا أَوَّلُ مَنْ صَدَّقَهٗ فَلَا أَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ كَذَبَ عَلَيْهِ فَنَظَرْتُ فِیْ أَمْرِیْ فَإِذَا طَاعَتِیْ قَدْ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

سَبَقَتْ بَیْعَتِیْ وَاِذَا الْمِیْثَاقُ فِی عُنُقِیْ لِغَیْرِیْ

یعنی تم میرے متعلق یہ گمان کرتے ہو کہ میں رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولوں۔ خدا کی قسم سب سے پہلے میں نے رسول اللہ کی تصدیق کی تھی۔ تو سب سے پہلے حضور ﷺ کو جھٹلانے والا میں نہیں ہو سکتا۔ میں نے اپنی خلافت کے بارے میں خوب سوچ سمجھ لیا ہے پس میرے لئے اطاعت کرنا اس بات پر سبقت لے چکا ہے کہ میں لوگوں کو بیعت کرنا شروع کر دوں۔ جبکہ حضور ﷺ کا وعدہ دوسروں کی اطاعت کا میرے ذمہ لگ چکا ہے۔

بیعت صدیق کا وعدہ

اسی خطبہ کی شرح میں اہل تشیع کے علامہ ابن میثم صفحہ ۱۵۸ پر رقمطراز ہیں۔

فَنَظَرْتُ فَاِذَا طَاعَتِیْ قَدْسَبَقَتْ بَیْعَتِیْ اَیْ طَاعَتِیْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ فِیْ مَا اَمَرَنِیْ بِہٖ مِنْ تَرْکِ الْقِتَالِ قَدْ سَبَقَتْ بَیْعَتِیْ لِلْقَوْمِ فَلَا سَبِیْلَ اِلٰی الْاِمْتِنَاعِ مِنْھَا وَ قَوْلُہٗ اِذَا الْمِیْثَاقُ فِیْ عُنُقِیْ لِغَیْرِیْ اَیْ مِیْثَاقُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَعَھْدُہٗ اِلَیَّ بِعَدْمِ الْمُشَاقَۃِ وَقِیْلَ الْمِیْثَاقُ مَالَزِمَہٗ مِنْ بَیْعَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ بَعْدَ اِیْقَاعِھَا اَیْ فَمِیْثَاقُ الْقَوْمِ قَدْ لَزِمَنِیْ فَلَمْ یُمْکِنِّیْ الْمُخَالَفَۃُ بَعْدَہٗ

جس بارہ میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے امر فرمایا تھا کہ میں حضور ﷺ کے صحابہ کی مخالفت نہ کروں۔ مجھے حضور ﷺ کی اطاعت، اس قوم کے ساتھ بیعت کرنے سے پہلے ہی سے واجب ہو چکی تھی۔ تو مجھے ان کے ساتھ بیعت نہ کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی اور حضرت علی کا یہ فرمانا کہ میرے ذمہ دوسروں کی اطاعت کا وعدہ پہلے ہی سے لگ چکا تھا۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ حضور ﷺ نے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ میں حضور ﷺ کے عہد کی مخالفت نہ کروں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM
ISLAMIA ACADEMY

کے ساتھ بیعت کرنے کا وعدہ رسول اللہ ﷺ نے لیا تھا۔ تو اس لازم شدہ
وعدہ کے بعد تو میرے لئے ممکن نہ تھا کہ میں ان کی مخالفت کروں۔

اب یہ کہنا کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے صرف ہاتھ سے بیعت کی تھی۔ دل سے نہیں کی۔ کس قدر لغو اور بے معنی تاویل ہے کیونکہ اس کا تو یہی معنی ہوگا کہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور وعدہ کا ایفاء (معاذ اللہ) دل سے نہیں کیا تو اس سے زیادہ بھی کوئی کفر ہو سکتا ہے؟ کہ شیر خدا کے متعلق اس قسم کے اتہامات گھڑے جاویں اور یہ کہنا کہ شیر خدا نے ڈر کر بیعت کی تھی۔ کس قدر بیہودہ گوئی ہے۔ شیر خدا قسم اٹھا کر کہیں کہ میں نہیں ڈر سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے۔ وَلَاتَخَافُوْ هُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (القرآن) یعنی اگر تم مومن ہو تو اللہ کے بغیر کسی سے نہ ڈرو۔ اور حضرت علی فرماویں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان و حکم اور وعدہ کے تحت ان کی اطاعت اور ان کے ساتھ بیعت کر رہا ہوں۔ اور اس کے مقابل میں اس قسم کے ٹوٹکے اور تخمینے شیر خدا کی شیری اور دلیری کو چھپانے کی غرض سے پیش کئے جاویں۔ تو میں حیران ہوں کہ باوجود اس کے دعویٰ محبت و تولی کس نظریہ کے تحت ہے؟ اگر تھوڑی دیر کیلئے ہم تسلیم بھی کرلیں کہ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے صرف ہاتھ سے بیعت کی تھی اور دل سے نہیں کی تھی تو اس کا جواب بھی حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی کلام فیض انجام سے سن لیں۔ دیکھئے نہج البلاغۃ خطبہ ۱۰ و ناسخ التواریخ جلد ۳ کتاب ۲ صفحہ ۴۳، ۴۸۔

يَزْعَمُ اَنَّهٗ قَدْ بَايَعَ بِيَدِهٖ وَلَمْ يُبَايِعْ بِقَلْبِهٖ فَقَدْ اَقَرَّ بِالْبَيْعَةِ وَادَّعَى الْوَلِيْجَةَ فَلْيَاتِ عَلَيْهَا بِاَمْرٍ يُعْرَفُ وَ اِلَّا فَلْيَدْخُلْ فِيْ مَا خَرَجَ مِنْهُ الخ

یعنی زبیر یہ خیال کرتا ہے کہ اس نے میرے ساتھ دل سے بیعت نہیں کی تو یقیناً بیعت کا تو اقرار کیا اور بیعت کرنے والوں کے زمرہ میں داخل ہو گیا۔ پس چاہئے کہ اس پر کوئی ایسی بات پیش کرے جس سے پہچانا جا سکے۔ الخ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

سن لیا حضرات! صرف ہاتھ سے بیعت کرنے کی حقیقت۔ اگر شیر خدا کے نزدیک ہاتھ سے بیعت کرنا اور دل سے نہ کرنا بیعت کے حکم میں نہ ہوتا تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "وادعی الولیجہ" کیوں فرماتے؟ اور اقر بالبیعت کا حکم کیوں لگاتے؟ (یعنی بیعت کنندگان کے زمرہ میں داخل ہونے کا اس نے دعویٰ کر لیا اور بیعت کرنے کا اقرار کر لیا)

خلفاء ثلاثہ بزبان حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم

کتاب معانی الاخبار صفحہ ۱۱۰ مطبوعہ ایران مصنفہ ابن بابویہ قمی کا بھی مطالعہ فرمائیں کیونکہ یہ کتاب بھی مذہب اہل تشیع میں ان کی مایہ ناز ہے اور ان کے نزدیک بے حد معتبر ہے۔

عن الحسن ابن علی (رضی اللہ عنہما) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِنَّ اَبَابَکْرٍ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ السَّمْعِ وَاِنَّ عُمَرَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ الْبَصَرِ وَاِنَّ عُثْمَانَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ الْفُؤَادِ۔

(و کذا فی تفسیر الامام الحسن العسکری)

یعنی امام عالی مقام سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ابو بکر بمنزلہ میرے سمع مبارک کے ہے (ابو بکر میرے کان ہیں) عمر بمنزلہ میری آنکھ مقدس کے ہے (عمر میری آنکھ ہے) اور عثمان بمنزلہ میرے دل منور کے ہے (عثمان میرا دل ہے) (اسی طرح امام حسن عسکری کی اپنی تفسیر میں ہے)

اب امام عالی مقام امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرمانے والے ہوں اور پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام ان مقدس اور منور ہستیوں کو اپنے سمع مبارک، بصر مقدس اور دل منور کی منزلت بخشیں تو ان مقدس ہستیوں کی شانِ اقدس میں سب و شتم براہ راست رسول خدا کی شان اقدس میں سب و شتم نہیں؟ اور ان کا ادب و احترام

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

اور ان کی محبت براہ راست رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب واحترام اور حضور ﷺ کی محبت نہیں؟ کچھ تو سوچو۔

واقعہ ہجرت

چونکہ اہل تشیع ائمہ طاہرین کی اس قسم کی تصریحات کو دیکھ کر ہمیشہ سرے سے انکار کے عادی ہیں اور پھٹ سے کہہ دیتے ہیں کہ ائمہ طاہرین سے یہ روایت ثابت نہیں۔ اس لئے امام عالی مقام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور روایت بطور نمونہ لفظ بلفظ لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کتاب بھی امام صاحب کی اپنی تفسیر چھپی ہوئی بھی ایران کی۔ یعنی تفسیر حسن عسکری مطبوعہ ایران صفحہ ۱۶۴،۱۶۵

هٰذَا وَصِيَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لِكُلِّ اَصْحَابِهٖ وَاُمَّتِهٖ حِيْنَ صَارَ اِلَى الْغَارِ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَوْحٰى اِلَيْهِ يَا مُحَمَّدُ اَنَّ الْعُلٰى الْاَعْلٰى يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ لَكَ اِنَّ اَبَاجَهْلٍ وَالْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ دَبَّرُوْا عَلَيْكَ يُرِيْدُوْنَ قَتْلَكَ وَاَمَرَانْ تُبَيِّتَ عَلِيًّا وَقَالَ لَكَ مَنْزِلَتُهٗ مَنْزِلَةَ اِسْحَاقَ الذَّبِيْحِ ابْنِ اِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلِ يَجْعَلُ نَفْسَهٗ لِنَفْسِكَ فِدَاءً وَرُوْحَهٗ بِرُوْحِكَ وِقَاءً وَاَمَرَكَ اَنْ تَسْتَصْحِبَ اَبَابَكْرٍ فَاِنَّهٗ اِنْ آنَسَكَ وَسَعَدَكَ وَآزَرَكَ وَثَبَتَ عَلٰى مَا يَتَعَهَّدُكَ يُعَاقِدُكَ كَانَ فِي الْجَنَّةِ مِنْ رُفَقَائِكَ وَ فِيْ غُرُفَاتِهَا مِنْ خُلَصَائِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لِعَلِيٍّ اَرَضِيْتَ اَنْ اُطْلَبَ فَلَا اُوْجَدَ وَتُطْلَبَ فَتُوْجَدَ فَلَعَلَّهٗ اَنْ يُّبَادِرَ اِلَيْكَ الْجُهَّالُ فَيَقْتُلُوْكَ قَالَ بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم رَضِيْتُ اَنْ يَّكُوْنَ رُوْحِيْ لِرُوْحِكَ وِقَاءً وَنَفْسِيْ لِنَفْسِكَ فِدَاءً بَلْ رَضِيْتُ اَنْ يَّكُوْنَ رُوْحِيْ وَنَفْسِيْ فِدَاءً لَكَ اَوْ قَرِيْبٍ (لِقَرِيْبٍ) مِنْكَ (اَوْ) لِبَعْضِ الْحَيَوَانَاتِ تَمْتَحِنُهَا وَهَلْ اُحِبُّ الْحَيٰوةَ اِلَّا لِتَصَرُّفٍ بَيْنَ اَمْرِكَ وَنَهْيِكَ وَنُصْرَةِ اَصْفِيَاءِ لَكَ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

وَمُجَاهَدَةِ اَعْدَائِكَ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَمَا اُحِبُّ اَنْ اَعِيْشَ فِي الدُّنْيَا سَاعَةً وَّاحِدَةً فَقَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم رَأْسَهٗ فَقَالَ لَهٗ يَا اَبَا الْحَسَنِ قَدْ قَرَأَ عَلَيَّ كَلَامَكَ هٰذَا الْمُوَكَّلُوْنَ بِاللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ وَقَرَؤُوْا عَلَيَّ مَا اَعَدَّاللّٰهُ لَكَ مِنْ ثَوَابِهٖ فِيْ دَارِالْقَرَارِ مَالَمْ يَسْمَعْ بِمِثْلٍ (بِمِثْلِهٖ) السَّامِعُوْنَ وَلَا رَأٰى مِثْلَهُ الرَّاؤُوْنَ وَلَا خَطَرَبِبَالِ الْمُفَكِّرِيْنَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم لِاَبِيْ بَكْرٍ اَرَضِيْتَ اَنْ تَكُوْنَ مَعِيْ يَا اَبَابَكْرٍ تُطْلَبُ كَمَا اُطْلَبُ وَتُعْرَفُ بِاَنَّكَ اَنْتَ الَّذِيْ تَحْمِلُنِيْ عَلٰى مَا اَدَّعِيْهِ فَتُحْمَلَ عَنِّيْ اَنْوَاعَ الْعَذَابِ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَّا اَنَا لَوْعِشْتُ عُمَرَ الدُّنْيَا اُعَذَّبُ فِيْ جَمِيْعِهَا اَشَدَّ عَذَابًا لَا يَنْزِلُ عَلَيَّ مَوْتٌ صَرِيْحٌ وَلَا فَرَحٌ مِيْخٌ (مُرِيْحٌ) وَكَانَ ذٰلِكَ فِيْ مَحَبَّتِكَ لَكَانَ ذٰلِكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَتَنَعَّمَ فِيْهَا وَاَنَا مَالِكٌ لِجَمِيْعِ مَمَالِيْكِ مُلُوْكِهَا فِيْ مُخَالَفَتِكَ وَهَلْ اَنَا وَمَالِيْ وَوَلَدِيْ اِلَّا فِدَاءُ كَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَاجَرَمَ اِنَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى قَلْبِكَ وَوَجَدَ مُوَافِقًا لِمَا جَرٰى عَلٰى لِسَانِكَ جَعَلَكَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالرَّاسِ مِنَ الْجَسَدِ وَبِمَنْزِلَةِ الرُّوْحِ مِنَ الْبَدَنِ كَعَلِيٍّ الَّذِيْ هُوَ مِنِّيْ كَذٰلِكَ الخ

یعنی جب حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ہجرت کے موقع پر غار کی طرف تشریف فرما ہوئے تو اپنے صحابہ اور اپنی امت کو یہ وصیت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف جبریل علیہ السلام کو بھیج کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر (صلوٰۃ) سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ ابو جہل اور کفار قریش نے آپ کے خلاف منصوبہ تیار کر لیا ہے اور آپ کے قتل کرنے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کا ارادہ کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ علی المرتضیٰ کو اپنے بستر مبارک پر شب باشی کا حکم دیں اور فرمایا ہے کہ ان کا مرتبہ آپ کے نزدیک ایسا ہے جیسا اسحاق ذبیح کا مرتبہ تھا (حالانکہ ذبیح اسماعیل ہیں مگر اہل کتاب اسحاق کو ذبیح کہتے ہیں) حضرت علی اپنی زندگی اور روح کو تیری ذات اقدس پر فدا اور قربان کریں گے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ آپ (ہجرت میں) ابو بکر صدیق کو اپنا ساتھی مقرر فرماویں کیونکہ اگر وہ حضور کی اعانت اور رفاقت اختیار کر لیں۔ اور حضور کے عہد و پیمان پر پختہ کار ہو کر ساتھ دیں تو آپ کے رفقاء جنت میں سے ہوں گے۔ اور جنت کی نعمتوں میں آپ کے مخلصین میں سے ہوں گے۔ پس حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی کو فرمایا کہ اے علی! آپ اس بات پر راضی ہیں کہ میں طلب کیا جاؤں تو (دشمن کو) نہ مل سکوں اور تم طلب کئے جاؤ تو مل جاؤ اور شاید جلدی میں تیری طرف پہنچ کر بے خبر لوگ تجھے (شبہ میں) قتل کر دیں۔ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کیا کہ میں راضی ہوں یا رسول اللہ کہ میری روح حضور (ﷺ) کے روح مقدس کا بچاؤ ہو اور میری زندگی حضور کی زندگی اقدس پر فدا ہو۔ بلکہ میں اس بات پر بھی راضی ہوں کہ میری روح اور میری زندگی حضور (ﷺ) پر اور حضور (ﷺ) کے بعض حیوانات پر قربان اور فدا ہو۔ حضور (ﷺ) میرا امتحان لے لیں۔ میں زندگی کو اس لئے پسند کرتا ہوں کہ حضور (ﷺ) کے دین کی تبلیغ کروں اور حضور (ﷺ) کے دوستوں کی حمایت کروں اور حضور (ﷺ) کے دشمنوں کے خلاف جنگ کروں۔ اگر یہ نیت نہ ہوتی تو میں دنیا میں ایک ساعت بھی زندگی پسند نہ کرتا۔ پس حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

سر مبارک کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ اے ابوالحسن تیری یہی تقریر مجھے لوح محفوظ کے موکلین ملائکہ نے لوح محفوظ سے پڑھ کر سنائی ہے اور جو تیری اس تقریر کا ثواب اور بدلہ اللہ تعالیٰ نے آخرت میں تیرے لئے تیار فرمایا ہے وہ بھی پڑھ کر سنایا ہے وہ ثواب جس کی مثل نہ سننے والوں نے سنی ہے نہ دیکھنے والوں نے دیکھی ہے نہ ہی عقلمند انسانوں کے دماغ میں آسکتی ہے پھر حضور ﷺ نے ابو بکر صدیق سے فرمایا کہ اے ابو بکر تو میرے ہمراہ چلنے کیلئے تیار ہے؟ تو بھی اسی طرح تلاش اور طلب کیا جاوے جیسا میں۔ اور تیرے متعلق دشمنوں کو یہ یقین ہو جاوے کہ تو ہی نے مجھے ہجرت کرنے اور دشمنوں کے مکر اور فریب سے بچ کر نکلنے پر آمادہ کیا ہے تو تو میری وجہ سے ہر قسم کی مصیبت اور دکھ برداشت کرے؟ صدیق اکبر نے عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ) اگر میں قیامت تک زندہ رہوں اور اس زندگی میں سخت ترین عذاب و دکھ اور مصائب میں مبتلا رہوں جس مصیبت والم سے نہ مجھے موت بچانے کے لئے آسکے ،ورنہ کوئی دوسرا سبب آرام دے سکے اور یہ سب کچھ حضور (ﷺ) کی محبت میں ہو تو مجھے بطیب خاطر منظور ہے اور مجھے یہ پسند نہیں کہ اتنی لمبی زندگی ہو اور دنیا کے بادشاہوں کا بادشاہ بن کر رہوں اور تمام نعمتیں اور آسائشیں حاصل ہوں۔ لیکن حضور (ﷺ) کی معیت سے محرومی ہو اور میں اور میرا مال اور میری اولاد حضور (ﷺ) پر فدا اور قربان ہے پس حضور اقدس (ﷺ) نے فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ تیرے دل پر مطلع ہے اور جو کچھ تو نے کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو تیری دلی کیفیت اور وجدان کے مطابق پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے بمنزلہ میرے گوش مبارک اور بمنزلہ میری آنکھوں کے کیا ہے اور جو نسبت سر کو جسم سے ہے اللہ تعالیٰ نے تجھے اس طرح بنایا ہے اور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

جس طرح روح کی نسبت بدن سے ہے۔ میرے لئے تو اسی طرح ہے جیسا کہ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے نزدیک ہیں۔

تحریف کا نادر نمونہ

اگرچہ اس روایت میں فضیلت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) روز روشن سے بھی زیادہ روشن اور واضح و ثابت ہے مگر اہل تشیع نے تصرف اور تحریف فی الروایات کی عادت یہاں بھی نہیں چھوڑی۔

اول:۔ یہ کہ حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے جب فرمایا گیا تو حرف شرط کے ساتھ یعنی اگر وہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اعانت و مساعدت پر کربستہ ہو جائیں تو وہ دنیا اور آخرت میں حضور (ﷺ) کے رفیق ہیں۔ یہاں جب اللہ تعالیٰ بھی دلی کیفیات اور حالات پر مطلع ہے اور آپ (حضرت صدیق) نے جب علم الٰہی وہی کچھ عرض کی۔ جو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک بمنزلہ سمع مبارک و چشم مبارک اور روح مقدس ثابت ہوئے تو پھر شرطیہ جملہ صاف تحریف و تصرف فی الروایت پر دلالت کر رہا ہے۔ جو قلبی غل و غش پر مبنی ہے۔

دوسرا:۔ روایت کے آخر میں یہ جملے کہ "وَعَلِیٌّ فَوْقَ ذٰلِكَ لِزِيَادَةِ فَضَائِلِهٖ وَ شَرْفِ خِصَالِهٖ" یعنی علی (رضی اللہ عنہ) اس سے زیادہ ہیں۔ کیونکہ ان کے فضائل اور شرف خصال زیادہ ہیں۔

ارے سمع و بصر وراس وروح نبوت پناہ پر کون سی زیادتی متصور ہے۔

بہر صورت اہل تشیع کی معتبر ترین کتب بھی خلفائے راشدین کے فضائل و علو مرتبت کو اپنے اوراق میں جگہ دینے پر مجبور نظر آتے ہیں۔ والحسن ماشهدت به الاعداء (جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے) ائمہ طاہرین کے ارشادات کو ہر حیلے سے ردو بدل کرنے اور توڑ موڑ تصرفات کرنے کی انتہائی کوشش کی۔ مگر خلفائے راشدین کی شان کو آنچ نہ آئی۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

فضیلت والا کون

اگرچہ اہل ایمان اور اہل عقل و درایت کے لئے اس روایت سے زیادہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان اور آپ کا فضل اور کیا متصور ہے مگر مومنین کے دل کو خوش کرنے کے لئے بطور نمونہ ایک دو روایتیں اور بھی خلفائے راشدین سابقین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی فضیلت کے بارے میں اہل تشیع حضرات کی معتبر کتابوں سے پیش کرتا ہوں۔ اہل تشیع کی معتبر کتابوں میں حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی موجود ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلُ الْبَيْتِ یعنی سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہیں۔

نمونہ کے طور پر کتاب کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمہ مطبوعہ ایران صفحہ ۱۱۶۔

وَاَنْتَ لَوْ فَكَّرْتَ لَعَلِمْتَ اَنَّهُ يَكْفِيْهِ نَسَبًا قَوْلُهُ صلى الله عليه وسلم سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلُ بَيْتٍ

یعنی تو اگر فکر و ہوش سے کام لے تو یقیناً جان لے گا اور دیکھ لے گا۔ کہ سلمان فارسی کے لئے یہی نسب نامہ کافی ہے جو حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ سلمان ہم میں سے ہے اور اہل بیت میں سے ہے۔

اب ہم اہل نظر و فکر کی خدمت میں فروع کافی جلد ۲ کی عبارت پیش کرتے ہیں جو حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے فرق مرتبہ کے متعلق وارد ہے۔

ثُمَّ مَنْ قَدْ عَلِمْتُمْ بَعْدَهٗ فِيْ فَضْلِهٖ وَزُهْدِهٖ سَلْمَانُ وَ اَبُوْ ذَرٍّ رضى الله عنهما الخ

یعنی پھر وہ شخص جس کے متعلق تمہیں علم ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد جن کا مرتبہ فضل و زہد میں ہے تو وہ سلمان فارسی اور ابوذر (رضی اللہ عنہما) ہیں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اب جن کا مرتبہ فضل و زہد میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد ہے۔ وہ اہل بیت ہوں اور اول مرتبے والی ہستی کہ جن کو بمنزلۃ السمع والبصر والروح بھی فرمایا گیا ہو۔ وہ اہل بیت میں نہ ہو تو یہ کس قدر ہٹ دھرمی اور بے انصافی پر مشتمل ایک غلط نظریہ ہے۔ وانت لوفکرت وتدبرت ذلك لعلمت فضل ابی بکر وزهده علی جمیع الصحابة ویکفیه فضلا و کمالا ومرتبة قوله صلى الله عليه وآله وصحبه وسلم لابی بکر رضی الله عنه انت منی بمنزلة السمع والبصر والروح وقد مربیانه بیبانی۔

عمر، داماد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما

خلیفہ ثانی سیدنا امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت سیدنا امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رشتہ دینا اور ان کو شرف دامادی بخشنا کوئی کم مرتبہ پر دلیل نہیں۔ اعتبار کریں ورنہ کتاب فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۱ کی یہ عبارت بروایت امام ابو عبداللہ جعفر الصادق رضی اللہ عنہ پڑھیں۔

عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ علیه السّلام قَالَ سَئَالْتُهُ عَنِ الْمَرْاَةِ الْمُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا تَعْتَدُّ فِیْ بَیْتِهَا اَوْحَیْثُ شَاءَتْ قَالَ حَیْثُ شَاءَتْ اِنَّ عَلِیًّا صَلٰوتُ اللّٰهِ عَلَیْهِ لَمَّا تُوُفِّیَ عُمَرُ اَتٰی اُمَّ کُلْثُوْمٍ فَانْطَلَقَ بِهَا اِلٰی بَیْتِهٖ

یعنی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسئلہ دریافت کیا گیا کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو وہ اپنے گھر (خاوند کے گھر) عدت بیٹھے یا جہاں مناسب خیال کرے وہاں بیٹھے۔ امام عالی مقام نے جواب دیا کہ جہاں چاہے بیٹھے۔ کیونکہ جب عمر (رضی اللہ عنہ) فوت ہوئے تو حضرت علی علیہ السلام اپنی بچی کو ان کے گھر سے اپنے گھر لے گئے۔

علیٰ ہذا القیاس کتاب "طراز المذہب مظفری" مصنفہ میرزا عباس قلی خاں وزیر مجلس شوریٰ کبریٰ سلطنۃ ایران جلد اول صفحہ ۷۴ تا صفحہ ۷۶ پر اس نکاح کے متعلق

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

تمام علماء شیعہ کا اتفاق اور ان کے متعلق تصریحات ملاحظہ فرماویں۔ یہ کتاب شاہ ایران مظفر الدین قاچار کی زیر سرپرستی لکھی گئی ہے ۱۲

اس نکاح کا ثبوت تقریباً اہل تشیع کی ہر کتاب میں موجود ہے۔ مگر جن الفاظ کے ساتھ اہل بیت کرام کی عقیدت کا دم بھرنے والوں نے اس نکاح کا اقرار کیا ہے مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کوئی ذلیل سے ذلیل انسان بھی اپنے متعلق ان الفاظ کو برداشت نہیں کر سکتا۔ جن الفاظ کو اہل بیت نبی علیہ السلام کے متعلق ان مدعیان تولی نے استعمال کیا ہے۔ کوئی شخص ان الفاظ کو دیکھ کر یہ بات تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ اس قسم کے الفاظ بدترین دشمن ہی منہ سے نکال سکتا ہے۔ میں حیران ہوں کہ اللہ کے مقبولوں کے متعلق یہ الفاظ استعمال کرنے والا اسی دنیا میں غرق کیوں نہیں ہو جاتا۔ لہٰذا میں یہ جرأت نہیں کرتا اور اپنی عاقبت تباہ نہیں کرتا کہ وہ الفاظ لکھوں۔ اہل تشیع کی ام الکتب یعنی فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۴۱ سطر ۷ مطبوعہ لکھنؤ کسی بڑے مدعی تولے و معتقد اہل بیت سے سنئے۔ نیز ناسخ التواریخ جلد ۲ صفحہ ۳۶۳، ۳۶۴، سطر ۱ ملاحظہ فرماویں اور میری تمام تر معروضات کی تصدیق کریں کہ شان حیدری میں کس قدر بکواس اور سب و شتم شیعان علی نے کئے ہیں کوئی بڑے سے بڑا بدبخت خارجی بھی ان کے حق میں اس قسم کے کلمات لکھنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ بکواس صرف اس لئے کئے ہیں کہ آپ نے سیدنا امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رشتہ کیوں دیا ہے اور بس۔ کاش میرے بھولے بھالے برادران وطن شیعہ مذہب کی حقیقت سے واقف ہوتے۔

نیاز مندانہ مشورہ

اے سادات عظام خدا کے واسطے کچھ سوچو اور ضرور سوچو۔ جس مذہب کی اس قدر معتبر کتاب میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان اقدس میں اس قسم کے بکواس ہوں جو آپ کسی ذلیل سے ذلیل نوکر کو نہیں کہہ سکتے تو اس مذہب

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

سے آپ نے کیا پھل پاتا ہے؟ خدارا اپنی عاقبت تباہ نہ کرو۔

آیئے ہم اہل سنت آپ کے بردے اور آپ کے گھرانے کے حلقہ بگوش ہیں ہم سے اپنے خانوادہ کی عزت وناموس کے متعلق صحیح روایات سنئے اور خانوادہ نبوت کی شان کو ملاحظہ فرمایئے۔ یہی روایت جس کے لکھنے سے میرا دل لرز گیا۔ میرے ہاتھ سے قلم گر پڑا اور اللہ کی قسم میں لکھنے کی جرأت نہ کر سکا۔ اہل تشیع نے اپنی معتبر کتاب ناسخ التواریخ جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۶۳ سطر نمبر ۲۹ پر بڑے شد و مد کے ساتھ اور ثبوت نکاح میں یہ تمام صفحہ اور ص ۳۶۴ علیٰ ہذا القیاس صفحہ ۴۲۳ بھی ملاحظہ فرمایئے۔ اس کے بعد اور نہیں تو یہ ہی شیعان علی کو پڑھ کر سنا دیجئے کہ ع

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

مگر در حقیقت دوست نما دشمن کے بغیر اہل تشیع کے مذہب کی بناء اور کوئی نہیں رکھ سکتا۔ مذکورہ بالا عبارات کو پڑھ کر یقیناً اہل انصاف میری تصدیق کریں گے۔ ممکن ہے بھولے بھالے برادران وطن کہیں کہ جو لوگ سال بہ سال امام عالی مقام زندہ جاوید کا ماتم کرتے ہیں اور اپنے سینوں کو پیٹ پیٹ کر خون خون کر دیتے ہیں۔ یہ کیسے کسی دشمن کی تقلید میں مذہب تشیع اختیار کر سکتے ہیں یا جس نے یہ مذہب گھڑا ہے وہ کیسے دشمن اہل بیت ہو سکتا ہے؟ اس کا فطرتی جواب (پہلا جواب) صرف اتنا ہے کہ اس قسم کی روایات گھڑنے کی سزا ایسی ہو سکتی ہے اور جن مقدس ہستیوں کو امام عالی مقام سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الشریف امام الہدیٰ شیخ الاسلام، حبیب مقتدا اور پیشوا فرما دیں۔ جن کے ہاتھ پر بیعت کریں جن کو بطیب خاطر رشتے دیں۔ ان ہستیوں کی شان اقدس میں علانیہ بکواس بکنے کی دنیا میں سزا ایسی ہے کہ اپنے ہاتھ سے اپنے منہ اور اپنے سینوں کو پیٹ پیٹ کر اڑا دیں۔ ورنہ محبت کے تقاضے پر یہ کاروائی مبنی ہوتی تو اس کی ابتداء حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شروع ہوتی۔ ان کے بعد ائمہ (گیارہ امام) اس پر عمل فرماتے مگر یاد رکھو یہ کسی زبردست مجرم خدا کی سزا سے شروع ہوئی ہے۔

www.waseemziyai.com

اے آلِ حیدر کرار! آپ اپنے جدِ امجد کی سنت تلاش فرماویں اور اپنے تمام طاہرین کی سنت کی پیروی اختیار کریں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اس قسم کی روایات گھڑنا اور ان کو رائج کرنا ایک سیاسی کرتب تھا تاکہ بیوقوف اور کم سمجھ لوگ اس قسم کی غلط روایات کے باوجود ہمیں محب سمجھتے رہیں اور ہم آسانی کے ساتھ اپنا مذہب رائج کرتے رہیں۔ آپ دعویٰ محبت کے لوٹ کے اندر دیکھئے اور اس زہر سے بچئے۔ خیر یہ ایک نیاز مندانہ مشورہ تھا جو موضوع سے نکال لے گیا۔

انتظار کس بات کا

ائمہ طاہرین صادقین معصومین کی روایات سے خود اہل تشیع کی کتابوں میں جب یہ بات مل گئی۔ کہ ائمہ طاہرین نے خلفائے راشدین کو صدیق مانا۔ ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان کو امام الہدیٰ شیخ الاسلام، مقتداء اور پیشوا تسلیم کیا۔ ان کے حق میں سبّ بکنے والوں کو قتل کیا۔ سزائیں دیں۔ اپنی مجلس سے نکالا۔ بلکہ خلفائے راشدین کی شان اقدس میں سبّ بکنے والوں کو مسلمانوں کی جماعت سے بھی خارج فرمایا اور یہ بھی مسلم ہے کہ ائمہ طاہرین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس اور مقدس دلوں میں غیر خدا کا خوف نہیں آسکتا تھا اور ولا تخافوھم وخافون ان کنتم مؤمنین (اگر تم مومن ہو تو میرے بغیر کسی سے نہ ڈرو) پر ان کا پورا ایمان تھا۔ اور میدان کربلا میں اپنے اس ایمان کا ثبوت عملی طور پر بھی دیا تو وہ تمام تر ارشادات جو ائمہ طاہرین نے فرمائے اور تمام تر اخوت و مودت کے جو عملی ثبوت بہم پہنچائے صرف صدق و صفا اور ظاہری باطنی صداقت ہی کی بنا پر فرمائے۔ خلافت خلفائے سابقین کے متعلق جن واضح اور غیر مبہم کلمات طیبات کے ساتھ حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے قطعی فیصلہ ارشاد فرمایا ہے جو پہلے عرض کر چکا ہوں اس کے بعد فتنہ اور فساد پیدا کرنا اور وہ فیصلہ تسلیم نہ کرنا اور خلفائے راشدین کی شان اقدس میں سبّ و شتم بکنا اور محب علی

کہلوانا حضرت علی کو (معاذ اللہ) جھٹلانا اور پھر دعوے تولی (محبت) کرنا ایمان تو کجا خود کسی معقولیت پر بھی مبنی نہیں ہو سکتا۔

حدیث قرطاس

بے خبر اور ناواقف لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے کبھی قرطاس کی روایت پیش کی جاتی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنی ظاہری حیوۃ طیبہ کے آخری خمیس کو اپنے حرم سرا میں اہل بیت کے مردوں سے کہا کہ لکھنے کے لئے کوئی چیز (دوات، قلم، کاغذ) لاؤ میں تمہارے لئے کچھ وصیت لکھوں تاکہ میرے بعد تم صراط مستقیم پر ثابت قدم رہو۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے مسجد شریف میں جاکر دوات قلم طلب فرمائی تو امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہمیں قرآن کریم کافی ہے کیا آنحضرت ﷺ ہمیں داغ مفارقت تو نہیں دینا چاہتے؟ اس بات کو سمجھو!!

یہ روایت اہل سنت کی کتابوں میں ہو یا اہل تشیع کی کتابوں میں بہر صورت قرآن کریم کی آیت کریمہ (ولا تخطه بيمينك اذا لارتاب المبطلون) یعنی آپ اپنے ہاتھ مبارک سے کبھی اس کو نہ لکھنا تاکہ گمراہ کرنے والے لوگ شک پیدا نہ کر سکیں۔ (کہ حضور ﷺ خود لکھ سکتے تھے۔ اور قرآن کریم بھی خود لکھا ہے خدا کی طرف سے نہیں) اب یہ نفی ہو یا نہی۔ بہر صورت آنحضرت ﷺ کا اپنے ہاتھ مبارک سے لکھنا ممنوع اور محال ہے اور روایت میں ہے کہ میں لکھوں۔ دوسرا بالفرض تسلیم اس روایت میں خلافت کا ذکر تک نہیں۔ حضرت علی کی خلافت اور وہ بھی بلا فصل اس سے کیسے ثابت ہو گئی۔

تیسرا۔ اہل بیت کے مردوں میں حضرت علی موجود تھے تو ان کو دوات قلم پیش کرنے کا حکم ہوا۔ جیسا کہ "ایتونی" کا صیغہ جمع مذکر اسی امر پر دلالت کرتا ہے۔ فرض کرو کہ حضرت عمر نے حسبنا كتاب الله یعنی ہمیں قرآن کریم کافی ہے۔ فرمایا ہو۔ تو سوال یہ ہے کہ حضرت علی نے حضرت عمر کے کہنے پر عمل کرنا تھا یا رسول اللہ ﷺ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کے حکم پر؟ پھر حضرت علی نے کس کے کہنے پر عمل کرتے ہوئے دوات و قلم و کاغذ پیش نہ کیا۔

چوتھا۔ فرض کریں حضور خلافت ہی لکھتے (جس کا ذکر تک روایت میں نہیں) مگر جب حضور ﷺ پہلے فرما رہے ہیں کہ میرے بعد خلیفہ ابو بکر ہوگا۔ اس کے بعد عمر ہوگا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور یہ کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے دیکھو تفسیر صافی جلد ۲ صفحہ ۳۲۰۔ اسی طرح تفسیر قمی اس آیت کریمہ کے تحت قال نبانی العلیم الخبیر (پارہ ۲۸ سورہ تحریم) تفسیر امام حسن عسکری اور باقی تمام اہل تشیع کی معتبر ترین تفاسیر میں حضور اقدس ﷺ سے یہ روایت ثابت ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کا رسول ﷺ۔ اللہ تعالیٰ کے حکم اور فرمان کے خلاف اور اپنے ارشاد کے خلاف کوئی دوسری خلافت لکھنے لگے تھے۔

ہم پہلے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واضح اور غیر مبہم خطبات آپ کو سنا چکے ہیں کہ حضرت علی سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحبہ وسلم کی رحلت کے بعد خلافت کی بیعت کرنے کے بارے میں کہا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میری خلافت کا زمانہ نہیں آیا۔ اس وقت میری خلافت کا سوال ایسا ہے جیسے کوئی قبل از وقت کچے میوے توڑے یا کسی دوسرے کی زمین میں کھیتی باڑی شروع کر دے۔ اور یہ کہ میرے ذمہ یہ ہے کہ میں دوسروں کی اطاعت کروں اور یہ کہ بیعت کرنے پر میرے لئے دوسروں کی اطاعت کا عہد و پیمان مقدم ہے میرے لئے ممکن ہی نہیں کہ ابو بکر کی بیعت کی مخالفت کروں۔ پھر ان کا خود بھی بیعت کرنا۔ یہ تمام تر روایات خلافت علی رضی اللہ عنہ کی تحریک کے منافی بلکہ مناقض ہیں۔

خم غدیر

اسی طرح یہ بھی ابلہ فریبی ہے کہ حضرت علی کی خلافت بلا فصل کی دلیل میں خم غدیر کی روایت پیش کی جاتی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت علی کے متعلق فرمایا

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کہ "مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ" (یعنی جن کا میں دوست ہوں علی بھی ان کے دوست ہیں) ظاہر ہے کہ قرآن کریم میں مولیٰ بمعنی دوست ہے دیکھو آیت کریمہ "فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَ جِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ" (یعنی اللہ کے محبوب کا دوست اللہ جل شانہ ہے اور جبریل ہیں اور نیک بندے ہیں۔ "وَالْمَلٰٓئِکَةُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَهِیْرٌ" اس کے بعد فرشتے حضور علیہ السلام کے امداد کنندہ ہیں)۔ (القرآن)

اب مولیٰ کا معنی حاکم یا امام یا امیر کرنا صراحۃً قرآن کریم کی مخالفت ہے اور تفسیر بالرائے ہے اور کون مسلمان یہ نہیں مانتا کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رسول اللہ علیہ السلام کے دوستوں کے دوست ہیں۔ جن کو اللہ کے رسول (علیہ السلام) نے گھر میں، ہجرت میں، غار میں، سفر میں، حتیٰ کہ قبر میں اپنا ساتھی اور رفیق منتخب فرمالیا۔ حضرت علی ان کے دوست ہیں۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا صاف صاف ارشاد گرامی نہ بھولئے جو حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں فرماتے ہیں کہ "هُمَا حَبِیْبَایَ" یعنی وہ میرے دوست ہیں (یہ حوالہ گزر چکا ہے) علیٰ ہذا القیاس حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت بلا فصل پر غزوۂ تبوک کی روایت کو دلیل بنانا سخت ناواقفی اور بے خبری کی دلیل ہے۔ یعنی غزوۂ تبوک کے موقعہ پر حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت علی کو ارشاد فرمانا۔ "اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی" یعنی اے علی آپ اس بات پر راضی نہیں کہ جو نسبت ہارون کو موسیٰ سے تھی وہی منزلت آپ کو مجھ سے ہوتی۔ اب اس روایت سے ثابت کرنا کہ حضور علیہ السلام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بلا فصل فرمارہے ہیں کس قدر بے محل ہے۔ اولاً اس لئے کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کی عین حیات میں فوت ہوگئے تھے۔ اور حضرت موسیٰ کے خلیفہ نہ بلا فصل بنے اور نہ بالفصل۔ دیکھو شیعوں کے مجتہد اعظم ملا باقر مجلسی کی کتاب حیات القلوب صفحہ ۳۶۸ اور ناسخ التواریخ وغیرہ اور اولڈ ٹسٹامنٹ (بائبل) وغیرہ جہاں صراحۃً موجود ہے کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کی عین حیات

میں فوت ہوئے اور یہود نے حضرت موسیٰ پر یہ اتہام لگایا کہ انہوں نے اس کو قتل کیا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی برأت نازل فرمائی۔ جس کا ذکر قرآن کریم میں ان کلمات طیبات کے ساتھ ہے۔ فَبَرَّأَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَ كَانَ عِنْدَاللّٰهِ وَجِيْهًا۔ (پس اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو اس اتہام سے بری فرمایا۔ جو کچھ کہ یہود نے ان کے متعلق باندھا تھا اور وہ اللہ کے نزدیک معزز و محترم تھے) اور تفسیر صافی میں جو اہل تشیع کی معتبر ترین کتاب ہے۔ بحوالہ تفسیر مجمع البیان جو شیعوں کے مجتہد اعظم کی تصنیف ہے۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت تصدیق کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام اَنَّ مُوْسٰى وَ هَارُوْنَ صَعِدَا عَلَى الْجَبَلَ فَمَاتَ هَارُوْنُ فَقَالَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ اَنْتَ قَتَلْتَهٗ

یعنی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون ایک پہاڑ پر چڑھے۔ پس حضرت ہارون فوت ہو گئے تو بنی اسرائیل نے کہا کہ اے (حضرت) موسیٰ آپ نے ان کو قتل کیا ہے۔ الخ

حیات القلوب میں یہ واقعہ مفصل موجود ہے۔

تو یہ مشابہت خلافت کے ساتھ قرار دینا کہ جیسے حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے خلیفہ تھے ویسے ہی حضرت علی حضور اقدس ﷺ کے خلیفہ تھے۔ انتہا درجہ تعجب انگیز ہے۔ دلیلِ خلافتِ بلا فصل اس مشابہت کے ذریعے سے لائی گئی۔ مگر اس مشابہت کی وجہ سے مطلقاً خلافت نہ بلا فصل اور نہ بالفصل ثابت ہو سکی۔ خدا کا شکر ہے کہ کسی خارجی منحوس کے کانوں تک اہل تشیع کی خلافت بلا فصل کے متعلق یہ دلیل نہیں پہنچی۔ ورنہ اہل تشیع حضرات کو لینے کے دینے پڑ جاتے۔

ناطقہ سر بگریباں ہے......

ہٹ دھرمی کی بھی انتہا ہے۔ جب حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ کے متعلق ائمہ طاہرین کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

سند کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کا واضح اور غیر مبہم ارشاد خود اہل تشیع کی معتبر ترین کتابوں سے دکھایا جائے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ کہ اِنَّ اَبَابَکْرٍ یَلِی الْخِلَافَۃَ مِنْ بَعْدِیْ یعنی میرے بعد ابو بکر خلیفہ ہیں اور اہل تشیع کی معتبر ترین کتاب تفسیر امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ، اور تفسیر صافی وغیرہ کی تصریحات پیش کی جائیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد خلیفہ ابو بکر ہیں۔ ان کے بعد عمر ہیں اور اہل تشیع کی معتبر ترین کتاب نہج البلاغۃ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ان کی خلافت کو تسلیم فرمانا ان کے ہاتھ پر بیعت کرنا۔ ان کے ساتھ مشوروں میں شریک ہونا ثابت کیا جائے اور شیعوں کی معتبر ترین کتاب شافی اور تلخیص الشافی سے ائمہ طاہرین کی روایات کے ساتھ حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا یہ ارشاد گرامی موجود ہو کہ ابو بکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) میرے پیارے ہیں امام الہدیٰ پیشوائے وقت ہیں۔ ہدایت کے امام ہیں، شیخ الاسلام ہیں اور مولا علی کا یہ ارشاد خود ائمہ طاہرین کی سند کے ساتھ پیش کیا جائے۔ کہ حضور کی تمام امت سے افضل ابو بکر ہیں اور کتاب کافی سے یہ تصریح پیش کی جاوے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ سب صحابہ سے افضل ہے اور اہل تشیع کی معتبر ترین کتاب تفسیر حسن عسکری اور معانی الاخبار وغیرہ میں یہ تصریحات موجود ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر بمنزلہ میری آنکھ کے ہیں اور عمر بمنزلہ میرے گوش مبارک کے ہیں اور عثمان بمنزلہ میرے دل کے ہیں۔ تو ان روایات کو دیکھ کر اہل تشیع کو خلافت کا یقین نہیں ہوتا۔ نہ ہی ائمہ طاہرین کی روایات پر ایمان لاتے نظر آتے ہیں۔ اور حضرت ہارون کی مشابہت سے خلافت بلافصل ثابت کرنے کی بڑی دور کی سوجھتی ہے۔ اگر حضرت علی کی خلافت ثابت کرنے کا اس قدر شوق ہے تو پہلے ان کو سچا بھی مانو۔ ان کے ارشادات پر ایمان بھی لاؤ۔ اور ان کی حدیثوں کو صحیح تسلیم کرو۔ ان معصومین کو جھوٹ مکر اور فریب سے پاک اور منزہ یقین کرو تو ہم جانیں کہ اہل تشیع کو ائمہ طاہرین معصومین کے ساتھ دلی الفت

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اور محبت ہے۔ حضرت ہارون کے ساتھ مشابہت ایک وقتی طور پر بہت مناسب ہے جیسے حضرت موسیٰ حضرت ہارون علیہما السلام کو طور سینا پر جاتے وقت اپنے گھر چھوڑ گئے تھے اسی طرح حضور اقدس ﷺ غزوۂ تبوک میں تشریف لے جاتے وقت حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو مدینہ شریف کی حفاظت کے لئے افسر مقرر فرما گئے تھے۔

مگر حسب روایت باقر مجلسی کی حیات القلوب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ مدینہ شریف میں رہنا پسند نہ فرمایا اور حضور ﷺ کے ساتھ جانا اختیار کیا اور شامل سفر باظفر ہوئے۔

مگر سوال یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مشابہت حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ حضور ﷺ کے بعد خلافت کے متعلق موجود ہے یا نہیں۔ تو جواب یہ ہے کہ چونکہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلیفہ نہ بنے فذلک کذلک۔ البتہ ہم اہل السنّت والجماعت کے اصول کے مطابق حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ رسول اللہ ﷺ کے چوتھے خلیفہ ہیں۔

اہل تشیع کے دلائل خلافت بلا فصل کا نمونہ تو آپ دیکھ چکے جو تصریحات کا انکار، من گھڑت اور غلط توجیہات پر اصرار کا مجموعہ ہیں۔

لطیفہ

ایک دفعہ اہل سنت والجماعت اور اہل تشیع کے مابین مناظرہ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اہل تشیع کے مناظر نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی خلافت بلا فصل ثابت کرنے کے لئے کہا کہ میں قرآن سے ثابت کرتا ہوں میں حیران ہو کر دیکھنے لگا کہ یا اللہ تیری کس آیت سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل ثابت کرے گا تو اس نے سورۂ زخرف کی تیسری آیت "وَاِنَّهٗ فِیْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ حَكِیْمٌ" ایک خاص انداز میں پڑھی۔ کہ علی لوح محفوظ میں حکیم لکھے ہوئے ہیں۔ بس پھر نعرہ حیدری بولتے ہوئے سٹیج سے کودا اور بھاگا۔ مناظر اہل سنت بیچارہ منہ تکتا رہ گیا۔ میں

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-ISLAMIA ACADEMY

نے اندازہ لگایا کہ بے چارے بےخبر اور جاہلوں کو اسی طرح خلافت بلا فصل کے دلائل پیش کر کے پھسلایا جاتا ہوگا۔ میں اس مناظرہ میں بحیثیت حکم بیٹھا ہوا تھا۔ مگر فیصلہ سنانے کا موقعہ ہی نہ ملا۔ علماء طبقہ تو شان استدلال اور طرز قلابازی دیکھ کر دم بخود ہو کر رہ گیا۔ اب وہاں کون تھا۔ جس کو جواب دیا جاتا۔ اور اس دلیل کے متعلق نظر اور فکر کا تجزیہ کیا جاتا۔

برادران وطن! سورۂ زخرف جس سے اس سخت جاہل نے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی خلافتِ بلا فصل ثابت کرنے کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کی آیات تلاوت فرماویں۔ حٰمٓ۔ وَالْكِتَابِ الْمُبِيْنِ۔ اِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ط وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ط اس کا ترجمہ خود اہل تشیع کے مقبول ترین مترجم مقبول احمد دہلوی کی تحریر سے دیکھیے۔ "قسم ہے واضح کتاب کی بیشک ہم نے اس کو عربی قرآن مقرر کیا۔ تاکہ تم سمجھو اور بیشک وہ ہمارے پاس ام الکتاب میں ضرور عالیشان اور حکمت والا ہے" تو شروع سے لے کر آخر تک قرآن حکیم کی تعریف ہے۔ مگر اس سے حضرت علی مراد لینے اور پھر اپنے ذہن سے خلافت نکال کر اس کے ساتھ جوڑنے اور جب خلافت کا حلقہ جڑ گیا تو پھر بلا فصل کا لفظ جوڑنے میں کیا تکلیف ہو سکتی ہے؟ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ حضرت علی کی خلافت اور وہ بھی بلا فصل ثابت ہو گئی (نعرۂ حیدری یا علی)

یہ استدلال اور طرز استدلال!

بھلا اس کے مقابل میں رسول خدا ﷺ کا صاف اور واضح ارشاد کہ میرے بعد خلیفہ ابو بکر اور پھر عمر ہوں گے یا حضرت علی کا ابو بکر و عمر کو امام الہدیٰ و مقتدائے امت فرمانا بھی کوئی دلیل خلافت ہو سکتی ہے؟ فَمَا لِهٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ط (ان جاہلوں کو کیا ہوا بات سمجھتے ہی نہیں) امام حسن عسکری کی تفسیر، تفسیر قمی اور تفسیر صافی جیسی اہل تشیع کی معتبر کتابیں جن میں محبوب کبریا ﷺ کا صاف صاف

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

ارشاد کہ میرے بعد خلفاء ابوبکر ان کے بعد عمر (رضی اللہ عنہما) ہوں گے اور یہ کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تسلیم نہ کرنا تعجب انگیز دعوے تولی (محبت) ہے۔

خداوند تعالیٰ کے فرمان اور رسول ﷺ کا صاف صاف ارشاد اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام ائمہ معصومین کی واضح غیر مبہم تصریحات کے بالمقابل اہل تشیع من گھڑت تخمینے اور خلافت بلا فصل کے ٹوٹل (ٹوٹکے) لگائیں اور اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تمام ائمہ معصومین کو جھٹلائیں اور ان کے ہر قول و فعل کو جو ان کے من گھڑت مذہب کے مخالف ہو اس کو تقیہ اور فریب کاری پر محمول کریں اور پھر محبت بھی رہیں۔ سبحان اللہ!

کیا کہنے اس سوچ کے

اہل تشیع نے اپنے خود ساختہ مذہب کو محفوظ رکھنے کے لئے سوچا خوب ہے کہ جو حدیث اور روایت اس کے مخالف ہو گی۔ خواہ خود اہل تشیع ہی کے مصنفین نے اس کو ائمہ معصومین سے سنا اور ان کی اپنی کتابوں میں اس کو لکھا ہو اور بانیان مذہب شیعہ نے کسی ایسی کڑی کو اپنے مذہب کے ساتھ منسلک کرنا ضروری خیال کیا ہو جو اس روایت و حدیث کے مخالف ہو تو پھر یہی تقیہ کام میں لایا جاسکے کہ ائمہ معصومین نے ہماری اس خود ساختہ پرداختہ کڑی کے خلاف جو فرمایا ہے اگرچہ وہ روایتیں ہماری کتابوں میں موجود ہیں۔ مگر بطور تقیہ ہیں۔ پس جتنی حدیثیں اور روایات اس مذہب کے خلاف کوئی پیش کرتا چلا جائے گا۔ اہل تشیع میاں مٹھو کی طرح ایک لفظ "تقیہ" بولتے چلے جائیں گے تو گویا تمام احادیث و روایات پیش کرنے والے کے بالمقابل اہل تشیع کا ایک طوطا جس کو صرف "تقیہ" کا لفظ زبان پر چڑھا دیا گیا ہو بطور مناظر پیش کر سکتے ہیں۔ یہ تقیہ امور عامہ سے بھی عام مانا گیا ہے۔ اب اس کے بعد جو چاہیں ائمہ صادقین کی طرف منسوب مذہب کو وسعت دیتے چلے جائیں مگر اتنا تو فرمائیں کہ جب ائمہ صادقین اپنے شیعوں کو ہمیشہ کوئی بچی بات بتانا کفر اور بے دینی (معاذ اللہ) یقین فرماتے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

تھے جیسا کہ مفصل بیان ہو چکا ہے اور تقیہ کو ایک لمحہ کے لئے بھی ترک فرمانا جائز نہ سمجھتے تھے۔ جیسا کہ مفصل بیان ہو چکا ہے تو پھر یہ تقیہ کے متعلق روایت بھی انہی ائمہ دین کی طرف منسوب ہیں تو پھر ان پر بھی ایمان لانے سے پہلے مسئلہ تقیہ کو ذہن سے خارج نہیں کرنا چاہئے۔ یا پھر تسلسل فی التقیہ پر ایمان رکھنا چاہئے کم از کم اپنے مذہب کو بچانے کے لئے اتنا تو کہتے کہ ائمہ معصومین سے جو روایتیں اپنے شیعوں کے سامنے بیان کی ہیں وہ سچی تھیں اور ناصبیوں یعنی اہل سنت والجماعت کے سامنے تقیہ اختیار فرماتے تھے مگر اس صورت میں بھی مذہب تشیع کی بنیاد کھوکھلی معلوم ہوتی ہے کیونکہ جتنے حوالے میں نے اس رسالے میں پیش کئے ہیں وہ تمام تر اہل تشیع کی معتبر کتابوں سے دیئے ہیں۔ وہ کتابیں جو بجز کافی کلینی کے تمام تر ایران یا نجف اشرف کی چھپی ہوئی ہیں اور کافی مطبوعہ ایرانی بھی مل گئی ہے۔ اس میں سے بھی کافی کے حوالے دکھانے کا ذمہ دار ہوں۔ اور جتنے حوالے دیئے ہیں وہ ائمہ معصومین طاہرین کی روایت سے ہیں تو پھر خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خلافت کا انکار ان کی صدیقیت کا انکار کیوں؟ مولا علی المرتضیٰ کا ان کے ساتھ بیعت کرنے، ان کو امام الہدیٰ مقتداء و پیشوا تسلیم فرمانے، ان کے حق میں سب بکنے والوں کو سزا دینے اور امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کو رشتہ دینے کا انکار کیوں؟ ان کی اطاعت کرنے ان کے مشیروں میں شامل ہونے کا انکار کیوں؟ امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس صریح ارشاد کا انکار کیوں؟ جو حضور نے ایک غالی شیعہ کے سامنے پانچ دفعہ فرمایا۔ کہ ابو بکر "صدیق" ہیں۔ اور جو ابو بکر کو صدیق نہیں کہتا اللہ تعالیٰ اس کو دونوں جہانوں میں جھوٹا کرے اور امام عالی مقام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حق میں سب بکنے والوں کو بے ایمان فرمانا اور ان کو مجلس سے نکال دینا اور یہ فرمانا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ہلاک کرے اس کا انکار کیوں؟ تمام حوالے عرض کر چکا ہوں۔ فرمایئے کوئی ایک بھی روایت کسی اہل السنۃ والجماعت کی کتاب سے پیش کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

ہے؟ کتابیں بھی اہل تشیع کی اور راوی بھی ائمہ معصومین۔ پھر ان کی روایات پر وہ لوگ ایمان نہ لائیں۔ جو دعویٰ تشیع کرتے ہیں تو اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ اہل تشیع کے مذہب اور ائمہ طاہرین کے مذہب میں بہت بڑا تخالف اور تناقص ہے۔

قرآن کا انکار

آج کل کے اہل تشیع حضرات یا تو اپنی مذہبی کتابوں سے مکمل ناواقفی کی وجہ سے یا کسی ماحول کے باعث بطور تقیہ قرآن کریم کو خدا کی کلام کہتے ہیں مگر بانیانِ مذہب تشیع اور رازداران مذہب تشیع کا ایمان قرآن کریم پر نہیں۔ اس قرآن کریم کو اسی وجہ سے ہر صریح جھوٹ بولتے وقت پھٹ سے سر پر رکھ دیتے ہیں اور ایسی حالت میں جھوٹ بولنے میں ذرہ برابر تامل نہیں کرتے۔ جیسے کوئی مسلمان جھوٹ بولتے ہوئے ہندوؤں کی پوتھی وغیرہ سر پر رکھ لے۔

شیعوں کے مذہبی پیشوا مطلقاً قرآن کا انکار ظاہر کرتے ہیں بلکہ جو قرآن کریم حضرت امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام حفاظ صحابہ کو طلب فرما کر جمع فرمایا جو آج ہمارے سینوں میں ہے اور مسلمانوں کی ہر مسجد میں جس کو بچے سے لے کر بوڑھے تک پڑھتے ہیں اور جو مسلمانوں کے سات سات سال عمر کے بچوں کو یاد ہے جس کو رمضان المبارک میں نماز تراویح میں ختم کیا جاتا ہے جس کے تیس پارے ہیں جو سورۂ فاتحہ سے شروع ہوتا اور سورۂ ناس پر ختم ہوتا ہے۔ بانیان مذہب شیعہ نے اس کا انکار کیا اور جب بھی اپنا ایمان قرآن پر ثابت کرتے ہیں تو اپنا موہوم قرآن (ستر گز والا جس نے قیامت سے پہلے لوگوں کو ہدایت کیلئے منہ نہیں دکھانا، حلال و حرام کی تعلیم صرف قیامت کو دے گا) ہی مراد لیتے ہیں تو پھر جس قرآن پر ان کا ایمان نہیں اس کو ہزار دفعہ جھوٹ بولتے وقت سر پر رکھیں۔ ان کے مذہب کو کیا نقصان ہو سکتا ہے؟ قرآن کریم پر مدعیان تولی کے ایمان کا نمونہ اصل عبارت میں پیش کرتا ہوں۔ تاکہ اہل علم لوگ تصدیق کر سکیں۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اصول کافی صفحہ نمبر ۶۷۱

فَقَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ عَلیه السّلام (اِلٰی اَنْ قَالَ) اَخْرَجَهُ عَلِیٌّ علیه السّلام اِلَی النَّاسِ حِیْنَ فَرَغَ مِنْهُ وَ کَتَبَهُ فَقَالَ لَهُمْ هٰذَا کِتَابُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ کَمَا اَنْزَلَهُ اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ (صلی اللّٰه علیه وسلّم) مِنَ اللَّوْحَیْنِ فَقَالُوْا هُوَذَا عِنْدَنَا مُصْحَفٌ جَامِعٌ فِیْهِ الْقُرْآنُ لَاحَاجَةَ لَنَا فِیْهِ فَقَالَ اَمَا وَاللّٰهِ مَاتَرَوْنَهُ بَعْدَ یَوْمِکُمْ هٰذَا اَبَدًا اِنَّمَا کَانَ عَلَیَّ اَنْ اُخْبِرَکُمْ حِیْنَ جَمَعْتُهُ لِتَقْرَءُ وْهُ

یعنی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کی طرف منسوب کر کے) کہتے ہیں کہ جب حضرت علی قرآن کریم کے جمع کرنے اور اس کی کتابت سے فارغ ہوئے تو لوگوں سے کہا کہ یہ اللہ عزوجل کی کتاب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کو نازل فرمایا ہے اور میں نے دو لوحوں سے اس کو اکٹھا کیا ہے۔ جس پر لوگوں نے کہا کہ یہ ملاحظہ فرمالو کہ ہمارے پاس مصحف مبارک جامع موجود ہے جس میں قرآن ہی ہے۔ ہمیں آپ کے لائے ہوئے قرآن کی ضرورت نہیں اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم آج کے بعد تم اس کو کبھی نہ دیکھو گے میرے لئے ضروری تھا کہ جب میں نے اس کو جمع کیا ہے تو تمہیں اس کی خبر دوں تاکہ تم اس کو پڑھتے۔

اب حسب روایت اصول کافی امام عالی مقام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب حدیث اور امام عالی مقام سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الشریف کا قسم اٹھانا کہ آج کے دن کے بعد کبھی تم اس کو نہ دیکھو گے۔ تو اس کے باوجود جو قرآن اہل تشیع دیکھتے ہیں اور اہل سنت سے سنتے ہیں جس کو اہل سنت یاد کرتے ہیں۔ تراویح میں ختم کرتے ہیں جس کو امیر المومنین عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع کیا ہے۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

یہ تو بہر صورت وہ قرآن نہیں ہو سکتا جو قیامت سے پہلے آ ہی نہیں سکتا۔ اسی اصول کافی صفحہ ۶۷۰ پر امام عالی مقام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کے ایک شیعہ صاحب بنام "احمد بن محمد" کہتے ہیں کہ مجھے امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ نے مصحف مبارک عطا فرمایا اور فرمایا کہ اس کو کھول کر مت دیکھنا۔ میں نے کھولا اور دیکھا اور سورۃ لم یکن الذین الخ پڑھی تو میں نے اس سورت میں قریش کے ستر آدمیوں کے نام بمعہ ان کے آباء کے نام لکھے ہوئے موجود پائے تو امام صاحب نے میری یہ شان تعمیل حکم دیکھ کر میری طرف آدمی بھیجا کہ میرا قرآن مجھے واپس کر دو۔ یہ واپسی کا قصہ تو اس ضرورت کے ماتحت گھڑنا پڑا کہ کوئی کہہ دے کہ امام صاحب کا لکھا ہوا قرآن ہمیں بھی دکھاؤ تو فصاحت و بلاغت قرآن سے ملتی جلتی عبارت کہاں سے پیدا کی جاتی بہر حال وہ قرآن جس کی سورۃ لم یکن الذین میں قریش کے ستر آدمیوں کے نام ہوں اور ان کے آباء کے نام ہوں وہ کوئی اور ہی ہے جس پر اہل تشیع کا ایمان ہے۔ یہ قرآن نہیں۔ اہل تشیع کے مجتہد اعظم نے اپنی کتاب فصل الخطاب میں تو ایمان بالقرآن کا قصہ ہی ختم کر دیا ہے۔

اصول کافی صفحہ ۶۷۱ کی ایک اور روایت بھی ملاحظہ کریں جس کے لفظ بلفظ ترجمہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

اہل علم حضرات منطبق فرمالیں "امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو قرآن حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف جبریل علیہ السلام لائے تھے۔ اس کی سترہ ہزار آیتیں تھیں۔" اور اہل سنت والجماعت غریبوں کے پاس تو صرف ۶۶۶۶ آیات پر مشتمل قرآن حکیم ہے اگر کسی قدر تفصیل کے ساتھ اہل تشیع کا قرآن کریم سے انکار دیکھنا چاہیں تو اصول کافی صفحہ ۲۶۱ تا صفحہ ۲۶۸ و صفحہ ۶۷۰، ۶۷۱ کا مطالعہ فرماویں اور ایمان بالقرآن کی داد دیں کہ ایک سے دوسری روایت بڑھ چڑھ کر انکار قرآن میں وارد ہے اور کتاب ناسخ التواریخ جلد ۲ صفحہ ۴۹۳ و ۴۹۴ پر تو اس

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY

قرآن کریم کے انکار پر شیعوں کا اجماع ثابت ہے اور اس قرآن کریم میں ردوبدل اور اس کی تنقیص میں تو ایک سے بڑھ کر ایک روایتوں کے انبار لگائے گئے ہیں تفسیر صافی جلد اول صفحہ ۱۴ میں قرآن کی تحریف اور اس میں ردوبدل ثابت کرنے کے کمال دکھائے گئے ہیں اور مصنف کافی یعقوب کلینی اور ان کے استاد علی بن ابراہیم قمی کا اس بارے میں غلو ثابت کیا گیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

یہ چند روایتیں بطور نمونہ ہیں ورنہ اہل علم شاہد ہیں کہ اہل تشیع کی معتبر کتابوں میں جس کثرت کے ساتھ قرآن کریم کے انکار پر مشتمل روایات ہیں ان کا نصف بھی یکجا (جمع) کیا جائے۔ تو شرح کبیر لابن میثم کے لگ بھگ ایک مستقل کتاب ہوگی۔ مگر اندک دلیل بسیار و مشت نمونہ از خروار ہوتا ہے جو پیش ہے یہ بات نظر انداز کرنے کے قابل نہیں کہ جب ان لوگوں کو قرآن بھی قیامت سے پہلے دیکھنا نصیب نہیں اور ائمہ طاہرین معصومین کے متعلق قطعی یقین حاصل ہے کہ وہ تقیہ نہ کرنا بے ایمانی اور بے دینی یقین فرماتے تھے۔ ان کے بغیر باقی تمام لوگ ان کے نزدیک اس قابل ہی نہیں کہ ان سے کوئی حدیث بھی قابل تسلیم مانی جاسکے تو پھر یہ مذہب اہل تشیع اور اس کی سچائی اور اس کے عقیدے اور اس کے حلال و حرام کس صداقت پر مبنی اور کس بنا پر قائم ہیں؟ بھائی جب ائمہ کرام خود فرماویں مَنْ اَذَاعَ عَلَیْنَا حَدِیْثَنَا اَذَلَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ كَتَمَهٗ اَعَزَّهُ اللّٰهُ۔ یعنی جو شخص ہماری کسی بات کو ظاہر کرے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ ذلیل کرے گا اور جس نے ہماری حدیثیں چھپائیں اور ظاہر نہ کیں اس کو اللہ تعالیٰ عزت دے گا اور جو تقیہ نہیں کرتا وہ بے دین ہے (حوالے گذر چکے ہیں) تو اماموں سے کسی حدیث کو ظاہر کرنا یا ان کی کسی بات یا کسی تعلیم کو صحیح طور پر بیان کرنا صراحتاً بے ایمانی، بے دینی، دارین میں ذلت اور قطعی طور پر جہنمی ہونا ہے (دیکھو کافی باب التقیہ)

اپنوں کی مخالفت کیوں

تو اب اہل تشیع کی تمام کتابیں جو ائمہ صادقین سے روایتوں پر مشتمل نظر آرہی

ہیں۔ خلافت بلا فصل کا عقیدہ سب و شتم کا عقیدہ، باقی متعہ ہو یا تقیہ، وضو کی ترکیب، نماز کے انداز، باقی کھانے پینے کے حلال و حرام اگر فی الواقع ائمہ طاہرین کی حدیثیں ہیں اور ان کو چھپانے کی بجائے ان کو شائع کیا گیا جلسوں میں لاؤڈ سپیکروں کے ذریعہ لوگوں کو سنائی گئیں تو حسب فرمان امام عالی مقام یہ لوگ سخت بے ایمان بے دین اور دنیا و آخرت میں ائمہ کی نظر میں ذلیل اور جہنمی ہیں۔ اور اگر ائمہ کے تاکیدی ارشادات اور حکم کی تعمیل میں اصل حدیثیں اور اصل احکام نہیں لکھے گئے۔ نہ ہی ان کو شائع کیا گیا اور نہ ہی وہ لوگوں کو سنائے جاتے ہیں۔ بلکہ وہ تو بہر صورت چھپائے ہی جاتے ہیں۔ یہ تمام ترکتابیں اور تقریریں ان کے اصل احکام کے خلاف اور مغائر ہیں۔ یہ تمام اعمال، نماز ہو یا روزہ، وضو ہو یا نماز کی ترکیب اور خاصان بارگاہ خدا رسول (علیہ السلام) کے حق میں سب و شتم۔ من گھڑت اور خود ساختہ روایات کی بنا پر ہیں تو اس صورت پر اہل تشیع حق بجانب معلوم ہوتے ہیں اور عقل سلیم بھی اسی صورت کو صحیح سمجھتی ہے۔ کیونکہ ائمہ طاہرین کی ایک حدیث اور ایک روایت بھی کوئی مخلص محب شیعہ تو ظاہر کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا ہوگا۔ تو ان محبوں نے اصل کو چھپانے کیلئے غلط اور غیر صحیح بیان کرنے پر اکتفا کیا۔

مذہب شیعہ کا بانی

انہوں نے اپنی طرف سے کچھ سے کچھ جوڑ کر ایک مذہب بنا ڈالا۔ اسی صورت کا کھوج بھی ملتا ہے اور ذی عقل آدمی تو چور بھی پکڑ سکتے ہیں۔ ملاحظہ ہو اہل تشیع کی نہایت معتبر کتاب ناسخ التواریخ جلد ۲ حصہ ۳ صفحہ ۵۲۴ سطر ۶ مطبوعہ ایران (اصفہان) ۱۳۹۵ھ مطالعہ کی سفارش کرتا ہوں تاکہ آپ کو حق الیقین ہو جائے کہ میں جو کچھ عرض کر رہا ہوں مذہبی تعصب کی بنا پر نہیں بلکہ واقعات کی روشنی میں اور حق و صداقت پر مبنی یہ معروضات ہیں سب سے پہلے جس شخص نے خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے متعلق غصب خلافت کا قول کیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کو خلیفہ بلا فصل ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ ایک یہودی تھا جس کا نام عبداللہ بن سبا ہے جو امیر المومنین سیدنا عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں تقیہ کر کے مدینہ انور میں آیا۔ اور اسلام ظاہر کیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین علی الخصوص خلفائے راشدین سابقین کے خلاف خفیہ طور پر سب بکنا شروع کیا۔ پھر مدینہ اقدس سے نکالا گیا تو مصر میں جا کر ایک گروہ بنالیا اور سیدنا عثمان کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا اور آخر ایسا فتنہ برپا کیا جس میں امیر المومنین شہید ہوئے۔ الخ

میں چاہتا ہوں کہ صاحب ناسخ التواریخ کی بعینہٖ عبارت پیش کروں۔

ذکر پدید آمدن مذہب رجعت در سال سی و پنجم ہجری

عبداللہ بن سبا مردی جہود بود در زمان عثمان ابن عفان سلمانی گرفت و او از کتب پیشین و مصاحف سابقین نیک دانا بود چوں مسلمان شد خلافت عثمان در خاطر او پسندیدہ نیفتاد، پس در مجالس و محافل بنشستے و قبائح اعمال و مثالب عثمان راہر چہ توانستی باز گفتی، ایں خبر بہ عثمان بردند گفت باری ایں جہود کیست و فرمان کرد تا اورا از مدینہ اخراج نمودند۔ عبداللہ بمصر آمد و چوں مردی عالم و دانا بود مردم بروی گرد آمدند و کلمات او را باور داشتند۔ گفت! ہاں اے مردم مگر نشنیدہ اید کہ نصاریٰ گویند عیسیٰ علیہ السلام بدیں جہاں رجعت کند و باز آید۔ چنانچہ در شریعت ما نیز ایں سخن استوار است۔

چوں عیسیٰ رجعت تواند کرد محمد کہ بیگماں فاضل تر از وست چگونہ رجعت نہ کند و خداوند نیز در قرآن کریم میفرمائید اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْآنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ ط چوں ایں سخن را در خاطر ہا جائے گیر ساخت گفت خداوند صد و بیست و چہار پیغمبر بدیں زمین فرستاد و ہر پیغمبر یرا وزیرے و خلیفتی بود چگونہ میشود پیغمبرے از جہاں برود خاصہ وقتے کہ صاحب شریعت باشدہ نایے و خلیفتے بخلق نگمارد و کار امت را مہمل بگزارد ہمانا محمد

راعلی علیہ السلام وصی و خلیفہ بود چنانکہ خود فرمود اَنْتَ مِنِّیْ بمنزلۃ هٰرُوْنَ مِنْ مُوْسٰی ازیں متواں دانست کہ علی خلیفہ محمد است و عثمان ایں منصب راغصب کردہ و باخود بستہ عمر نیز بناحق ایں کار بشوری افگند و عبدالرحمان بن عوف بہوای نفس دست بردست عثمان زد دست علی را کہ گرفتہ بود بااو بیعت کند رہا دا اکنوں برماکہ در شریعت محمد یم واجب میکند کہ از امر بمعروف و نہی از منکر خویشتن داری نکنیم چنانچہ خدائی فرماید کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر پس با مردم خویش گفت مارا ہنوز آں نیرو نیست کہ بتوانیم عثمان رادفع داد واجب میکند کہ چنداں کہ بتوانیم عمال عثمان راکہ آتش جور و ستم رادامن میزنند ضعیف داریم وقبائح اعمال ایشاں رابر عالمیان روشن سازیم و دلہائے مردم راازعثمان و اعمال او بگردانیم پس نامہا نوشتند و از عبداللہ بن ابی سرح کہ امارت مصر داشت باطراف جہاں شکایت فرستادند و مردم رایک دل و یکجہت کردند کہ درمدینہ گرد آیند و بر عثمان امر بمعروف کنند اوراز خلیفتی خلع فرمایند عثمان ایں معنی را تفرس ہمی کرد و مروان بن الحکم جاسوسان بہ شہر فرستاد تا خبر باز آوردند کہ بزرگان ہر بلد در خلع عثمان ہمداستانند لاجرم عثمان ضعیف و برکار خود فروماند محصور شدن عثمان درخانہ خود در سال سی و پنجم ہجری۔

۳۵ھ میں رجعی مذہب پیدا ہونے کا ذکر

ترجمہ:۔ عبداللہ بن سباء ایک یہودی تھا۔ جس نے حضرت امیر عثمان (رضی اللہ عنہ) کے زمانہ میں اسلام ظاہر کیا اور وہ پہلی کتابوں اور صحیفوں کا اچھا عالم تھا۔ جب مسلمان ہوا تو امیر عثمان (رضی اللہ عنہ) کی خلافت اس کے دل کو پسند نہ آئی تو مجلسوں اور محفلوں میں بیٹھ کر حضرتؓ امیر

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

عثمان (رضی اللہ عنہ) کے متعلق بد گوئیاں شروع کرنے لگا اور برے اعمال وغیرہ جو کچھ بھی اس کے امکان میں تھا حضرت امیر عثمان کی طرف منسوب کرنے لگا۔ امیر عثمان کی خدمت میں یہ خبر پہنچائی گئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ یہودی ہے کون؟ اور حکم دیا (گیا) تو اس یہودی (عبداللہ بن سبا) کو مدینہ شریف سے نکال دیا گیا۔ عبداللہ مصر پہنچا اور چونکہ آدمی عالم اور دانا تھا۔ تو لوگوں کا اس پر جمگھٹا ہونے لگا اور لوگوں نے اس کی تقریروں پر یقین کرنا شروع کر دیا۔ تو ایک دن اس نے کہا۔ ہاں اے لوگو! تم لوگوں نے شاید سنا ہوگا کہ عیسائی لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس جہان میں رجعت کریں گے (دوبارہ آئیں گے) جیسا کہ ہماری شریعت میں یہ بات محقق ہے۔ جب عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آسکتے ہیں تو حضرت محمد ﷺ جو ان سے مرتبہ میں بہت زیادہ ہیں کس طرح دوبارہ تشریف نہ لائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی قرآن میں فرماتا ہے کہ جس ذات نے آپ پر قرآن فرض کیا ہے۔ یقیناً آپ کو آپ کے اصلی وطن سے لوٹائے گا۔ جب اس عقیدہ کو لوگوں کے دلوں میں پختہ کر چکا تو کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں بھیجے ہیں اور ہر ایک پیغمبر کا ایک وزیر اور ایک خلیفہ تھا۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک پیغمبر دنیا سے رحلت فرمائے علی الخصوص جبکہ وہ صاحب شریعت بھی ہو اور کوئی اپنا نائب اور خلیفہ مقرر نہ فرماوے اور امت کا معاملہ یونہی چھوڑ دے تو اسی بنا پر حضور ﷺ کے وصی اور خلیفہ حضرت علی ہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے خود فرمایا ہے۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی۔ یعنی تو میرے نزدیک ایسا ہے جیسے ہارون موسیٰ (علیہما السلام) کے نزدیک تھے۔ اس سے سمجھا جاسکتا ہے کہ حضرت علی (حضور) محمد (ﷺ) کے خلیفہ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

ہیں اور (حضرت) عثمان نے اس منصب کو غصب کر لیا ہے اور اپنی ذات کے ساتھ لگا لیا ہے عمر (رضی اللہ عنہ) نے بھی ناحق منصب خلافت کو مجلس شوریٰ کے سپرد کر دیا الخ)

یہ عبارت نقل کرنے سے چند گزارشات مقصود ہیں:۔

(۱) رجعی مذہب دنیا میں سب سے پہلے جس شخص نے پیدا کیا وہ عبداللہ ابن سبا ہے۔ (۲) خلفائے راشدین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے متعلق غاصب کہنا اور ان کی خلافت کو ناحق بیان کرنے کی ابتدا۔ اسی عبداللہ بن سبا سے ہوئی۔ (۳) خلافت بلا فصل علی (رضی اللہ عنہ) کا سب سے پہلے علمبردار بھی عبداللہ بن سبا ہے۔ عبداللہ بن سبا کے متعلق ائمہ ہدیٰ کی تصریحات سے آئندہ سطور میں کسی قدر تبصرہ ہوگا۔ (۴) سردست اتنا عرض کرنا ہے کہ شیعوں کے مذہب کی بنا اسی عبداللہ بن سباء نے رکھی شیعوں کے مجتہد اعظم ملا باقر مجلسی نے اپنی کتاب حق الیقین (صفحہ ۱۵۰ مطبوعہ ایران) میں مقصد نہم کو اسی مسئلہ رجعت کے ثبوت میں انتہائی زور و شور کے ساتھ لکھا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ "بدانکہ از جملہ اجماعیات شیعہ بلکہ ضروریات مذہب حق فریقہ محقہ حقیقت رجعت است" یعنی جاننا چاہیئے کہ من جملہ ان اعتقادات کے جن پر تمام شیعوں کا اجماع ہے بلکہ ان کے مذہب کی ضروریات میں سے ہے۔ وہ رجعت کے مسئلہ کو حق جاننا ہے۔

اب اہل دانش و بینش کے نزدیک یہ بات روز روشن سے بھی زیادہ واضح ہو گئی کہ مسئلہ رجعت کو ظاہر کرنے والا اور خلافت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو بلا فصل کہنے والا اور خلفائے راشدین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے متعلق غصب اور ظلم منسوب کرنے والا سب سے پہلے عبداللہ ابن سبا ہے اور باقر مجلسی کی تصریح سے یہ ثابت ہوا کہ یہی عبداللہ ابن سبا کے عقیدے، شیعوں کے ضروریات دین میں سے ہیں اور شیعوں کے مجمع علیہ عقائد میں سے ہیں۔ اور کتاب "من لایحضرہ الفقیہ" میں ہے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

کہ "ہر کہ ایمان برجعت ندارد از مانیست" "جو شخص رجعت کا عقیدہ نہیں رکھتا۔ وہ ہم (شیعہ فرقہ) سے نہیں بھی مدنظر رکھیں ۱۲۔

بہت بڑا افتراء پرداز

اہل تشیع کی معتبر ترین کتاب رجال الکشی صفحہ ۱۰۱ پر بھی عبداللہ بن سبا کا بیان ہے چونکہ روایت امام عالی مقام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی ہے لہٰذا لفظ بلفظ مطالعہ کے لئے پیش کرتا ہوں۔

وَيْلٌ لِمَنْ كَذَبَ عَلَيْنَا وَإِنَّ قَوْمًا يَقُوْلُوْنَ فِيْنَا مَالَا نَقُوْلُهُ فِيْ اَنْفُسِنَا نَبْرَأُ اِلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ نَبْرأُ اِلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ مَرَّتَيْنِ (ثم قال) قَالَ عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ (رضی اللہ عنهما) لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ كَذَبَ عَلِيًّا عليه السّلام اِنِّیْ ذَكَرْتُ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ سَبَا فَقَامَتْ كُلُّ شَعْرٍ فِیْ جَسَدِهٖ (وَقَالَ) لَقَدِ ادَّعٰی اَمْراً عَظِیْمًا لَعَنَهُ اللّٰهُ كَانَ عَلِیٌّ عليه السلام واللّٰهِ عَبْدُاللّٰهِ وَاَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَا نَالَ الْكَرَامَةَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا بِطَاعَتِهٖ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ (صلی اللہ علیه وآله وسلم) وَمَا نَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى اللّٰهُ عليه وسلم الْكَرَامَةَ اِلَّا بِطَاعَتِهٖ (ثُمَّ قَالَ) وَكَانَ الَّذِیْ يَكْذِبُ عَلَيْهِ فَيَعْمَلُ تَكْذِيْبَ صِدْقِهٖ وَيَفْتَرِیْ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ سَبَا (ثُمَّ قَالَ) ذَكَرَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَبَاءٍ كَانَ يَهُوْدِيًّا فَاَسْلَمَ وَوَالَ عَلِيًّا عليه السّلام وَكَانَ يَقُوْلُ وَهُوَ عَلٰی يَهُوْدِيَّتِهٖ فِیْ يُوْشَعَ ابْنِ نُوْنٍ وَصِیُّ مُوْسٰی بِالْغُلُوِّ فَقَالَ فِیْ اِسْلَامِهٖ بَعْدَ وَفَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلّم فِیْ عَلِیٍّ مِثْلَ ذٰلِكَ وَكَانَ اَوَّلَ مَنْ اَشْهَرَ بِالْقَوْلِ بِرِفْضِ اِمَامَةِ عَلِیٍّ عليه السّلام (اِلٰی اَنْ قَالَ) وَمِنْ هٰهُنَا قَالَ مَنْ خَالَفَ الشِّيْعَةَ اَصْلُ التَّشَيُّعِ وَالرَّفْضِ مَاخُوْذٌ مِنَ الْيَهُوْدِيَّةِ

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM ISLAMIA ACADEMY

یعنی امام عالی مقام فرماتے ہیں کہ اس شخص کے لئے جہنم ہے جس نے ہم پر جھوٹے بہتان باندھے ہیں اور ایک قوم ہمارے متعلق ایسی ایسی باتیں گھڑتی ہے جو ہم نہیں کہتے ہم ان سے بری ہیں اور اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ہم ان سے بری ہیں امام عالی مقام نے دو دفعہ فرمایا (اس کے بعد) فرمایا کہ حضرت امام زین العابدین نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے حضرت علی کو جھٹلایا اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ میں نے ان کی خدمت میں عبداللہ بن سبا کا ذکر کیا تو اس کا نام سن کر آپ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اس نے بڑی بات کا دعویٰ کیا تھا اور خدا کی قسم علی علیہ السلام اللہ کے بندے ہیں اور اس کے رسول کے بھائی ہیں (ﷺ) آپ نے جو بھی کرامت حاصل کی فقط اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی فرمانبرداری کی وجہ سے حاصل کی ہے۔ اور رسول اللہ (ﷺ) نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے کرامت حاصل کی ہے۔ (پھر فرمایا) اور جو شخص حضرت علی پر جھوٹے بہتان باندھتا تھا اور آپ کی سچی باتوں کو جھوٹ کے ساتھ تعبیر کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھتا تھا وہ عبداللہ بن سبا تھا (اس کے بعد کہا) بعض علماء نے کہا ہے کہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا۔ اسلام ظاہر کیا اور حضرت علی کا تولی اور ان کی محبت کا دم بھرنے لگا۔ جب یہودی تھا تو حضرت یوشع بن نون کو حضرت موسیٰ کا وصی (خلیفہ بلا فصل) کہنے میں غلو کرتا تھا اور اپنے اسلام کی حالت میں کہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت علی وصی (خلیفہ بلا فصل) ہیں اور سب سے پہلے جس شخص نے رفض کے ساتھ حضرت علی کی امامت بلا فصل کا قول کیا ہے۔ وہ عبداللہ بن سبا تھا (پھر کہا) اسی وجہ سے جو شخص بھی شیعہ کا مخالف ہے وہ یہی کہتا ہے کہ تشیع و رفض کی جڑ یہودیت ہے الخ۔

www.waseemziyai.com
MARKAZ-U-LOOMIL ISLAMIA ACADEMY

شیعہ منافق ہیں

چونکہ اس تحریر سے میرا مقصد صرف مخلصانہ مشورہ ہے اور اہل بصیرت حضرات کی خدمت میں غور و فکر کرنے کی درخواست ہے۔ اگر اہل تشیع حضرات برانہ منائیں تو ان کو ائمہ معصومین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے چند ملفوظات اور بھی سناؤں۔ اور یہ مشورہ دوں کہ ائمہ معصومین چونکہ کذب اور جھوٹ سے مبرا اور منزہ ہیں۔ اس لئے ان کے کلام کو سچا جان کر اس پر ایمان لائیں۔

رجاء الکشی صفحہ ۱۹۳

قَالَ اَبُو الْحَسَنِ علیہ السّلام مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ آیَۃً فِی الْمُنَافِقِیْنَ اِلَّا وَھِیَ فِیْ مَنْ یَنْتَحِلُ الشِّیْعَۃَ الخ

یعنی امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ سبحانہ نے جو آیات بھی منافقین کے بارے میں نازل فرمائی ہیں۔ تو ان منافقین سے مراد صرف وہی لوگ ہیں جو اپنے آپ کو شیعہ بیان کرتے ہیں۔ ۱۲

درحقیقت تقیہ سے زیادہ وجہ تشبیہ اور ہو ہی کیا سکتی ہے۔

اسی طرح کافی کتاب الروضہ صفحہ ۱۰۷ میں ہے۔ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں اپنے شیعوں کو باقی لوگوں سے جدا کروں تو صرف زبانی وصف کرنے والے ہی پاؤں گا۔ اور اگر میں ان کے ایمان کا امتحان لوں تو تمام کے تمام مرتد دیکھوں گا اور اگر میں اچھی طرح چھان بین کروں تو ہزار میں سے ایک بھی نہ ملے گا۔ اس کے بعد فرمایا کہ یہ لوگ کہتے ہیں ہم علی کے شیعہ ہیں۔ حقیقتاً علی کا شیعہ وہی ہے جو ان کے قول و فعل کو سچا جانتا ہے اور رجاء الکشی صفحہ ۱۹۴ میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ ایسی قوم ہے جو گمان کرتی ہے کہ میں ان کا امام ہوں خدا کی قسم میں ان کا کوئی امام نہیں کیونکہ وہ لوگ اللہ کے ملعون ہیں۔ جتنی دفعہ بھی میں نے عزت کا سامان مہیا کیا۔ تو ان لوگوں نے اس کو خراب کیا ہے۔ اللہ ان کی

عزت کو خراب کرے۔ میں کچھ کہتا ہوں تو یہ لوگوں سے کہتے ہیں کہ میری مراد ظاہری الفاظ سے ہے۔ میں صرف انہی لوگوں کا امام ہوں جن لوگوں نے میری صحیح معنی میں تابعداری کی ہے اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۹۸ میں ہے کہ امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ رات کو جب میں سوچتا ہوں تو سب سے زیادہ دشمن انہی لوگوں کو پاتا ہوں۔ جو ہماری محبت و تولی کا دم بھرتے ہیں۔

قاتلین امام حسین

اب تھوڑا سا غور اس بات پر بھی کر لیں کہ امام عالی مقام سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کو کن لوگوں نے شہید کیا۔ اور وہ کون لوگ تھے۔ جنہوں نے مکر و فریب کے ساتھ لاتعداد دعوت نامے لکھے تھے۔

احتجاج طبرسی صفحہ ۱۵۷ حضرت سیدنا امام زین العابدین کوفیوں کو خطاب کر کے فرماتے ہیں کہ تم نہیں جانتے کہ تم ہی لوگوں نے میرے والد ماجد کی طرف خط لکھے اور تم ہی نے ان سے دھوکا کیا اور تم ہی لوگوں نے اپنی طرف سے عہد و پیمان باندھے، بیعت کی اور تم ہی لوگوں نے ان کو شہید کیا اور ان کو تکلیفیں دیں۔ پس جو ظلم تم نے کمائے ان کی وجہ سے ہلاکت ہے تمہارے لئے اور تمہارے برے ارادوں کے لئے۔ تم نے میری آل کو قتل کیا اور میرے خاندان کو تکلیفیں پہنچائیں۔ پس تم میری امت سے نہیں ہو۔ اور کتاب کشف الغمہ صفحہ ۱۸۷ پر اہل کوفہ کے دعوت ناموں کی بعینہ عبارت کی نقل موجود ہے۔ ملاحظہ فرماویں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم لِلْحُسَیْنِ ابْنِ عَلِیٍّ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ شِیْعَتِهٖ وَ شِیْعَةِ اَبِیْهِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ سَلَامُ اللّٰهِ عَلَیْكَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ النَّاسَ مُنْتَظِرُوْكَ وَلَا أَرٰى لَهُمْ غَیْرَكَ فَالْعَجَلَ الْعَجَلَ یَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ

یعنی حضرت حسین ابن علی امیر المومنین کی طرف ان کے شیعوں کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

جانب سے یہ دعوت نامے ہیں۔ آپ پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہو۔ اس کے بعد
گذارش ہے کہ لوگ آپ کے انتظار میں ہیں اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے بغیر ان کی نگاہ کسی پر نہیں پڑ رہی۔ اے اللہ کے رسول (ﷺ) کا
خانوادہ جلد از جلد تشریف لائیے (تاکہ یہ انتظار بھی ختم ہو)

کتاب مجالس المومنین صفحہ ۲۵۰ کی عبارت بھی ملاحظہ ہو کہ کوفہ میں کون لوگ تھے؟ جنہوں نے دعوت نامے بھیجے۔

وبالجملہ تشیع اہل کوفہ حاجت بہ اقامت دلیل ندارد و سنی بودن کوفی الاصل خلاف اصل و محتاج بدلیل است

یعنی اہل کوفہ کا شیعہ ہونا محتاج دلیل نہیں بلکہ بدیہی امر ہے اور اہل کوفہ کا سنی ہونا اصل و نقل کے خلاف ہے۔

اب ذرا ان کوفیوں کے متعلق اور محبت و تولی کے علمبرداروں کے متعلق امام عالی مقام سیدنا زین العابدین رضی اللہ عنہ کا دوسرا ارشاد بھی سن لیں۔ کتاب مناقب المعصومین صفحہ ۵۲ مطبوعہ ایران "اے شیعان، اے محبان لعنت خدا و لعنت رسول (ﷺ) بر تمامی اہل کوفہ و شام باد" یعنی اے شیعو! اے محبو! اللہ کی لعنت اور اللہ کے رسول (ﷺ) کی لعنت تم تمام اہل کوفہ و شام پر ہو۔

غالباً ائمہ کرام کی جن روایات کو ظاہر کرنا ذلت کا موجب تھا اور جن کے چھپانے کے متعلق بانیان مذہب شیعہ نے تاکیدیں کی تھیں اور اس بارے میں روایتیں گھڑی تھیں۔ وہ یہی ائمہ کرام کی حدیثیں ہیں جن کا نمونہ پیش کر چکا ہوں۔ واقعی اگر ائمہ کرام کے یہ ارشادات لوگوں کو سنائے جائیں تو کون بے وقوف شیعہ مذہب اختیار کرے گا۔

تفسیر قمی صفحہ ۳۴، مطبوعہ ایران میں آیت کریمہ "اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ۞ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْاَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ

عَلَیْھِمْ وَمَاھُمْ بِخَارِجِیْنَ مِنَ النَّارِ (حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ تَبَرَّا کُلُّ اِمَامٍ مِّنْ شِیْعَتِہٖ وَتَبَرَّأَتْ کُلُّ شِیْعَۃٍ مِنْ اِمَامِھَا۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر امام اپنے شیعہ سے بری ہوگا اور ہر شیعہ اپنے امام سے بری ہوگا، اور ان پر تبرا کرے گا۔

اسی طرح یہی روایت حضرت امام جعفر صادق سے اصول کافی صفحہ ۲۳۷ پر موجود ہے۔ وغیر ذلك مالا تحاط بالحد ولا تنتھی بالعد

تقیہ کی ضرورت

ظاہر ہے کہ ائمہ صادقین کے یہ ارشادات اور یہ حدیثیں اہل تشیع کے لئے ظاہر کرنا موت کا پیغام تھا تو ان کو چھپانے کے لئے کیوں نہ تقیہ کے باب باندھے جاتے۔

حضرات! ان روایات کا نمونہ جو میں نے پیش کیا ہے اس سے اہل تشیع کے مذہب کی ایک جہت سے تائید بھی ہوتی ہے کہ انہوں نے اپنے اماموں کے ارشادات کو خوب چھپایا اور خوب ان پر پردہ ڈالا کہ ائمہ صادقین پر اتہام تقیہ لگا کر ان کے کسی قول اور فعل کو یقین کے قابل نہ چھوڑا اور ان کے ارشاد و اعمال کے خلاف ایک مذہب گھڑ کر ان پر پردہ ڈال دیا۔ مگر جس طرح اہل تشیع کے مذہب میں صحیح اور سچی بات کو چھپانا فرض ہے۔ اسی طرح اہل السنۃ کے مذہب میں صحیح اور سچی بات کو ظاہر کرنا فرض ہے اس لئے مجبوراً ظاہر کی ہیں اور وہ بھی بہت کم تاکہ اہل تشیع حضرات برا نہ منائیں۔ ورنہ سخن بسیار است۔

صاحب کشف الغمہ نے اہل السنّت غریبوں کو تو اس اتہام سے کوسا کہ وہ ائمہ طاہرین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے روایتیں نہیں لیتے بلکہ ان کی روایات کو پھینک دیتے ہیں۔ (نقل کفر کفر نباشد) اس لئے ائمہ طاہرین کی روایات شیعان و محبان کی مستند و معتبر کتابوں سے ہی لینا پڑیں تاکہ شیعان اور محبان سیاہ پوشان تو کم از کم ائمہ کرام کے ارشادات اور ان کے فرامین کو سچا مانیں اور ان پر ایمان لا کر صحیح نصب العین

مقرر فرماویں۔ اور ائمہ طاہرین، معصومین، صادقین کی تصریحات کے خلاف خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہ اجمعین کے حق میں من گھڑت قصے کہانیوں کی بنا پر غاصب یا ظالم کہنا چھوڑ دیں۔

خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق قطعی اور یقینی علم ہر لحاظ سے ائمہ صادقین ہی کو ہو سکتا ہے۔ ان کے ارشادات کو دیکھیں جو خلفائے راشدین کے مناقب میں خود اہل تشیع کی مستند و معتبر کتابوں میں حد و حساب سے باہر ہیں جن کا نمونہ عرض کر چکا ہوں۔ جن کے اعمال ناموں کے ساتھ مولا علی رشک فرماویں۔ جن کو حضرت علی امام الہدیٰ اور شیخ الاسلام فرماویں جن کے متبعین کو صراط مستقیم پر پکا یقین فرماویں۔ جن کی اتباع کو سراسر ہدایت یقین فرماویں۔ ان تمام ارشادات کے برعکس ان کو ظالم اور غاصب کہنا سراسر حضرت علی المرتضیٰ اور باقی ائمہ کی تکذیب ہی ہے اس کے سوا انصاف سے بتایئے اور کیا ہے؟

باغ فدک

جہلا اور ان پڑھ و ناواقف لوگوں کو باغ فدک کے قصے گھڑ کر سنانا اور ان کو ائمہ صادقین کے صریح غیر مبہم اور واضح ارشادات سے منحرف کرنا چھوڑ دو۔

غور سے سنئے فدک کے متعلق اصول کافی صفحہ ۳۵۱

وَكَانَتْ فِدَكٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم خَاصَّةً لِاَنَّهٗ فَتَحَهَا وَاَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ لَمْ يَكُنْ مَّعَهُمَا اَحَدٌ فَزَالَ عَنْهُ اسْمُ الْفَيْءِ وَلَزِمَهَا اسْمُ الْاَنْفَالِ

یعنی فدک صرف رسول اللہ ﷺ کا تھا کیونکہ اس کو صرف رسول اللہ ﷺ ہی نے فتح کیا تھا اور امیر المومنین نے جن کے ساتھ اور کوئی نہیں تھا۔ تو اس کا نام فئی نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا نام انفال ہے۔

اب یہ تحقیق کہ اس غزوہ میں حضور اقدس ﷺ کے ساتھ بجز حضرت علی کے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اور کوئی صحابی نہ تھا۔ واقف حال حضرات پر چھوڑتے ہیں۔ سر دست صرف اتنی گزارش کرتے ہیں کہ کافی کی تصریح سے اتنا تو واضح ہو گیا کہ فدک فیٔ نہیں تھا۔ بلکہ انفال تھا۔ تو اب انفال کے متعلق حضرت امام عالی مقام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا واضح اور کھلا فیصلہ ملاحظہ فرمالیں۔

اصولی کافی صفحہ نمبر ۳۵۲

قَالَ الْاَنْفَالُ مَالَمْ یُوْجَفْ عَلَیْهِ بِخَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ اَوْقَوْمٌ صَالَحُوْا اَوْ قَوْمٌ اَعْطَوْا بِاَیْدِیْهِمْ وَکُلُّ اَرْضٍ خَرِبَةٍ اَوْبُطُوْنِ اَوْدِیَةٍ فَهُوَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم وَهُوَ لِلْاِمَامِ بَعْدَهٗ یَضَعُهٗ حَیْثُ یَشَآءُ

امام عالی مقام انفال کی تعریف اور اس کا حکم بیان فرماتے ہیں کہ انفال وہ ہوتا ہے جس کا حصول فوج کشی کے ساتھ نہ ہو یا دشمن جنگ کی مصالحت پر پیش کرے یا ویسے کوئی قوم کسی حکومت اسلامیہ کو اپنے اختیار سے دے یا وہ زمین جو لاوارث غیر آباد چلی آتی ہو یا دریاؤں اور پہاڑی نالوں کا پیٹ ہو تو یہ سب انفال ہیں حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں انفال کے واحد مالک رسول اللہ ﷺ تھے۔ آپ کے بعد جو امام اور خلیفہ ہو گا وہی مالک ہو گا۔ جس طرح چاہے اس کو خرچ کرے۔

اسی طرح فروع کافی صفحہ ۶۲۶ ملاحظہ فرمائیں اور اصول کافی صفحہ ۳۵۱ پر بھی فدک کو انفال ثابت کیا گیا ہے۔ تو فدک کا انفال ہونا جب تسلیم کر لیا گیا اور انفال کے متعلق یہ تسلیم کر لیا گیا کہ امام اور خلیفہ اس کے تصرف میں مختار عام ہے اور خلفائے راشدین کی امامت بحوالہ شافی و تلخیص الشافی و نہج البلاغۃ و ابن میثم وغیرہ ثابت اور محقق ہو چکی ہے اور بحوالہ کشف الغمہ ان کی صدیقیت اظہر من الشمس ہے اور بحوالہ ابن میثم و نہج البلاغۃ و کافی وغیرہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ان کے ہاتھ پر بیعت کرنا ثابت ہو چکا ہے اور حضرت امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے غیر مستحق

خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت نہ کرنے کا فتویٰ قیامت تک نہ مٹنے والے نقوش کے ساتھ دے دیا ہے۔ تو پھر ان ائمہ ہدیٰ نے اگر فرض بھی کر لیں کہ حسب ادعاء شیعہ فدک کو تقسیم نہیں فرمایا۔ تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور ائمہ صادقین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عین مذہب و عین دین کے مطابق عمل فرمایا۔ پھر ظلم اور غصب کے اتہامات کس قدر لغو اور بے معنی ہیں۔ آخر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اور امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اور امام عالی مقام سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور امام سیدنا زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور امام سیدنا محمد باقر رضی اللہ عنہ اور امام عالی مقام سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے بھی تو یہی سنت اختیار فرمائی اور فدک کا تقسیم کرنا جائز نہ سمجھا۔ اسی طریقے پر عمل درآمد فرمایا جس طریقے پر کہ خلفائے راشدین نے فرمایا تھا۔

یقین نہ آئے تو اہل تشیع کی معتبر ترین کتاب کشف الغمہ صفحہ ۱۴۷ سطر ۲۳ ملاحظہ فرماویں کہ سب سے پہلے عمر بن عبدالعزیز خلیفہ بنوامیہ کا فدک کو تقسیم کرنا مرقوم ہے۔

راویوں کا تجزیہ

اہل السنّت والجماعت پر اعتراض کرنے سے پہلے اہل السنّت والجماعت کے مذہب کے متعلق واقفیت ضروری ہے۔ ذاکرین اہل تشیع جب اپنے اصول مذہب سے ناواقف ہیں تو اہل السنّت والجماعت کے اصول کیونکر سمجھ سکتے ہیں۔ میاں!! اہل السنّت والجماعت کے مذہب کا اصل الاصول یہ ہے کہ حدیث کی صحت یا ضعف، راوی کی صحت یا ضعف پر موقوف ہے۔ اگر حدیث کا راوی صحیح العقیدہ، سچا صحیح حافظہ والا ہے تو اس کی روایت کو صحیح مانا جائے گا۔ ورنہ روایت ضعیف کہلائے گی۔ فدک والی روایت میں ایک شخص محمد بن مسلم ہے جس کو ابن شہاب زہری بھی کہتے ہیں۔ صرف یہی راوی یہ روایت کرتا ہے۔ اس کے ساتھ دوسرا کوئی شاہد نہیں اور یہ ابن شہاب زہری اہل تشیع کی اصول کافی میں بیسیوں جگہ روایتیں کرتا نظر آتا ہے۔ اور اہل تشیع کی فروع

کافی نے تو اس کی روایتوں کے بل بوتے پر کتاب کی شکل اختیار کی ہے تو بھائیو! اہل تشیع کے اس قدر مشہور اور معروف کثیر الروایت آدمی کی روایت سے اہل السنّت پر الزام قائم کرنا اور ائمہ صادقین کو جھٹلانا عجیب نظر و فکر ہے۔ اگر اہل تشیع کے راویوں کی روایات اہل السنّت کے لئے قابل توجہ ہوتیں۔ تو پھر بخاری ہو یا کافی کلینی اس میں کیا فرق تھا۔ آپ کی مزید تسلی کے لئے اسی محمد بن مسلم بن شہاب زہری صاحب کو کتاب منتہی المقال یا رجال بو علی میں شیعوں کی صف میں بے نقاب بیٹھا ہوا دکھاتے ہیں۔ دیکھو کتاب رجال بو علی جہاں صاف لکھا ہوا ہے کہ محمد بن مسلم بن شہاب زہری شیعہ ہے تو فدک کا جھگڑا اب تو ختم کرو۔ ہم ابن شہاب زہری کو اچھا سمجھتے۔ اگر گھر کے بھیدی یہ بھید نہ کھولتے۔ اس کے باوجود بھی اس کی روایت پر غور کرتے۔ اگر کوئی ایک دوسرا بھی اس کے ساتھ مل کر شہادت دیتا۔ اہل السنّت والجماعت غریب اس قدر مظلوم ہیں کہ ان کے مذہب کے خلاف۔ اگر کوئی شیعہ اور وہ بھی اکیلا روایت کرے تو اس کو اہل سنت پر بطور الزام پیش کیا جاتا ہے۔ اور اہل تشیع اس قدر بااختیار ہیں کہ ان کی اپنی کتابوں میں ائمہ معصومین کی سند سے کوئی حدیث بیان کی جائے تو ان کو یہ کہنے میں کچھ تامل نہیں ہوتا کہ یہ امام اکیلے روایت کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ کوئی دوسرا شاہد نہیں لہٰذا یہ خبر آحاد ہے اور قابل اعتبار نہیں (دیکھو تلخیص الشافی جلد ا صفحہ ۴۲۸ مطبوعہ نجف اشرف یہ عبارت گزر چکی ہے)۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

اب رہا یہ سوال کہ اہل سنت کی کتاب میں شیعہ صاحب نے روایت کو کیسے لکھ دیا تو اس کے جواب میں ہمارا صرف یہ کہنا کہ ہمیں پتہ نہیں چلنے دیا۔ کافی ہو سکتا ہے میاں! جب پہلے زمانہ میں نہ چھاپہ خانے تھے۔ نہ کاپی رائٹس محفوظ کرائے جاتے تھے۔ قلمی کتابیں تھیں۔ ہر شخص نقل کر سکتا تھا۔ علی الخصوص وہ لوگ جن کا مذہب و دین

MARKAZ-UL-OLOOM ISLAMIA ACADEMY
www.waseemziyai.com

ہی تقیہ و کتمان ہو۔ نہایت آسانی کے ساتھ تشریف لا سکتے تھے اور علمائے اسلام کے نہایت محب بن کر ان کی کتابوں میں حسب ضرورت کارستانیاں کر سکتے تھے اس پر بھی ثبوت کی ضرورت ہو تو قاضی نور اللہ شوستری کی مشہور ترین کتاب مجالس المومنین صفحہ ۲ مطالعہ فرمالیں۔ کہ ہم لوگ شروع شروع میں سنی، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی بن کر اہل سنت کے استاذ اور ان کے شاگرد بنے رہے۔ ان سے روایتیں لیتے تھے۔ ان کو حدیثیں سناتے تھے اور تقیہ کی آڑ میں اپنا کام کرتے رہے۔ کتاب ایران کی چھپی ہوئی ہے۔ فارسی زبان میں ہے ہر شخص مطالعہ کر سکتا ہے۔ تو یہ کیا مشکل تھا۔ کہ اسی آڑ میں کسی غریب سنی کی کتاب میں یہ کار فرمائی بھی کرلی ہو۔

حدیث کو پرکھنے کی کسوٹی

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے حوالہ سے کہنا کہ انہوں نے بخاری شریف کی تمام روایات کو برحق اور صحیح ہی تسلیم فرمایا ہے۔ غلط اور جھوٹ ہے۔ شاہ صاحب مرحوم فقط مرفوع حدیث کے متعلق صحت کا دعویٰ کرتے ہیں اور باغ فدک کی تقسیم نہ کرنے کی روایت مرفوع نہیں۔ (مرفوع حدیث صرف وہی ہوتی ہے جو رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہو یا حضور ﷺ کا عمل ہو یا حضور ﷺ نے اپنے زمانہ اقدس میں کوئی عمل ملاحظہ فرمانے کے بعد اس کو جائز اور برقرار رکھا ہو۔ دیکھو فن حدیث شریف کے متعلق علمائے حدیث کی تصریحات) اور فدک کے متعلق روایات بعد کے واقعات پر مشتمل ہو سکتی ہیں۔ اگر ہم اہل تشیع کے اس راوی کو سچا بھی مان لیں اور غیر مذہب ہونے کے باوجود اس کی روایت کو اپنی کتاب میں لکھ بھی لیں۔ اور یہ بھی تسلیم کریں کہ خود ہم نے اس کی روایت کو اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ تو پھر بھی ہمارے اصول کے مطابق بلکہ اہل تشیع کے اصول کے مطابق یہ روایت قابل حجت نہیں۔ کیونکہ صرف ایک راوی ہے لہٰذا خبر آحاد ہے اور خبر آحاد حجت نہیں ہوتی۔ اہل سنت کے اصول کو نظر انداز کر کے خود اہل تشیع کے امام الطائفہ ابو جعفر طوسی کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

کتاب تلخیص الشافی جلد ۲ صفحہ ۴۲۸ کا مطالعہ کریں جہاں صاف لکھا ہے کہ خبر آحاد ناقابل حجت ہوتی ہے۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اور غریب اہل السنّت والجماعت ائمہ کرام کی روایات کو تو سر آنکھوں پر تسلیم کرتے ہیں۔ اور اگر کسی غیر مذہب کی منفرد روایت کو بھی اس طرح تسلیم کریں کہ جس کے تسلیم کرنے سے تمام آئمہ طاہرین کی بھی تکذیب لازم آتی ہو۔ شان رسالتمآب ﷺ کے متعلق بھی برا عقیدہ لازم آتا ہو تو بھائی ہمیں اس کجروی سے معاف رکھیئے۔ ہم نے یہ توقع رکھ کر ہم پر الزام قائم نہ کریں۔ ہمارا اتنا حوصلہ نہیں۔ ہم تو اس قصے کو الف لیلیٰ سے زیادہ وقعت نہیں دے سکتے۔ فدک کے متعلق مزید تحقیق دیکھنا چاہیں تو کتاب "بنیات" مولفہ جناب سید محمد مہدی علی خانصاحب تحصیلدار مرزاپور جلد دوم مطالعہ فرماویں۔ یہ حقیقت ہے کہ تحصیلدار صاحب موصوف کے دلائل اور بحث نہایت محققانہ اور فاضلانہ ہے جن دلائل کو اور جس بحث کو صاحب موصوف نے قلمبند فرمایا ہے۔ انہی کا حصہ ہے۔

تحصیلدار صاحب کی وسعت نظر اور ان کی مبصرانہ بحث قابل تحسین ہے۔ میں گزارش کر رہا تھا کہ ائمہ معصومین کی تصریحات کے بالمقابل اس قسم کی روایات گھڑنا اور ان کے صریح ارشادات کے معانی و مطالب میں غلط تصرفات اور نامعقول تبدیلیاں کرنا اور بعید از قیاس مفہومات بیان کر کے اللہ کے مقدس گروہ کی شان میں سبّ و شتم کے لئے منہ کھولنا حد درجہ جسارت اور (گستاخی معاف)۔ حد درجہ بے ایمانی ہے۔ اہل السنّت والجماعت کے مذہب کے خلاف اعتراض کرنے اور ان پر کوئی بھی الزام لگانے سے پیشتر یہ ضرور مد نظر رکھا جائے کہ ان کے مذہبی اصول کیا ہیں۔ اہل السنّت والجماعت کے سامنے کوئی بھی روایت پیش کی جائے تو سب سے پہلے ان کی نگاہیں سند کو تلاش کرتی ہیں۔ سند کے تمام اشخاص ان کی کتب اسمائے رجال کی تصریح کے مطابق اگر اہل سنت سچے، راستباز، صحیح حافظہ والے ثابت ہو جائیں تو پھر بے دھڑک ان پر ایسی روایات کو بطور الزام پیش کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر سند میں ایک راوی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

بھی بدمذہب جھوٹا، سئی الحفظ، دھوکا دینے والا ثابت ہو جائے۔ تو اس روایت کو الزام دینے والے کے گلے میں لٹکا دیتے ہیں کیونکہ ان کا مذہب اس قسم کی روایات پر مبنی نہیں۔ فرض بھی کرلیں کہ اس قسم کی روایات اہل سنت کی کتابوں میں کسی تقیہ باز کی کرم فرمائی کی وجہ سے درج ہوں۔ مگر ان کی نگاہ امتیاز سے ہر وقت بچنا چاہئے۔ اِتَّقُوْا مِنْ فِرَاسَةِ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ (مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے) بلکہ اہل سنت کے ہاں روایت کی جانچ پڑتال کے لئے علم الاسناد کے علاوہ حدیث متواترہ اور قرآن کریم بھی ہے۔ کہ جو روایت قرآن حکیم اور احادیث متواترہ کے برخلاف ہوگی۔ اس کو ناقابل عمل و ناقابل تسلیم کا درجہ دیتے ہیں۔ خواہ ایسی روایت کی سند کے متعلق کسی قسم کا تبصرہ نہ بھی کیا گیا ہو۔ غرضیکہ صداقت و سچائی و راست بازی کا پورا پورا خیال رکھتے ہیں۔ اور اسی کو ہر روایت و درایت کا مبنی علیہ یقین کرتے ہیں۔ اور اسی پر ان کے مذہب کی بنا ہے۔

کاش اہل تشیع بھی کم از کم ایسے لوگوں کی روایت پر عمل نہ کرتے۔ جن کو ائمہ صادقین نے ان کی اپنی کتابوں میں کذاب (بڑا جھوٹا) وضاع (من گھڑت) روایتیں گھڑنے کا بہت زیادہ عادی و لعنتی وغیرہ کلمات کے ساتھ سرفراز فرمایا۔ تو مجھے یقین کامل ہے کہ شیعہ سنی نزاع دیکھنے میں نہ آتا۔ مثلاً اہل تشیع کی مخصوص روایتوں کے راویوں کو رجاء الکشی وغیرہ میں دیکھئے اور میری اس گزارش کی تصدیق کیجئے اور جن راویوں کے متعلق ائمہ معصومین نے مذکورہ بالا کلمات نہیں فرمائے۔ تو ان کی روایتیں کلیتہً نہیں تو بالاکثریت اہل السنّت والجماعت سے ملتی جلتی ہیں جن کو بغرض خیر خواہی اہل تشیع کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے اور باقی علماء حضرات بھی پیش کرتے رہتے ہیں۔

نماز جنازہ میں تکبیریں

عقائد کے متعلق تو نمونہ کے طور پر بعض روایتیں پیش کی گئی ہیں۔ اعمال کے متعلق بھی ایک روایت مثال کے طور پر پیش کی جاتی ہے جو نماز جنازہ میں تکبیروں کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

تعداد کے بارے میں فروع کافی جلد ا صفحہ ۹۵ پر درج ہے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ اُمِّهٖ اُمِّ سَلْمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِاللّٰهِ علیه السلام یَقُوْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ اِذَا صَلّٰی عَلٰی مَیِّتٍ کَبَّرَ وَتَشَهَّدَ ثُمَّ کَبَّرَ ثُمَّ صَلّٰی عَلَی الْاَنْبِیَاءِ وَدَعَا ثُمَّ کَبَّرَ الرَّابِعَةَ وَدَعَا لِلْمَیِّتِ ثُمَّ کَبَّرَوَا نصَرَفَ فَلَمَّا نَهَی اللّٰهُ عزوجل عَنِ الصَّلٰوةِ عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ کَبَّرَ وَتَشَهَّدَ ثُمَّ کَبَّرَ وَ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّیْنَ صلی اللّٰه علیهم وسلم ثُمَّ کَبَّرَ فَدَعَا لِلْمُؤْمِنِیْنَ ثُمَّ کَبَّرَ وَانْصَرَفَ وَلَمْ یَدْعُ لِلْمَیِّتِ

یعنی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے بھانجے حضرت محمد ابن مہاجر، اپنی والدہ ماجدہ سے روایت فرماتے ہیں کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ "شروع میں" جب میت پر نماز جنازہ پڑھتے تھے تو تکبیر کہتے تھے۔ پھر شہادت پڑھتے تھے پھر تکبیر کے بعد انبیاء علیہم السلام پر درود شریف پڑھتے تھے اور دعا مانگتے تھے۔ پھر چوتھی تکبیر کے بعد میت پر دعا مانگتے تھے۔ پھر پانچویں تکبیر کے بعد سلام پھیرتے تھے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو منافقوں پر نماز جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا تو اس کے بعد ہمیشہ جنازہ میں چار تکبیریں پڑھتے تھے اس ترکیب کے ساتھ کہ پہلی تکبیر کے بعد شہادت دوسری تکبیر کے بعد درود شریف تیسری تکبیر کے بعد مومنین (احیاء و اموات) کیلئے دعا فرماتے تھے۔ پھر چوتھی تکبیر کہہ کر سلام پھیرتے تھے۔ ۱۲

اب منافقوں پر پانچ تکبیریں اور مومنین پر چار تکبیریں پڑھا جانا ائمہ معصومین کی روایت سے کس طرح واضح ہے اور امام عالی مقام کی روایت سے روز روشن سے بھی زیادہ واضح ہوگیا کہ جب منافقین پر نماز جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا گیا تو اس کے بعد ہمیشہ چار تکبیریں ہی پڑھی جاتی تھیں۔ منافقوں پر نماز جنازہ پڑھنے سے اس آیت

www.waseemziyai.com
MARKAZUL-OLOOM-IL ISLAMIA ACADEMY

کریمہ کے ذریعہ منع فرمایا گیا۔ **ولا تصل علی احد منھم مات ابدا** (کہ اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول (ﷺ) آپ کبھی کسی منافق پر نمازجنازہ نہ پڑھیں) اب اہل تشیع نے جو پانچ تکبیریں اپنے مذہب میں رائج کر رکھی ہیں اس کی یہی وجہ سمجھ میں آسکتی ہے کہ اہل تشیع کے اسلاف نے اپنے میتوں پر جو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ تو اسی کو اپنالیا اور جب منافقین پر نماز جنازہ ممنوع ہوئی تو اہل تشیع کے اسلاف حسب ارشاد باری عزاسمہ **ولتعرفنھم بسیماھم** تقیہ کے پردے میں نہ چھپ سکنے کی وجہ سے غالباً غیر حاضر رہتے ہوں گے۔ اسی لئے جو انہوں نے آنکھوں سے نہیں دیکھی۔ اس کو جائز نہ سمجھا تاہم ائمہ صادقین کے ارشاد پر ان کو اور نہیں تو تقیۃً ایمان لانا چاہئے تھا اور بظاہر اس پر عمل کرتے ہوئے چار تکبیریں ہی نماز جنازہ میں پڑھتے مگر منشی قضاء و قدر نے ان دو قسموں کی نماز جنازہ کو دونوں فرقوں کی قسمت میں الگ الگ لکھ دیا ہے۔ ورنہ مومنین پر چار تکبیر والی نماز جنازہ خود اہل تشیع کی معتبر ترین کتاب کافی میں ائمہ معصومین سے مروی ہے اور اسی پر ہمیشہ کا معمول رہنا فرمایا گیا ہے جیسا کہ امام جعفر صادق کی حدیث میں واضح طور پر موجود ہے جو ابھی بیان ہو چکی ہے اب تقدیر کو تدبیر کیسے بدل سکتی ہے۔

ائمہ معصومین کے صاحبزادوں کے اسماء گرامی

یہ بات بھی غور طلب ہے کہ ائمہ معصومین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنے فرزندوں دلبندوں کے نام مبارک ابو بکر، عمر، عثمان رکھے ہیں۔ اور اہل تشیع کی تقریباً ہر کتاب میں جہاں بھی ائمہ معصومین کی اولاد معصومین کا بیان اور ان کے اسمائے گرامی کا ذکر آتا ہے۔ یہ حقیقت واضح ہے۔

جلاء العیون مصنفہ باقر مجلسی میں بالتصریح موجود ہے۔ اور کشف الغمہ صفحہ ۱۳۲، ۲۲۴ پر حضرت سیدنا امام عالی مقام علی کرم اللہ وجہہ کے ایک صاحبزادے صاحب کا نام مبارک ابو بکر دوسرے کا نام مبارک عمر، تیسرے کا نام مبارک عثمان، موجود ہے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

اور یہ بھی تصریح ہے کہ یہ تینوں حضرات اپنے بھائی کے ساتھ میدان کربلا میں شہید ہوئے۔ جلاء العیون میں ہے کہ امام عالی مقام شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک فرزند کا نام عمر ہے جو علی اکبر کے نام سے مشہور تھے۔ کشف الغمہ صفحہ ۱۷۱ میں ہے کہ امام عالی مقام سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے ایک صاحبزادہ صاحب کا نام مبارک ابو بکر دوسرے کا نام مبارک عمر ہے۔ کشف الغمہ صفحہ ۲۰۰ میں ہے کہ امام عالی مقام سیدنا علی بن الحسین زین العابدین رضی اللہ عنہم کے ایک صاحبزادے صاحب کا نام مبارک عمر ہے کشف الغمہ صفحہ ۲۴۳ میں امام عالی مقام ابو الحسن موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے صاحب کا نام مبارک ابو بکر ہے۔ دوسرے کا نام عمر ہے۔

وقت تحریر چونکہ میرے پاس جلاء العیون موجود نہیں ورنہ اس کے صفحات بھی درج کرتا۔ صفحات یاد نہیں ہیں۔ علماء حضرات کتاب دیکھ کر صفحات لگالیں۔

کتاب ناسخ التواریخ میں ہر ایک امام کے فرزندوں کے نام اور ان کے فرزندوں کے فرزندوں کے نام حتیٰ کہ کئی پشتوں تک ابو بکر، عمر، عثمان ہیں۔

اب جن مقدس ہستیوں نے اپنے دلبندوں کے نام ابو بکر، عمر، عثمان رکھے تھے۔ بہر صورت وہی ہستیاں ان کے مراتب اور فضائل سے زیادہ واقف ہو سکتی ہیں نہ کہ ساڑھے تیرہ سو سال کے بعد آنے والے لوگ۔ (اور اگر گستاخی نہ ہو) تو ایسے لوگ جو قرآن کریم کی کسی آیت کا صحیح ترجمہ کرنا تو کجا خود صحیح تلاوت کرنے سے بھی نابلد ہیں۔ علوم عربیہ پر مہارت تو بڑی دور کی چیز ہے۔ نام کے واقف بھی نہیں تو ایسے لوگوں کو یہ حق کہاں سے پہنچتا ہے؟ کہ ائمہ دین کے واضح طرز عمل کے خلاف ان تصریحات کے مناقض و برعکس خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اعلیٰ وارفع شان کے متعلق کوئی نظریہ قائم کریں اور اسی من گھڑت عقیدے کے تحت اللہ کے مقبولوں کے نام لے کر ان کے حق میں سب بکنا عبادت تصور کریں اتنا تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اپنی اولاد کا نام بہتر سے بہتر رکھا جاتا ہے۔ آئندہ اولاد کی

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

قسمت --- نام رکھنے میں تو ایک غریب سے غریب آدمی بھی بچے کا نام شاہجہان رکھنا ہی پسند کرتا ہے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا کہ کسی نے بھی اپنے فرزند دلبند کا نام ایسا رکھا ہو جس کو وہ برا مانتا ہے۔ مثال کے طور پر کوئی بڑے سے بڑا محب اپنے لڑکے کا نام ابن زیاد یا شمر، یزید وغیرہ نہیں رکھ سکتا۔ تو تمام ائمہ کرام اپنے فرزندوں، امام زادوں کے نام ایسے کیوں رکھ سکتے تھے جن کو وہ اچھا نہ جانتے ہوں۔ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک ابو بکر، عمر، عثمان انتہادرجہ فضل وکمال، تقدس اور رفعت شان پر فائض ہستیاں تھیں جیسا کہ پہلے اوراق میں ائمہ معصومین کی تصریحات کو بطور نمونہ پیش بھی کر چکا ہوں۔

برے نام سے اجتناب

اگرچہ اہل عقل کے نزدیک ائمہ معصومین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اپنے فرزندوں کا نام ان مقدس ہستیوں کے نام پہ رکھنا ان کے علو مرتبت و رفعت شان کیلئے بڑی زبردست دلیل ہو سکتی ہے۔ مگر ہم یہ بھی بتائے دیتے ہیں کہ اہل تشیع کی معتبر ترین کتابوں میں یہ تصریح بھی موجود ہے کہ ائمہ طاہرین کے نزدیک کسی ایسے آدمی کا نام اپنی اولاد کیلئے تجویز کرنا جس پر اللہ تعالیٰ خوش نہ ہو یہ ہرگز جائز نہیں۔ مثال کے طور پر کشف الغمہ صفحہ ۲۴۴ جہاں حضرت امام ابوالحسن موسیٰ رضا اور امام جعفر صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں اپنے ایک شیعہ یعقوب سراج کو حکم دے رہے ہیں۔ کہ کل جو تو نے اپنی لڑکی کا نام رکھا ہے۔ جلد اس کو بدل لو کیونکہ یہ ایسے آدمی کا نام ہے جس پر خدا خوش نہیں۔ تو جو دوسروں کی اولاد کا نام بدلنے کا حکم دے رہے ہیں وہ اپنے فرزندوں کے نام ایسے کیوں تجویز کرتے جو اللہ کے پیارے نہیں تھے اور جن کو وہ بہتر نہیں جانتے تھے۔

عجیب لطیفہ

کئی دوستوں نے ایک عجیب لطیفہ سنایا کہ شہر سرگودھا میں ایک آنکھوں کے ڈاکٹر ہیں جن کے پاس جب کوئی ایسا مریض جاتا ہے جس کا نام صدیق یا عمر یا عثمان ہو تو پہلے

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

تو اس کو زیر علاج رکھنے سے ہی انکار کر دیتے ہیں۔ اور اگر کوئی نا قابل رد سفارش لے جاتا ہے تو پھر اس غریب کو ہمیشہ کیلئے آنکھ کے مرض سے بے نیاز کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس قسم کے آئی سپیشلسٹ محبِ ائمہ معصومین کے زمانہ میں علاج کی خدمات پیش نہ کر سکے ورنہ ان کا نور دیدۂ ائمہ کے ساتھ بھی یہی سلوک ناگزیر تھا جونہی وہ مقدس ہستیاں اپنا نام ابو بکر یا عمر یا عثمان بتاتیں ادھر دستِ محبت شانِ محبت کا مظاہرہ کر گزرتا۔ ایسے ڈاکٹر صاحب کا یہ نظریہ بھی خارج از حکمت نہیں کیونکہ ابو بکر و عمر، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آنکھ کے ساتھ نسبت بھی تو ہے۔ دیکھئے اہل تشیع کی معتبر ترین کتاب معانی الاخبار مطبوعہ ایران صفحہ ۱۱۰ جہاں امام عالی مقام امام حسن رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر میری آنکھ ہے عمر میرے گوش مبارک ہیں عثمان میرا دل منور ہے اور تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام مطبوعہ ایران صفحہ ۱۶۴و۱۶۵ کہ جہاں حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ابو بکر بمنزلہ میری آنکھ کے ہے تو ایسی صورت میں محبت و تولی کا سارا مظاہرہ آنکھ ہی کے متعلق پیش کرنا زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔

وائے افسوس!

حضرت انتہائی تعجب ہوتا ہے کہ جو لوگ اپنے روزمرہ مشغلہ کے متعلق بھی تاریخ سے اس قدر بے خبر ہیں کہ ان کو ائمہ معصومین کے نام تک معلوم نہیں ان کے واضح ترین طرز حیات و تصریحات اور لائحہ عمل تو در کنار محض جہالت پر مبنی ایک خود ساختہ دھرم پر کیوں اتر آتے ہیں چونکہ صاحب کشف الغمہ نے اہل السنت والجماعت کے متعلق بڑے شد و مد کے ساتھ اتہام باندھا تھا۔ کہ وہ ائمہ معصومین کی روایات کو نہیں مانتے۔ اسی خوف سے میں نے اہل تشیع ہی کی معتبر ترین کتابوں کو حاصل کیا اور ان سے صرف وہی روایتیں جو ائمہ طاہرین معصومین سے ہیں اور جن کے متعلق یقین کامل ہے کہ محبت و تولی کا دم بھرنے والے ایسی روایتوں کو سر آنکھوں پر رکھیں گے اور

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

دیکھتے ہی ایمان لائیں گے۔ اہل عقل وانصاف کی خدمت میں پیش کی ہیں۔
یہ رسالہ گویا کلمۃ باقیہ ہے اللہ تعالٰی منظور فرمائے اور اپنے مقبولین کے طفیل اہل انصاف ودانش کو اس سے ہدایت بخشے اور مجھ غریب کو جزائے خیر سے سرفراز فرما دے۔ آمین ثم آمین۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

فقیر محمد قمرالدین سیالوی غفراللہ لہ
سجادہ نشین آستانہ اقدس سیال شریف (ضلع سرگودھا)
بتاریخ ۱۸۔ ربیع الآخر ۱۳۷۷ھ یوم الاثنین

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

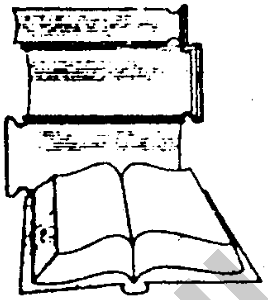

اهل علم کیلئے
عظیم علمی پیشکش

آیات احکام کی تفسیر و تشریح پر مشتمل عصر حاضر کے یگانہ روزگار اور معتبر عالم دین

حضرت علامہ سید سعادت علی قادری نے

قلم سے نکلا ہوا عظیم علمی شاہکار

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

۲ جلدیں

خصوصیات

- زندگی کے تمام شعبوں اور عصر حاضر کے جملہ مسائل کا حل
- متلاشیان علم کے لئے ایک بہترین علمی ذخیرہ
- مقررین و واعظین کیلئے بیش قیمت خزانہ
- ہر گھر کی ضرورت اور ہر فرد کیلئے یکساں مفید

آج ہی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور ۔ کراچی ○ پاکستان

www.waseemziyai.com
MARKAZ UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OOMIL ISLAMIA ACADEMY

خوشخبری

مشہور ومعروف محدث ومفسر حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

کا عظیم شاہکار

تفسیر ابن کثیر 4 جلد

جس کا جدید اور مکمل اردو ترجمہ ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف نے اپنے نامور فضلاء

مولانا محمد اکرم الازہری، مولانا محمد سعید الازہری اور

مولانا محمد الطاف حسین الازہری سے اپنی نگرانی میں کروایا ہے۔

چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے۔ آج ہی طلب فرمائیں۔

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی۔ پاکستان

فون:۔ 7220479 -042-7221953 فیکس:۔ 042-7238010

042-7247350-7225085

021-2212011-2630411

کتابِ رشد و ہدایت کی ہمہ گیر آفاقی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے

نور و سرور اور جذبہ حب رسول ﷺ پر مبنی آیات احکام کی مفصل وضاحت

اردو زبان میں پہلی مرتبہ

تفسیر احکام القرآن

مفسر قرآن، علامہ مفتی محمد جلال الدین قادری

آیات احکام کا مفصل لغوی و تفسیری حل امہات کتب تفسیر کی روشنی میں

مفسرین کی تصریحات کے مطابق پیش کیا گیا۔

اس لئے یہ کتاب طلباء، علماء، وکلاء، ججز

اور عوام وخواص کے لئے قیمتی سرمایہ

آج ہی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی۔ پاکستان

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-OLOOMIL ISLAMIA ACADEMY

August-2018

اہلسنت وجماعت کا قرآن وسنت کا عظیم ادارہ۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی

جہاں اسلامی اور عصری علوم کا عظیم امتزاج

مختصر تعارف

طلباء

شعبہ حفظ: 145
شعبہ ناظرہ: 200
درسِ نظامی: 105
شعبہِ تجوید: 11

اور انہی شعبہ جات میں سے 400 سے زائد طلباء اسکول کی تعلیم انٹر تک حاصل کر رہے ہیں نیز کم و بیش 100 طلباء مدرسہ میں رہائش پذیر ہیں جن کے طعام وقیام اور میڈیکل کا خرچ مدرسہ برداشت کرتا ہے۔

مدرسہ کا اسٹاف

شعبہ حفظ وناظرہ: 14 اساتذہ
شعبہ درسِ نظامی وتجوید: 10 اساتذہ
شعبہ عصری علوم (اسکول): 11 اساتذہ
باورچی: 2
خادم: 4
چوکیدار: 2

کل طلباء کم وبیش 461 اور پورا اسٹاف 43 افراد پر مشتمل ہے۔

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

DONATION
HABIB BANK LTD.BARNESS STREET BRANCH
ACC TITLE:MARKAZ UL ALOOM ISLAMIA(TRUST)
ACC NO:00500025657003 - branchcode:0050

f @markazuloloom
waseem ziyai
www.waseemziyai.com

ناشر

مکتبہ برکات المدینہ

جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد کراچی

فون: 0213-4124141 / 0335-2251682

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

www.waseemziyai.com

www.waseemziyai.com
MARKAZ-UL-ULOOM-IL ISLAMIA ACADEMY